

سوانح اقدس حضرت سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
حصہ اول - -

جلد دوم - ارسہ تاملہ حسین اقامت اس تہائیس حلامت، اتاعت اسلام  
اتطامات مدہی، تکمیل تربیت، تحالو دواع، وفات، تامل و احلاق و عادات کی تفصیل  
اور ارواح و اولاد کا مختصر ذکر ہے

تالیف

حجۃ الملوہ والدین شمس البطل و علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ  
المتوفی ۲۸ دیکھ ۱۳۳۲ھ بحری

تبع اسماہ کما

سید سلیمان ندوی

بامام مولانا سید علی حسام الدین

مطبع معارف شہر عظیم گڑھین چھٹی

طبعی رسم کہنوی

اور دروازہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع ہوئی

علم شان حسن بھری



سوانح اقدس حضرت سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
حصہ اول

مجلد دوم ارسہ تار اللہ حسین اقامت اس تائیس حیات، اشاعت اسلام  
اسطوانات مہدی تکمیل تسریع، تحالودواع، وفات، تنہاں واحلاق وعادات کی تفصیل

ادوار روح و اولاد کا محضر ذکر ہے

تالیف  
حجۃ اللہ والیدین شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ علیہ

المطبع ۳۸ دیکھ ۱۳۳۲ھ ہجری

مع اصا در و تکملہ

سید سلیمان ندوی

ماہام مولوی سرمد علی صاحب مدنی

مطبع بہار ف شہر اعظم گڑھ دین جھڑی

اور در و دار الصحن اعظم گڑھ سے سالک مولیٰ

لہذا اعجاز قسم

۱۳۳۳ھ

علم اسحاق سن



سم السد الرحمل الرحیم

## دیباچہ سیرۃ نبوی مجلد دوم

سیرۃ نبوی جلد اول ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۵ء) کے واسط میں تلّٰع ہوئی تھی، اب جلد دوم ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) کے واسط میں تلّٰع ہوتی ہے تاہم کا تقاضا ہے کہ جلد سے جلد اس کی حلدیں تلّٰع ہوتی رہیں، لیکن شاید اس مشکلات کا اں کو علم نہیں جو عالمگیر جنگ نے زندگی کے ہر لمحہ میں پیدا کر دی ہیں، گو ایک سال سے زیادہ ہوا کہ جنگ کا عملہ حاتمہ ہو گیا، لیکن ما میں ہمہ حقیقت یہ ہے کہ صلح کا آغاز نہیں ہوا، اور اس حاتمہ جنگ سے زندگی کے مشکلات میں ایک درجہ کمی نہیں ہوئی، جلد اول کے تکلیف دہ تحریر کے بعد یہ طے کر لیا گیا تھا کہ دوسری جلد کو قطع معارف میں جیسے گی لیکن شکل یہ تھی کہ ہمارے پاس تین نہ تھی، ٹری ملاش و تحوے ستیں ہاتھ آئی، تو کاہ کا قوط لٹرایا جلد اول میں جس اصاف کے کا عد لگ چکے تھے، اُن کا ملاد توار ہو گیا، دسی کا عد کے ۲۰۰ بھی سیک وقفہ ملے، یہ وقت کسی طرح ختم ہوئی تو لوح (ڈائل ریج) کے کا عد کی مکمل ٹری، لکھو سے لیکر کلکتہ اور دسی تک کے کا ر حائے جہاں مارے گئے مگر حاطوہ کا عد دسیا ہوا، آخر جو بھی مل سکا اور طرح بھی سایہ جلد اصام کو بھیجی، والحمد للہ علی دلائہ، پہلی جلد موب کے یہ آتوب عد غزوات نیز تلّٰع تھی، اور دوسری جلد موب کی سہ سالہ اس کی رنگی کی تاریخ ہو، موت کی ست ۳۰ سالہ زندگی میں پہلی جلد میں سال کے کاراموں کا مجموعہ تھی، اور یہ جلد بقیہ آخری تین سال کے واقعات کا حیرہ ہے، اور اس کے بعد اخلاق و تامل سر لہیہ اور ارواح مطہرات و اولاد کرام کا تذکرہ ہے

مصنف مرحوم کی وفات کے سبب اس جلد کا تمام ملی سرمایہ میرے ہاتھ آیا تو مجھے اس میں بہت سے ابواب کی کمی محسوس ہوئی، جس کے اصاف کے بعد یہ جلد مایہ تمام لٹرائی تھی لیکن مصنف کے مسودہ میں اصاف کی بہت کم تھی

تھی، آخر کار مدت کے جیسے جس کے بعد میں نے طے کر لیا کہ اں کو لکھا ہی جائیے، حیدرور کے بعد مجھے اتفاقاً مولانا کے ہاتھ کی ایک یادداشت ملی، جو وفات سے یارح ماہ میترا ایک مہینہ میں لکھی تھی، اُس کا عنوان 'یادداشت اخیر' تھا، اُس یادداشت کو پڑھ کر میری مسرت کی اسما نہیں رہی جس میں نے یہ دیکھا کہ جس ادب کو میں ضروری سمجھتا تھا مصنف مرحوم نے بھی اسی آخری یادداشت میں اسکا اصابہ ضروری قرار دیا تھا، اور گویا وہ ایک وصیت نامہ تھا، جس کو مرتبہ عیسائی اُن کے دست و قلم سے میری تسلی کے لیے پہلے ہی لکھوا دیا تھا

حلیٰ ایس عہدہ ہم اردو سے نگار آخر تند

احلاق کے ماں کو مصنف مرحوم نے تجلیل کو ہمیں سہجایا تھا بہت سے عوامات سادہ بھی بہت سے عوامات کو شروع کر کے آئندہ اصابہ کے لیے مآتمام بصورتِ مباحص جھوڑ دیا تھا، حانع نے اں کو لکھ کر بطور تکملہ کتاب میں شامل کر دیا بہت سے ضروری حوائی بھی حانکا ٹھائے گئے ہیں حایچہ صسا کہ حلاول کے دیا حیحہ میں ذکر کر دیا گیا ہے اصابہ اور تکملہ اور حوائی کی تمام عمارتیں ہلالیں کے اندر کر دی گئی ہیں، ماکہ مصنف اور حانع کی عمارتیں ماہم محتط ہوںے یا نہیں

حانع

سید سلیمان ندوی

## فہرست مضامین سیرۃ النبی حصہ دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵	اسلاح میں الناس	۲۸	مومنین		اسلام کی اہل کی زندگی
۵۲	کتاب	۳	موسعد		۱ - ۱۱۷
۵۴	حکام اور ولایت	۳۱	اسیر	۱	قیام امن
۵۵	حکام کا امحاء	۳۲	دوس	۵	عرب کی عام مہاسی
۵۶	محصلین رکوعہ و حریم		موجات میں کعب	۴	سرونی حطرات
۶	نصاۃ	۱	طے		ہودیوں کی قوت
	نویس	۳۳	عدی میں حام	۵	ال کے اسدا کی مہاسر
۱	حساد	۳۴	لہف	۹	اشاعت اسلام
۵	عز و قوموں سے معادے	۳۷	محرال	۱۳	مکہ میں اشاعت اسلام
۶۲	اصناف محاصل و مخارج	۳۹	موسعد		ادس و حرج کا اسلام
۶۴	حاکمیں اور امانہ دہرموں کی آمادی		موسعد		مدسہ میں اشاعت اسلام
۶۷	مدہسی انتظامات	۴۰	کدہ		مد کے بعد بعض درسوں کا اسلام
	دعاۃ اور تعلیم اسلام		عبدالقیس	۱۴	مدسہ کا اسلام
۶۸	ال کی تعلیم و تربیت	۴۱	موسعد میں معصہ		اسحق کا اسلام
۷۱	مساحہ کی تعمیر	۴۲	حمزہ و عہدہ کی سفارت		حمزہ کا اسلام
۷۵	ائمہ مہار کا تقرر	۴۳	تاسیس حکومت الہی	۱۶	دعاہ کا تقرر
۷۷	مؤدس	۴۴	(اسلامی حکومت کی عرص و عاص	۱	دعاۃ کے نام
۷۸	تاسیس تکمیل شریعت	۴۶	اسلام مکی	۱۹	معامات دعوت
۷۹	اسلام کے اکر در اقص تدریج تکمیل کو پہنچیں		امیر العسکری	۲	میں
۸	عقائد اور اسلام کی اصول و دلیلیں	۴۷	امراء	۲۳	محرال
	عقائد		فصل نصاۃ	۲۴	محرین
۳	عمادات	۱	لوفعات و درامس	۲۶	عمال
۸۴	طہارت	۴	مہامداری		حد و سام
۸۵	تیمم	۴۹	عمادہ مرضی	۱۷	وہود عرب
۸۷	مہار جمعہ اور عہدیں	۱	احصاء	۲۸	مہاسر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۲	حوسو کا استعمال	۱۴۳	دباب	۸۹	سار
	لطافت لیدی		تھرو کیس	۹۲	صلوہ جو
۱۶۴	سواری کا سبق		متروکات	۹۳	رورہ
"	اسب دوانی		۱۵۴-۱۴۶	۹۵	رکوعہ
	معمولات	۱۴۶	رہس	۹۷	حج
	۱۷۶ ۱۷۶	۱۴۷	حانور	۹۸	حج کے اصلاحات
۱۶۶	صبح سے سام تک کے معمولات	۱۴۹	اسلمہ	۱۱	معاملات
	حجاب	۱۵	آنا سرکہ	"	وراست
۱۶۷	عماد سار	۱۵۱	مسکن مارک	۱۳	وصیب
۱۶	معمولات مار	۱۵۳	وانہ	۱۴	وصف
۱۷	معمولات خطہ		۲ حادام خاص	۱۵	کاج و طلاق
۱۷۱	معمولات سفر		شامل	"	حدود و تعزیرات
۱۷۳	معمولات حمار		۱۵۵ - ۱۶۵	۱۱	حلال و حرام
۱۷۴	معمولات عماد و عرا	۱۵۵	حلۃ اقدس		ماکولات میں حلال و حرام
	معمولات ملاقات	۱۵۶	مہربوب	۱۱۲	سراپ کی حرمت
۱۷۶	معمولات عامہ		موتے مارک	۱۱۵	سوڈ کی حرمت
	مجالس تنوی		رمسار		سلمہ
	۱۸۴ ۱۷۷	۱۵۷	گفگو		سال اخیر حجۃ الوداع، اختتام
۱۷۷	دربار نبوت		حسدہ و سہم		فرض نبوت، ۱۱۸ - ۱۳۲
۱۷۸	مجالس ارساد	"	لناس	۱۱۹	حجۃ الوداع
۱۷۹	آداب مجلس	۱۵۹	انگوٹھی	۱۲۱	خطۃ نبوی اور اصول سرگت کا اعلان عام
۱۸	ادفات مجلس	"	خود دورہ		سلمہ
۱۸۱	عورتوں کے لیے مخصوص مجلس	"	عدا اور طریقہ طعام		وفات
۱۸۲	طریقہ ارساد	۱۶	معمولات طعام		۱۳۳ - ۱۴۵
۱۸۳	مجالس میں گفگو وراجی	۱۶۱	حوس لناسی	۱۳۵	علائب کی ارساد
۱۸۴	مصن صحت	"	مرغوب رنگ	۱۳۷	وطاس کا واقعہ
		"	نامرغوب رنگ	۱۳۸	آنحضرت صلیم کا آخری خطہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۷	عزیز کے ساتھ محبت و رفق	۲۴۸	اسرار		<b>خطات نبوی</b>
۳	دشمنانِ حال سے عفو و درگزر	۲۵	مہمان نوازی		۱۹۷-۱۸۵
۳۲	دشمنوں کے حق میں دعائے حر	۲۵۲	گداگری اور سوال سے نفرت	۱۸۵	طرزِ مال
۳۴	بھول رخصت	۲۵۳	صدقہ سے رہبر	۱۶	خطات کی نوعیت
۳۶	علامہ رفق	۲۵۴	تجھے رسول کرا	۱۹۴	اراکری
۳	مسدود کے ساتھ رباؤ	۲۵۵	تجھے دما		<b>عبادات نبوی</b>
۳۱۱	حوانات و رحم		عدم متبول احسان		۲۲۶-۱۹۸
۳۱۲	رحمت و محبت عام	۲۵۶	عدم سد	۱۹۸	دعا اور سار
۳۱۳	رشتہ اصلی	۲۵	نصف مالد تھا،	۲۳	رورہ
۳۱۵	عبادت و لغت	۲۶	عجب حوئی اور مداحی کی مالدگی	۲۵	رکوة
۳۱۷	لطیف طبع	۲۶۱	سادگی اور بے تکلفی		حج
۳۱۸	ادلاوت سے محبت		امارت سد سے احسان	۲۶	دوام ذکر الہی
	<b>ازواجِ مطہرات</b>	۲۶۵	مساوات	۲۷	دوق و سون
	۳۳۶-۳۲۱	۲۶۷	نواضع	۲	سداں حج میں مالدی
۳۲۱	حصر حد مکہ م	۲۶۹	عظیم و سیاح کی مالدگی	۲۱۱	حسب آئینی
۳۲۲	حصر سوڈہ	۲۷۱	سرم و حما	۲۱۳	گریہ و شکا
۳۲۴	حصر عائشہ	۲۷۲	ایسے ہاتھ سے کام کرا	۲۱۴	محبت الہی
۳۲۶	حصر حصہ	۲۷۳	دوسروں کے کام کر دسا	۲۱۷	لوکل علی اللہ
۳۲۷	ریٹ ام المساکین	۲۷۴	عزم و استعلا	۲۲۱	صرد و سکر
۳۲۸	حصر ام سلمہ	۲۷۶	سیاح		<b>اخلاق نبوی</b>
۳۳۱	حصر رستم	۲۷۷	راس گھاری		۳۲-۲۲۷
۳۳۲	حصر حور	۲۷۹	ایفاء عہد	۲۲	اخلاق نبوی کا جامع سال
۳۳۳	حصر ام حبیبہ	۲۸۰	رہد و فاع	۲۳	مراومت علی
۳۳۴	حصر مموہ	۲۸۳	عفو و عفو	۲۳۲	حسن جلی
۳۳۵	حصر صفیہ	۲۸۸	دشمنوں سے عفو و درگزر اور حسن سلوک	۲۳۸	حسن معاملہ
		۲۹۲	کھارا اور سرکس کے ساتھ رباؤ	۲۴۱	عدل و انصاف
		۲۹۵	ہود و نصاری کے ساتھ رباؤ	۲۴۵	خود و سجا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۵	معاصر کے خدمت و انعامات	۳۴	حصر ام کلوم ۴		اولاد
	ارواحِ مطہرات اور اہل و عیال کی سادہ	۳۴۱	حصر فاطمہ الزہراء ۴	۳۳۷ ۳۳۴ ۳۳۳	
۳۴۹	رندگی	۳۴۳	حصر ابراہیم ۴		اولاد کی تعداد
۳۵۱	اہل و عیال کے مصارف کا اسظام		ارواحِ مطہرات کے ساتھ معاشرت	۳۳۷	حصر فاسم ۴
			۳۴۵-۳۵۱	۳۳۲	حصر رس ۴
				۳۴۲	حصر قمر ۴

# اسلام کی اہن کی زندگی

سہ ماہیہ

قیام امن، اشاعت اسلام، تائیس خلافت، اور

قیام امن

دگدگتہ آواہ کے بڑھنے کے بعد حقیقت محتاج یاں ہیں ہستی کہ اس وقت تک کو مٹری صلاحیت واستعداد کے رُوسے عرب کا درہ درہ سارہ تھا، لیکن وہ کسی ایک نظام تہسی کے تابع نہ تھا، تمام حریرہ عرب، ایک واحد ملک، اور ایک متحد قوم تھا، تاہم نہ تو کبھی تاریخ نے اس کے ملکی وقومی اتحاد کا نشان دیا، اور نہ سیاسی حیثیت سے کسی راہ میں تمام عرب ایک یریم کے نیچے جمع ہوا، جس طرح گھر گھر کا الگ الگ حد تھا، اُسی طرح قبیلہ قبیلہ کے حد آئیں تھے، حوالی عرب میں حمیری، آووا، اور آقیال کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں، تہالی عرب میں، بحر قنقل، تینساں، ارد، قصاصہ، کدہ، لحم، حدام، موحیہ، طے، اسد، ہوارل، عطفال، اوس، حررخ، قیف، اور قریش وغیرہ کی الگ الگ ٹولیاں تھیں، حوالہ رات ماہی حوالہ حسیوں میں مستل ہستی تھیں، مگر قنقل کی حمل سالہ جنگ کا اہی اہی حاتمہ ہوا تھا، کدہ اور حصر موت کے قبائل کٹ کٹ کر داہو چکے تھے، اوس، وحررخ اور اکر ایسے ایک ایک سردار کو کھو چکے تھے، حاصر، اور اتہر حرم میں موقیس اور قریش کے دریاں حربِ خارجی کا سلسلہ جاری تھا، اور اس طرح تمام ملک



معرکہ کاررار سا ہوا تھا،

ہیٹڑوں اور صحراؤں میں خود مختار حرائمِ میتیہ قائل آباد تھے، تمام ملک قتل، عازتگری، سہاکی، حوریری کے  
 حطرات میں گھبراتھا، تمام قائل غیر محترم سلسلہ جنگ کی رنج و میں جکڑے ہوئے تھے، انتقام، تار، اور حوں سہاکی سیاسی سیکڑوں  
 اور ہزاروں اتحاص کے قتل کے بعد بھی نہیں بھکتی تھی، ملک کا دریعہ معاش عازتگری کے بعد فقط تجارت تھی، لیکن  
 تجارت کے قافلوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تک گدرا محال تھا، حیرۃ کے عرب بادشاہ اگرچہ تہائی عربتوں  
 میں کافی اثر اور اقتدار رکھتے تھے، تاہم ان کا تجارتی سامان بھی عکاظ کے مارروں میں آسانی نہیں پہنچ سکا  
 تھا، مشہور حج عملاً عمر کے مقدس مہینے تھے، ماہِ اہم لڑائیوں کے حوار کے لیے وہ بھی ٹرھا اور بھی گھٹا دیئے جاتے تھے  
 ابوعلی قانی نے کتاب الامالی میں لکھا ہے۔

و دلائل لہم کالواں کرھوں ان سوا لی      یہ اسلئے کہ وہ سدھیں کرتے تھے کہ میں ہمدھصل  
 علیہم دلائل اسہر لہم کالواں کرھوں ان سوا لی      اُن یر عارت گری کے بعد گدرا محال تھا، لیکن  
 لہم کالواں کرھوں ان سوا لی      اُن کا دریعہ معاش تھا،

ہر ایک حرامِ میتیہ قائل کے دریعہ معاش کے لیے یہی موسم، موسم بہار تھا، مکہ کے آس پاس اسلم و عمار و غیرہ قائل آباد  
 تھے، جو حاجیوں کا اسبابِ حیرانے میں مدد دیتے تھے، طے ہایت ممتاز اور با مقور سیلہ تھا، لیکن درداں طے بھی ایسی تھیں  
 میں اُسے کم لے تھے، سیک اس اسلک اور تالط ترا، عمر کے مشہور شعرا تھے، لیکن اُنکی شاعری کا تاثر سرمایہ صرف ایسی جوڑی اور  
 حیلہ گری کے یُرخ کار مانے تھے،

ملک میں اضطراب اور دھماسی کا یہ حال تھا کہ عبد القیس حمرین کا ایک طاقتور قبیلہ تھا، سہہ تک مصری قائل کے در سے  
 اتھر حرم کے سوا اور مہیسوں میں حمار کا رُوح نہیں کر سکتا تھا، فتح مکہ کے بعد بھی حب ملک میں سکون شروع ہو چکا تھا، مدینہ  
 مکہ تک سفر خطرناک تھا، اور اب بھی لوگ اُن کے ڈانٹے بہتے تھے، ہجرت کی بجائے چھوڑ کے لوگ بھی تمام کے تجارتی قافلے دن ہاڑ

(لے صحیح جاری دکر اسلم و عمار لے صحیح جاری ماب علامات السوء، لے صحیح جاری کتاب الامان لے الوداد و کتاب الادب، ماب المحدث)

ٹوٹے جاتے تھے، یہاں تک کہ کبھی کبھی حدود دارالاسلام کے حیرانگاہوں میں بھی چھاپے مارے جاتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) حب لوگوں کو ملک کے اس واماں کی تجارت دیتے تھے کہ ایک رمانہ آئے گا حب صنعا سے ایک حاتون محل لتیں تہا سفر کریگی، اور حد کے سوا کسی کا اُس کو خوف نہ ہوگا، تو لوگوں کو تحفہ آتا تھا، سہ ماہ میں ایک شخص لے آ کر تکایت کی کہ میرا مال ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، آپ نے فرمایا کہ عقرب وہ رمانہ آئے گا حب مکہ کو قافلہ لے نگہاں کے چاکرے گا، اتنے بڑے ملک میں صرف حرم کی سرزمین ایسی تھی جہاں لوگوں کو اطمینان میسر آسکتا تھا، حد لے قرآن مجید میں اہل مکہ پر ایسا سے بڑا احسان ہی حتمی ہے۔

فَلَمْعًا وَارْتَهَدَ الْيَتِيمَ الَّذِي أَطْعَمَهُ هُمُومِي اُن کو چاہیے، کہ اس گھر کے اُس مالک کو یوحیٰ جس نے

حُوجِ وَآمَهُمْ مِنْ حَوْفٍ (ایلاد) اُن کو بھوک میں کھانا دیا، اور مدامی کو دور کر کے اُن کو اس سستا،

اَوْ كَرِيمًا اَنَا حَلَلًا حَرَمًا اِمَّا تَخْطَفُ النَّاسَ کیا یہ پس دیکھتے کہ ہمے اک اس والا حرم اُن کے لیے سایا، اُن کے

مِنْ حَوْفِهِمْ (عسکوب) ماہر مدامی کا یہ عالم ہو کر اُس کے جا و بطر آدی اُن کیلئے جاتے ہیں

حد دارالاسلام کا کیا حال تھا؟ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) عام المحرم کے بعد تین برس تک متصل تمام قائل کے سامنے ایسے آپ کو بیت کرتے رہے کہ مجھے ایسے اماں میں لیکر صرف اسامو وقع ولاد کو کہ حد کی آوار لوگوں تک بھیجا سکوں لیکن کوئی ہامی نہیں بھرتا تھا، عام مسلمان عرب کی مصائب سانس تک نہیں لے سکتے تھے، تماش اس کے لیے اولیٰ حق و جس کے ریگتاوں میں مارے مارے پھرتے تھے، جو عرب میں رہ گئے تھے وہ ہر مطالم کو مانگوں تھے، قرآن مجید مسلمانوں کی اسی حالت کا ذکر آیتوں میں کرتا ہو،

وَ اذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى الْاَرْضِ یہاں تک کہ تم ملک میں تھوڑے اور کمزور تھے، ڈرتے تھے

لَحَاؤُنَّ اَنْ يَّتَخَطَّكُمْ النَّاسُ (العال) کہ لوگ تم کو ایک لیس،

اسی ملکی سورتس اور لے امی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں کوئی تحریک بھی معی وجود حاطتی وحی تدابیر کے کامیاب نہیں

ہو سکتی تھی، سرورِ عالم کا اصلی دُرس اسلام کی دعوت تھی اور اُس کے لیے تیج و حشر اور فوج و لشکر کی حاجت نہ تھی، لیکن ایک طرف تو دس حملہ پر حملہ کرتے چلے آتے تھے، اور دوسری طرف ہر جگہ دُعاۃ اسلام کی حایں معرصِ خطیں ہتی تھیں، تجارت کے قافلے حیرانِ اہل میں ملک کی معاش کا دار مدار تھا، غیر مومن، جیاجہ افسانہ و تہذیب و اقعات عروتِ سوی کے اسباب و الٰواع میں گدھر چکے ہیں،

ہر حال یہ تو ملک کی اندرونی حالت تھی، بیرونی خطرات بھی کچھ کم نہ تھے، ملک کے تمام سرسبز درجہ صوبے، روم و فارس و عظیم الشان طاقتوں کے ہتھ میں تھے، تقریباً ساٹھ برس سے ایرانی، یس، عمان، اور بحرِ ہس کے مالک س بیٹھے تھے، اور اُن کے زیرِ اقتدار رائے مام عرب و رُسا و حکمران تھے، حدودِ عراق میں آلِ منذر کی حکومت کوٹا کر ایرانیوں نے اندرونِ ملک میں بھی بیتِ قدس شروع کر دی تھی، حجاز میں اسلام کی جو تحریک پھیل رہی تھی، اُس کو بھی وہ اپنے ہی حدود میں سمجھتے تھے، جیسا پچھلے میں تباہ ایران لے یمن کے ایرانی گورنر کو فرما بھیجا تھا کہ ”یسے علام کو جو جار میں مدعی موت ساہی گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو“

رومیوں نے حدودِ تمام پر قصہ کر لیا تھا، آلِ غسان اور چھوٹے چھوٹے عرب و رُسا و جھون لے مدت سے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا، اُنکی ماتحتی قبول کر لی تھی، شہ کے بعد رومی ان عیسائی رُسا کے عرب کی مدد سے مدینہ پر حملہ کی طیاریاں کر رہے تھے، حاکمِ طورِ واقعہ تو ک اور موتہ وغیرہ کی صورت میں ہوا

رومیوں نے دوسری صدی عیسوی میں یہودیوں سے تمام فلسطین کی رائے مام حکومت بھی چھین لی تھی، اور وہ محض حدودِ تمام سے قلبِ حجاز تک پیچھے ہٹ آئے تھے، اور اپنے لیے مدینہ سے تمام تک متصل قلعے تعمیر کر لیے تھے، یہ مقامات اُن کے جنگی استحکامات بھی تھے اور تجارتی گودام بھی، قریطہ، نصیر، قیقاع، حیر، حدک، تیمار، داوی، انصار وغیرہ اُنکی بڑی بڑی جھادیاں تھیں، قرآنِ مجید کے دلائل آیات میں یہودیوں کے انہیں قلعوں کی طرف

لے معمم السداں یا قوت میں ان مقامات کے حالات بڑھو، لے کس معاری ویر میں ان کے حالات دیکھو، بخاری میں الواہ قتل کس اسرب و مانع من حدیث

بیرونی خطرات

یہودیوں کی قوت

اَکُوْمٌ وَرَاعِدٌ رَّحِيْمٌ

وَاسَدَلَ الدِّينَ طَاهِرًا وَهُمْ مِنْ أَهْلِ

حداے ال یہودیوں کو جھوٹوں سے ال کی مدد کی تھی

اَلْكِتَابِ مِنْ صَيِّئَاتِهِمْ (احزاب)

اُنکے فعلوں سے اُٹارا،

رمانہ قدیم میں مالی کاروبار کی وسعت نے اسیں اور دیگر ممالک یورپ میں اُن کو جس طرح ملک کی یا لینکس کی طرح ملک  
عصر سادیا تھا، بعینہ یہی حال اُنکا عرب میں بھی تھا، اِن حید قلعوں کے تیرے وہ اسلام کی قوت کو بالکل حاط میں نہیں لاتے تھے،  
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو متعدد لڑائیاں صرف اکی تترارت سے لڑنی پڑیں، بدر میں حب مسلمانوں کو مستح حاصل ہوئی  
تو یہ فریہ کہتے تھے، ”یہاں کہہ کے قریش لڑا کیا حایں، مسلمانوں کو ہمارے قلعوں سے مقابلہ ٹیرے تو معلوم ہو،“

عرض عرب کا ملک اس قدر متعدد اور مختلف اندرونی و بیرونی خطرات میں مبتلا تھا کہ اس کی اصلاح و

تدبیر کے لیے عام انسانی دست و مار و سیکار تھے، خدا کا عیمر مئی بات محمد رسول اللہ کی آستیں میں یوتیدہ تھا، و ہمار میت

اِدْمِیَسَ وَلَکِنَّ اللّٰہَ رَہْمٰی حَرِکَہٗ اَکْثَرُ رَس کی متواتر کوششوں اور یم اصلاحات کا یہ نتیجہ ہوا کہ محال سے امکانِ ملکہ واقعہ کی صورت

احتیاء کرنی، عرب کی سیاسی صنف کا نام ترار ما اتفاقی اور ماہمی حگ و جدال میں مُصرِ ہست، اور اس ما اتفاقی اور جاہِ حگی

کلاسب صرف یہ تھا کہ تمام عرب مختلف حامدالوں اور سلوں میں مقسم تھا، تمام ملک کے اجتماع اور اتحاد کے لیے اس میں

کوئی مستحکم رستہ موعودہ تھا، محمد رسول اللہ صلعم نے تمام عرب کی تیارہ مدی کیلئے اسلام کا رستہ قائم کیا (علاء المؤمنین احوۃ) (عجرات) اور رستہ

اس روحانی رستہ لے حوں، قرأت، اور صل کے تار و پود اڈھیڑ دیئے اور صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ

کی رقی رواب تمام عرب کی اتحادی رُوح کو حرکت دے رہی ہے،

حدائے یکے قرآنِ مجید میں اس اجتماع اور اتحاد کے وجود کو ایسی مخصوص نعمت فرمایا،

وَأَذْكُرُوا لِمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ قَائِلَ

حد کے اس احساں کو یاد کرو کہ تم ماہم ایک مسر کے دتس تھے خدا

هُوَ الَّذِي أَنزَلَكَ مِصْرًا ۖ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَآلَفَ  
وہ خدا ہی ہے جس نے محمد اسی نصرت اور سلما لوں کے

نَسَ فُلُوهُمْ طَوْلُوا لِقَابَ مَا فِي الْأَزْصِ جَمْعًا

دریغ سے بھکاوٹ سختی اور اُسی نے مسلمانوں کے دل

مَا آتَاكَ نَاسٌ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ آتَاكَ مِنْ شَرِّهِمْ

ماہم جوڑ دیے اور اگر لوگ تو سام دیا کے سرائے بھی ٹٹا دتا تو بھی اکے دل کو

اِنَّهٗ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ

سہ حوڑ سکا، لیکن خدا نے اے دل باہم حوڑ دے دے رہا دس ایک لاکھ

ہجرت کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مہاجرین و انصار کے درمیان عموماً حاحۃ اور برادری قائم کر لی تھی

وہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی اور اسکی آخری کڑی وہ حطہ تھا جو فتح مکہ کے موقع پر دیا گیا،

قرآنِ مجید کے ایسے متواتر ارتدادات میں فقہ اور مساد فی الارض کو مکروہ ترس فعل السانی قرار دیا، اور اس فعل کے مرتکب

اے لے سحت سرائیں مقرر کیں، جو ری کے لیے قطعہ کی سر امتیں کی، رہرنی کے لیے قتل، پھاسی، قطعہ، اور صلا و طی کی

تقریریں جاری کیں، سورہ مائدہ میں جو بریری اور قتل و سہاکی کے اسناد کیلئے قصاص کا قائل مارل ہوا علما ملک میں قیام

اس کے لیے انھیں صلعم لے متعذر مارو صیغہ میں رہیں قنابل پر چھایے مانے، حجاز میں جس قنابل کا بیٹہ چوری تھا، وہ تائب

ابو کریم! ہو گئے، وصالی اور دیوانی کے مقدمات کے فیصلہ کے لیے قوائیں وضع ہوئے، اور حاکم اعمال کا تقرر ہوا۔

لیکن یہ سب جو کچھ ہوا، وہ انسانوں کی ظاہری فطرت کی یاسدی تھی، ورنہ ایک یسعیر کا درص، ایک مقتس، اور

ایک عام مدیر کے فرائض سے مدد حاصل کیجئے، اسلام کے قانون تعریات سے جو کچھ کام کیا، قرآن کا روحانی اثر اور

حاتم الامیہؓ کا فیض تلقین اُس سے پہلے مردِ ارادادِ حرم کی دعوات کو بالکل مٹا دیتا تھا۔ قالوں مَحَوِّ

تقریر صرف مارا روں میں اور اساک کے عام معمول میں حرام سے مار رکھ سکتا ہے، لیکن دعوت اسلام کے فیصل اترے

۱۵ د کھوږ داب سوي ږدو ماره لطر ۲۰ صيحيځ کاري ، ډگر عفار و اسلام -



دلو کو بالکل حد کے سامنے کر دیا حوررات کی تاریکیوں میں بھی دیکھتا تھا، اور طفل درواروں کی کھڑکیوں سے بھی جھانکتا تھا، دفعۃً اب تمام ملک میں اس دامان تھا، اور عدی س حاتم نے تہادت دی کہ انھوں نے ایسی آنکھوں سے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کی میتیگی کوئی کے مطابق صنوائے حجاز لوگ تنہا سفر کرتے تھے اور تہاتہ الہی کے سوا کوئی اور خوف راستہ میں نہ تھا، ایک یورپین مورخ جس کے قلم نے پیغمبر اسلام کی مدح کے لیے بہت کم محنت کی ہے، (مارگولیوس) وہ بھی ان الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے

”محمد کی وفات کے وقت انکاساسی کام غیر مکمل ہیں رہ گیا، آپ ایک سلطنت کی حکما ایک

سیاسی و مذہبی دارالسلطنت مقرر کیا گیا تھا، میا و ڈال چکے تھے، آپ کے سر کے مستر قائل کو ایک قوم

سادیا تھا، آپ نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا، اور اُن میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو

حامدانی رشتوں سے زیادہ محکم اور مستقل تھا“

یرونی حطرات کے السداد کے لیے حدائے عجیب و غریب سامان پیدا کر دیے، قریش اور منافقین مدینہ کے

استعمال سے یہودیوں نے اسلام کو یا مال کر یا جابا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود بخود جوڑتے تھے، سلسلہ سے لیکر

سلسلہ بھری تک متواتر لڑائیاں تھیں، اُنیں، اور آخر فتح خیبر پرائیں کی سیاسی قوت کا حاتمہ ہو گیا، رومیوں نے اور

حدود تمام کے عیسائی عربوں نے اسلام کے اہتصال کا ٹیڑا اٹھایا، عیسائی روسائے عرب میں سے زیادہ

طاقتور اور پرور عسائی تھے، حورومیوں کے ہاتھ میں کٹ تیلی کی طرح کام کرتے تھے، ہراء، وائل، مکر، لحم، حدام، اور عالمہ

و غیرہ عرب قائل اُن کے ماتحت تھے، اُن کے علاوہ دومۃ الحمد، ایلہ، حریاء، ادوح، تالہ، اور حرس دعیہ کے

چھوٹے چھوٹے عیسائی اور یہودی رئیس تھے، عسایون کے حملہ کی ابتدا حطرح ہوئی وہ اُدیر گد رچکا ہے، حارث

س عیسوی حوٹاہ نصرانی کے دربار میں دعوت اسلام کا حط لیکر گئے تھے انکو عسایوں نے راستہ میں قتل کر دیا، آنحضرت

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیس ہزار مسلمانوں کا ایک دستہ تادیب و انتقام کے لیے روانہ فرمایا، عسائی ایک لاکھ کا

ٹڈی دل لیکر میداں میں آئے اور حسرتی کہ رومی بھی اُسی قدر روح لیے ہوئے موقع سے قریب مواب میں پڑے ہیں، تاہم مٹھی بھر مسلمان، آدمیوں کے اس جنگل سے بڑے اور کچھ عریحائیں کھوکھو روح کو میداں جنگل سے ہٹالائے، اس جنگل کا نام عروہ موتہ ہے،

اسکے بعد سہمہ میں عروہ تنوک میں آیا، دم دم حسرتی آتی رہتی تھیں کہ رومی حملہ آوری کے لیے عیسائی عربوں کی ایک فوج گراں ترتیب دے رہے ہیں اور ایک سال کی بیگی تخواہ بھی فوج کو تقسیم کر چکے ہیں، یہ بھی حسرتی کہ عیسائی فوج کی آراستگی میں مصروف ہیں، اور گھوڑوں کی تعلیمی کر رہے ہیں، اس سائرہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیس ہزار صحابہ کے ساتھ یتیمدی فرمائی اور تیس دن تک دشمنوں کی آمد کا انتظار کرتے رہے، لیکن کوئی مقابلہ نہ آیا، تاہم اس یتیمدی کا یہ فائدہ ہوا کہ عسائیوں کے علاوہ تمام روسائے رومیوں کو چھوڑ کر اسلام کی حمایت قبول کر گئی، سالہ میں رمانہ مرض الموت میں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُسامہ بن زید کے ریرامسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے پھر فوجیں روانہ فرمائیں، لیکن اس مہم کا اختتام عہد صدیق میں ہوا

ایرانیوں کی حکومتِ مدگی کے آخری دور کو بیچ چکی تھی، سلسلہ میں دُعاۃ اسلام پیچھے کے ساتھ ہی بمقابلہ وحش، یس، عمان، اور بحرین میں اُن کی قاتل حکومت کا تار تار الگ ہو گیا۔

عرصہ نو دس برس کی متواتر اور یہیم کوستوں اور ماق طاقث بشری تائیدات کے سلسلے اب تمام ملک میں اس واماں قائم ہو گیا، قریش اور یہود کی سارستوں کا طلسم ٹوٹ گیا، قاتل کی حاہ جنگیاں مٹ گئیں اور تمام رہبر اور ڈاکو تھے رام ہو گئے، یرونی حطرات کا السداد ہو گیا، اب موقع ملا کہ صلح و آشتی کے ساتھ حسن ماں آئی، اصل مقصود کی طرف توجہ کی جائے،



## تبلیغ و اشاعتِ اسلام

سرورِ کائنات کا اصلی کام تمام عالم میں دعوتِ اسلام کا اعلان کرنا تھا اور نہ صرف اعلانِ ملکہ ہر قسم کے حائل اور صحیح وسائل سے تمام عالم کو حلقہٴ اسلام میں لانا تھا، اس کے لیے تیج و سحر اور روح و عسکر کی ضرورت نہ تھی بلکہ صرف اس قدر کافی تھا کہ دعوتِ حق کی صدا، اطرافِ عالم میں پہنچ جائے، لیکن مکہ میں تیرہ برس تک اعدائے اسلام اسی کے سدا رہے حج کے موقع پر عرب کے تمام قائل و درود و مقامات سے آتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایک کے پاس جاتے اور صرف یہ درخواست کرتے کہ قریش مجھ کو پیغامِ حق بھیجائے سے روکتے ہیں، تم اس کا موقع دلاؤ اور خود دو، لیکن قریش کے اترے ہزاروں لاکھوں میں سے ایک بھی اسکی ہامی نہیں بھرتا تھا، تاہم آماںِ حق کی کریں، ال کتیف ما دلوں میں سے بھی جھیں جھیں کر سطحِ قلوب پر گرتی تھیں اور اکابر و حوالی کو روٹس کرتی جاتی تھیں، اسلام کو صرف استہارا و اعلان کی ضرورت تھی، اور یہ کام خود اعدائے اسلام نے انجام دیا، حج کا رامہ آتا تو روسائے قریش عام گدگاہوں پر جیمے لگاتے، ماہر کے لوگ اُن سے ملے آتے، اور جو مکہ لغتِ سوی کا حیریا بھیل چکا تھا، لوگ اسکی حقیقت دریافت کرتے، اور نہ کرتے تو قریش خود حطّٰتِ مقدم کے لیے اُن سے کہتے کہ ہمارے شہر میں ایک معقیدہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے، یہاں تک کہ لات و عمری تک کو بُرا کہتا ہے،“

معقیدہ کو عربی میں ”صانی“ کہتے ہیں، اسی ماسکت سے یا اس وجہ سے کہ اسلام کے بعض ورائص، مستلما مار کی صورت، صائیں کے اعمال سے ملتے جلتے ہیں، قریش نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صانی کا لقب دیا تھا، اور بالآخر اس لقب کے تمام عرب میں آپ کا نام مشہور ہو گیا، صحیح بخاری کتاب المعاری میں ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں حبشہ چھوٹا تھا تو مکہ کے آئے والوں سے سنا کرتا تھا کہ مکہ میں ایک صانی پیدا ہوا ہے،“

ملک میں حب آپ کا نام مشہور ہوا، لو اگر یہ جمہور عام پر مخالف تڑپڑا، اور ہمیں سے کسی شخص آپ کی طرف روح

نہیں کیا، لیکن آسٹریلیا وسیع ملک ال لوگوں سے حالی ہیں ہو سکتا تھا، حکومتی شوق پیدا ہو کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ عرب میں ایسے لوگوں کی حاصی جماعت پیدا ہو گئی تھی جو تیرتی سے متفر ہو چکے تھے، اور حق کے متحس تھے، انص لوگ اس حد سے ترقی کر کے جھی نکلے تھے، حکاک تذکرہ آثار کتاب میں گد رچکا ہے، حافظ اس حرنے اصاہ میں متعدد ایسے صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جو میں وغیرہ دُور دراز مقامات سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحقیق حال کے لیے مکہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یاس آئے اور جھی طور سے اسلام لا کر واپس گئے، حضرت ابو موسیٰ اسعری مہی (اور طفیل بن عمرو دوسی مہی) کے حامداں میں حو اسلام پھیلا، انکی استا قیام مکہ ہی کے رماہ میں ہوئی تھی،

(طفیل بن عمرو دوسی عرب کا مشہور شاعر تھا، اور چونکہ عرب میں شعر ادا کا ترہت تھا، یعنی قبیلہ کے قبیلہ کو حدھر جاتے تھے جھوک دیتے تھے، اسیلے قریش نے انکی ہت کو ستس کی کہ وہ کسی طرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدت میں نہ پہنچے یا ئے، لیکن ایک دفعہ جب اُسے اتفاقاً آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن مجید پڑھتے سنا تو وہ فوراً مسلمان ہو گیا، اور اُس کے اثر سے اُسی رماہ میں قبیلہ دوس میں بھی اسلام پھیلے لگا، تاہم عام قبیلہ طیل کی دعوت قبول نہ کی، وہ رحیدہ ہو کر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یاس آئے اور عرص کی یا رسول اللہ دوس نے مافرمانی کی ان یر مدعا کیجیے، آپ نے اٹھا اٹھا کر دعا مانگی کہ ”حدایا دوس کو ہدایت دے“ اور اُن کو بھیج“ اس کے بعد سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا،

عمرو بن عسہ سلمی بھی انھیں بررگوں میں ہین، انھوں نے لوگوں کی رمانی یہ سکر کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے، جو ہت سی ماتیں تاتا ہے، متافاہ مکہ آئے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اسوقت قریش کے مظالم کی ہا یر چھپے رہتے تھے، عمرو بن عسہ کسی طرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدت میں پھینکلے، اور عرص کی کہ آپ کوں ہیں“ آپ نے فرمایا ”میں سمیر ہوں“ انھوں نے کہا ”یسمیر کسکو کہتے ہیں؟“ آپ نے فرمایا ”حدالے مجھے بھیجا ہے“ انھوں نے پھر

یو چھا "کیا پیغام دیکر بھیجا ہے" ارتداد فرمایا، مجھے حد اے یہ پیغام دیکر بھیجا ہے کہ قرأت کا حق ادا کیا جائے، سُنّت توڑے جائیں، حد کو ایک ما ما جائے اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے، "عمر و بے یو چھا اس مہر کے کتے میرو ہیں، آئیے فرمایا ایک آراد (الوکر) اور ایک علام (ملال) عمرو نے کہا میں بھی آپ کی میروی کرتا ہوں، ارتداد ہوا کہ ابھی تو یہ ممکن نہیں، تم دیکھتے ہو کہ میں کس حال میں ہوں، اور لوگوں کا کیا حال ہے، میری کامیابی کا حال سُنو تو میرے پاس آنا، "سنا چھ عمر و دایس گئے، اور ہجرت کے بعد لوگوں کی رانی آپ کی کامیابی کا حال معلوم ہوا تو حاصرِ حدت ہوئے صمدس قلیلہ اردشہوہ کے رئیس اور آئی کے رمانہ قابلیت کے دوست تھے، وہ مکہ آئے تو سنا کہ محمد کو حوہ ہو گیا ہے، وہ سچاڑ بھوک بھی کرتے تھے، وہ آئی کے پاس آئے کہ لاؤ میں تمہارا علاج کر دوں، آئیے فرمایا الحمد للہ الحمد و مستعیدہ، من بعد اللہ فلا مصلّٰہ، ومن صلّٰہ فلا ہادی لہ، واتّہداں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ولا سہداں محمد اعمدہ و رسولہ، ان فقر وں لے صمدایر عمولی اتر کیا، عرص کی دوبارہ ارتداد فرمائیے، آپ نے پھر عادہ فرمایا، صمد لے پھر تیسری بار پڑھوایا، اب وہ مالکل سحر تھے، لو لے کہ میں لے کا ہوں کی باتیں، حاد و گروں کے ستر، درتاعروں کے قصائد سے ہیں، لیکن ایسا کلام میں لے نہیں سنا، یہ تو دریا کی تہ مک میں بھی اتر کر جائیگا، لائے ہاتھ لائے میں اسلام پر معیت کرتا ہوں، آئیے اُن سے معیت لی، پھر فرمایا، ایسے یورے قلیلہ کی طرف سے بھی معیت کر لو، جیاجیہ اُنھوں نے یورے قلیلہ کی طرف سے معیت کر لی، اور وہ اُن کی دعوت سے مسلمان ہو گئے، ایک دفعہ ایک لڑائی میں مسلمان سیاہیوں کا اُدھر سے گد رہوا، تو اُس نے یو چھا کسی نے اس قلیلہ کی کوئی حیرلی ہے، ایک سیاہی نے کہا، ایک لوٹا میرے پاس ہے، اُسے حکم دیا کہ وہیں کر دو،

حسرت الودر کا واقعہ اس موقع پر خاص طرح پر ذکر کے قابل ہے،

عمار کا قلیلہ جو قریش کے تانی تجارت کے راستہ میں آماد تھا، حب دہاں یہ حیر چاہیلا تو حسرت الودر جو تبتی سے متفر ہو چکے تھے، اور حق کی تلاش میں تھے، اُنھوں نے ایسے بھائی (ایس) سے کہا کہ تم مکہ جاؤ، اور دیکھو کہ یہ شخص

(لے صحیح سلم باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا، لے صحیح سلم، باب تحفیف الصلوٰۃ و اخطائہ)

حسوت کا دعویٰ کرتا ہے، اسکی تعلیم اور تلقین کیا ہے، ایسے مکہ میں آئے اور واپس جا کر سیاں کیا کہ وہ مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، اور جو کلام میں کرتا ہے، وہ شاعری سے لگتا ہے، حضرت اودر کو اس محضر جواب سے تسکین نہیں ہوئی، جو ہو گئے، رادسفر کے لیے شک میں پانی، اور کچھ کھانے کو لے لیا، مکہ میں آئے تو ڈر کے مارے کسی سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پوچھ نہیں سکتے تھے، حرم میں حضرت علیؑ سے ملاقات ہو گئی، انھوں نے گھر پر لاکر مہاں رکھا، لیکن تین دن تک اُن سے بھی کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی، مالاخر جو حضرت علیؑ نے پوچھا کہ ”یہاں آئے کی کیا عرصہ ہے؟“ انھوں نے ڈرتے ڈرتے بتایا لیکن پھر قول و قرار لے لیا کہ کسی یرہ رات طابہر ہو لے یا ئے، حضرت علیؑ اُنکو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں لائے، اور آپ نے اسلام کی تلقین کی، اور فرمایا کہ اس وقت گھر واپس جاؤ، پھر میں جو کچھ کہلا بھیجوں گا اُنکی تعمیل کرا، لیکن اُن کو اسلام کا حوس تھا، عرض کی کہ میں تو ہلام کا اعلان کر کے رہوں گا، ”عرصہ حرم میں آئے اور روڑے سے بیکارے کہ اتھہنا ان لا اله الا الله و اتھہنا ان محمد رسول الله“ اس آوار کا سنا تھا کہ لوگ حاروں طرف سے دوڑ پڑے اور اُنکو مارا متروع کیا، حضرت عمارؓ نے آکر سچایا، اور لوگوں سے کہا، تم یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری تجارت کا راستہ عمار کی آمادی سے ہو کر گزرتا ہے، اور یہ اسی قبیلہ کے آدمی ہیں، اُس وقت لوگوں نے چھوڑ دیا، لیکن دوسرے دن حضرت اودر نے حرم میں جا کر پھر اسی طریقہ سے اسلام کا اعلان کیا، اور تیج بھی وہی ہوا جو کل ہو چکا تھا، آج بھی اتھنا سے حضرت عمارؓ آگئے، اور انھوں نے حان بچائی، حضرت اودر مکہ سے حب واپس گئے اور ایسے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی تو آدھا قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا، لقیہ آدمیوں نے کہا کہ ہم اُس وقت اسلام کا اظہار کریں گے جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں آجائیں، چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو ماتی آمادی بھی مسلمان ہو گئی، عمار سے قریب اسلم کا قبیلہ آماد تھا، اور دونوں قبیلوں میں قدیم تعلقات تھے، عمار کے اتر سے انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا، (حالانکہ یہ دونوں قبیلے اسلام سے پہلے جوڑھی میں مدہام تھے، اور اُن کو معلوم تھا کہ اسلام اس فعل شیع کا دشمن ہے)

۱۔ یہ روایات تمام صحیح بخاری سے ماحود ہو صحیح مسلم میں یہ واقعہ طرح مقل ہے، اس میں بہت سی مایں اس سے رائد و مختلف ہیں، حافظان محمد صبح الناری میں لکھتے ہیں کہ اس دونوں روایوں میں تطبیق ممکن ہے، ۲۔ صحیح مسلم اسلام انی (در) صحیح بخاری ذکر اظم و عمار (۲۵۷۷) (۲۵۷۸) (۲۵۷۹) (۲۵۸۰) (۲۵۸۱) (۲۵۸۲) (۲۵۸۳) (۲۵۸۴) (۲۵۸۵) (۲۵۸۶) (۲۵۸۷) (۲۵۸۸) (۲۵۸۹) (۲۵۹۰) (۲۵۹۱) (۲۵۹۲) (۲۵۹۳) (۲۵۹۴) (۲۵۹۵) (۲۵۹۶) (۲۵۹۷) (۲۵۹۸) (۲۵۹۹) (۲۶۰۰) (۲۶۰۱) (۲۶۰۲) (۲۶۰۳) (۲۶۰۴) (۲۶۰۵) (۲۶۰۶) (۲۶۰۷) (۲۶۰۸) (۲۶۰۹) (۲۶۱۰) (۲۶۱۱) (۲۶۱۲) (۲۶۱۳) (۲۶۱۴) (۲۶۱۵) (۲۶۱۶) (۲۶۱۷) (۲۶۱۸) (۲۶۱۹) (۲۶۲۰) (۲۶۲۱) (۲۶۲۲) (۲۶۲۳) (۲۶۲۴) (۲۶۲۵) (۲۶۲۶) (۲۶۲۷) (۲۶۲۸) (۲۶۲۹) (۲۶۳۰) (۲۶۳۱) (۲۶۳۲) (۲۶۳۳) (۲۶۳۴) (۲۶۳۵) (۲۶۳۶) (۲۶۳۷) (۲۶۳۸) (۲۶۳۹) (۲۶۴۰) (۲۶۴۱) (۲۶۴۲) (۲۶۴۳) (۲۶۴۴) (۲۶۴۵) (۲۶۴۶) (۲۶۴۷) (۲۶۴۸) (۲۶۴۹) (۲۶۵۰) (۲۶۵۱) (۲۶۵۲) (۲۶۵۳) (۲۶۵۴) (۲۶۵۵) (۲۶۵۶) (۲۶۵۷) (۲۶۵۸) (۲۶۵۹) (۲۶۶۰) (۲۶۶۱) (۲۶۶۲) (۲۶۶۳) (۲۶۶۴) (۲۶۶۵) (۲۶۶۶) (۲۶۶۷) (۲۶۶۸) (۲۶۶۹) (۲۶۷۰) (۲۶۷۱) (۲۶۷۲) (۲۶۷۳) (۲۶۷۴) (۲۶۷۵) (۲۶۷۶) (۲۶۷۷) (۲۶۷۸) (۲۶۷۹) (۲۶۸۰) (۲۶۸۱) (۲۶۸۲) (۲۶۸۳) (۲۶۸۴) (۲۶۸۵) (۲۶۸۶) (۲۶۸۷) (۲۶۸۸) (۲۶۸۹) (۲۶۹۰) (۲۶۹۱) (۲۶۹۲) (۲۶۹۳) (۲۶۹۴) (۲۶۹۵) (۲۶۹۶) (۲۶۹۷) (۲۶۹۸) (۲۶۹۹) (۲۷۰۰) (۲۷۰۱) (۲۷۰۲) (۲۷۰۳) (۲۷۰۴) (۲۷۰۵) (۲۷۰۶) (۲۷۰۷) (۲۷۰۸) (۲۷۰۹) (۲۷۱۰) (۲۷۱۱) (۲۷۱۲) (۲۷۱۳) (۲۷۱۴) (۲۷۱۵) (۲۷۱۶) (۲۷۱۷) (۲۷۱۸) (۲۷۱۹) (۲۷۲۰) (۲۷۲۱) (۲۷۲۲) (۲۷۲۳) (۲۷۲۴) (۲۷۲۵) (۲۷۲۶) (۲۷۲۷) (۲۷۲۸) (۲۷۲۹) (۲۷۳۰) (۲۷۳۱) (۲۷۳۲) (۲۷۳۳) (۲۷۳۴) (۲۷۳۵) (۲۷۳۶) (۲۷۳۷) (۲۷۳۸) (۲۷۳۹) (۲۷۴۰) (۲۷۴۱) (۲۷۴۲) (۲۷۴۳) (۲۷۴۴) (۲۷۴۵) (۲۷۴۶) (۲۷۴۷) (۲۷۴۸) (۲۷۴۹) (۲۷۵۰) (۲۷۵۱) (۲۷۵۲) (۲۷۵۳) (۲۷۵۴) (۲۷۵۵) (۲۷۵۶) (۲۷۵۷) (۲۷۵۸) (۲۷۵۹) (۲۷۶۰) (۲۷۶۱) (۲۷۶۲) (۲۷۶۳) (۲۷۶۴) (۲۷۶۵) (۲۷۶۶) (۲۷۶۷) (۲۷۶۸) (۲۷۶۹) (۲۷۷۰) (۲۷۷۱) (۲۷۷۲) (۲۷۷۳) (۲۷۷۴) (۲۷۷۵) (۲۷۷۶) (۲۷۷۷) (۲۷۷۸) (۲۷۷۹) (۲۷۸۰) (۲۷۸۱) (۲۷۸۲) (۲۷۸۳) (۲۷۸۴) (۲۷۸۵) (۲۷۸۶) (۲۷۸۷) (۲۷۸۸) (۲۷۸۹) (۲۷۹۰) (۲۷۹۱) (۲۷۹۲) (۲۷۹۳) (۲۷۹۴) (۲۷۹۵) (۲۷۹۶) (۲۷۹۷) (۲۷۹۸) (۲۷۹۹) (۲۸۰۰) (۲۸۰۱) (۲۸۰۲) (۲۸۰۳) (۲۸۰۴) (۲۸۰۵) (۲۸۰۶) (۲۸۰۷) (۲۸۰۸) (۲۸۰۹) (۲۸۱۰) (۲۸۱۱) (۲۸۱۲) (۲۸۱۳) (۲۸۱۴) (۲۸۱۵) (۲۸۱۶) (۲۸۱۷) (۲۸۱۸) (۲۸۱۹) (۲۸۲۰) (۲۸۲۱) (۲۸۲۲) (۲۸۲۳) (۲۸۲۴) (۲۸۲۵) (۲۸۲۶) (۲۸۲۷) (۲۸۲۸) (۲۸۲۹) (۲۸۳۰) (۲۸۳۱) (۲۸۳۲) (۲۸۳۳) (۲۸۳۴) (۲۸۳۵) (۲۸۳۶) (۲۸۳۷) (۲۸۳۸) (۲۸۳۹) (۲۸۴۰) (۲۸۴۱) (۲۸۴۲) (۲۸۴۳) (۲۸۴۴) (۲۸۴۵) (۲۸۴۶) (۲۸۴۷) (۲۸۴۸) (۲۸۴۹) (۲۸۵۰) (۲۸۵۱) (۲۸۵۲) (۲۸۵۳) (۲۸۵۴) (۲۸۵۵) (۲۸۵۶) (۲۸۵۷) (۲۸۵۸) (۲۸۵۹) (۲۸۶۰) (۲۸۶۱) (۲۸۶۲) (۲۸۶۳) (۲۸۶۴) (۲۸۶۵) (۲۸۶۶) (۲۸۶۷) (۲۸۶۸) (۲۸۶۹) (۲۸۷۰) (۲۸۷۱) (۲۸۷۲) (۲۸۷۳) (۲۸۷۴) (۲۸۷۵) (۲۸۷۶) (۲۸۷۷) (۲۸۷۸) (۲۸۷۹) (۲۸۸۰) (۲۸۸۱) (۲۸۸۲) (۲۸۸۳) (۲۸۸۴) (۲۸۸۵) (۲۸۸۶) (۲۸۸۷) (۲۸۸۸) (۲۸۸۹) (۲۸۹۰) (۲۸۹۱) (۲۸۹۲) (۲۸۹۳) (۲۸۹۴) (۲۸۹۵) (۲۸۹۶) (۲۸۹۷) (۲۸۹۸) (۲۸۹۹) (۲۹۰۰) (۲۹۰۱) (۲۹۰۲) (۲۹۰۳) (۲۹۰۴) (۲۹۰۵) (۲۹۰۶) (۲۹۰۷) (۲۹۰۸) (۲۹۰۹) (۲۹۱۰) (۲۹۱۱) (۲۹۱۲) (۲۹۱۳) (۲۹۱۴) (۲۹۱۵) (۲۹۱۶) (۲۹۱۷) (۲۹۱۸) (۲۹۱۹) (۲۹۲۰) (۲۹۲۱) (۲۹۲۲) (۲۹۲۳) (۲۹۲۴) (۲۹۲۵) (۲۹۲۶) (۲۹۲۷) (۲۹۲۸) (۲۹۲۹) (۲۹۳۰) (۲۹۳۱) (۲۹۳۲) (۲۹۳۳) (۲۹۳۴) (۲۹۳۵) (۲۹۳۶) (۲۹۳۷) (۲۹۳۸) (۲۹۳۹) (۲۹۴۰) (۲۹۴۱) (۲۹۴۲) (۲۹۴۳) (۲۹۴۴) (۲۹۴۵) (۲۹۴۶) (۲۹۴۷) (۲۹۴۸) (۲۹۴۹) (۲۹۵۰) (۲۹۵۱) (۲۹۵۲) (۲۹۵۳) (۲۹۵۴) (۲۹۵۵) (۲۹۵۶) (۲۹۵۷) (۲۹۵۸) (۲۹۵۹) (۲۹۶۰) (۲۹۶۱) (۲۹۶۲) (۲۹۶۳) (۲۹۶۴) (۲۹۶۵) (۲۹۶۶) (۲۹۶۷) (۲۹۶۸) (۲۹۶۹) (۲۹۷۰) (۲۹۷۱) (۲۹۷۲) (۲۹۷۳) (۲۹۷۴) (۲۹۷۵) (۲۹۷۶) (۲۹۷۷) (۲۹۷۸) (۲۹۷۹) (۲۹۸۰) (۲۹۸۱) (۲۹۸۲) (۲۹۸۳) (۲۹۸۴) (۲۹۸۵) (۲۹۸۶) (۲۹۸۷) (۲۹۸۸) (۲۹۸۹) (۲۹۹۰) (۲۹۹۱) (۲۹۹۲) (۲۹۹۳) (۲۹۹۴) (۲۹۹۵) (۲۹۹۶) (۲۹۹۷) (۲۹۹۸) (۲۹۹۹) (۳۰۰۰) (۳۰۰۱) (۳۰۰۲) (۳۰۰۳) (۳۰۰۴) (۳۰۰۵) (۳۰۰۶) (۳۰۰۷) (۳۰۰۸) (۳۰۰۹) (۳۰۱۰) (۳۰۱۱) (۳۰۱۲) (۳۰۱۳) (۳۰۱۴) (۳۰۱۵) (۳۰۱۶) (۳۰۱۷) (۳۰۱۸) (۳۰۱۹) (۳۰۲۰) (۳۰۲۱) (۳۰۲۲) (۳۰۲۳) (۳۰۲۴) (۳۰۲۵) (۳۰۲۶) (۳۰۲۷) (۳۰۲۸) (۳۰۲۹) (۳۰۳۰) (۳۰۳۱) (۳۰۳۲) (۳۰۳۳) (۳۰۳۴) (۳۰۳۵) (۳۰۳۶) (۳۰۳۷) (۳۰۳۸) (۳۰۳۹) (۳۰۴۰) (۳۰۴۱) (۳۰۴۲) (۳۰۴۳) (۳۰۴۴) (۳۰۴۵) (۳۰۴۶) (۳۰۴۷) (۳۰۴۸) (۳۰۴۹) (۳۰۵۰) (۳۰۵۱) (۳۰۵۲) (۳۰۵۳) (۳۰۵۴) (۳۰۵۵) (۳۰۵۶) (۳۰۵۷) (۳۰۵۸) (۳۰۵۹) (۳۰۶۰) (۳۰۶۱) (۳۰۶۲) (۳۰۶۳) (۳۰۶۴) (۳۰۶۵) (۳۰۶۶) (۳۰۶۷) (۳۰۶۸) (۳۰۶۹) (۳۰۷۰) (۳۰۷۱) (۳۰۷۲) (۳۰۷۳) (۳۰۷۴) (۳۰۷۵) (۳۰۷۶) (۳۰۷۷) (۳۰۷۸) (۳۰۷۹) (۳۰۸۰) (۳۰۸۱) (۳۰۸۲) (۳۰۸۳) (۳۰۸۴) (۳۰۸۵) (۳۰۸۶) (۳۰۸۷) (۳۰۸۸) (۳۰۸۹) (۳۰۹۰) (۳۰۹۱) (۳۰۹۲) (۳۰۹۳) (۳۰۹۴) (۳۰۹۵) (۳۰۹۶) (۳۰۹۷) (۳۰۹۸) (۳۰۹۹) (۳۱۰۰) (۳۱۰۱) (۳۱۰۲) (۳۱۰۳) (۳۱۰۴) (۳۱۰۵) (۳۱۰۶) (۳۱۰۷) (۳۱۰۸) (۳۱۰۹) (۳۱۱۰) (۳۱۱۱) (۳۱۱۲) (۳۱۱۳) (۳۱۱۴) (۳۱۱۵) (۳۱۱۶) (۳۱۱۷) (۳۱۱۸) (۳۱۱۹) (۳۱۲۰) (۳۱۲۱) (۳۱۲۲) (۳۱۲۳) (۳۱۲۴) (۳۱۲۵) (۳۱۲۶) (۳۱۲۷) (۳۱۲۸) (۳۱۲۹) (۳۱۳۰) (۳۱۳۱) (۳۱۳۲) (۳۱۳۳) (۳۱۳۴) (۳۱۳۵) (۳۱۳۶) (۳۱۳۷) (۳۱۳۸) (۳۱۳۹) (۳۱۴۰) (۳۱۴۱) (۳۱۴۲) (۳۱۴۳) (۳۱۴۴) (۳۱۴۵) (۳۱۴۶) (۳۱۴۷) (۳۱۴۸) (۳۱۴۹) (۳۱۵۰) (۳۱۵۱) (۳۱۵۲) (۳۱۵۳) (۳۱۵۴) (۳۱۵۵) (۳۱۵۶) (۳۱۵۷) (۳۱۵۸) (۳۱۵۹) (۳۱۶۰) (۳۱۶۱) (۳۱۶۲) (۳۱۶۳) (۳۱۶۴) (۳۱۶۵) (۳۱۶۶) (۳۱۶۷) (۳۱۶۸) (۳۱۶۹) (۳۱۷۰) (۳۱۷۱) (۳۱۷۲) (۳۱۷۳) (۳۱۷۴) (۳۱۷۵) (۳۱۷۶) (۳۱۷۷) (۳۱۷۸) (۳۱۷۹) (۳۱۸۰) (۳۱۸۱) (۳۱۸۲) (۳۱۸۳) (۳۱۸۴) (۳۱۸۵) (۳۱۸۶) (۳۱۸۷) (۳۱۸۸) (۳۱۸۹) (۳۱۹۰) (۳۱۹۱) (۳۱۹۲) (۳۱۹۳) (۳۱۹۴) (۳۱۹۵) (۳۱۹۶) (۳۱۹۷) (۳۱۹۸) (۳۱۹۹) (۳۲۰۰) (۳۲۰۱) (۳۲۰۲) (۳۲۰۳) (۳۲۰۴) (۳۲۰۵) (۳۲۰۶) (۳۲۰۷) (۳۲۰۸) (۳۲۰۹) (۳۲۱۰) (۳۲۱۱) (۳۲۱۲) (۳۲۱۳) (۳۲۱۴) (۳۲۱۵) (۳۲۱۶) (۳۲۱۷) (۳۲۱۸) (۳۲۱۹) (۳۲۲۰) (۳۲۲۱) (۳۲۲۲) (۳۲۲۳) (۳۲۲۴) (۳۲۲۵) (۳۲۲۶) (۳۲۲۷) (۳۲۲۸) (۳۲۲۹) (۳۲۳۰) (۳۲۳۱) (۳۲۳۲) (۳۲۳۳) (۳۲۳۴) (۳۲۳۵) (۳۲۳۶) (۳۲۳۷) (۳۲۳۸) (۳۲۳۹) (۳۲۴۰) (۳۲۴۱) (۳۲۴۲) (۳۲۴۳) (۳۲۴۴) (۳۲۴۵) (۳۲۴۶) (۳۲۴۷) (۳۲۴۸) (۳۲۴۹) (۳۲۵۰) (۳۲۵۱) (۳۲۵۲) (۳۲۵۳) (۳۲۵۴) (۳۲۵۵) (۳۲۵۶) (۳۲۵۷) (۳۲۵۸) (۳۲۵۹) (۳۲۶۰) (۳۲۶۱) (۳۲۶۲) (۳۲۶۳) (۳۲۶۴) (۳۲۶۵) (۳۲۶۶) (۳۲۶۷) (۳۲۶۸) (۳۲۶۹) (۳۲۷۰) (۳۲۷۱) (۳۲۷۲) (۳۲۷۳) (۳۲۷۴) (۳۲۷۵) (۳۲۷۶) (۳۲۷۷) (۳۲۷۸) (۳۲۷۹) (۳۲۸۰) (۳۲۸۱) (۳۲۸۲) (۳۲۸۳) (۳۲۸۴) (۳۲۸۵) (۳۲۸۶) (۳۲۸۷) (۳۲۸۸) (۳۲۸۹) (۳۲۹۰) (۳۲۹۱) (۳۲۹۲) (۳۲۹۳) (۳۲۹۴) (۳۲۹۵) (۳۲۹۶) (۳۲۹۷) (۳۲۹۸) (۳۲۹۹) (۳۳۰۰) (۳۳۰۱) (۳۳۰۲) (۳۳۰۳) (۳۳۰۴) (۳۳۰۵) (۳۳۰۶) (۳۳۰۷) (۳۳۰۸) (۳۳۰۹) (۳۳۱۰) (۳۳۱۱) (۳۳۱۲) (۳۳۱۳) (۳۳۱۴) (۳۳۱۵) (۳۳۱۶) (۳۳۱۷) (۳۳۱۸) (۳۳۱۹) (۳۳۲۰) (۳۳۲۱) (۳۳۲۲) (۳۳۲۳) (۳۳۲۴) (۳۳۲۵) (۳۳۲۶) (۳۳۲۷) (۳۳۲۸) (۳۳۲۹) (۳۳۳۰) (۳۳۳۱) (۳۳۳۲) (۳۳۳۳) (۳۳۳۴) (۳۳۳۵) (۳۳۳۶) (۳۳۳۷) (۳۳۳۸) (۳۳۳۹) (۳۳۴۰) (۳۳۴۱) (۳۳۴۲) (۳۳۴۳) (۳۳۴۴) (۳۳۴۵) (۳۳۴۶) (۳۳۴۷) (۳۳۴۸) (۳۳۴۹) (۳۳۵۰) (۳۳۵۱) (۳۳۵۲) (۳۳۵۳) (۳۳۵۴) (۳۳۵۵) (۳۳۵۶) (۳۳۵۷) (۳۳۵۸) (۳۳۵۹) (۳۳۶۰) (۳۳۶۱) (۳۳۶۲) (۳۳۶۳) (۳۳۶۴) (۳۳۶۵) (۳۳۶۶) (۳۳۶۷) (۳۳۶۸) (۳۳۶۹) (۳۳۷۰) (۳۳۷۱) (۳۳۷۲) (۳۳۷۳) (۳۳۷۴) (۳۳۷۵) (۳۳۷۶) (۳۳۷۷) (۳۳۷۸) (۳۳۷۹) (۳۳۸۰) (۳۳۸۱) (۳۳۸۲) (۳۳۸۳) (۳۳۸۴) (۳۳۸۵) (۳۳۸۶) (۳۳۸۷) (۳۳۸۸) (۳۳۸۹) (۳۳۹۰) (۳۳۹۱) (۳۳۹۲) (۳۳۹۳) (۳۳۹۴) (۳۳۹۵) (۳۳۹۶) (۳۳۹۷) (۳۳۹۸) (۳۳۹۹) (۳۴۰۰) (۳۴۰۱) (۳۴۰۲) (۳۴۰۳) (۳۴۰۴) (۳۴۰۵) (۳۴۰۶) (۳۴۰۷) (۳۴۰۸) (۳۴۰۹) (۳۴۱۰) (۳۴۱۱) (۳۴۱۲) (۳۴۱۳) (۳۴۱۴) (۳۴۱۵) (۳۴۱۶) (۳۴۱۷) (۳۴۱۸) (۳۴۱۹) (۳۴۲۰) (۳۴۲۱) (۳۴۲۲) (۳۴۲۳) (۳۴۲۴) (۳۴۲۵) (۳۴۲۶) (۳۴۲۷) (۳۴۲۸) (۳۴۲۹) (۳۴۳۰) (۳۴۳۱) (۳۴۳۲) (۳۴۳۳) (۳۴۳۴) (۳۴۳۵) (۳۴۳۶) (۳۴۳۷) (۳۴۳۸) (۳۴۳۹) (۳۴۴۰) (۳۴۴۱) (۳۴۴۲) (۳۴۴۳) (۳۴۴۴) (۳۴۴۵) (۳۴۴۶) (۳۴۴۷) (۳۴۴۸) (۳۴۴۹) (۳۴۵۰) (۳۴۵۱) (۳۴۵۲) (۳۴۵۳) (۳۴۵۴) (۳۴۵۵) (۳۴۵۶) (۳۴۵۷) (۳۴۵۸) (۳۴۵۹) (۳۴۶۰) (۳۴۶۱) (۳۴۶۲) (۳۴۶۳) (۳۴۶۴) (۳۴۶۵) (۳۴۶۶) (۳۴۶۷) (۳۴۶۸) (۳۴۶۹) (۳۴۷۰) (۳۴۷۱) (۳۴۷۲) (۳۴۷۳) (۳۴۷۴) (۳۴۷۵) (۳۴۷۶) (۳۴۷۷) (۳۴۷۸) (۳۴۷۹) (۳۴۸۰) (۳۴۸۱) (۳۴۸۲) (۳۴۸۳) (۳۴۸۴) (۳۴۸۵) (۳۴۸۶) (۳۴۸۷) (۳۴۸۸) (۳۴۸۹) (۳۴۹۰) (۳۴۹۱) (۳۴۹۲) (۳۴۹۳) (۳۴۹۴) (۳۴۹۵) (۳۴۹۶) (۳۴۹۷) (۳۴۹۸) (۳۴۹۹) (۳۵۰۰) (۳۵۰۱) (۳۵۰۲) (۳۵۰۳) (۳۵۰۴) (۳۵۰۵) (۳۵۰۶) (۳۵۰۷) (۳۵۰۸) (۳۵۰۹) (۳۵۱۰) (۳۵۱۱) (۳۵۱۲) (۳۵۱۳) (۳۵۱۴) (۳۵۱۵) (۳۵۱۶) (۳۵۱۷) (۳۵۱۸) (۳۵۱۹) (۳۵۲۰) (۳۵۲۱) (۳۵۲۲) (۳۵۲۳) (۳۵۲۴) (۳۵۲۵) (۳۵۲۶) (۳۵۲۷) (۳۵۲۸) (۳۵۲۹) (۳۵۳۰) (۳۵۳۱) (۳۵۳۲) (۳۵۳۳) (۳۵۳۴) (۳۵۳۵) (۳۵۳۶) (۳۵۳۷) (۳۵۳۸) (۳۵۳۹) (۳۵۴۰) (۳۵۴۱) (۳۵۴۲) (۳۵۴۳) (۳۵۴۴) (۳۵۴۵) (۳۵۴۶) (۳۵۴۷) (۳۵۴۸) (۳۵۴۹) (۳۵۵۰) (۳۵۵۱) (۳۵۵۲) (۳۵۵۳) (۳۵۵۴) (۳۵۵۵) (۳۵۵۶) (۳۵۵۷) (۳۵۵۸) (۳۵۵۹) (۳۵۶۰) (۳۵۶۱) (۳۵۶۲) (۳۵۶۳) (۳۵۶۴) (۳۵۶۵) (۳۵۶۶) (۳۵۶۷) (۳۵۶۸) (۳۵۶۹) (۳۵۷۰) (۳۵۷۱) (۳۵۷۲) (۳۵۷۳) (۳۵۷۴) (۳۵۷۵) (۳۵۷۶) (۳۵۷۷) (۳۵۷۸) (۳۵۷۹) (۳۵۸۰) (۳۵۸۱) (۳۵۸۲) (۳۵۸۳) (۳۵۸۴) (۳۵۸۵) (۳۵۸۶) (۳۵۸۷) (۳۵۸۸) (۳۵۸۹) (۳۵۹۰) (۳۵۹۱) (۳۵۹۲) (۳۵۹۳) (۳۵۹۴) (۳۵۹۵) (۳۵۹۶) (۳۵۹۷) (۳۵۹۸) (۳۵۹۹) (۳۶۰۰) (۳۶۰۱) (۳۶۰۲) (۳۶۰۳) (۳۶۰۴) (۳۶۰۵) (۳۶۰۶) (۳۶۰۷) (۳۶۰۸) (۳۶۰۹) (۳۶۱۰) (۳۶۱۱) (۳۶۱۲) (۳۶۱۳) (۳۶۱۴) (۳۶۱۵) (۳۶۱۶) (۳۶۱۷) (۳۶۱۸) (۳۶۱۹) (۳۶۲۰) (۳۶۲۱) (۳۶۲۲) (۳۶۲۳) (۳۶۲۴) (۳۶۲۵) (۳۶۲۶) (۳۶۲۷) (۳۶۲۸) (۳۶۲۹) (۳۶۳۰) (۳۶۳۱) (۳۶۳۲) (۳۶۳۳) (۳۶۳۴) (۳۶۳۵) (۳۶۳۶) (۳۶۳۷) (۳۶۳۸) (۳۶۳۹) (۳۶۴۰) (۳۶۴۱) (۳۶۴۲) (۳۶۴۳) (۳۶۴۴) (۳۶۴۵) (۳۶۴۶) (۳۶۴۷) (۳۶۴۸) (۳۶۴۹) (۳۶۵۰) (۳۶۵۱) (۳۶۵۲) (۳۶۵۳) (۳۶۵۴) (۳۶۵۵) (۳۶۵۶) (۳۶۵۷) (۳۶۵۸) (۳۶۵۹) (۳۶۶۰) (۳۶۶۱) (۳۶۶۲) (۳۶۶۳) (۳۶۶۴) (۳۶۶۵) (۳۶۶۶) (۳۶۶۷) (۳۶۶۸) (۳۶۶۹) (۳۶۷۰) (۳۶۷۱) (۳۶۷۲) (۳۶۷۳) (۳۶۷۴) (۳۶۷۵) (۳۶۷۶) (۳۶۷۷) (۳۶۷۸) (۳۶۷۹) (۳۶۸۰) (۳۶۸۱) (۳۶۸۲) (۳۶۸۳) (۳۶۸۴) (۳۶۸۵) (۳۶۸۶) (۳۶۸۷) (۳۶۸۸) (۳۶۸۹) (۳۶۹۰) (۳۶۹۱) (۳۶۹۲) (۳۶۹۳) (۳۶۹۴) (۳۶۹۵) (۳۶۹۶) (۳۶۹۷) (۳۶۹۸) (۳۶۹۹) (۳۷۰۰) (۳۷۰۱) (۳۷۰۲) (۳۷۰۳) (۳۷۰۴) (۳۷۰۵) (۳۷۰۶) (۳۷۰۷) (۳۷۰۸) (۳۷۰۹) (۳۷۱۰) (۳۷۱۱) (۳۷۱۲) (۳۷۱۳) (۳۷۱۴) (۳۷

اوس و حرج کا  
اسلام

(نہم حج میں عر کے اکثر قائل کا اجتماع ہوا تھا، آپ اس موقع پر ایک ایک قبیلہ کے قیام گاہ پر جاتے اور اسلام کی دعوت دیتے تھے، چنانچہ مدینہ کے قائل اوس و حرج کی ایک معتدہ جماعت نے اسی موقع پر اسلام قبول کیا،

مام مدینہ میں  
اساعب اسلام

مدینہ منورہ میں حب آب تشریف لائے تو اس یاس کے قائل میں سے جیسا کہ اوپر گدرا عمار و اسلم نے اسلام قبول کر لیا، کچھ ہی دنوں کے بعد بدر کا معرکہ مٹیا آیا، جس میں قریش کو شکست ہوئی، اور ستر استخاص مسلمانوں کے ہات میں قید ہو گئے، ان قیدیوں کی رہائی کے لیے قریش نے مدینہ میں آمد و رفت شروع کی، اس تقریب سے لوگوں کو مسلمانوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا اور اس اثر سے متعدد استخاص مسلمان ہو گئے)

بدر کے بعد نص  
درسوں کا اسلام

(ان میں) بہت سے لوگ ایسے تھے کہ اتفاقاً ان کے کانوں میں قرآن مجید کی آواز بگنی، اور ما و خود سحبت عداوت کے اُن کا دل تھیر سے مومس گیا، حیر بن مظعم بدر میں گرفتار ہو کر آئے تھے، اور قیدیوں کے ساتھ اسیر تھے، ایک دن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آئیں پڑھ رہے تھے،

اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ اَمْ خُلِقُوا

کیا یہ یوں ہی آئے آپ پیدا ہو گئے یا ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیدا

السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّآيُوفُونَ،

کیا یا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا مگر بات یہ کہ ان کو یس ہیں،

حیر بن مظعم نے یہ سہیں سن لیں انکا سیاں ہو کہ ٹھکریہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پروا رکھ گیا، صحیح حکامی سورہ طور میں یہ واقعہ مذکور ہے،

(مکہ میں روم و فارس کی جنگ کے متعلق آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ ٹھیک سے

بدر کے موقع پر پوری اُتری اور قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق سات برس کے بعد رومیوں نے فارس پر فتح کئی پائی، اس عظیم الشان معرہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک خلق کثیر نے اسلام کی صداقت کا اقرار کیا،)

عرص اس طرح آپ ہی آپ لیکس ہایت آہستگی اور تدبیر کے ساتھ اسلام پھیلاتا تھا، سہمیں قریش

(لے جامع برمدی تفسیر سورہ روم،)









وَأَمَّا كِتَابُ الْعَرَبِ فَصَلَّى بِأَسْلَامٍ أَمْرُهُ  
 الْحَيِّ مِنْ فَرَشٍ وَأَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَدَلَّكَ أَنْ فَرِيضًا كَانُوا أَمَامَ النَّاسِ  
 وَهَذَا لَهُمْ وَأَهْلُ السُّنَّةِ وَالْحَرَمِ وَصِرَاحُ وَلَدِهِ  
 أَسْمَعِلْ بِنِ الْإِسْلَامِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفَادَةُ الْعَرَبِ  
 لَا يَكُونُ دَلَّكَ وَكَأَنَّ فَرَشٍ هِيَ الْبَيْتُ  
 لِحَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَلَّ  
 فَلَمَّا أَصْبَحَ مَكْرُودًا بِالسُّنَّةِ وَدَوَّحًا  
 الْإِسْلَامُ عَرَفَ الْعَرَبُ أَنْ لَطَافَهُ لَهُمْ عَرَبِ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّ أَوْفَهُ  
 فَحَلُّوْا فِي دِينِ اللَّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
 أَدَاكَ كَصَرُّ اللَّهِ وَالْعَمِيمِ

عرص اسلام کی سچائی اور سادگی، اور عرب کی تیر فہمی اور دہانت کے لحاظ سے اسلام کے پھیلنے میں جو دیر لگی وہ زیادہ تر قومی اور حادثاتی مخالفت کی وجہ سے تھی، اب حکمہ ماطل کا سگ راہ ہٹ گیا تو حق کے آگے ٹرے میں دیر نہ تھی،

فتح مکہ کے بعد اب دعوت اسلام کے لیے یہ حطرہ ہمیں رہا کہ اُس کے دُعاۃ جہاں حائیں سید یرح قتل کر دیئے جائیں، اس سائرہ محضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام اطراف عرب میں دُعاۃ بھیج دیئے کہ لوگوں کو اسلام کے فضائل و محاسن بتا کر اُن کو اسلام کی ترغیب دلائیں، دُعاۃ حسب دِل طریقہ سے مقرر کئے گئے،

(۱) حفاظت خود اختیاری کی عرص سے کسی قدر روح ساتھ کر دیا جاتی تھی کہ انکو کوئی شخص ضرر نہ بھیجائے یا نہ اور وہ آرا دی سے تبلیغ اسلام کر سکیں، حضرت خالد کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین بھیجا تو روح بھی ساتھ کر دی، لیکن تاکید تھی کہ نہ حسرتیں نہ آئیں، جیسا کہ پورے چھ ہمسہ مکہ کی دعوت اسلام پر کسی نے توجہ نہیں کی اور وہ کچھ نہ کر سکے، حضرت خالد سپہ سالار اور فاتح تھے، واعطاء اور صاحب ارثاد نہ تھے، اس مایہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اب حضرت علیؑ کو بھیجا، انھوں نے قاتل کے سامنے حب اسلام کی تبلیغ کی تو دعتہ ملک کا ملک مسلمان تھا، یہی وہ دُعا ہے جس کو علامہ طبری نے ان لفظوں سے تعمیر کیا ہے،

فَدَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا حَوْلَ مَكَّةَ      آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اطراف میں کچھ  
السموات مدعو انی اللہ عمر وحل ولم يامرهم      ٹکڑاں بھی تھیں کہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں لیکن  
نہال۔      انکو لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا،

حضرت خالد کو قبیلہ سی حدیثہ کے پاس بھی پہنچا دعوت اسلام کیلئے بھیجا تھا، لیکن حب انھوں نے کتے دھول کیا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حشر ہوئی تو آپ کھڑے ہو گئے اور قبیلہ رُح دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا، اے خدا! میں خالد کے محل سے بری ہوں، پھر حضرت علیؑ کو بھیجا، انھوں نے ایک ایک مقتول کا حوں ہما دیا، یہاں تک کہ گتوں کا بھی،

(اتساعت اسلام کی عرص سے حُوسُخِ جماعت اطراف ملک میں بھی جاتی تھی اس میں کبھی کبھی آپ ایک ایک فرد کا امتحان لیتے تھے، ان میں جو صاحب سے زیادہ حافظ قرآن ہوتے تھے ان کو اس کا امیر مقرر فرماتے تھے، جیسا کہ آپ نے ایک بار اسی قسم کی روح رواہ کر مایہ جیسی تو ایک ایک شخص سے متران

(۱) اس روایت میں اگرچہ نہ تصریح ہے نہ کہ روح اساعت اسلام کے لیے بھی گئی تھی، صرف یہ الفاظ ہیں،

لعب لعماد وھم دھو عید      نبی آپ نے ایک بہت بڑی جماعت بھیجی،

ماہم فرانس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد صرف اساعت اسلام تھا، کیونکہ اگر لڑائی مقصود ہوتی تو حفظ قرآن کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ آپ ہر ایک سے قرآن پڑھوا کر سکتے،

یہ ہوا کہ اس میں ایک کس و حوال تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اُنکے پاس آئے اور پوچھا تھیں کیا یاد ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ تھکے ہوئے فقرہ اور حلال طلال سورتیں یاد ہیں، آپ نے فرمایا تو تھیں اس سب کے امیر ہو، (رعیب و مرہب جلد ۱ صفحہ ۲۵۹، روایت ترمذی)

(۲) جو مالک پر اثر آتے تھے اور دہاں رکوۃ اور حریرہ کے وصول کر لے کے لئے اعمال بھیجے جاتے تھے، وہ اکثر اس درجہ کے لوگ ہوتے تھے جس کا تقدس، رہ، اور پاکیزگی مسلم ہوتی تھی، اس کے ساتھ عالم اور واعظ بھی ہوتے تھے، اور اس لئے وہ تحصیل مال کے ساتھ تبلیغ اسلام کی خدمت بھی احام دیکھتے تھے، ان میں سے بعضوں کے نام حسب ذیل ہیں:

نام	مقام	کیفیت
مہاجرین انی امیہ	صنعا میں	حضرت ام سلمہ (روحہ موسیٰ) کے معافی تھے،
ریاد بن لبید	حضرت موت	یہ ان صحابہ میں ہیں جو عردہ مدرین شریک تھے،
حالد بن سعید	صنعا میں	سابقین ادیں اور مہاجرین جس میں ہیں، اسکے پہلے اسی نے
عدی بن حاتم	قیلیطو (دیس)	کا عدات یرسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا،
علاء بن حصری	کھوین	مشہور صحابی ہیں، حاتم طائی اسی کا مات تھا،
حضرت ابو موسیٰ اشعری	ربیع و عدل	اُنکی دعوت اسلام کو قریشا نام لوگ سلاں ہو گئے، مشہور صاحب علم صحابی ہیں،
حضرت معاذ بن جبل	حد	
حریر بن عبد اللہ بخلی	دو الکلاخ حمیری	حریر مشہور صحابی ہیں، دو الکلاخ حمیری میں کے سلاطین کے حامد اس سے تھے،
		ایک موقع پر لکھا آدمیوں کو سمجھا دیا تھا، حریر کی دعوت پر یہ اسلام لائے تو انکی
		خوشی میں چارہزار علام آرا دکئے،

(۳) انھیں لوگ مخصوص اتاعت اسلام کی عرص سے بھیجے جاتے تھے، انھیں سے اس قسم کے دعاۃ کے نام حسب دلیل ملے ہیں،

مقام دعوت	نام	مقام دعوت	نام
لطف حارت س عد کلال تہرادہ	ہما حرس الی امیہ	قبیلہ ہمدان و حدلیہ و مرج	علی بن ابی طالب
میں،		کھراں،	معیروہ بن تمیم
مدک	میحصد بن مسعود	اطراف مکہ	خالد بن ولید
		عماں،	عمرو بن العاص
		اسائے فارس،	ورس بنیحس

(۴) «روسائے قنائل مارگاہ سوت میں آکر مسلمان ہو جاتے تھے اور کچھ روز یہاں قیام کر کے ایسے قنائل میں دعوت اسلام کی عرص سے واپس جاتے تھے، ان اتخاص کے نام یہ ہیں،

کیفیت	مقام	نام
قبیلہ دوس		طھیل بن عمرو بنی
تقیف		عروہ بن مسعود
ہمدان		عامر بن تہر
موسعد		صام بن قسلبہ
کھریس		شقد بن حسان
اطراف نجد		تمامہ بن اماں

ان مسلمانوں اور دعاۃ کے اثر سے اسلام ہر جگہ تیری سے آگے بڑھ رہا تھا، فتح مکہ کے بعد حیدرآباد پہلے گدڑچکا

لے اصناد مادی اسلام اسائے ہیں،

دعاۃ اطراف مکہ میں بھج دیے گئے تھے اور لوگ حوثی حوثی مسلمان ہوتے جاتے تھے، قرآن پاک کی یہ آیتیں اسی موقع کی طرف اشارہ کرتی ہیں،

إِذَا حُجَّتْ لَكَ الصَّالِحَاتُ وَالْقَوْمُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ  
مُدْحِلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَوْفًا،  
حد کی مستح و نصرت آئی اور بسے دکھ لاکہ لوگ وح  
دروغ حد کے مذہب میں داخل ہو رہے ہیں

فتح مکہ کے تیس مہینے بعد دواکھ شہ کے موسم حج میں اعمال برآء ہوا، اس واقعہ کے بعد امت مسلمہ  
حجاز کے عام طور سے اسلام قبول کر لیا،

حجاز سے ماہر ہوت کے اکیس برس میں صرف قریش اور یہود کی مراحمہ سے اسلام آگے نہ بڑھ سکا  
اور حال حال مسلمان ادھر ادھر پڑتے تھے، لیکن ان دیواروں کا ہٹنا تھا کہ صرف تیس برس میں شہ  
میں اسلام کا اتر ایک طرف تیس بحریں، یمامہ، عمان، اور دوسری طرف عراق و شام کی حدود تک وسیع ہو گیا، یہ  
عر کے دہ صولے ہیں جہاں اسلام سے پہلے عربوں کی ٹری ٹری حکومتیں قائم تھیں، اور اس وقت بھی وہ روم  
و فارس دیا کی عظیم الشان طاقتوں کے زیر سایہ تھیں، تاہم اسلام بحیرہ تلوار کی رفاقت کے صلح اور اس کے  
سایہ میں ایسی آوار ملند کرتا چلا گیا، اور ہر گزرتہ سے لیک کی صدائیں خود بخود آئے لگیں،

میں (ملک عرب کے تمام صوبوں میں مین سے زیادہ رحبہ اور سیر حاصل ہو، اور ہایت قدیم زمانہ سے تمدن و  
تجارت کا مرکز ہے، سا اور حیر کی عظیم الشان حکومتیں یہیں قائم ہوئی تھیں، ولادت سوی سے تقریباً پچاس  
برس پہلے ۵۲۵ء میں عیسیٰ یوں نے میں پر قصہ کر لیا تھا، ولادت سوی کے چند سال بعد اہل ایران یہاں  
کے مالک سکے تھے، انکی طرف سے یہاں ایک گورنر ہوتا تھا، جو میں پر حکومت کرتا تھا،

مین میں اسلام کی تحریک کے لئے متعدد دعوائے موجود تھے مثلاً اختلاف صیت کہ میں، قحطانی تھے، داعی اسلام  
اسماعیلی، اہل یمن کو ایسے قدم چاہ و حلال اور تمدن و حکومت پر راہت، اور تمام عرب کا طور سے انکی میثردی کو

تسلیم کرتا تھا اور تمام عرب میں دہی حکومت کے مستحق سمجھے جاتے تھے ملک میں جہاں کوئی ماقاعدہ حکومت تھی وہ سلا اسی حامداں سے شمار ہوتی تھی، چنانچہ حبش سے قبیلہ کسدہ کا وفد آیا ہی، خویش کا ایک شاہی حامداں تھا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک عرب فرما رواٹھکرائیں وفدے یوحیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اور ہم ہم حامداں ہیں؟ آئیے فرمایا، ہم نصرت کمانہ کے حامداں سے ہیں، نہ اسی ماں پر تہمت رکھ سکتے ہیں اور نہ ایسے ماب سے انکار کر سکتے ہیں۔

یہ میں اتناعت اسلام کا سب سے بڑا عائق یہ ہو سکتا تھا کہ وہ بالکل جنتی سے ایرانیوں کے ماتحت تھا، اور اس کے مدعا علیہ العموم یہودی یا عیسائی تھے، لیکن متحول حق کے لئے کوئی حیراں میں سے مانع نہ آئی، میں میں اسلام کی دعوت ہجرت سے ہمت پہلے پہنچ چکی تھی ہیں میں دوس ایک متنازع قبیلہ تھا، اس قبیلہ کا رئیس طہیل بن عمرو اتفاق سے مکہ آیا اور مسلمان ہو گیا، اسی زمانہ میں کسدہ کا قبیلہ حج کے لیے مکہ آیا تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے انکار کیا، شہنہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں تشریف فرما تھے، دوس کا قبیلہ مسلمان ہو کر دارالاسلام میں منتقل ہو گیا، میں کا ایک اور مشہور قبیلہ اسد تھا، وہ بھی مہاجرین حبشہ کی صحبت میں اسی زمانہ میں ملا تحریک خود بخود اسلام لایا، اور آستانہ نبوت پر حاضر ہوا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، اور ابو موسیٰ اشعری، انہیں قتال کے ساتھ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث میں حاضر ہوئے تھے۔

میں میں ہمدان کے بڑا کثیر التعداد اور صاحب اثر حامداں تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (شہد کے آہن میں) ان کو دعوت اسلام دیے کے لئے حضرت خالد کو بھیجا، خالد چھ مہینے تک ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، لیکن ان لوگوں نے قبول نہیں کیا، مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خالد کو ملالیا، اور حضرت علیؓ کو بھیجا، حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ماتمہ مبارک پر ٹھکرایا، اور ساتھ ہی سارے کا سارا قبیلہ مسلمان تھا، حضرت علیؓ نے جب اس واقعہ کی اطلاع مار گا، رسالت میں دی تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس صلہ حدیث اشعث بن قیس دراد المعاد (جلد ۳۲ صفحہ ۱۷۷) اس ہتمام ذکر عرض الاسلام علی الناس (۱)

علیہ وسلم) نے سجدہ کیا اور سر اٹھا کر دو دفعہ فرمایا، السلام علیٰ ہمٹھان

(لخص روایتوں میں ہے کہ ہمدان نے جب اسلام کا علم لیا تو عامر بن تھمر کو آنحضرت صلیم کی خدمت میں بھیجا کہ یہ مذہب اگر تم کو پسند آئے تو ہم سب اس کے قول کے لیے تیار ہیں، اور اگر بایں دیدہ ٹھہرے تب بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں، عامر بن تھمر جب دربار رسالت سے واپس آیا تو اس کا دل نور اسلام سے معمور تھا، اور ساتھ ہی سارا قبیلہ بھی مسلمان تھا، ممکن ہو کہ یہ دونوں واسطے ہوں اور دونوں کی کوشش سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہو؟ یمن میں حضرت علیؑ سے لگن بوس ہو گئے تھے، یحیٰ الاولؑ سلمہ بن تیسر سووار کی حفاظت میں آنحضرت صلیم لے پھر اُن کو یمن کے قبیلہ مدح میں تبلیغ اسلام کے لیے مامور فرمایا اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمادی کہ جب تک وہ قتلہ آورہ ہوں یتیم شہ کرنا حضرت علیؑ کی حب و محبت میں یہی ہے تو مالگداری وصول کرے کے لیے ادھر ادھر لوگوں کو متبیت کیا، اسی اثناء میں قبیلہ مدح کی ایک جمیعت لطرائی، حضرت علیؑ لے آئے ان کے سامنے اسلام کی دعوت بیت کی لیکر اُدھر سے اس احسان کا جواب تیرا دیتے ہو کی رماں ملا، یہ دیکھ کر حضرت علیؑ نے بھی ایسے ساتھیوں کی صف رائی کی، مدح اسے میں آدمی مقتول چھوڑ کر کھاگ کھڑے ہوئے ہبلانوں اُن کا تعاقب کیا کہ انکا مقصد صرف بدعت تھا، اسکے بعد روئے قبیلہ جو حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا، اور دوسروں کی طرف سے سیاتہ اسلام کا اعتقاد کیا،)

یمن میں فارس کے حور و سا، قیام پذیر ہو گئے تھے اُنکو ابنا، کہتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سلمہ بن دربن بنحس کو اُن کے پاس دعوت اسلام کے لیے بھیجا، وہ ہمدان س ریح (مرگ) کے گھراں کے بیٹوں کے ہماں ہوئے، اور میر و ریلٹی، مرکوہ و ہب س کے پاس دعوت اسلام کے خطوط بھیجے، اسے اسلام قبول کیا، سلمہ روفانی بہرہ صحیح از بھی، چہل واقعہ جاری حر و عوات میں موجود ہے لیکر ہمدان کی اس میں تخصیص نہیں اور ان کے اسلام کا اس میں بھی اس واقعہ کے متعلق اور بھی روایتیں ہیں صحیح ہیں، چنانچہ خود مواب الدیہ نے تسلیم کیا ہے، ان روایتوں کا یہ معہم ہے کہ ہمدان کے لوگوں نے حضرت علیؑ کے ڈر سے اسلام قبول کر لیا، لیکر یہ روایتوں کا شہل ہے واقعہ ہیں (ایک روایت میں ہے کہ ایسے ہمدان کو حکم دیا کہ وہ یقیف سے جیسر لڑا کریں اور اُن پر عارت گری کیا کریں، لیکر حافظ اس قیم نے نصیح کی ہے کہ یہ روایت ماکل غلط ہے ہمدان مس کا قتلہ تھا اور یقیف کہہ کے اس طائف میں ہو، یہ حکم تو دو ہمایہ قلیوں کو دیا جاسکتا تھا، سلمہ حضرت علیؑ کی ہم میں کا واقعہ عام حدت کی کہانوں میں مذکور ہے لیکر یہ فیصل اس سجدہ و عاری سے ماحود ہے)



صعاب میں سے پہلے سے قرآن مجید حفظ کیا وہ مرگود کے صاحبزادے عطاء اور وہب سے ملے تھے،

(عالم میں میں تبلیغ اسلام کیلئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری کو مامور فرمایا، دونوں صاحب میں کے ایک ایک صلیع میں بھیجے گئے، جیلے وقت آئے ال لوگوں کو جو مائیں تسلیم فرمائیں وہ حقیقت اسلامی تبلیغ کے اصول ہیں، آئیے فرمایا سہولت کے کام کرنا، سخت گیری نہ کرنا، لوگوں کو جو سختی سنا، نصرت نہ دلانا، دونوں ملکر کام کرنا، تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہیں، حساب کے ہاں بھیجا تو پہلے اُن کو توحید اور رسالت کی دعوت دیا، جب وہ اُسکو تسلیم کر لیں تو کہنا کہ خدا نے تم پر رزق میں یابج وقت کی مار بھی موص کی ہے، جب یہ بھی ماں لیں تو اُنکو سمجھا نا کہ تم پر رکواۃ بھی دہ ہے، تم میں جو امیر ہوں اُسے لیکر جو عرب ہیں اُن کو دیدی جائیگی، دیکھو جب وہ رکواۃ دیا مطلق کر لین تو جس کرا بھی ایجی جیسریں نہ لے لیا، مظلوموں کی مدد عاے ڈرتے رہا، کہ اُس کے اور خدا کے دریاں کوئی یر وہ حامل میرا، حضرت ابو موسیٰ نے یوحنا یا سی اللہ ہمارے ملک میں میں بخوادر شہد کی تراب متی ہو کیا یہ بھی حرام ہے؟ آپ نے فرمایا، ہر تے حواسہ پیدا کرے حرام ہے؟)

کحراں (پس کے پاس ہی کحراں کا صلیع ہو، کحراں عرب میں عیسائیت کا خاص مرکز تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معیرہ سے تسمہ کو جو صلیع حدیبیہ سے پہلے اسلام لایکے تھے دعوت اسلام کے لیے کحراں بھیجا، عیسائیوں نے قرآن پر اعتراضات شروع کئے، یہ جواب نہ دیے اور واپس چلے آئے، اُسکے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوت اسلام کا اُنکو خط بھیجا، جس میں تحریر تھا کہ اگر اسلام قبول نہ ہو تو اسلام کی سیاسی اطاعت قبول کرو، اور حریرہ ذوال اہل کحراں نے راہبوں اور مدہی بیتواؤں کی ایک جماعت کو دریافت حال کے لیے مدینہ بھیجا اس وفد کا تفصیلی ریاں آگے آئے گا،

نصارائی کے علاوہ کحراں میں سترکیں کی بھی کچھ آبادی تھی، ان میں ایک علیہ سوحارت س ریا تھا، لہ طری، صفحہ ۶۳، اُنکو صلہ اصابہ تھا جس صلہ یہ لوراد اقمہ صلیع بحاری حریرہ دات میں مذکور ہے، ہم نے بحاری کی مختلف ردا موں کو کھا کر لیا، صلہ رمدی نصیر سورہ حرم، صلہ رمدانی، صلہ حوالہ ہستی،)



لے اُن کو ایک دریاں عسایت کیا، وہ سہرے واپس گئے توحید و رنگ کسی سے اسکا اظہار نہیں کیا، لیکن اُن کی بیوی نے اُنکو مار پڑھتے دیکھا تو ایسے مایہ مدرس عائد سے شکایت کی، اُنھوں نے مقدمہ سے دریافت کیا، بحث و مساحتہ کے بعد مدرس بھی مسلمان ہو گئے، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ماتہ مبارک لوگوں کو سنا یا اس کے اسلام قبول کر لیا،

صحیح بخاری (کتاب الجمع) میں روایت ہے کہ مسجد نبوی کے بعد سے پہلا جمعہ جس مسجد میں ادا کیا گیا وہ کربس کی مسجد تھی، جو حواتی میں واقع ہے، اس سے مات ہوتا ہے کہ کربس میں ابتدائی رماہ میں اسلام کی اشاعت ہو چکی تھی،

اسلام قبول کر کے بعد اُن لوگوں نے جو وہ شخصوں کی ایک سہارت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں بھیجی، جسکے مدرس الحرت تھے، اُن کا قافلہ کا تاء توت کے قریب آیا تو یہ لوگ اس قدر نے تاب ہوئے کہ سوار یوں سے کود پڑے، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مات جوئے، لیکن مدرس کو ماس ادب ملحوظ تھا، اُنھوں نے قیام گاہ پر جا کر کھڑے ملے، پھر خدمت میں حاضر ہو کر دست تہ کی،

سہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علاء حصری کو تبلیغ اسلام کے لیے کربس بھیجا، اُس رماہ میں یہاں ایران کی طرف سے مدرس ساوی گور تھا اُسے اسلام قبول کیا اور اُس کے ساتھ تمام عرب اور کچھ عجم جو یہاں مقیم تھے، مسلمان ہو گئے،

کربس کے علاقہ میں ”ہجر“ ایک مقام ہے، یہاں ایران کی طرف سے سیحت حاکم تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)

دلہ ررقانی، بحوالہ کرمانی، قندلہ بعد القیس کی ایک سہارت کا ذکر صحیح بخاری میں ہے، اور وہ اس رماہ کے بعد کی ہے، بخاری کی رد اس سے ہی اس قدر ثابت ہوا ہے کہ بعد القیس اس سہارت سے پہلے ایمان لائیکے تھے، اصناف میں اس تناہیں سے حور روایت ہے وہ گوررقانی کی روایت سے مختلف ہے اور ریس سہارت کے نام میں احلاف ہے ماہم اس قدر روایتوں سے مات ہوا ہے کہ پہلی سہارت جھٹی ہجری سے پہلے کی ہے،

(لہ ررقانی، روایت ہقی، سجدہ، لہ موج الملداں)

علیہ وسلم) نے اُسکے نام بھی خط بھیجا تھا، اور اُس نے بھی اسلام قبول کیا،

عماں شہہ اس تہریق قبیلہ ارد کا قصہ تھا، اور عبید و جعفر بیان کے رئیس تھے، شہہ میں آنحضرت (صلی اللہ

عماں میں  
اسلام

علیہ وسلم) نے الوریہ الصاری کو جو حافظ قرآن تھے اور عمرو بن العاص کو دعوت اسلام کا خط دیکر بھیجا، دونوں رئیسوں  
نے اسلام قبول کیا اور وہاں کے تمام عرب اُن کی تربیت سے اسلام لائے،

عرب تمام شہہ تمام کے اطراف میں جو عرب آباد تھے، اُن میں متعدد ریاستیں تھیں، ان میں سے معال

حدود سام میں  
اسلام

اور اُس کے اصلاع مروۃ بن عمرو کے زیر حکومت تھے، لیکن خود مروۃ رومی سلطنت کی طرف سے گویا گورنر  
تھے، اُنھوں نے اسلام سے واقفیت پیدا کی تو مسلمان ہو گئے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں  
اظہار اسلام کے ساتھ ایک حجّہ ہدیہ کے طور پر بھیجا، (عیسائی) رومیوں کو اُن کے اسلام کا حال معلوم ہوا تو اُن کو  
اگر قتل کر کے سُولی دیدی، اُسوقت یہ تنعراں کی رماں پڑھتا،

سَلْع سِرَاةَ الْمُسْلِمِينَ مَائِي (مسلمان سرداروں کو میرا یہ ہمام ہمسادو

سَلْمُ لِرَقِيٍّ اعْطِے وَمَعَالِي کہ مراحم اور میری عرب سے روڑگار کو کام ہر بازو)

(تمام اور عرب کے درمیاں، عد رہ، مائی، حدّام وغیرہ قبائل آباد تھے، قبیلہ ثلی میں حضرت عمرو بن العاص

کا ماہال تھا، اس لیے ایک جماعت کے ساتھ اُن اطراف میں بھیجے گئے، وہ حدّام کے تالاب پر پہنچے تو ان کو

حملہ کا خوف ہوا در مار سوت میں اطلاع کی، وہاں سے حضرت ابو عبیدہ کی ماتحتی میں عمرص حفاظت کچھ فوج بھیج گئی

اسی کو اہل سیر کی اصطلاح میں عرودہ ذات السلاسل کہتے ہیں۔)



لہ موج السلاسل، ذکر محرس، لہ موج السلاسل، ذکر سنج عماں، لہ اس ہمام، اسلام مروۃ، ذکر مروۃ

## وفودِ عسیر

(حس لوگوں نے مسلمانوں کی دعوت قبول کر لینے کے بعد حود مار گاہ سوت میں حاکر ایسے اسلام کا اعلان کر مایا ہا، ارباب سیر وود، کے عموال سے اں کا ذکر کرتے ہیں، اس قسم کے وود کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس اسحاق نے صرف یدرہ وود کا حال لکھا ہے، اس سعد میں ساٹھ وود کا تذکرہ ہے، دیماطی مغلطائی ریس الدین عسراقی بھی یہی تعداد بیان کرتے ہیں، لیکن مصنف سیرت تنامی نے زیادہ استقصا کیا ہے، اور اکیسویں چار وود کے حالات ہم بھیجائے ہیں، اگرچہ اں میں کہیں کہیں صیغہ روایتوں سے استناد کیا گیا ہے، اور اکثر وود کے نام مسم ہیں، تاہم یہ مسلم ہے کہ اصل تعداد اس اسحاق کی روایت سے کہیں زیادہ ہے، حافظ اس قیم اور قطلانی نے ہایت تحقیق اور احتیاط کے ساتھ اں میں سے صرف ۳۴ وود کی تفصیل کی ہے،)

اصل یہ ہے کہ تمام عرب مکہ کے فیصلہ الحیر کا انتظار کر رہا تھا، مکہ فتح ہو چکا تو یہ انتظار حاتا رہا، اب ہر قبیلہ نے جاکہ حود دار الاسلام میں حاکر کوئی فیصلہ کرے، اہل عرب کو یہ بات تو معلوم ہو چکی تھی کہ اب وہ اسلام کے مقابلہ میں سرکتی نہیں کر سکتے لیکن حیر و غیرہ کی بطروں سے یہ بھی حانتے تھے کہ اسلام لائے یردہ محو نہیں ہیں، بلکہ حیرہ یا کسی اور طریقہ سے صلح کر کے ابکی سابق حالت قائم رہ سکتی ہے،

فتح مکہ کے ساتھ ہی ہر طرف سے ساریں آئی ترویج ہو گئیں اور حیرہ کے ماتی حس قدر ساریں آئیں اُنھوں نے مار گاہ سوت میں پھیکرہ کچھ دیکھا کہ وائیں آئے تو ایماں کی دولت سے مالا مال آئے،

عر کے سے طاقتور قبیلے حس کا اثر دوردور تک پھیلا ہوا تھا، سو قیم، سو سعد، سو حلیفہ، سو اسد، کردہ، سلاطین حمیر، ہمدان، ارد، اور طے، تھے، اں تمام قائل کی ساریں دربار سوت میں آئیں، اں میں سے بعض ملکی حیثیت رکھتی تھیں، یہی حکام مقصد صرف یہ تھا کہ حیثیت فاتح کے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاہدہ کر لیں لیکن اکثر اس عرص سے آئیں کہ اسلام کی حقیقت سے مطلع ہو کر اُسکے حلقہ میں آجائیں،

یہ دو دو زیادہ تر فتح مکہ کے بعد ۹۷ھ اور ۹۸ھ میں آئے، لیکن تسلسل یاں کے لئے اس سے پہلے کے چند وفود کا ذکر کرنا بھی ضروری ہوگا،

مریہ [ یہ ایک بڑا قبیلہ تھا جو مصر تک بھیج کر قریش کے حامداں سے ملتا تھا، انہماں میں مشہور صحابی جو فتح مکہ میں مریہ کے علمبردار تھے، اسی قبیلہ سے تھے، اصمہاں اسی نے فتح کیا تھا، شہ میں اس قبیلہ کے چار شخص، قبیلہ کے سفیر سرگرم حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے، عراقی نے سیرت منظوم میں لکھا ہے،

اَوَّلُ وَفْدٍ وَفَدَ الْمَدِينَةَ سَبْعَ سَلَامٍ وَفَدَ حُودِیہ آیا وہ

سِتِّ حَمَسٍ وَفَدَ وَامْرَأَهُ مَرِیہ کا قبیلہ تھا جو شہ میں آیا،

سوتیم [ سوتیم کے دو بڑے توکٹ و تان سے آئے، قبیلہ کے تمام بڑے بڑے رؤساء مثلاً اقرع بن حابس بن رزاق، عمرو بن العاص، یحییٰ بن یزید، سب اس سعادت میں شامل تھے، عیینہ بن حصہ مراری حودیہ کے حدود تک حملہ آور ہوا کرتا تھا وہ بھی ساتھ تھا،

یہ لوگ اگرچہ اسلام قبول کرنے کی عرص سے آئے تھے، تاہم عربی فروع و روکات میں ابھی باقی تھا، دربار نبوت یعنی مسجد نبوی میں بھیجے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) گھر میں تشریف رکھتے تھے، آستانہ اقدس پر جا کر کپارے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ماہر آؤ، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ماہر تشریف لائے تو بولے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم سے مفاہرہ کریں، آپ نے احارت دی، عطار بن حاحب جو مشہور خطیب تھا، اور جسے نوشیروان کے دربار سے جس تقریر کے صلہ میں کجواب کا حلیہ حاصل کیا تھا، اٹھا اور ایسی قوم کے معاصریر ایک پرورد تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا،

حدا کا شکر ہے جس کے الطاف کی مدد سے ہم صاحب تلاح و تحت، حراہ لائے گراں ہما

کے مالک، اور مشرق میں تمام قوموں سے معترف ہیں، ہماری رزاری آج کون کر سکتا ہے  
 ہماری ہمتیگی کا حکم دعوئی ہو وہ یہ حصا نص و اوصاف گناے جو ہمیں گناے ہیں،“  
 عطار و حطہ دیکر بیٹھ گیا، تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ثابت س قیس کو جواب دیے کا اشارہ کیا،  
 انھوں نے جو تقریر کی اُس کا حامل یہ تھا،

اُس حد کی تعریف ہے میں اور آسمان سائے اُسے ہو کما و تابہت دی، اور ایسے  
 مدوں میں سے بہترین شخص کو انتخاب کیا، جو سب سے زیادہ شریف النفس  
 سے زیادہ راست گستاخ سب سے زیادہ شریف الاحلاق تھا، وہ تمام  
 عالم کا انتخاب تھا، ایسے حدائے اس پر کتاب مارل کی، اُسے لوگوں کو اسلام کی دعوت  
 دی، تو سب سے پہلے ہمارے، اور اُن کے بعد ہم (انصار) نے دعوتِ اسلام پر لبیک کہا،  
 ہم لوگ انصار النبی، اور در رائے رسالت ہیں،“

تقریریں ہو چکیں تو استعار کی ماری آئی، سعادت کی طرف سے تنیم کے مشہور ساعر ررقاں بن مدر نے قصید پڑھا،

نص الکرام و ملائحی یعاد لنا ہم ترمایے قوم ہیں کوئی سلسلہ ہمارا ہم نہیں ہوتا،  
 من الملوث و من تصب السبع ہمیں تخت میں ہلے ہم کھلاؤں کے مانی ہیں،

روایتوں میں آیا ہے کہ ایک شخص نے مدینہ میں آکر حطہ دیا تو اسکی حوی تقریر نے تمام حاضرین کو حیرت زدہ کر دیا  
 اسوقت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا اُن من اللسان لحن، یعنی نص نص تقریروں میں حاد و متواہد،  
 اصناف فی احوال الصحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ررقاں ہی کی تقریر پر یہ الفاظ ارشاد  
 فرمائے تھے، عرصہ ررقاں تقریر کر چکے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دربار رسالت کے شاعر بھی حسان  
 بن ثابت کی طرف دیکھا، انھوں نے رحمتہ کہا،

ان اللہ وائب من مہر و احو قہم ترمائے قلم ہر وراماں مہرے لوگوں کو



وَبَنَوُوسَةَ لَإِسْ مِيعُوا      وہ راستہ بتا دیا ہے جسکی وہ پیروی کرے ہیں،

ارکانِ سفارت میں اقرع س حاس عرب کا مشہور حکم تھا، یعنی قومی مقدمات کا مراجعہ اُس کے پاس جاتا تھا اور اُس کے فیصلوں پر لوگ گردن جھکا دیتے تھے، وہ اسلام لائے سے پہلے مجوسی تھا، اُس کو یہ دعویٰ تھا کہ جب سفارت کے ساتھ دہار رسالت میں آیا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا،

اں حمدی لرس واں  
مں حس کی تعریف کردوں وہ حکم طاہر

دقی لیس، اور جسکو تراکھوں اسکو دای لگ جاتا ہی،

نظم و ستر کی معرکہ آرائی ہو چکی تو سہارت لے اعتراف کیا کہ دربار رسالت کے خطیب اور متاعِ دونوں ہمارے متاع اور خطیب فصل ہیں، پھر سہارے اسلام قبول کیا،

سوسعد نے صمام سے تعلتہ کو سیر سا کر بھیجا، وہ حطرح آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار میں آئے اور جس طریقہ سے سفارت ادا کی، اس سے عرب کی اصلی سادگی اور آرا دروی کا اندازہ ہو سکتا ہے، صحیح بخاری میں متعدد موقعوں پر اس کا ذکر ہے، کتاب العلم کی روایت حسب دہل ہے،

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہلوگ دربار رسالت میں حاضر تھے، ایک شخص ماقہ پر سوار آیا، اور صحن  
مسی میں آکر ماقہ سے اُترا، پھر حاصر سے یوحیا ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کا نام ہے؟“ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ گورے رنگ کے خوکہ لگائے بیٹھے ہیں، ”پس آکر کہا اے عبد المطلب کے بیٹے“  
”آئیے فرمایا کہ میں حواہ دیکھا“ ”لولا کہ میں تم سے کچھ باتیں یوحیوں کا، لیکن سچتی سے یوحیوں کا“ اس پر بنا رہا  
”نہو ما“ ”ارتداد ہوا کہ حو یوحیا ہو یوحیو“ ”لولا کہ آپ حد کی قسم کھا کر کہو، کیا تمکو حد اے تمام دیا کے لیے سعیر مارا کھینچا ہے“  
”آپ نے فرمایا“ ”ہاں“ ”پھر قسم دلا کر یوحیا کہ کیا تمکو حد اے یہ حوقہ ماز کا حکم دیا ہے؟“ ”اسی طرح زکوٰۃ، رورہ، حج کی  
سنت یوحیا اور آپ پر انہاں“ ”فرماتے جاتے تھے، حسب احکام اُس لیے تو کہا کہ“ ”میرا امام صامان تعلقہ ہے“

۱۵ اصنام مذکرہ اقرع من حاس،



اور بھکھو میری قوم لے بھیجا ہے، میں جاتا ہوں، اور جتنے تلیا ہے میں اس سے ایک درہہ زیادہ کروں گا، کہ وہ حاجیکہ تو آپ لے ارتاد فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اسے علاج پائی؟

ضمام لے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا کہ لات دعری کوئی حیر ہیں، لوگوں نے کہا، کیا کہتے ہو انکو حوں یا حدام ہو جائے، انھوں نے کہا، حد کی قسم وہ یہ کچھ فائدہ بھیجا سکتے ہیں نہ ضرر، میں تو خدا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہوں، انکی مختصر تقریر کا یہ اثر تھا کہ تمام نہیں ہوئے یا ئی تھی کہ قبیلہ کا قبیلہ رں و مرد یکے سب مسلمان بن گئے تھے،

اسٹریسٹہ [یس کا ایک ہایت مغز قبیلہ اسٹریسٹ کا تھا، ابو موسیٰ اسٹریسٹ ہی قبیلہ سے ہیں، ان لوگوں نے جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعمت کی حسرت تو ترسٹ حصوں لے مدینہ کی ہجرت کا قصد کیا، اسی قافلہ میں حضرت ابو موسیٰ اسٹریسٹ بھی تھے، یہ لوگ ہمارے سوار ہو کر چلے، لیکن ہوائے مخالف لے ہمارے حوں میں بھیجا دیا، وہاں حضرت صفیر طیار موجود تھے، وہ اپنے ساتھ لیکر عرب کو روانہ ہوئے، اس زمانہ میں جیمسٹج ہو چکا تھا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بہین تشریف دے رہے تھے، چاہے ہمیں لوگوں نے سرف مار یا بی جمل کیا، یہ صحیح مسلم (فصائل اسٹریسٹ) کی روایت ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ جب اسٹریسٹوں کا وفد آیا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ سے فرمایا کہ تمھارے ہاں میں کے لوگ آتے ہیں جو ہایت رقیق القلب و نرم دل ہیں، سدا احمد بن حنبل میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب اشاعرہ کا وفد آیا تو یہ لوگ حوں مسرت سے یہ سر پڑھتے تھے،

عدا سلفی الاحثۃ دکل ہم دوستوں سے ملنے گئے

محمدؐ و حورہ محمدؐ اور سیر وال محمدؐ سے

دارگاہ موت میں بھیجے، تو عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اسے مدہ کے کچھ احکام کہیں

لے وہ روایت صحیح بخاری میں مختلف ابواب میں منقول ہے، لے اس ہتمام،

اور اتنے کائنات کے کچھ حالات یوحیٰ میں آئیے فرمایا ”یہلے حد تھا اور کچھ نہ تھا“ اور اُس کا تحت یا بی پر تھا،

**دوسرے** دوس عرب کا ایک مشہور قبیلہ جو حضرت ابوہریرہؓ اسی قبیلہ سے ہیں، اس قبیلہ کے مشہور شاعر اور رئیس طہیل بن عمرو تھے، وہ ہجرت سے پہلے مکہ گئے، قریش نے اُن کو منع کیا تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نہ جائیں، لیکن اتفاقاً ایک دفعہ یہ حرم میں گئے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ماریڑھ رہے تھے، قرآن مجید سکر متاثر ہوئے، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرص کی کہ آپؐ مٹھکوا سلام کی حقیقت سمجھائیں، آپؐ اسلام کی تبلیغ کی، اور قرآن مجید کی آیتیں سائیں، وہ ہدایت خلوص سے اسلام لائے، وطن حاکم لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن اُن کے قبیلہ میں رما کا بہت رواج تھا، لوگ سمجھے کہ اسلام کے بعد اس آرا دی سے محروم ہو جائیں گے، اس لئے لوگوں نے تامل کیا، طہیل نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آکر حقیقت سیاں کی، آپؐ دعا فرمائی کہ حدایا اوس کو ہدایت دے، یہ طہیل سے ارتداد فرمایا کہ حاکم ریمی اور ملاطفت سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دو، عرص (دعاے سوی کی رکت اور طہیل کی ترعیب اور ہدایت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، اور اسی حادثہ میں حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے، ہجرت کر کے مدینہ میں چلے آئے،

**سومرے** یہ بجرال کا ایک ہدایت معرر حادثہ تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خالدؓ کو اُن کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا، یہ لوگ ہدایت خلوص کے ساتھ اسلام لائے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن لوگوں کو مدینہ میں ملا بھیجا، چنانچہ قیسؓ اس شخص ویرید بن عبدالمداں وغیرہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے، چونکہ اکثر معرکوں میں قائل عرب پر غالب رہے تھے، آپؐ نے اُن سے یوحیا کہ تمہارے علمہ کے کیا اساتھے، بولے کہ ہم ہمیشہ متفق ہو کر لڑتے تھے، اور کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے، آپؐ نے قیسؓ کو اسکا رئیس مقرر کیا،

**قبیلہ کھڑے** میں میں طے ہدایت مامور قبیلہ تھا، اس قبیلہ کے روساء ریدانجیل و عدی بن حاتم طائی تھے،

اور انکے حدود حکومت الگ تھے

رید، رمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر، خطیب، خوش حال دیا ص اور بہادر تھے سترہم میں یہ جید مسرور  
استیخاص کے ساتھ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی،  
انہوں نے مع ایسے ساتھیوں کے ہایتِ صدق دل سے اسلام قبول کیا، تنہواری کی وجہ سے یہ رید اُچل  
کے لقب سے مشہور تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس لقب کو ریدِ انجیر سے بدل دیا،

عدی س حاتم سترہم [عدی، مشہور حاتم طائی کے بیٹے اور قلیہ کھٹے کے (سردار اور مدہنا عیسائی تھے)، سلاطین  
عرب کی طرح انکو بھی آمدنی کا جو تھا حصہ ملتا تھا، جس رمانہ میں اسلامی فوجیں مین گئیں، یہ بھاگ کر تمام چلے  
گئے، انکی ہنس گرفتار ہو کر مدینہ مین آئیں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکو ٹری عرت و حرمت سے رحمت  
کیا، وہ اپنے بھائی کے یاس گئیں اور کہا کہ حق در حلد ہو سکے آنحضرت صلعم کی حدس میں حاضر ہو، وہ بعیر ہوں یا مادنا  
ہر حال میں اُن کے یاس حاما مفید ہی، عرص عدی مدینہ آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تھے، عدی  
نے مسجد میں حاکر سلام کیا، آپ نے جواب سلام کے بعد نام پوچھا، پھر انکو لیکر گھر کی طرف چلے، اسی اتنا میں ایک  
ٹڑھیا آگئی، اُس نے آپ کو روک لیا، اور دیر تک آپ کے کسی کام کے متعلق باتیں کرتی رہی، عدی خود رُئیں تھے،  
شام میں رومیوں کا دربار دیکھا تھا، انکو حیرت ہوئی کہ تہمتاہ عرب ایک ٹڑھیا کے ساتھ اس مساوات سے  
بیٹیں آتا ہی، اُسی وقت انکو خیال ہوا کہ یہ شخص مادتاہ ہمیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے،  
چمڑے کا ایک گدّا تھا، اُسکو عدی کی طرف ٹڑھایا، یہ اصرار کے بعد اُس پر بیٹھے، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ کیوں عدی اتم اپنی قوم سے مربع لیتے تھے، لیکن یہ تو تمہارے مذہب (نصرانیت) میں جائز نہیں،  
پھر فرمایا کہ خدا کے سوا کوئی اور خدا ہے؟ لو لے کہ ہمیں، پھر پوچھا کہ خدا سے کوئی ٹڑا ہی؟ لو لے کہ ہمیں،  
آپ نے فرمایا کہ یہودیوں پر خدا کا غضب نازل ہوا ہی، اور عیسائی گمراہ ہو گئے ہیں،

لہذا صابر و راد العاد لہ اس ہمام اسلام عدی س حاتم سترہم مسدا مام احمد حدس عدی ریدی نصر فاتحہ،

عصرِ عدیٰ نے اسلام قبول کیا، اور اس قدر تازت قدم رہے کہ رذّہ کے زمانہ میں بھی اس کی کچھ اتر نہیں پڑا،  
 مای کی سعادت کا اترال میں بھی تھا، ایک دمعہ ایک شخص نے اسے سوراویہ طلت کئے لوئے کہ تم حاتم کے بیٹے  
 سے اس قدر تحیر و رستہ مانگتے ہو، خدا ہرگز نہ دوں گا،

وہ قیاف (یا دھوگا کہ) حبِ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) طایف کا محاصرہ چھوڑ کر روانہ ہونے لگے تو صحابہ نے عرض کی  
 تھی کہ آپ اس کے حق میں مدد عوامی نہیں، آپ کے احسبوں میں دعا عوامی تھی یہ تھی،

اللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِلَامَ لَهْم اے خدا تعالیٰ کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس بھیج،

(یہ دعا کرتے زمانے کا ایک اعجاز تھی، وہ قیدیہ تو ملواریسے زیر ہو، صداقت کے جلال نے آستانہ اسلام پر اسکی  
 گردوں جھکا دی،)

طائف دور میوں کے قصہ میں تھا، حمیں ایک عروہ س مسعود تھے، جبکی سمت کھار مکہ کہا کرتے تھے کہ  
 کلام آئی اترتا تو اس پر اترتا، عروہ اگر یہ اتناک اسلام ہمیں لائے تھے لیکن مادہ قابل رکھتے تھے، حدیبیہ کی صلح  
 بھی اسی کی سمارت سے احام پائی تھی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) حب طائف سے واپس چلے تو حدیبیہ  
 اکو اسلام کی توفیق دی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ ہمیں پہنچے پائے تھے کہ وہ حدیث اقدس میں حاضر  
 ہوئے اور اسلام لا کر واپس گئے، واپس جا کر انھوں نے اسلام کا اظہار کیا اور لوگوں کو اسلام کی ترغیب دی،  
 لوگوں نے انکو بہت بُرا بھلا کہا، صبح کو حب ایسے مالا حامہ پر اداں دی تو ہر طرف سے تیروں کا میٹر برسا، یہاں تک  
 کہ وہ تہید ہو گئے، مرتے وقت وصیت کی کہ محاصرہ طائف میں جو مسلمان تہید ہو چکے ہیں انہی کے پہلو میں  
 دفن کئے جائیں،

(عروہ کا حوں رائگاں ہمیں جاسکتا تھا، صحرائیں عیلہ رئیس احس یہ سکر کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 طائف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، کچھ سوا لیکر چل کھڑا ہوا تھا، اتفاق سے اُس وقت بھیجا حب آپ طایف چھوڑ کر

مدینہ کی طرف مراجعت فرما چکے تھے، صبح لے عہد کیا کہ جب تک اہل طائف آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت قبول نہ کر لیں گے، میں قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دن گا، آخر اہل طائف نے اطاعت قبول کر لی، صبح لے خدمت نبوی میں اطلاع کی، تو آپ نے مسجد نبوی میں تمام لوگوں کو جمع کیا اور جس کے لیے دس مارو عافرائی، حیدر در کے بعد اہل طائف نے باہم مشورہ کیا کہ تمام عرب اسلام لایکا، اب ہم اکیلے کیا کر سکتے ہیں، عرص یہ را قرار پائی کہ چند سفیر مقرر کر کے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں بھیجے جائیں،

ان کی سفارت لے مدینہ کا رُح کیا تو مسلمانوں کو اس قدر سرت ہوئی کہ سب پہلے میرہ س متعہ دوڑے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاکم خیر کریں، راہ میں حصرت اوکر ملگئے اکو معلوم ہوا تو میرہ کو قسم دلائی کہ یہ خوشخبری جھکوٹھینجائے دو،

میرہ نے ان لوگوں کو تعلیم دی کہ در مار رسالت میں حانا تو اس طریقہ سے سلام عرض کرنا، لیکن یہ لوگ اسی قدیم دستور کے موافق آداب بحالائے،

عبداللیل، طائف کا مشور رئیس امیر الوفد تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس کو (حالاکہ اب تک وہ کا درجت مسجد نبوی میں آتا را کہ مسلمانوں کی محویت و استغراق کو دیکھ کر تارتو) یہ لوگ صحن مسجد میں جیسے نصب کر کر ٹھہرائے گئے، مارا و خطبہ کے وقت یہ لوگ موجود رہتے تھے، گو خود شریک نہیں ہوتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معمول تھا کہ حطوں میں اپنا نام ہمیں لیتے تھے، ان لوگوں نے آپس میں تذکرہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے تو ایسی بعیری کا اقرار لیتے ہیں، لیکن حطہ میں خود اپنی بعیری کا اقرار ہمیں کرتے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سنا تو فرمایا کہ میں سے پہلے شہادت دیتا ہوں کہ میں فرستادہ آہی ہوں،

جامعت سفا رین عثمان بن الی العاص سبے کم عمر تھے، سمر اور مار نبوی میں آتے تو اکو بجیہ سمکھ کر قیام گاہ میں چھوڑ آتے، عثمان کو کس تھے، لیکن سے زیادہ تیر نم اور مائل ختیق تھے، انکا معمول تھا کہ جب سمر اور دل کو

قیلو کہ کرتے تو یہ جیکے سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قرآن مجید اور مسائل اسلام سیکھتے یہاں تک کہ اکثر ضروری مسائل سیکھ لیتے،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ ان لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے (مازعتنا کے بعد ان کے یاس تشریف لیجاتے اور کھڑے کھڑے اُن سے باتیں کرتے، زیادہ تر مکہ میں قریش کے ہاتھ سے جو ادیتیں اٹھائی تھیں اُن کو سیاں فرماتے مدینہ میں آکر جو طرائف ان میں آئیں، اُن کا بھی تذکرہ فرماتے) مالاخر ان لوگوں نے اسلام پر آمادگی ظاہر کی، لیکن یہ سب میں کس کس،

۱۔ رہا ہمارے لیے حائر رکھی جائے، کیونکہ ہم میں سے اکثر محروم رہتے ہیں، اور ایسے اُن کو اس سے

جبار ہیں

۲۔ ہماری قوم کا تمام کاروبار اور دریغ معاش سود ہے، ایسے سود خواری حائر رکھی جائے،

۳۔ ترانے نہ روکا جائے، ہمارے شہر میں کثرت سے انگو پیدا ہوتا ہے اور یہ ہماری بڑی تجارت ہے۔

لیکن یہ تینوں درخواستیں نامطو رہوئیں، مالاخر ان لوگوں نے کہا اچھا ہم یہ سب سب واپس لیتے ہیں لیکن ہمارے معبود (طائف کا سب سے بڑا ست، حکامام لات تھا) کی دست کیا ارتداد ہے؟ آئیے فرمایا کہ وہ توڑ دیا جائیگا، یہ سکران کو سخت حیرت ہوئی کہ کیا کوئی شخص اُن کے خداے عظم کو بات بھی لگا سکتا ہے ابولے کہ اگر ہمارے معبود کو معلوم ہو جائے کہ آپ کا یہ ارادہ ہے تو وہ تمام شہر کو تباہ کر دیگا، حضرت عمرؓ سے صراط ہو سکا لو لے کہ تلوگ کس قدر جاہل ہو، مسات صرف ایک تھر ہے، ان لوگوں نے کہا، عمر! ہم تمہارے یاس ہیں آئے، یہ کہہ کر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مسات کو بات بھی لگا سکتے، آپ جو چاہیں کریں، لیکن ہم کو اس حرارت سے معاف رکھا جائے، آئیے یہ درخواست منظور کی،

ان لوگوں نے مار، رکوة، اور ہما د سے مستحق ہونے کی بھی درخواست کی، مار سے معافی تو کسی حالت

میں مکس نہ تھی، وہ ہر روز یا سب دفعہ ادا کرے کی حیرت ہے لیکن رکوۃ سال بھکے بعد واجب ہوتی ہے، اور جہاد  
 فرض کفایہ ہے، ہر شخص پر واجب نہیں، اور واجب بھی ہو تو اُسکے خاص مواقع ہیں، روز کا کام نہیں، اس سبب  
 اسوقت اس دونوں باتوں پر اکتفا نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ معلوم تھا کہ جب وہ اسلام قبول کر لیں گے تو رکوۃ رکوۃ خود  
 اس میں صلاحیت آجائے گی، حضرت حارث سے روایت ہے کہ میں نے اس واقعہ کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 کو یہ کہتے سنا کہ جب یہ ایمان لائیں گے تو رکوۃ بھی دیے لگیں گے، اور جہاد بھی کرینگے (جیسا کہ وہی برس  
 کے بعد فتح الوداع کا موقع آیا تو کوئی تقبی ایسا نہ تھا جسے اسلام نہ قبول کر لیا ہو۔)

ساعت جب واپس چلی تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے الوسمیاں اور معیرۃ س شعتہ کو بھیجا کہ شرط کے  
 موافق طائف کے صوم عظم (لات) کو حاکم توڑ آئیں، معیرۃ نے طائف بھیج کر تنگہ کو ڈھایا، تو مستورات روئی  
 ہوئی گئے سرگردن سے کل آئیں جو یہ استعارہ بڑھتی حالتی تھیں۔

الانصاع دقاع      دوگوں پر رو، کہست ہمتوں

اسلمها الصاع      لے ایسوں کو دتموں کے

لمحسوا المصاع      سیر کر دیا، اور مکرارائی نہ کر سکے

(عربوں میں کثیر الازدحام کی عام عادت تھی، قلیۃ تقیف کے ایک مامور سردار عیلاں بن سلمہ کی دین  
 بیویان تھیں، جب وہ مسلمان ہوا احکام اسلام کے مطابق چار کے سوا تمام بیویوں سے اُس کو معارف  
 کر لی گئی،)

دب بحر ال      بحر ال مکہ معظمہ سے میں کی طرف سات منزل پر ایک وسیع صلع کا نام ہے، جہان عیسائی عرب  
 آباد تھے، یہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا، جسکو وہ کعبہ کہتے تھے، اور حرم کعبہ کا حواب سمجھتے تھے،  
 اُس میں بڑے بڑے مذہبی میٹوارہتے تھے، جسکا لقب سید اور عاقب تھا، عرب میں عیسائیوں کا کوئی نہی

لہ اوداد کتاب الحراج والامارة، باب ما حادی حر الطائف لہ «صا ترجمہ حرس جہ تقی» لہ تاریخ طری (لکھ جامع برمدی) اوداد و کتاب الحراج



مکر اس کا ہمسرہ تھا، اے اسی کی تاں میں کتاب ہے،

و کعبہ عبراں حمہ علیک حی ساجی ما وادھا

رو ورید او عبد المسم ولسا ہم حرار یا ہما

یہ کعبہ، تین ٹوکھالوں سے گند کی شکل میں سایا گیا تھا، انھیں اس کے حدود میں آجاتا تھا وہ مامون پہنچاتا تھا، اس کعبہ کے اذقاب کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اہل کو دعوت اسلام کا خط لکھا تو اس کعبہ کے محاذ، اور ایہ مذہب ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مدینہ میں آئے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو مسیحین امارا، تھوڑی دیر کے بعد مار کا وقت آیا تو ان لوگوں نے مان پڑھی جا ہی، صحابہ نے روکا، لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ پڑھے دو، چنانچہ اہل لوگوں نے مشرق کی طرف مٹھ کر کے مارا دیا، ابوجارہ حولا روٹت تھا نہایت محترم اور جاہل تھیں تھا قیصر روم نے اس کو یہ مص عطا کیا تھا اور اس کے لیے گرجے اور معبد سوائے تھے،

اہل لوگوں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مختلف وہی مسائل پوچھے اور ایسے وحی کی رو سے اہل کا

جواب دیا۔

اہل کے زمانہ قیام میں سورہ آل عمران کی ابتدا کی اشی اُتین اُتریں اہل اُتوں میں اُنکے سوالات

کا جواب تھا جس آیت میں دعوت اسلام کی تشریح تھی وہ یہ ہے،

قُلْ يَا هَٰؤُلَاءِ الْكَلْبُ نَعَاؤُا إِلَىٰ كَلْبِهِ سَوَاعِدًا نَّكَسَا وَنَسِيكُمُ كَمَدَ كَلْبِ اَبْل كَابْ اَوْ كَلْبِ لَيْسِي مَات كُومَا لِيں عوہم

اَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نَسْرُكُ بِهٖ سَعْيًا وَاَكْفِيكَدَ قَم دُومِن مَشْرُكُ، وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی عبادت نہ کریں

نَعَصَا نَعَصَا اَدْنَا مَارِ مِ دُوبِ اللّٰهِ يَٰمَنْ لَوْ كُومَا فَعَوَدَا اُو كِيكو خدا کا حرکت سائیں اور ہم میں کوئی کیكو خدا کو سوار نہ تھے

اَسْهَدُ اِنَّا لَا مُشْرِكُو، (آل عمران) پھر اگر وہ لوگ ہم میں تو کمد و کلم گواہ رہو ہم مومل ہیں،

لے یہ تمام تفصیل علم اللہ میں ہے، ہمارے معنہ الہی سے ماحو ہے، جہاں وہ مکران کا ذکر ہے لے راو العاد اس قیم

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حب اکو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا، ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تک تم صلیب یوحنا پر عیسائی کو خدا کا بیٹا کہتے ہو، کیونکر مسلمان ہو سکتے ہو؟ حب یہ لوگ اس پر رضی نہ ہوئے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کے مطابق ان سے کہا کہ چھپا

مساہلہ کرو یعنی ہم تم دونوں اپنے اہل و عیال لیکر آئیں اور دعا کریں کہ جو شخص چھوٹا ہو، اُس پر خدا کی لعنت ہو،

فَمَنْ حَاكَمْتُمْ فِي شَيْءٍ مِّنْ بَيْنِ أُولَئِكَ فَعَلَيْكُمْ أَنتُمُ الْفَاعِلُونَ

تو جو شخص تمہارے علم آئے یا تمہارے حکم آتا ہے، اُس سے کہہ دے

تَعَالَوْا بَنِي إِسْرَءِيلَ فَادْعُوا نِسَاءَكُمْ وَبَنِيكُمْ وَابْنَتَكُمْ

کہ آؤ اسی اولاد اور ایسی عورتوں کو اور جو دایہ آب کو ملائیں

اَلْفَسَاوَا فَمَسْكُمُ ثُمَّ تَتَّبِعُوا لَمَّا كَلَمْتُ اللّٰهَ عَلٰى

یہر مساہلہ کرو اور خدا سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو چھوٹا ہو پھر

اَللّٰہِ یٰۤیۤہٗ (آل عمران)

خدا کی لعنت ہو،

لیکن جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت فاطمہؓ، اور امام حسنؓ و حسینؓ علیہما السلام کو لیکر مساہلہ کے لیے

نکلے، تو عودا کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مساہلہ نہیں کرنا چاہیے، اگر یہ شخص واقعی سمیرا ہے تو ہم

لوگ ہمتیہ کے لیے تباہ ہو جائیں گے، عرصہ ان لوگوں نے کچھ سالہ حرج قبول کر کے صلح کر لی،

یہ وہ قبیلہ ہے جو لڑائیوں میں قریش کا دست و پاڑو تھا، طلحہ بن حویلد جس نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ

میں سوت کا دعویٰ کیا تھا، اسی قبیلہ سے تھا سہمہ میں یہ لوگ بھی اسلام لائے، اور سعادت بھی لیں لیکن اتنا ان کے

دماغ میں دھڑکا تھا، سہرا دربار رسالت میں آئے تو احساں کے لہجہ میں کہا کہ آئیے ہمارے پاس کوئی مہم ہمیں بھیجی

بلکہ ہمیں خود اسلام قبول کیا، اس پر یہ آیت مازل ہوئی،

لَا تُؤْتُوا عَصَاكَ اِنَّ اَسْلَمُوْا اَهْلًا لَا تُؤْتُوْا عَلٰی اِسْلَامِهِمْ

یہ لوگ تیرا احساں رکھتے ہیں کہ ہم اسلام لائے، کہہ دو کہ پھر

کَلِ اللّٰہُ یُمِیْضُ عَلَیْکُمْ اَنَّ هٰذَا لَکُمْ لِلْاٰیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ

ایسے اسلام کا احساں نہ رکھو، بلکہ خدا تیرا احساں رکھتا ہے کہ تم کو

ایمان لانے کی ہدایت کی، اگر تم سچے ہو۔

صٰدِقٰتِیۡنَ (سورہ حمزات)

یہ ہدایت سرکش اور رورآور قبیلہ تھا، عیسٰی بن حصّہ اسی قبیلہ سے تھے، اس قبیلہ نے

سورہ ۹۰

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی ہس (ام مروتہ) سے انکی ستادی کردی تھی، نکاح ہو چکا تو فوراً اٹھکر اونٹوں کے بار میں بیٹھے اور جو اونٹ سامنے آیا، تلوار سے انکی کھین اڑا دیں، تھوڑی دیر میں سیون اونٹ زمین پر پڑے تھے، لوگوں کو حیرت ہوئی انہوں نے کہا، مین اپنی دارالریاست مین ہوتا تو اوہی سرور سامان ہوتا، یہ اکھراونٹوں کے دام دیئے اور لوگوں سے کہا یہ آپ کی دعوت ہے،

عبدالقیس یہ قبیلہ حسیا کہ اوپر گدڑ چکا، بحری کا ماشدہ تھا، یہاں اسلام کا اثر بہت پہلے پہنچ چکا تھا، سب سے پہلے اس قبیلہ

کے تیرہ آدمی شہر میں یا اُس سے آگے بھیجے رہا۔ میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یو چھاتم کون لوگ ہو؟ عرض کی، یا رسول اللہ! ہم حامدانِ ربیعہ سے ہیں، فرمایا: ”مرحبا! احرا یا اولا! مداحی“ پھر لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا ملک ہمت دُور ہے (مکریں) اور سچ میں کُفارِ مضر کی آبادیاں ہیں، ہم شہرِ حرم کے سوا اور مہیموں میں نہیں آسکتے، یہاں ایسی باتیں تلقین فرمائیے، جس پر ہمیشہ عمل کریں، اور ایسے اہلِ وطن کو بھی اُسی تعلیم دیں، ارشاد ہوا کہ میں تمکو چار ماٹوں کا حکم دیتا ہوں، حد کو ایک حلو، مار پڑھو، روزہ رکھو، اور خمس دو، اور چار

۱۷ درمائی ۷۷ اس ہشام و حد کدہ ۷۷ اصنام

حیرون سے منع کرتا ہوں، دُبا، حتم، یقیر، مرمت،

دُبا، حتم، یقیر، مرمت، یہ عرب میں چار قسم کے رتس ہوتے تھے جنہیں لکھکر تراب بھائی جاتی تھی، انحصرت دہلی ۱۰ علیہ وسلم کی عادت تشریف یہ جاری تھی کہ جس قبیلہ میں جو مخصوص عیوب ہوتے تھے اُن کے سبب و معظمت میں انہیں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر دہاتے تھے، لوگوں کو تعجب تھا کہ حضور نے اُن طرف کا کیوں مخصوص طور سے ذکر فرمایا، جیانیخہ اسون لے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یقیر کے متعلق آپ کو کیا معلوم ہے؟ ارشاد فرمایا، ہاں کھجور کی موٹی لکڑی کو اندر سے کھود کے تم اس میں یالی ڈالتے ہو، حب اُمال کم ہو جاتا ہے تو اُسکو پی کر اپنے بھائیوں یرتلوار جلاتے ہو، اتفاق یہ کہ وہد میں ایک صاحب ایسے تھے جس پر یہی واقعہ گدرا تھا، انکی میتیانی یرتلوار کا داغ بھی تھا، اور اُسکو وہ شرم سے چھپائے لے تھے،

بعض روایتوں میں ہے کہ عبد القیس نے خود پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ! ہلکو کیا مینا چاہیے؟ اس کے جواب میں آپ نے اُن چاروں حیروں کا ذکر فرمایا،

سوامرین صمصمہ (بنو عامر کا قبیلہ عر کے مشہور قبیلہ قیس عیلاں کی تاج تھا، سو عامرین اسوقت تین رئیس تھے عامر بن طفیل، اربدس قیس، اور جبارس سلمیٰ، عامر اور اربدس صرف حصول حاہ کے خواہاں تھے، یہ عامر وہی شخص تھا جو اس سے پہلے متعدد فتلوں کا ماعت ہو چکا تھا، اور اس وقت بھی تر کی میت سے آیا تھا، حار اور قبیلہ کے عام لوگ اللہ خلوص قلب سے صداقت کے طالب تھے،

عامر مدینہ پہنچ کر خاندان سلول کی ایک حاتول کا مہماں ہوا، حار اور مشہور صحابی کنس مالک میں پہلے کے مراسم تھے، اسلئے وہ تیرہ آدمیوں کے ساتھ انہیں کے گھر مہماں اُترے اور اسی تقریب سے کنس مالک کو لیکر حدت

۱۰ صحیح بخاری صحیح مسلم اب الایماں ۱۰ صحیح مسلم اب الایماں ۱۰ صحیح بخاری مسلم اور دیگر کتب صحاح میں عبد العیس کے اسی وعدہ کا ذکر ہے، اس سہ و دولالی وغیرہ لے اس قبیلہ کے ایک اور وعدہ کا ذکر کیا ہے جس میں ہم آدمی شریک تھے، اس سائر علامہ قسطلانی نے اسی قبیلہ کے دو وعدہ قرار دیے ہیں، ہذا تقریباً ۱۰ میں اور دوسرا ۱۰ میں، حافظ اس حجرے کتاب المعاری میں لعیدہ ہی تحقیق کی ہو لیکن کتاب الایماں کی ترح میں دونوں روایوں کو ایک ماست کرنے کی کوشش کی ہو، ۱۰ اصنام ۱۲

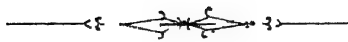
اقدس میں حاضر ہوئے، سو عامر نے سلسلہ کلام میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خطاب کر کے کہا ”امت سیدنا“ حضور ہمارے آقا ہیں، آپ کے فرمایا ”السند اللہ“ آقا خدا ہے، انھوں نے پھر عرض کی، حضور ہم میں سے اصل اور سب سے بڑھ کر مایاں ہیں، ارشاد ہوا، مات ولو تو اس کا لحاظ رہے کہ تیطال تم کو پہکانے لیا ہے، یعنی یہ تکلف اور تلقین بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے،

عامر طویل لے کہا، محمد اتین مانتین ہیں، اہل مادیہ یہ تم حکومت کرو، اور تم میرے قصہ میں ہوں، اگر یہ نہیں تو ایسے بعد مجھے ایسا حاشتیں سا حاؤ، اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو میں غطفان کو لیکر چڑھ آؤں گا، عامر نے ارد کو یہ سمجھا دیا تھا کہ میں ادھر محمد کو ماتوں میں لگاؤں گا ادھر تم اہل کا کام تمام کر دینا، اب عامر نے خود کیا تو ارد میں خنث تک نہ تھی، سو ت کے عیر مرئی حاہ و حلال لے انکی آنکھیں حیرہ کر دی تھیں، دونوں اٹھ کر چلے آئے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ”حدایا انکے تر سے کیا“ عامر کو طاعوں ہو گیا، عرب میں صاحب وراثت ہونا ترم کی بات تھی، عامر نے کہا مجھے گھوڑے پر بٹھا دو، گھوڑے پر بٹھا دیا گیا، اور اسی پر اسے دم توڑا،

حمار اور عام اشخاص ایماں کی دولت سے مالا مال ہو کر دارالاسلام سے واپس آئے،

حمیرہ کی سفارت حمیرہ بنی قریظہ کی سفارت تھی، سلطنت نہیں رہی تھی، سلاطین حمیرہ کی اولاد نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لی تھیں اور برائے نام مادتاہ کہلاتے تھے، عربی میں انکا لقب قیل تھا، یہ لوگ خود نہیں آئے، لیکن قاصد بھیجے کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے،

اسی زمانہ میں ہزار، سو کا دو حمیرہ کی سفارتیں بھی آئیں،



لے شکوۃ باب المعاجرت، بحوالہ انوار و دہ عام واقعات اس اسحاق و در قانی سے ماحوذ ہیں، عامر کی تقریر اور انکی موت کا واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

# تاسیس حکومت الہی

## استخلاف فی الارض

لَسَخَلَمَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الدِّينَ مِنْ سُلَاطَتِهِ

(تیرہ ویں راتوں کے بعد صبح ہوا رہتا ہے، گھگھوگھٹائیں حب جھٹ جاتی ہیں تو غور تید تانے صیا گسری کرتا ہے، دیا گھگاریوں اور ظلم و ستم کی تاریکیوں سے گھری ہوئی تھی کہ دفعہ صبح سعادت لے طور کیا، اور حق و صداقت کا آفتاب بر تو افگس ہوا، عرش طرح ایک حد کو یوں لگا تھا، اب وہ صرف ایک ہی حکومت کے ماتحت تھا،

حدائے پاک لے وعدہ فرمایا تھا،

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ	حدائے ہم میں سے ایمان داروں اور نیکو کاروں سے وعدہ
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْخِلَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ	کیا ہو کہ انکو لے سہہ رہیں میں اسی حلاوت اسی طرح عطا کرے گا
كَمَا اسْتَخْلَفَ الدِّينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكِنَّ	حطرح کہ گذشتہ امتوں کو اسے اسی حلاوت عطا کی تھی، اور ان کے
لَهُمْ دِينُهُمْ الَّذِي أَرْسَلْنَاكَ بِهِمْ وَيَعْلَمُ لَهُمْ	اس مذہب کو جسکو اسے ان کے لیے یہ کیا ہو یقیناً قوت بخسے گا اور
مِنْ كَعْدِ حَوْفِهِمْ أَمَّا طَعْنُهُ وَبِئْسَ لَا يَسْخُلُونَ	انکی لے اسی کو اس سے بدل دیگا کہ محکوم ہیں اور کسی کو میرا
فِي سَخْلَاط (نور)	شریک نہ سائیں،

حکومت الہی و استخلاف فی الارض سوت کے ضروری لوازم ہیں، لیکن حب دعوت الہی سیاست ملکی کی دیواروں سے آکر ٹکراتی ہے یا حب اصلاحات کا واس ملک کی مدامی و انتشار حال کے کاٹوں میں اُلجھ جاتا ہے تو سید المرسلین اور موسیٰ کے قالب میں آگے ٹھہتا ہے، اور قوم و ملک کو ماردہ و فراعنہ کی علامی سے آزاد کر دیتا ہے، اصنام و حضرت ابراہیم ایسے قبیلہ کے شیخ تھے، حارسو علاموں کی فوج سامع رہتی تھی، شام و اطراف ممل کے کئی بادشاہوں سے انکو لایا، اور حدائے ال سے وعدہ کیا کہ انکی اولاد کو اس مہدس کی حکومت عطا کرے گا، (توراة، سفر مکوس)

سیمروں میں عیسیٰ اور یحییٰ بھی گدرے ہیں حکومت کا کوئی حصہ ہمیں ملا تھا، اور دوسری اور داؤد و سلیمان بھی، جو قوموں اور ملکوں کی قسمت کے مالک تھے، لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم بھی تھے، اور دوسری اور داؤد بھی، سر کے حوالے دست تصرف میں تھے، لیکن کائنات سورت میں نہ کوئی نرم مشرق تھا، نہ غدا کے لطیف، نہ جہم مبارک پر حلت تیار تھا، نہ حیب و استین میں درہم و دیار، عین اس وقت جب اُس پر کسریٰ و قیصر کا دھوکا ہوتا تھا، وہ کلیم پوش، مکہ کا تیمم، اور آسمان کا معصوم درتہ نظر آتا تھا

اسلام کی حکومت کی عرص و عایت حکومت اے جو اپنے الفاظ میں طاہر و مایاب ہے، یہ تھی،

اُدِنَ لِلدِّينِ فَتَسْلُوْنَ مَا تَهْمُ طَلِيْوَاوَاتٍ  
 اللہ تعالیٰ نصیر ہم لے کر اے اللہ تعالیٰ اُجڑو میں  
 دِيَا هِمَّ بَعْدَ حَوِيٍّ اَلَا اَنْ تَقُوْلُوْا سَمِعْنَا اللّٰهَ  
 وَكُلُوْا دَقَّعَ اللّٰهُ اَلْسِنَ نَعَصَهُمْ مِّنْ مَّعَصِيٍّ  
 صَوَامِعَ وَنَعَمَ وَصَلَوَاتٍ وَمَسْجِدٍ يُدْكَرُ فِيْهَا  
 اِسْمُ اللّٰهِ كِتَابٌ وَكُتِبَتْ اللّٰهُ مَكْتُوْبًا  
 اِنَّ اللّٰهَ لَعَزِيْزٌ عَزِيْزٌ اَلَسْبَ اِنَّ  
 مَكْتُمٌ فِي الْاَنْصَابِ اَفَا مَوَا الصَّلَاةَ  
 وَاَنْوَا الصَّلَاةَ وَاَمْرُوْا بِالْمَعْرُوفِ  
 وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاوَدُ  
 الْاُمُوْرُ

مسلمان جس سے (ملاسب) جنگ کی جاتی ہو، اب اُس کو  
 بھی جنگ کی اجازت دی گئی کہ وہ مظلوم ہیں، اور خدا کی مدد  
 پر نادر ہو، وہ جو مانتے ایسے گھروں سے نکال دیے گئے، سو  
 اسکے اس کا کوئی اور تصور نہ تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا  
 پروردگار ہی ہمارا خدا ہے، اگر وہ یا میں ایک قوم کو دوسری  
 قوم سے سکایا یہ جائے تو ہمت ہی حالہا ہیں، کلیئے عداوت کا یہاں  
 مسجدیں جہیں اگر خدا کا نام لیا جاتا ہے، مراد دوسری جائیں  
 حوصا کی مدد کرتا ہے خدا کی مدد کرتا ہے، خدا طاقور اور عاقل  
 (مسلمان) وہ ہیں حکو اگر خدا میں میں قوت عطا کرے  
 تو عبادت الہی کریں، تحقیق کی مالی اعانت کریں (رکوعہ)  
 لوگوں کو نیکیوں کی ناکہ کریں، برائوں سے روکیں احکام

کار خدا ہی کے ہاتھ میں ہو

(سو. داغ)

اِس آیتوں میں مالا محال یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام میں عورات کی امتد اکیوں، اور کیوں نہ ہوئی، اسلام کی حکومت



کے کیا اغراض و مقاصد تھے، اور استخلاص فی الارض کے کیا فرائض ہیں؟ اور دنیا کی عام حکومتوں سے وہ کس امور میں ممتاز ہے؟ اس مباحث کا اصولی اور مفصل بیان کتاب کے دوسرے حصوں میں آئیگا، یہاں عرب کے نظم و نسق کے متعلق عام اور حرئی مائیں بیاں کرنی مسطور ہیں۔

صفحات بالا سے معلوم ہو چکا ہے کہ اب تمام عرب میں امن و امان قائم ہے، سیاسی مشکلات کا حاتمہ ہو چکا، ملک کے ہر گوشہ میں دُعاۃ اسلام پھیلے ہوئے ہیں، قائل دور دراز صوبوں سے مارگاہ موت کا رُوح کر رہے ہیں، منہج مکہ اسلام کی تہمتا ہی کا یہلاؤں تھا، عومصاں شہہ کا واقعہ ہی، اسی کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قائل میں محصلین زکوٰۃ کا تقرر فرمایا، لیکن اصل خلافت الہی کے تمام احراء و احراسہم میں رمانہ حتمہ الوداع کے قریب تکمیل پائے،

یورپ کی نا آستانگاہ میں اگرچہ آہی زندگی کا یہ دور جدید ایشیائی تہا نامہ زندگی کا ایک طرف انگریز مصلح تھا، لیکن آستانیاں حقیقت کو تہمتاہ عرب پھٹے پڑے کیڑوں میں، مدیرہ کی گلیوں کے اندر علاموں اور سکیوں کے کام کرتا ہوا نظر آتا ہے، وہ تاج و تخت سے لے بیار، قصر و ایواں سے مستعفی، صاحب و درماں سے لے یروا، مال و زر سے خالی، خدم و حتم کے بعیر دلوں پر حکومت کر رہا تھا، نہ انکی حکومت میں پولیس تھی، نہ ٹرے ٹرے انتظامی دفاتر، نہ کثیر التعداد ارباب ماصب، نہ وزراء مستورہ، نہ امراء سیاست، نہ الگ الگ حکام و قصاۃ، وہ ایک ہی دست تھی جو ہر فرص و خدمت کی حدود و دائرہ دار تھی، لیکن مایں ہمہ وہ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے اوٹ کے ایک مال کا بھی زیادہ مستحق نہیں سمجھتا تھا، اُسکے عدل و انصاف کے آگے فاطمہ حکمرگوشہ سوت اور عام محرم برابر تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت کا اصل مقصد دعوتِ مذہب، اصلاحِ اخلاق، اور ترمیمِ نعوس تھا، اسکے علاوہ اور تمام فرائض محض صمی تھے، اس سائر انتظامات ملکی ایسے اسی حد تک قائم کیے، جہا تک ملکی مدہی کے عہت دعوت توحید کے لیے عوائق میں آتے تھے، تاہم یہ کام بھی کچھ کم اہم نہ تھا،

اسلام ملکی عمر تریف اس وقت ساٹھ برس کی تھی، اس عمر میں اس حکومت کے تمام کام خود اس کا کام دیتے تھے، ولایت اور  
عمال کا تقرر، مود میں اورائمہ کا تعین، محصلیں رکوة و حزیہ کی مافردگی، غیر قوموں سے مصالحت، سبلاں قبائل میں  
حاندادوں کی تقسیم، و حون کی آرائی، مقدمات کا فیصلہ، قائل کی حاہ حگیوں کا السداد، و فو کیلے تعین، طائف،  
احراے فرا میں، و مسلموں کے انتظامات، سائل شرعیہ میں اقا، حرائم کے لئے اجراے تعزیر، ملک کے بڑے بڑے  
سیاسی انتظامات، عمدہ دارون کی حرگیری اور احتساب۔ دُور کے صوبوں میں متعدد صحابہ گور را در والی سا کر بھیجے  
گئے تھے لیکن خود مدینہ اور اطراف مدینہ کے فرائض آپ خود احکام دیتے تھے،

حلافت الہی کے ان فرائض و اعمال نے آپ کے دل و دماغ پر جو بار عظیم ڈالا، اُس نے آپ کے نظام جسمانی  
کو چور چور کر دیا، عام روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ آخر زندگی میں تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے جو صفت جسمانی کا  
اقتضا تھا، لیکن یہ صفت جسمانی خود کس حیر کا نتیجہ تھا، اس کا جواب حضرت عائشہ کی زبان سے سننا چاہیے، جن سے  
پڑھ کر آپ کے اعمال زندگی کا کوئی ترماں نہیں ہو سکتا،

عن عبد الله بن مسعود قال سالت	عبد الله بن مسعود قال سالت
عائشة ان كان يصلي فاعدا ما لبس	لو حيا لكان يصلي فاعدا ما لبس
حطمة الماس،	ہاں لیکن اس وقت جب لوگوں نے آپ کو چور چور کر دیا تھا،

امیرالمکری جھوٹے جھوٹے عرواں دسرایا کے امیرالمکری اگر یہ اکا ر صحابہ ہوتے تھے، لیکن جو بڑے بڑے معرکے  
میں آتے تھے، انکی قیادت خود آپ یہ لیں دلاتے تھے، چاہے بدر، احد، جسر منہج مکہ، توک، میں خود آپ ہی  
امیرالمکری تھے، اس کا مقصد صرف روح کا لڑانا اور آخری فتح و ظفر حاصل کرنا نہ تھا بلکہ فوج کی عام اخلاقی اور روحانی  
نگرانی کرنا تھا، چنانچہ آپ کے معاہدیں اسلام کی جس حرئی سے جزئی لے اعتدالیوں پر گرفت فرمائی ہے وہ احادیث  
میں بہ تصریح مذکور ہیں، اور اسلام کا قانون جنگ اسی دار و گیر کے ذریعہ سے وعود میں آیا ہے،

**امتا** آپ کے عہد سارک میں اگرچہ متعدد صحابہ بھی بطور خود فتویٰ دیتے تھے، لیکن زیادہ تر آپ ہی اس فرض کو بھی ادا کرتے تھے، فتویٰ دینے کے لئے آپ نے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا تھا، بلکہ جلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، غرض جس وقت لوگ آپ کے احکام اسلام کے متعلق سوالات کرتے تھے، آپ انکا جواب دیتے تھے، پچانچہ امام بخاری نے کتاب العلم میں، ان فتاویٰ کو اس قسم کے متعدد ابواب میں تقسیم کر دیا ہے، علامات کا یہی فرص تھا، جسکو حضرت عمرؓ نے ایسے زمانہ میں ہدایت ترقی دی اور اس کا ایک مستقل صیغہ قائم کر دیا،

**فصل مصابا** اگرچہ آپ کے عہد سارک میں عہدہ قصاصات قائم ہو چکا تھا، اور حضرت علیؓ، اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو آپ نے خود میں کاقاصی مقرر فرما کے بھیجا تھا، تاہم مدینہ اور اسکے حوالی و مصافات کے تمام مقدمات کا آپ جو وسیلہ کرتے تھے، اس کے لئے کسی قسم کی روک ٹوک اور پاسدی نہ تھی، امام بخاری نے ایک خاص باب باندھا ہے جسکا عنوان یہ ہے،

باب ما ذکرنا اللہ علیہ وسلم لیکلہ لوہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر دریاں نہ تھیں،

اس ساری گھڑ کے اندر بھی آپ اطمینان و سکون کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے، عورتوں کے معاملات عموماً راناخاہ ہی میں بیٹھتے تھے، احادیث کی کتابوں میں آپ کے فیصلوں کا اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ اگر انکا استقصا کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے، عموماً احادیث کی کتاب الیورع میں دیوانی کے مقدمات اور کتاب القصاص الدیہ وغیرہ میں فوجداری کے مقدمات مذکور ہیں،

**توقیعات و مراہیں** یہ اس قدر اہم کام تھا کہ عہد سارک میں اگرچہ اور جیسوں کا کوئی مستقل دفتر نہیں قائم ہوا تھا، تاہم توقیعات اور مراہیں کے لئے اسکی ابتدائی شکل قائم ہو چکی تھی، جیسا کہ اس خدمت پر حضرت زید بن ثابتؓ، اور آخر میں معاویہؓ بھی مامور ہوئے، اسکے علاوہ اور دوسرے صحابہ بھی وقتاً فوقتاً یہ خدمت انجام دیتے تھے، آپ نے سلاطین و ملوک کو دعوت اسلام کے جو خطوط روانہ فرمائے، غیر قومون کے ساتھ جو معاہدے کئے، مسلمان قاتل کو جو احکام بھیجے، عمال و محصلین کو جو تحریری مراہیں عطا کئے، فوج کا جو سٹر مرتب کرایا، بعض صحابہ کو جو

حشیں لکھوائیں، وہ سب اسی سلسلہ میں داخل ہیں، زرقانی وغیرہ نے آپ کے احکام و مراہیں تحریری کا ایک مستقل باب قائم کیا ہے،

ہما نداری مصعب ہوت کے بعد آپ کی ذاتی حیثیت تقریباً ماہو گئی تھی، اسلئے آپ کی خدمت میں حو لوگ حاضر ہوتے تھے انکا تعلق بھی حالات الہی یا موت ہی کے ساتھ ہوتا تھا، اور آپ اسی حیثیت سے آپ کی ہما نداری فرماتے تھے، ہما نوں کی زیادہ تر تعداد قول اسلام کے لئے آتی تھی، جس کی ہما نداری کے لئے آپ نے استدعا ہوت ہی سے حاصل طور پر حضرت ملا ل (رضی اللہ عنہ) کو مامور فرما دیا تھا، جیسا چہ جس کوئی سنگدست مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کو برہہ تن دیکھتے تو حضرت ملا ل کو حکم دیتے اور وہ قرض لیکر اُسکے کھالے اور کپڑے کا انتظام کرتے، جب آپ کے پاس کہیں سے کچھ مال آتا تو اُسکے دریغ سے وہ قرض ادا کیا جاتا، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص آپ کو ذاتی طور پر برہہ دیتا تو وہ بھی اسی صیمہ میں صرف کیا جاتا، کبھی کبھی اس عرض کے لئے آپ تمام صحابہ کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دیتے اور حور قم وصول ہوتی وہ ان مفلوک الحال مہاجرین کی اعانت میں صرف ہوتی، جیسا چہ ایک بار مہاجرین کی ایک جمعیہ برہہ تن جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہر شخص کے بدلے صرف ایک چادر اور گلے میں ایک تلوار جامل تھی، آپ نے ان کی پریشاں حالی کو دیکھا تو چہرے کا رنگ بدل گیا، فوراً حضرت ملا ل کو اداں کا حکم دیا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک حطمہ میں تمام صحابہ کو ان لوگوں کی اعانت کی ترغیب دی، اسکا یہ اثر ہوا کہ ایک انصاری اُٹھے اور ایک توڑا حواس قدر وزنی تھا کہ اُسے مشکل اُٹھ سکتا تھا لاکر آپ کے آگے ڈال دیا، اس سے تمام لوگوں میں اور بھی حوش پیدا ہوا، تھوڑی دیر میں ان لے سر و ساماں مہاجرین کے آگے علہ اور کپڑے کا ڈھیر لگ گیا،

نسخ مکہ کے بعد تمام اطراف ملک سے مکررت ملکی و مدہسی و فود آئے لگے، آپ نہ ہنس بھیں اُن کی خاطر مدارات کرتے تھے، اور اُنکے لئے حسب حاجت و طائف اور ہر کے مصارف ادا فرماتے تھے، قابل یر اس کا ہمت اچھا اتر پڑتا تھا، آپ اس کا اس قدر لحاظ فرماتے تھے کہ وفات کے وقت آپ نے حو آخری وصیتیں فرمائی تھیں،

ال میں ایک یہ بھی تھا،

احیر والوود محوماکب اُحرہمہ  
حس طرح میں وود کو عطیہ دیا کرتا تھا تم بھی اسی طرح دیا کرنا،

وود کے حالات آگے آتے ہیں،

عادت مصلیٰ | (مریضوں کی عیادت، اور انکی تھیر و تکھین میں ترکیب ہونا اگرچہ ایک مذہبی مرض تھا اور مذہبی حیثیت سے اس کی ابتدا بھی ہوئی، جیسا کہ حب آب مدیرہ میں تشریف لائے تو یہ عام دستور ہو گیا کہ دم مع میت کے اعزہ آب کو اطلاع دیتے، آب اُکے یا س اُکرا اُکے لئے دعائے معصرت کرتے، لیکن لعص حیتوں سے اسکا تعلق حلاوت کے ساتھ بھی ہو گیا تھا، کیونکہ لعص صحابہ اس حالت میں ایسی حائد کو وقف یا صدقہ کرنا چاہتے تھے، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اس موقع پر اُل کا صحیح طریقہ بتاتے تھے، جس لوگوں پر قرص آتا تھا، آب اُکے حارہ میں ترکیب نہیں ہوتے تھے، اسلئے اُکے درتہ یا دوسرے صحابہ کو محورایہ قرص ادا کرنا پڑتا تھا، اور اس طرح لعص معاملات و رعایت کا فیصلہ ہو جاتا تھا، جیسا کہ احادیث میں اس قسم کی متعدد مثالیں موجود ہیں،)

احصاء | تمدن اسلام کے دور ترقی میں محکمہ احتساب ایک مستقل محکمہ تھا جو ہدایت و وسیع بیابان پر تمام قوم کے احلاق و عادات، بیع و شرار، اور معاملات داد و ستد کی نگرانی کرتا تھا، لیکن آنحضرت صلعم کے عہد سارک میں یہ محکمہ قائم نہیں ہوا تھا بلکہ خود ہی آب اس مرض کو ادا فرماتے تھے، ہر شخص کے حریات احلاق اور درائض مذہبی کے متعلق آب وقتاً فوقتاً دار و گیر فرماتے رہتے تھے، تجارتی معاملات کی بھی نگرانی فرماتے تھے، عرب میں تجارتی معاملات کی حالت ہدایت قابل اصلاح تھی، اور مدیرہ میں آئے کے ساتھ ہی آئے اہل اصلاحات کو جاری کر دیا، لیکن تمام لوگوں سے اصلاحات پر عمل کرنا صیغہ احتساب سے تعلق رکھتا تھا، جیسا کہ آپ ہدایت سختی کے ساتھ اہل معاملات کی نگرانی فرماتے تھے، اور تمام لوگوں سے اہل عمل کراتے تھے، اور جو لوگ مار نہیں آتے تھے اُنکو سر اُٹیں دلاتے تھے، صحیح بخاری کتاب البیوع میں ہے،  
لقد رأيت الناس في عهد النبي  
حضر عبد الله بن عمر سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلعم کے



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعُونَ حَرَامًا      عہد میں دیکھا کہ جو لوگ عیداً علیہ عہد تھے ان کو اس مات  
نعمی الطعنا وصریوں ان سے عوا فی مکاتہم      پیرا دیکھتی تھی کہ ایسے گھروں میں منقل کرے سے یہاں  
حی یو ووا الی بحالہم،      انکو جو دوسری حکم بیچ ڈالیں جہاں انکو حرام تھا،

کبھی کبھی تحقیق حال کے لیے آپ جو دارا تر تعین لیجاتے، ایک مار آپ مازا میں گدے تو علمہ کا ایک بار نظر کیا  
اس کے اندر مات ڈالا تو می محسوس ہوئی، دو کا مدار سے دریا مت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اُسے جواب دیا کہ مار سے  
بھیک گیا ہے، ارشاد ہوا کہ پھر اسکو اوپر کیوں ہمیں کر لیا تاکہ ہر شخص کو نظر آئے، جو لوگ فریب دیتے ہیں وہ ہم  
میں سے ہیں پلہ،

فرائض احتساب میں آپ کا سب سے بڑا فرض عمال کا محاسبہ تھا، یعنی جب عمال زکوٰۃ اور صدقہ وصول کر کے  
آتے تھے تو آپ اس عرص سے انکا جائزہ لیتے تھے کہ انھوں نے کوئی ناحائز طریقہ تو احتیاج نہیں کیا ہے، چنانچہ کیا  
آئیے ابن اللہ تیمیہ کو صدقہ وصول کرنے کے لیے مامور فرمایا، وہ اپنی حدیث احکام دیکر واپس آئے اور اپنے  
اُن کا جائزہ لیا تو انھوں نے کہا یہ مال مسلمانوں کا ہے، اور یہ ہمکو ہدیہ ملا ہے، آپ نے فرمایا کہ ”گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ  
کیوں نہیں ملا“ اس کے بعد آپ نے ایک عام خطبہ دیا جس میں اسکی سخت ملامت فرمائی،

اصلاح میں الداس | اسلام تمام دنیا کے تفرقوں کو جوڑا، اور عرص کے اختلافات کو خصوصاً شایع کیا تھا، اس بنا پر آنحضرت  
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو اپنا ایک ضروری فرض قرار دیا تھا، اور جب آپ کو اس قسم کے مداخلت کی خبر ہوتی  
تھی تو آپ اصلاح کو تمام مدہبی ورائض پر مقدم رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے چند اہل خاص کے  
درمیان رراع پیدا ہوئی، آپ کو معلوم ہوا تو چند صحابہ کے ساتھ اُن میں مصالحت کرانے کے لیے تشریف لے گئے،  
آپ کو اس معاملہ میں دیر ہوئی اور نماز کا وقت آگیا، حضرت ملا نے اذان دی، لیکن اذان کے بعد بھی آپ  
تشریف نہیں لائے، تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد انھوں نے حضرت ابو بکر کو امام سا کرنا شروع کر دی، آپ

اسی حالت میں تشریف لائے اور معمول کو چیرتے ہوئے اگلی صف میں جا کھڑے ہوئے، حضرت ابو بکرؓ اگرچہ مار میں ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے، لیکن جب لوگوں نے رورور سے تالیاں کھانی شروع کیں تو انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، آپ نے اگر یہ بات سے اشارہ کیا کہ کھڑے رہیں، لیکن آپ کی موجودگی میں انھوں نے امانت کرنا سو ادب خیال کیا اس لئے پیچھے ہٹ آئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہو گئے،

ایک مارا ہل قنا کے درمیاں رراع قائم ہوئی، اور دوست یہاں تک ٹھنچی کہ لوگوں نے ماہم سگ امداری کی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حشر ہوئی تو آپ صحابہ کے ساتھ مصالحت کرانے کی عرض سے تشریف لے گئے، سخاری کی دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ اسی دور پیدل گئے تھے،

اس انی حد درجہ حضرت کعب بن مالک کا کچھ قرص تھا، انھوں نے سحر میں تقاضا کیا، حد درجہ قرص کا ایک حصہ معاف کرنا چاہتے تھے، لیکن وہ اسیر رہی نہ ہوتے تھے، مات زیادہ بڑھی اور تور و عل ہوا تو آپ گھر کے اندر سے نکل آئے، اور کعب کو پکارا، کعب نے لپٹک کہا، تو آپ نے فرمایا کہ نصف معاف کر دو، وہ رہی ہو گئے تو اسیے حد درجہ سے کہا کہ حاؤ اور لقیہ حصہ ادا کر دو۔

اس قسم کے سیکڑوں حزنئی واقعات رورانہ میں آیا کرتے تھے،

مدیرین اور مدیر سے ماہر دیگر ورائص کی انجام دہی کے لئے اکا رہ صحاہ، اور ارباب استعداد کو مختلف عہد زیر نصب فرمایا، کتابت وحی، نامہ و پیام، اجراء احکام و فرامین کے لئے سے پہلی ضرورت عہدہ التا و کتابت کی تھی، اسلام سے پہلے عرب میں عام طور سے لکھے پڑھے کا رواج نہ تھا، لیکن اسلام عر کے لئے رحمتوں کا حوض لایا تھا، اس میں ایک یہ تے بھی تھی،

اسیراں مدر میں نادار لوگوں کا مدیر صرف یہ قرار دیا گیا کہ وہ مدیر کے بچوں کو لکھا سکھا وین، حضرت زید بن ثابت نے حکمے متعلق کتابت وحی کی مقدس خدمت تھی، اسی طریقہ تعلیم یائی تھی، الوداؤد کی ایک روایت سے مات ہوا،

لے کاری حلد اصحہ، ۴ کتاب اصطلح، ۵ سخاری کتاب اصطلح،



اگر اصحاب صفہ کو تعلیم دی جاتی تھی، اس کا ایک ثمرات کی تعلیم بھی تھی،

کتاب (عہدہ اسکا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حقیقت کی بات تھی اس لئے مختلف اوقات میں بڑے بڑے صحابہ اس حدیث پر مامور کئے گئے، جس میں شرجیل بن حسنہ کدی سے پہلے اس طرف سے متاثر ہوئے، یہ ہدایت دیم الاسلام تھے، مکہ میں اسی نے سے پہلے کتابت دجی کا ورضی امام دیا، قریش میں سے پہلے کانف عبداللہ بن سعدانی سرج تھے، مدینہ میں انکی اولیت کا طرف حضرت ابی س کتب کو چل ہوا،

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زید، حضرت عامر بن فہرہ، حضرت عبداللہ بن العاص، حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت مات بن قیس بن تماس، حضرت حطیل بن الربیع الاسدی، حضرت مغیرہ بن ثعلبہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت خالد بن سعید بن العاص، حضرت علاء بن حصری، حضرت عدلیہ بن الیاس، حضرت معاویہ بن ابی سفیان، حضرت رید بن ثابت مختلف اوقات میں اس منصب پر مامور ہوئے،

اگرچہ ان تمام ررگوں کو کبھی کبھی یہ حدیث ادا کرتی پڑتی تھی، حاسیہ صلحاۃ حدیث حضرت علیؑ نے ایسے ہاتھ لکھا تھا، امر اور سلاطین کے نام خطوط حضرت عامر بن فہرہ لکھتے تھے اور امر اعمال کے نام آپ کے خطوط بھیجا تھا وہ حضرت ابی س کتب لکھا تھا قس س حارثہ کو جو خط مارگاہ موت بھیجا گیا تھا وہ حضرت مات بن قیس لکھا تھا، لیکن عام طور پر یہ حدیث حضرت رید بن ثابت کے متعلق تھی، اور صحابہ کے گردہ میں ان کا نام اسی حقیقت سے رما دہ مایاں ہے،

حضرت رید بن ثابتؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ان تمام ررگوں پر ایک عامل امتیاز حاصل کیا کہ عمرانی زباں سچی جسکی ضرورت یہ تھیں آئی کہ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر یہود سے تعلق رہتا تھا، جسکی مدہی رماں عمرانی تھی، اس مایاں آپ حضرت رید بن ثابتؓ کو عمرانی رماں سیکھنے کا حکم دیا، اور انھوں نے بیدرہ دل میں اس میں مہارت حاصل کر لی،

حکام اور ولایت (فصل نصایا، اقامت عدل، سطا اس، منع مراع کے لیے متعدد ولایت و حکام کی ضرورت تھی، اس عرصہ سے آپ کے متعدد صحابہ کو مختلف مقامات کا حاکم و دالی مقرر فرمایا، جیسا یہ ان کے ماموں کی تفصیل حسنہ فیل ہے،

ما د ان س ساساں، ہرام گور کے حامدال سے تھے اور سلاطین عم میں سے پہلے مشرف اسلام

سلاطین ررگوں کے نام اور سلاطین خالد بن قس عدلیہ بن قس میں مذکور ہیں

تہرس ماداں	ہوئے اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو میں کا دالی مقرر فرمایا
حالد بن سید بن العاص	ماداں س ماہاں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو صعاء کا دالی معتر رومایا،
ریاد بن لبید الانصاری،	تہرس ماداں مارے گئے تو اُس کے بعد آپ نے اُس کو صعاء کا عالم معتر رومایا،
الوموسے استقری،	مہاجر بن امیۃ المحرمی،
معاد بن حمل	آپ نے اُن کو کدہ و صدق کا دالی مقرر فرمایا تھا، لیکن وہ بھی رواہ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ نے انتقال فرمایا،
عمر بن حرم	حصروت کے دالی تھے،
یرید بن ابی سفیان،	رید، عدل، رمح، وعیرہ کے دالی تھے،
عتاب بن اسید،	دالی احد،
علی بن ابی طالب،	دالی بحراں،
عمر بن العاص،	دالی تیمار،
علاء بن حصری،	دالی مکہ،
	متولی احساس میں
	دالی عمال،
	دالی بحریں،

اں ولایت یعنی گورنریوں کا تقرر ملک کی وسعت اور ضروریات کے لحاظ سے ہوتا تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں عرب کے جو حصے اسلام کے زیر اثر آئے، ان میں یمن سے زیادہ وسیع اور متمول تھا اور مدت تک ایک ماقاعدہ سلطنت کے زیر سایہ رہ چکا تھا، اس سبب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس کو

یا حج حصوں میں منقسم فرمایا اور ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ گورنر مقرر فرمائے، خالد بن سید کو صغاریہ، ہاجر بن  
انی امیہ کو کدہیر، زریا بن لید کو حصر موتیر، معاذ بن حل کو حدیر، ابو موسیٰ اشعری کو ربیعہ، رمعہ، عدن  
اور سوا حلیر،

عموماً کسی ہاجر کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے، تو اُنہی کے ساتھ ایک الصاری کا تقریبی فرماتے  
تھے، ملکی انتظام، بصل مقدمات، اور تحصیل حراح وغیرہ کے علاوہ ان اعمال کا سب سے مقدم و ص اشاعت اسلام  
اور پس ورائے کی تعلیم تھی، اس لحاظ سے جیسا کہ پہلے گدیچکا ہے، یہ لوگ حاکم ملک اور والی صوبہ ہونے کے ساتھ  
مسلح دیں اور محکم اخلاق کی حیثیت بھی رکھتے تھے، استیعاب، تذکرہ معاذ بن حل میں ہے،

ولم یسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاصیاً      اصحرت صلی اللہ علیہ وسلم لے اُن کوئیں کے ایک حصہ  
الی الحمد من الممن یعلم الناس المرآة      یعنی حد کا فاصی سا کر دہا کہ لوگوں کو قرآن  
وسرائع الاسلام ویفصی سہم و جعل الموع      اور ترائع اسلام کی تعلیم دیں، اور وعمال میں میں تھے  
فمن الصدقات من العمال الدین بالمع      اُنکے صدقات کے جمع کرنے کی خدمت بھی اُنکے معلق کی،

جیسا کہ یہ لوگ رواہ ہوتے تھے تو اصحرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان ورائے کی تعمین فرمادیتے تھے، معاذ  
بن حل کو رواہ فرمایا تو یہ وصیت کی،

اما تاتی قوماً من اهل الکتاب فادعهم      ہم اہل کتاب کے اس جاتے ہو، پہلے اُنکو کلمہ توحید  
انی سہادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ      کی دعوت دو، اگر وہ اسکو قبول کر لیں تو اُن کو تاؤ کہ  
فان هم اطاعوا لک فاعلمهم ان اللہ      حدائے رات اور دن میں اُن پر یا حج ماریں و ص کی  
اعرض علیہم حسن صلواتی کل یوم ولدت      ہیں، اگر وہ اسکو بھی مان لیں تو اُنکو تاؤ کہ حدائے اُن پر  
فان هم اطاعوا لک فاعلمهم ان اللہ      صدمہ و ص کی کا ہے، عواں کے امر اسے لیکر



لاخلعاً۔ (مسلم حدیث ۳۹ کتاب الایمان) اور اُن کو رحمت زدہ نہ کرنا، ماہم العاق رکھا اور احکامات کرنا،

اس پر بھی تسکین نہ ہوئی تو معادسِ حل حب رکاب میں یا نول ڈال چکے تو اُن سے خاص طور پر یہ الفاظ فرمائے،

انحس حلقا للناس، (اس سعد مذکورہ معادسِ حل) لوگوں کے ساتھ حسنِ علمی کے ساتھ رہنا ذکر کیا،

اگر یہ اصول صحیح ہے کہ کوئی حکومت کتنی ہی رحمدل کیوں نہ ہو، لیکن ابتدا میں حب وہ کسی ملک کو اسے قطعاً قتل میں لاتی ہے تو کسرتس لوگوں کے مطیع کرے کے لیے اُسکو موراً سختیاں کرنی پڑتی ہیں تو عرب اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اسی مقدس تعلیم کا یہ نتیجہ تھا کہ ریگستاں عرب کا ایک درہ بھی دُلاۃ کے مظالم کے سگ گراں سے نہ دیا، یہاں تک کہ اخیر زمانہ میں حب صحارہ، عمال حکومت کے مظالم کو دیکھتے تھے تو اُن کو سخت استعجاب ہوتا تھا، اور وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلقینات کے درجہ سے اُن کو رد کرتے تھے، جیسا کہ ایک مارہشامس حکیمس حرام لے دیکھا کہ تمام کے کچھ غلطی دھوپ میں کھڑے کئے گئے ہیں، انہوں نے لوگوں سے اسکی دھوپ بھی، لوگوں نے کہا کہ حریر وصول کرے کے لیے اُن لوگوں کے ساتھ یہ سختی کیجا رہی ہے، اُنھوں نے یہ سُنکر کہا،

اسہد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

یعول ان اللہ یعدب الدین بعدہ عیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ خدا اُن لوگوں کو عذاب

الناس فی الدنیا، (دیگا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں،

مصلیٰ رکۃ وحریر) (عرب کا خلوص اور عتس ایماں اگر یہ خود اُن کو صدقہ و رکۃ کے ادا کرنے پر آمادہ کر دیتا تھا

جیسا کہ اسلام لائے کے ساتھ ہی ہر قبیلہ اسی قوم کا صدقہ آنحضرت مسلم کی خدمت میں خود پیش کرتا، اور آپ کی دعا سے

رکت اور ہوتا تھا، لیکن ایک وسیع ملک، اور ایک وسیع حکومت کے لیے یہ طریقہ کافی نہ تھا، اس لیے دُلاۃ کے علاوہ

حکیم محرم سُنکر کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صدقہ و رکۃ کے وصول کرنے کے لیے ہر قبیلہ کے لیے الگ الگ

لے صحیح مسلم باب الوعدۃ تبدیل عذاب الناس لعیق،

محصلین مقررہ ماٹے جو قائل کا دورہ کر کے لوگوں سے رکۃ اور حراج وصول کر کے آپ کی خدمت مبارک میں پیش کرتے تھے، عموماً اور وسائے قائل ایسے ایسے قبیلوں کے محض ہوتے تھے، اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً ان کا تعلق رومیت ہوتا تھا

ہر حال آپ نے اس مرض کی احکام دہی کے لیے حسب ذیل اصحاب کو مختلف قائل اور شہروں میں بھیجے فرمایا۔

نام	مقام مقرر	نام	مقام مقرر
عدی بن حاتم	طے دی اسد	الوحتم بن حدیفہ	سولیت
صموال بن صموال	سی عمرو	ایک ہدی	سودیم
مالک بن ویرہ	سوحطلہ	عمرو فاروق	شہر مدینہ
ربیعہ بن حصیب الاسلمی	عقار واسلم	عبیدہ بن حراح	شہر حیرا
عماد بن ستر الاہلی	سلیم و مریمہ	عبداللہ بن رداہ	شہر حیرہ
رام بن مکیت جہنی	جہینہ	ربیعہ بن لید	حصرموت
ربیعہ بن مدر	سوسد	الاموی اسعری	صوبہ یمن
قیس بن عاصم		حالد	
عمرو بن عاص	سورارہ	اماں بن سید	بحرین
صحاک بن سمیاں کلانی	سوکلاب	عمرو بن سید العاص	تیار
سرس سمیاں الکمی	سوکعب	محمد بن حرر الاسدی	تحصیل جس
عبداللہ بن اللہ	سودیایاں	عبیدہ بن حص وادی	سوتیم

لے اس ہرست کے اگر نام اس سعد بن معاری، صفحہ ۱۱۱ میں مذکور ہیں، عمرو فاروق، محمد، اور عبیدہ بن حراح کا ذکر بخاری کتاب الاصلہ اور ابن کثیر کا الوداع و کتاب الخراج میں ہے، لہذا کے لیے راہ المعاد ذکر مصدقین و امراءے موسیٰ اور قنوج اللہاں ملاوری کھو، لے اصناف، باب صموال،

ان محصلین کے تقرر میں آپ حبیل امور کی پابندی فرماتے تھے،

(۱) ان کو ایک فرماں عطا ہوتا تھا جس میں یہ تصریح بتایا جاتا تھا کہ کس قسم کے مال کی کتنی تعداد میں رکوۃ کی کیا مقدار ہے؟ چھانٹ کر مال لیے کی یا حق سے زیادہ لیے کی اجازت نہ تھی، عام حکم تھا کہ اتنا لٹ و کر لٹھ اموالہم، یہ اعمال ہیبت بہت کے ساتھ اس فرماں پر عمل کرتے تھے، اور اُس سے سرمو تجاوز جائز نہیں رکھتے تھے، بعض لوگوں نے سختی حق سے زیادہ دیا چاہا، لیکن انھوں نے قول ہین کیا، سویدن غفلہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا محصل آیا، میں حاکر اُس کے پاس بیٹھا تو اُس نے پہلے حاکر وں کے اُس اقامہ کو بیان کیا جس کے لیے کی فرماں میں اجازت نہ تھی، جیسا نہ اُسی وقت ایک شخص ایک ہیبت عمدہ کو اُس کو ڈی لیکر حاضر ہوا، اور اُسکی خدمت میں پیش کیا لیکر اُس نے اٹھا کر دیا، اس طرح جب ایک شخص نے ایک محصل کو سچے والی مکاری دی تو اُس نے کہا کہ ہمارے لیے کی مامعت کی گئی ہے،

(۲) عر کے مال و دولت کی کل کاسات مکاریوں کے ریوڑ اور اوٹوں کے گلے تک محدود تھی، جو جنگوں میں، سیالوں میں، پہاڑوں کے دامنوں میں جرتے رہتے تھے، لیکن کھائے اسکے کہ دنیوی حکومتوں کی طرح حاکم احکام کے ساتھ لوگ خود رکوۃ کے حاکم اور محصلین کے سامنے پیش کرتے، محصلوں کو خود ایں دروں میں حاکر رکوۃ وصول کرنا پڑتا تھا، ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں پہاڑ کے ایک درہ میں مکاریاں حیرا رہا تھا کہ دو شخص ادٹ یسوار ہو کر آئے اور کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد ہیں، یہاں تمہاری مکاریوں کا صدقہ وصول کرنے کے لیے آئے ہیں، میں نے ایک بچہ والی تیر دار مکاری پیش کی، لیکن انھوں نے کہا کہ ہمارے لیے کیے کا حکم نہیں، میں نے ایک دوسرا بچہ دیا تو انھوں نے اُسکو ایسے ادٹ پر لا دیا اور چلتے ہوئے،

(۳) اگر یہ صحابہ ایسے تقدس اور پاک ماطی کی سائرہ قسم کے ماحار مال کے لیے سے خود اقرار کرتے تھے، جیسا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو حیر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہاں کی



راعت کی نصف پیداوار حسب معاہدہ تقسیم کرا کے لائیں، تو انھوں نے انکو رشوت دی سی جا ہی، لیکن اُنہوں نے یہ لکھ کر کہا کہ دیا کہ ”اے خدا کے دُشمنو! کیا مجھے حرام مال کھلانا چاہتے ہو؟“ لیکن ما اسیہم ربد و تقدس حب محصل ایسے دورہ سے واپس آتے تھے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حوداں کا محاسبہ فرماتے تھے، چنانچہ ایک ماہِ آپ کے اس اللہیتہ کو صدقہ وصول کر لے کے لئے روانہ فرمایا، جب وہ واپس آئے اور آپ نے اُن کا محاسبہ کیا تو اُنہوں نے کہا یہ آپ کا مال ہے، اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے، یہ سکر آپ نے فرمایا کہ تم کو گھر بیٹھے بیٹھے ہیہ کیوں نہیں ملا؟ اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی تو ایک عام حطہ دیا اور تمام لوگوں کو اس قسم کے مال لیے سے سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی،

(۴) چونکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے حامداں پر صدقہ و رکوٰۃ کا مال حرام کر دیا تھا اس لیے حامداں سوت کا کوئی شخص صدقہ کا محصل مقرر نہیں ہوا، ایک ماہِ عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث اور فصل بن عکاس نے کہ عم را د بھائی اور بھتیجے تھے، آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ اب ہمارا اس نکاح کے قابل ہو گیا ہے تمام لوگوں کی طرح، بلکہ بھی صدقہ کا عامل مقرر کیا دیجیے، تاکہ اُس کے معاوضہ سے کچھ مال جمع کر کے نکاح کے لیے سرمایہ مہیا کریں، لیکن آپ نے فرمایا کہ صدقہ آل محمد کے لئے حائر نہیں ہے، وہ لوگوں کا میل ہے،

(۵) عمال کا انتخاب خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے تھے، اور جو لوگ ایسے آپ کو اس خدمت کے لیے خود پیش کرتے تھے، اُنکی درخواست نامسطور ہوتی تھی، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ دُشمن آئے اور عامل بننے کی درخواست کی، آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ مٹھکویہ حصرہ تھی کہ یہ لوگ اس عرصہ سے آئے ہیں، آپ نے ان دونوں کی درخواست نامسطور کی اور فرمایا کہ جو لوگ خود خواہش کرتے ہیں ہم ان کو عامل مقرر نہیں کرتے، لیکن اُس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ملا درخواست میں کا عامل مقرر کر کے روانہ فرمایا،

(۶) عمال کو صرف بقدر ضرورت معاوضہ ملتا تھا، آپ نے عام مادی فرمادی تھی کہ جو شخص ہماری مقررہ

تشریح سے زیادہ لے گا وہ حیات مانی ہے، مقدار ضرورت کی تصریح خود آئیے فرمادی تھی،

میں کان لسا عاملاً فلیکب روحہ فال لم      جو شخص ہمارا عامل ہو اسکو ایک لی لی کا چچ لسا چاہیے  
نکن لہ حاد م فلیکت حاد ماواں لم کن لہ      اگر اُس کے ماس نوکر ہو تو نوکر کا، اگر مکاں ہو تو گھر  
مسک فلیکت مسک ماواں لم عید      کا، لیکن اگر کوئی اس سے رما دہ لے گا، نو دہ حاس  
دلائل مہوعال،      ہوگا۔

آپ کے رمانہ میں حضرت عمر فاروق کو بھی اس قسم کا معاوضہ ملا تھا، چنانچہ اُن کے عہد خلافت میں حب صحابہ  
لے رہے تھے تقدس کی ساری معاوضہ لیے سے انکار کیا، تو اُنھوں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسی طریقہ  
سے استدلال کیا،

قصۃ (ا) ماصب کے علاوہ بعض اور عہدے بھی سادہ طور سے قائم ہو گئے تھے، مثلاً فصل مقدمات کا کام  
اگرچہ زیادہ تر آپ خود احکام دیتے تھے، لیکن کبھی کبھی آپ کے حکم سے حسبِ ذیل صحابہ لے بھی اس فرض کو انجام دیا ہے،  
حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبدالرحمن بن عوف، ابی س کعب، معاذ بن جبل،  
بولیس (اگرچہ حلفائے رات تھے) کے رمانہ میں بھی ماصالطہ طور پر پولیس کا محکمہ قائم نہیں ہوا، اور اسکی ابتدا انوائس کی  
سلطنت میں ہوئی، تاہم آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں بھی اُس کا ابتدائی نمونہ قائم ہو چکا تھا، چنانچہ  
آپ کے عہد مبارک میں قیس بن سعد اس خدمت کو احکام دیتے تھے، اور اس عرصہ سے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے،  
حلاذ (محرموں کی گردن مارنے کی خدمت حضرت ربیع، حضرت علی، مقداد بن الاسود، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت،  
شہاک بن سہیل کلائی، کے سپرد تھی)۔

غیر قوموں سے معاہدے (عرب میں اب کفر و ترک کا مالک و عودہ تھا، کہیں کہیں صرف مجوس، نصاریٰ اور  
یہود کی آبادیاں تھیں، ان میں سے معتدہ افراد لے گئے اور ایمان سے قلوب کو روٹس کر لیا تھا، لیکن مجموعی حیثیت

لے الوداد و حلد ماب الریان العمال من دلوں حدیں ہیں، لے فتح الناری حلد ماصم ۱۱ لے بخاری کتاب احکام لے راد المعاد اس قیم،

سے وہ اب تک تاریکی میں تھے، تاہم حلاوت الہی کی ہمہ گیر قوت سے وہ سرتانی نہ کر سکے، حجاز کے یہودیوں کے سوا عرب کی تمام قوموں نے کھوتی اسلام کی اطاعت قبول کی، اس لیے اسلام نے بھی ان کی جاں و مال، عزت و آبرو اور مذہب کی حفاظت کی تمام ذمہ داری اپنے سر لے لی، اور اس کے مقابلہ میں حریم کی ایک جھپ رقم (یعنی ہر مستطیع عاقل مانع مرد پر ایک دس سالانہ) ان پر مسترد کی، اس قسم کا لفظ روپیہ کی صورت میں ادا ہوا ضروری نہ تھا، بلکہ عموماً جہاں جس حبس کی پیداوار ہوتی تھی، یا جو حبس رہتی تھی، وہی جریمہ قرار پائی، غیر قوموں میں سے پہلی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شہ میں حبس، حدک، وادی القسیر اور تیمار کے یہودیوں سے مصالحت فرمائی، اس وقت تک آیت حریم کا ردل نہیں ہوا تھا، اس سار پرما ہی رصاصہ سے جو شرائط قرار پائے تھے، وہ آیت حریم کے ردل کے بعد بھی قائم رہے، اصل شرط یہ تھی کہ وہ رعایا کی حیثیت سے کام کریں گے، اور پیداوار کا نصف حصہ خود لیں گے اور نصف مالکوں کو ادا کریں گے،

سہ ہجری میں حریم کی آست مارل ہوئی، اس کے بعد تمام معاہدے اسی کی رو سے قرار پائے، بحر ال کے عیسائیوں نے مدینہ میں آکر مصالحت کی درخواست کی، حکو آپ نے مطور فرمایا، شرائط صلح یہ تھیں کہ وہ مسلمانوں کو سالانہ دو ہزار کیرے دیں گے اور ان کو دو قسط میں یعنی آدھا ماہ صفر اور آدھا ماہ ربیع میں ادا کریں گے اگر میں کبھی عداوت یا تنورس ہوگی تو وہ عاریتہ تیس رہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور تیس تیس عدد ہر قسم کے ہتھیار دیں گے اور سلماں انکی دایسی کے صامس ہوں گے، اس کے معاوضہ میں حب تک وہ سودی لیں دین یا عداوت نہ کریں گے، نہ اُل کے گرے ڈھائے جائیں گے، نہ اُنکے یادری کالے جائیں گے نہ ان کو اُنکے مذہب سے گرتہ کیا جائے گا،

حد و دستام میں ہمت سے عیسائی اور یہودی گاؤں میں آماد تھے، حب سہ میں عذوہ توک کے

۱۔ راد المعاد اس قیم حلا دل فصل حریم، ۲۔ راد المعاد اس قیم حلا دل، ۳۔ بحاری و مسلم و ابو داؤد، ذکر صریح البلدان ملاوری  
 ذکر حدک و وادی القریٰ و تیمار، ۴۔ ابو داؤد کتاب الحراج باب احد الخریہ،

موقع پر، دو قمرہ الحمد، ایلم، مقار، حرما، اوج، تنالہ، اور شش کے عیسائی اور یہودی رہیدار بھی اسلام میں لائے، بلکہ حریم دیا قبول کیا، ہر مالع مرد پر ایک دینار سالانہ مقرر ہوا اور مسلمانوں کو اب ادھر سے گدیں تو انکی صیانت بھی اں پر لاری مسترار دی گئی،

پس کے جس یہودیوں نے اسلام قبول نہیں کیا اں پر بھی حریم کی ہی ہمت دار مقرر کی گئی، اں کو ایک آسانی یہ بھی دی گئی کہ اگر نقدہ ادا کر سکیں تو اسی کے برابر معافی کیڑے دیا کریں، سحر میں کے محسبوں سے بھی حریم کی اسی شرح مقدار پر مصالحت کی گئی،

اصناف محاصل و خارج | مختلف اعراض و مصالح کی بنا پر اسلام میں آمدنی کے صرف پانچ درائع تھے، عیثت، فی، رکوة، حریم، خراج، اول کے سوا بقیہ درائع آمدنی سالانہ تھے،

غنیمت کا مال صرف فتوحات کے موقع پر آتا تھا، عرب میں قاعدہ تھا کہ نہیں فوج عیثت کا جو تھا حصہ خود لیتا تھا، جس کو اصطلاح میں مراع کہتے تھے، اور بقیہ جس کے ہاتھ لگ جاتا تھا، لے لیتا تھا، تقسیم کا کوئی نظام نہ تھا، عودہ بدر کے بعد حدائے عیثت کو خود اسی ملک قرار دیا، جس میں شمس یعنی یا بچواں حصہ خدا اور رسول کے نام سے حکومت الہی کے مصالح و اعراض کے لئے مخصوص فرمایا۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ

اے پیغمبر لوگ تجھ سے مال عیثت کی نسبت پوچھے ہیں

وَالرَّسُولِ (اعمال) کہہ دے کہ وہ خدا اور رسول کی ملک ہے

خدا اور رسول کی ملکیت مقصود یہ ہے کہ وہ سپاہیوں کی شخصی ملکیت نہیں ہے، بلکہ مصالح کی بنا پر صاحبِ خلافت بطرح

ماسب سمجھے، اس کو صرف کر سکتا ہے، اسی طرح جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِثْرًا فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ

مسلمانو احاں لو کہ تم کو جو مال عیثت ہاتھ آئے اُس کا

۱۔ مسووح اللہاں، ملا درسی ۲۔ الوداؤد اب احد الحریہ،

۳۔ الوداؤد احد الحریہ من المحوس، و تاریح ملا درسی ذکر حریس

وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
 مِثْلَ حَظِّهِمْ مِنْهُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ وَأَبْجَادُ الْأَعْلَامِ لِيُخْبَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي النَّارِ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّشَبَّهَاتٌ بِأَزْوَاجِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الدُّنْيَا لِيُكْفَرُوا عَنْهُمْ وَلَهُمْ فِيهَا مَرْجِلٌ يَمْشُونَ عَلَى الْأَعْدَادِ الْمُدْحَضَاتِ لِيُجْزَىٰ عَنْهُمْ أَجْرٌ وَّكَثِيرٌ ۖ وَأَسْفَلَ سَافِلِينَ ذَلِيلِينَ

کونے (سبیل)، (اعمال) یتیموں اور مسکینوں کا ہے

ایک دو انتہائی واقعہ کے سوا جس میں انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مال عیبت مخصوص مہاجرین کو یا مکہ کے  
 مسلمانوں کو عنایت فرمایا، ہمیشہ ایک ہی طریقہ عمل رہا کہ جس کے بعد ایک ایک حصہ یا بیوں پر برابر رزق تقسیم فرماتے تھے  
 سواروں کو تیس حصے اور پیادہ کو ایک حصہ، بعض روایتوں میں ہے کہ سواروں کو صرف دو حصے ملتے تھے، جس کا  
 بھی عموماً بہت کم حصہ داتی مصرف میں آتا تھا، آیت مالا میں جس ارباب استحقاق کا ذکر ہے، زیادہ تر اہل ہی مصرف  
 کر دیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ، صرف مسلمانوں پر فرض تھی، اور وہ چار مدوں سے وصول ہوتی تھی، نقد و بیہ، بھٹل، اور پیداوار، مٹی، دھرم  
 گھوڑا، اساتذہ تجارتی، دوسو درہم جا مدی، میں متقال سو لے اور بیاج اوٹ سے کم یہ زکوٰۃ تھی، پیداوار سے جو  
 زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اس کے لیے ضروری تھا کہ اس کی مقدار و سق (۳ صاع تحقیق امام ترمذی) سے زیادہ ہو  
 سوا اور جا مدی کا چالیسواں حصہ وصول کیا جاتا تھا، مویشیوں کا ہر رکۃ بھی حلف جس کی مختلف تعداد پر  
 مقرر تھا، حصدیت اور فقہ کی تمام کتابوں میں مفصل مذکور ہے اراضی کی دو قسمیں کی گئیں، ایک جسکی سیرابی صرف  
 مائش کے پانی سے کی جاتی تھی، اس قسم کی اراضی کی پیداوار میں دسواں حصہ (عشر) وصول ہوتا تھا، اور جس کو  
 آبپاشی کے ذریعہ سے سیراب کیا جاتا تھا، اس میں نصف عشر یعنی میواں حصہ لیا جاتا تھا، سبزی پر  
 کوئی رکۃ نہ تھی۔

رکۃ کے آٹھ مصرف تھے جس کی تفصیل خود قرآن مجید نے کر دی تھی، فقراء، مساکین، موشتم، غلام جس کو  
 خرید کر آزاد کرنا ہے، مقروض، مستأجر، محصلین رکۃ کی تنخواہ، دیگر کارخیز، عموماً جہاں سے رکۃ کی رقم وصول کی جاتی

۱۔ اوداؤ حکم ارض حسبہ وایب مع ۲۔ اوداؤ کسب الرکۃ ماب العروض، اداکات للحجارۃ، ۳۔ رمدی کتاب الرکۃ  
 ۴۔ رمدی کتاب الرکۃ،

تھی وہیں کے مستحقین پر صرف کر دی جاتی تھی، صحابہ اس حکم کے اس قدر عادی ہو گئے تھے کہ ایک صحابی کو زیادہ سے عامل سا کر ایک مقام میں بھیجا، جب وہ واپس آئے تو زیادہ سے اس سے قسم کا مطالبہ کیا، انھوں نے جواب میں کہا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ سے جس طرح ہم کرتے آئے تھے وہی ہم نے کیا معاد جس بل جب عامل سا کر میں بھیجے گئے، تو رکوۃ کے متعلق آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وصدقہ توحید من اعدائکم و ترد علی فقرائکم، جنہم غیر مسلم رعایا سے اس کی حفاظت اور دوسرے داری کے معاوضہ میں لیا جاتا تھا، اس کی مقدار ستعین نہ تھی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے زمانہ میں ہر مستطیع بالغ مرد سے ایک دینار وصول کر لے کا حکم دیا تھا، یکے اور عورتیں اس میں دال نہ تھیں، ایلہ کے حریر کی مقدار ۳ دینار تھی، ادراج کی سودینار تھی، عہد موسیٰ میں حریر کی سسے ٹری مقدار تھریس سے وصول ہوتی تھی

**خراج**، غیر مسلم کاشتکاروں سے حق مالکاء کے معاوضہ میں زمین کی پیداوار کا مخصوص حصہ ماہمی مصالحت سے طے ہو گیا ہو، اس کا نام جرح ہے، حر، فک، وادی القری، تیمار، وغیرہ سے جرح ہی وصول ہوتا تھا پھل یا پیداوار کے تیار ہونے کا جب وقت آتا تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی صحابی کو بھیجتے تھے، وہ بانگوں اور کھیتوں کو دیکھ کر تخمیر لگاتے تھے، رفع اسماہ کے لیے تخمیر میں سے تلت کم کر دیا جاتا تھا، نقیمہ رخت مراط خراج وصول کیا جاتا، حیر وغیرہ میں آدھی سیبہ اور بر صلی ہوئی تھی۔

حریر اور جراح کی رقم سیاہیوں کی تحواہ اور سگی مصارف میں صرف ہوتی تھی، تمام صحابہ ضرورت کے وقت والیہ سیاہی تھے، جو کچھ وصول ہو کر آتا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سب کو اسی وقت تقسیم فرماتے، اول آپ ان لوگوں کو عطا فرماتے تھے جو پہلے علام رہ چکے تھے، ایک جسریر لوگوں کے نام لکھے ہوتے تھے، اسی ترتیب سے نام پکارے جاتے تھے، جو لوگ صاحب اہل و عیال ہوتے تھے، ان کو دو حصے اور محدود لوگوں کو ایک حصہ ملتا تھا۔

حاکمیں اور امدادہ زموں کی آبادی (ملک عرب کا اکثر حصہ ریگستانی، بھریلا، تور اور سحر تھا، حوسر سر قطعات تھے اُن پر بیرونی

لے الوداؤ و کتاب الرکوۃ، مال الصدقہ محل من ملالی ملد لے بحوالہ کوراب فی الحرص، لے الوداؤ و کتاب الخراج مال مسم اللہ،



لوہیں قائل تھیں، بقیہ امدادہ رمیں تھیں، مدیہ اور طایف میں السہ کا ستکاری ہوتی تھی۔ بقیہ عام اہل عرب تجارت یا لوٹ مار پر مدگی سر کرتے تھے، عربوں کی غیر ماموں مدگی کارار ہی تھا کہ وہ مستقل میتہ و رہہ تھے، اس مایہ قیام اس کے لیے بھی ضروری تھا کہ رمیں کائے سرے سے مد دست کیا جائے، حارویں میں غیر قوموں کے اکلاء کے سب سے یوں بھی بہت سی رمیں حالی ہو گئی تھیں، جس کا اسطام ضروری تھا۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے عام طور پر صحابہ کو اسکی ترعیب دی

میں احبنا اسہامسۃ بھی لہ جس شخص نے امدادہ رموں کو امدادہ اسکی ملک ہو

میں احاطہ حائط اعلیٰ اور بھی لہ جس شخص نے کسی رمیں کو گھر لادہ اسکی ملک ہو

ترعیب عام کے ساتھ خاص خاص اسطامات بھی فرمائے موصی اور قریطہ کے مکتاں اور کھیت خاص مارگاہ سوت کی ملک فرمائے، اور آئیے ایسی طرف سے ان کو ماحریں اور نص الصاریں تقسیم فرمادیا، جس کی رمیں کچھ خاصہ رہی اور بقیہ ان ماحریں اور الصاریں تقسیم فرمادی جو حدیمہ میں ترکیب تھے، لیکن عملاً یہودیوں کے ساتھ ان کا مد دست رہا، یہ اداوار کا نصف حصہ وہ خود لیتے تھے اور نصف مالکوں کو ادا کرتے تھے، حورمیں آما دتھیں ان کو نص ترایطیر اصل مالک کے ہاتھ میں رہے دیا، جیسا کہ ملک، دو حیوان اور ایلہ ادرج، بحر ان وغیرہ میں اسی طرح معاملات طے پائے، امدادہ رمیں بھی صحابہ کو بطور جاگیر عطا فرمائیں حضرت وائل کو حصہ موت میں ایک قطعہ رمیں عینیت فرمایا، ملال س عارت مرتقی کو اکو قائل رراعہ رمیں کا ایک بہت بڑا ٹکڑا اور کاب میں مرحمت فرمائیں حضرت ربیعہ کو مدیمہ کے یاسس، اور حضرت عمرؓ کو حیر میں جاگیریں عطا کیں، سورفانہ کو دومہ الحمدل کے یاس رمیں عینیت کی۔

یہ جاگیریں اس مایہ اور رعت کے ساتھ دی جاتی تھیں کہ ہر شخص حسب استطاعت ان کا اتنا مال و مال کے رقمہ کی تہدیک کر سکتا تھا ایک مار آئیے حضرت ربیعہ کو حکم دیا کہ جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ سکے وہ رمیں انکی جاگیر میں دین ہوگی جیسا کہ انھوں نے گھوڑا دوڑایا، جب گھوڑا ایک خاص حد تک پہنچ کر رک گیا تو انھوں نے ایسا کوڑا بھینکا اور وہ جس نقطے پر گرا، وہی انکی جاگیر کا رقمہ قرار پایا عرب کی حد تک رمیں میں سے رمدہ ضرورت جیتھائے اس کی تھی، جیسا کہ



ایک مارح آپ نے حکم عام دیا میں سبق الی ما علم سبق الیہ مسلمہ ہولہ، یعنی ”جو شخص ایسے جیمہ پر قصہ کرے جس پر کسی مسلمان نے قصہ نہیں کیا ہے تو وہ اس کا ہے، تو تمام لوگوں نے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے جیموں کے حدود مقرر کر لیے اس ماصی کی اس قدر ہمت ہوئی کہ لوگوں نے دوڑ دوڑ سے آکر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جاگیروں کی درخواست کرنا شروع کی، اس میں اس حال میں سے خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور ایک ملک کی کاں کی درخواست کی، جس کو آپ نے منظور فرمایا لیکن ایک صحابی نے کہا کہ آپ نے اس کو جو حیر جاگیر میں عطا فرمائی ہے وہ یا فانی کا ایک ہست ٹرا جیمہ ہے، جو کہ وہ ایک ملک حیر تھی اس مایر آپ نے اس کو واپس لے لیا۔

یہ تمام بیاضیاں صرف انھیں چیردن کے ساتھ مخصوص تھیں جس کا تعلق ملک کے ساتھ نہیں ہو سکتا تھا، لکن جو حیریں رفاہ عام کے کام میں سکتی تھیں ان کو آپ نے اُسی قدیم حالت پر چھوڑ دیا عرب کا قدیم دستور تھا کہ اپنے موتیوں کے لیے چراگاہ متعین کر لیتے تھے حکوٰۃ حمی کہتے تھے، عرب میں پہلو کا درخت اونٹوں کی عام غذا تھی، اور اس کے متعلق کسی قسم کی رک ٹوک نہ تھی، لیکن ایضاً اس حال نے جس کو اپنے حمی میں داخل کرنا چاہا تو آپ نے منع فرمایا لا حمی فی الاداک۔

عرب میں یہ بھی دستور تھا کہ موتیوں کے چراگاہ کے لیے رؤسا اور ارباب اقتدار اپنے لیے چراگاہ مخصوص کر لیتے تھے اور وہ ان کسی دوسرے کو نہیں آئے دیتے تھے، جو کہ اس عام لوگو کو تکلیف ہوتی تھی اسلئے اس طریقہ کو بھی رد کیا۔ اسی طرح عرب میں ایک مقام دہا ہے، جس کے ایک طرف بکرس و ایل کا قبیلہ تھا اور دوسری طرف موتیم رہتے تھے، حریت س حساں نے بکرس و ایل کے لیے اس میں کی درخواست کی، آپ نے درماں لکھے کا حکم دیا، اتفاق سے اس وقت ایک تمیمیہ موجود تھی، آپ نے اس کی طرف دیکھا، اسے عرض کی یا رسول اللہ! وہ اونٹوں، اور بکریوں کی چراگاہ ہے اور اسی کے پاس موتیم کی عورتیں اور بچے رہتے ہیں، آپ نے فرمایا ”بیجاری سح کستی ہے“ درماں نہ لکھو، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، ایک جیمہ اور ایک چراگاہ سب کو کافی ہو سکتا ہے۔

## مذہبی انتظامات

دہلی میں اس دہائی میں قائم رکھے کی عرصہ سے جو بعض ضروری ملکی انتظامات سرکار کامیاب تھے اُن سے زیادہ ضروری مسلمانوں کے مذہبی امور کے انتظامات کا مسئلہ تھا، یہودیوں میں مذہبی فرایض کے ادا کرنے کے لیے ایک مخصوص حادہاں مقرر تھا، اس کے علاوہ کسی اور کو ان خدمات کی کما آدری کا حق حاصل نہیں ہو سکتا تھا، عیسائیوں میں گو حادہاں کی تخصیص نہ تھی، لیکن اُن میں ایک خاص طبقہ پیدا ہو گیا تھا جس نے ان خدمات کو ایسا حق قرار دے لیا تھا، ہندوؤں میں غیر رہیں کسی مذہبی خدمت کا مستحق نہیں، دیہاتی اور دوسری قوموں کا بھی یہی حال تھا لیکن جو سیرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا میں قائم کی اُس میں مخصوص اہل خاص، مخصوص حادہاں، اور مخصوص طبقہ کی حاجت نہ تھی، بلکہ ہر شخص جو اسلام کا کلمہ گو تھا اس رسم کا مستحق ہو سکتا تھا،

دعا اور مجلس اسلام ایک مشہور معرعی موجد نے لکھا ہے کہ ”مدینہ میں اگر اسلام موت کا مصب چھوڑ کر سلطنت بگیا تھا، اور اب اسلام کے معنی بحالے اس کے کہ حادہاں یا لایا جائے، یہ رہ گئے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حکومت تسلیم کر لی جائے“ اسلام کا مقصد وہ تھا جو خدا نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے

اَلْدِّیْنِ اِنْ مَلَکْنَاْ هُمْ فِی الْاَرْضِ اِذَا قَامُوْا  
اَلصَّلٰوۃَ وَآتَوْا زَکٰوٰۃً وَّآمَرُوْا بِالْمَعْرُوْۃِ  
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (ج)

(وہ لوگ جس کو ہم زمین میں اگر طاقت دیں تو ماسر  
قائم کریں، رکوع دیں، اچھی باتوں کا حکم دیں اور  
نہی مانوں سے روکیں)

اس سائبر ہر مسلمان واعظ بھی ہوتا تھا اور محتسب بھی، داعی مذہب بھی اور ماہر سیرت بھی، یہی وجہ ہے کہ یا تو اسلام سے پہلے عرب میں اس قدر جمالت یا نبی حاتی تھی کہ متر فامیں لکھا پڑھا عیب خیال کیا جاتا تھا، یا ایک ایک گھر فقہ، حدیث اور تفسیر کا دارالعلم بن گیا تاہم جو مکہ ہر شخص کو تعلقہ و تدیس کا کافی وقت نہیں مل سکتا تھا، اس لیے

۱۔ دیکھو دیہوس صاحب کا ارنیکل اسلام پر، السائیکلوپیڈا،

یہ ضروری قرار دیا گیا کہ ہر جماعت اور قبیلہ میں کچھ ایسے لوگ موعود رہیں جو تعلیم و ارتداد کا فرض انجام دے سکیں  
اسی سائبرستان مجید میں حکم آیا

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيُعْرِضُوا أَكَاثَمَ فُلُوكَ لَكُمْ مِنْ  
كُلِّ مَرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّتَعْلَمُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا  
قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

لوگ مری ماہوں سے محسوس

(لوحہ، رکوع آخر)

اں کی تعلیم و تربیت | چونکہ مقصد یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت طیار کی جائے جو نہ صرف سرایت کے اوامر و نواہی سے واقف ہو، بلکہ تب و ثور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں رہنے سے تمام اسلامی رنگ میں ڈوب جائے جسکی گتار، کردار، ماتحتیت، راجست، قول و فعل ایک ایک حیرت انگیز تعلیم موسیٰ کے یرتو سے سور ہو جائے تاکہ وہ تمام ملک کے لیے اسوہ حسنہ، اور نمونہ عمل بن سکے، اس لیے عرب کے ہر قبیلہ سے ایک جماعت آتی تھی اور آپ کی خدمت میں رہ کر تعلیمات سے ہمراہ اندوز ہوتی تھی

حضرت اس بحاس سے روایت ہے۔

کائنات میں کل جمعیۃ العرب عصاۃ مانتون  
السی صلی اللہ علیہ وسلم فسألوه عما یروون من  
امر و نہی و معصی و دیکھو۔  
عرب کے ہر قبیلہ کا ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
حاضر تھا اور آپ سے وہی امور و راجست کرا لیا اور وہیں  
لعمہ حاصل کرا لیا

واعمال اسلام و اطراف عرب میں بھیجے جاتے تھے اُن کو ہدایت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو اس مانتیر  
آمادہ کریں کہ وطن چھوڑ کر مدینہ میں آجائیں اور یہیں بود و ماہت اختیار کریں اس کا نام ہجرت تھا اس  
سائبریت کی دو قسمیں کردی گئی تھیں سیت اعرانی، اور سیت ہجرت، سیت اعرانی صرف اں مدوؤں کے لیے

حکومہ مدینہ منورہ میں رکھ کر تعلیم دینا مقصود ہوتا تھا مختصر شکل الآثار میں روایت ہے کہ عقبہ جہمی حب اسلام لائے تو آنحضرت

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے دریافت کیا کہ سمیت اعرانی کرتے ہو، یا سمیت ہجرت، اس کے بعد نصف لکھتا ہوں

ان السعة من المهاجرين وحب الامة عداہ ہجرت کی سمیت کرے سے نہ لازم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم لیصرف ہما لصرہ مدرس علمہ وسلم کے پاس تمام کرے تاکہ آنحضرت صلعم کو اس اسلامی امور میں

امور الاسلام خلاف السعة الاعرابیہ۔ لگائیں اور سمیت اعرانی میں یہ صرد رہیں

اسی سائر عرب کے ہمت سے حادثاں ایسے گھروں سے ہجرت کر کے مدینہ میں چلے آئے تھے، حضرت

الوموسیٰ اشعری آئے تو اسی شخصوں کو لیکر آئے اور مدینہ میں آباد ہوئے خلاصۃ الوفاء سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ

میں حمیہ وغیرہ قبائل کی الگ الگ مسجدیں تھیں یہ وہی قبائل تھے جو ہجرت کر کے مدینہ میں آگئے تھے اور چونکہ

مسجد سوی سکے لیے کافی نہ تھی اس لیے الگ الگ مسجدیں لگائی تھیں۔

تعلیم و ارشاد کے مختلف طریقے تھے۔

ایک یہ کہ دس دس دن، یا مہینہ دو مہینہ رہ کر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل یکٹھ لیتے تھے اور ایسے قبائل میں واپس

جاتے تھے اور ان کو تعلیم دیتے تھے مثلاً مالک بن الحویرت حب سعادت لیکر آئے تو میں دن تک قیام کیا، اور

ضروری مسائل کی تعلیم چل کی حب چلے گئے تو آپ نے فرمایا۔

ارحوا الی اہلہ فاعلموہم و مروہم وصلوا اسے حادثاں میں واپس جاؤاں میں رکھ کر ان کو ادا م تشریب کی تعلیم دو

کما سراً تمونی اصلً، (سحاری باب رحمۃ الہائم) اور جس طرح چھکوا مارٹھتے دکھاتے اسی طرح مارٹھو

دوسرا مستقل طریقہ درس کا تھا ایسی لوگ مستقل طریقہ سے مدینہ میں رہتے تھے اور عقاید تشریعی، اور احلاق

کی تعلیم پاتے تھے اُن کے لیے صُفّہ کا خاص درگاہ تھا اور اس میں زیادہ تر وہ لوگ قیام کرتے تھے جو تمام دنیا کی

تعلقات سے آزاد ہو کر تنہا درو، رہد و عبادت اور زیادہ تر حدیثِ علم میں مصروف رہتے تھے

مشکوٰۃ کتابِ احسن میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد میں تشریف لے گئے اُس وقت

مسجد میں دو حلقے تھے، حلقہ دُکرا اور حلقہ دُرس آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) حلقہ دُرس میں حاکر مٹھ گئے۔

اُس وقت کی اصطلاح میں اُن طالبانِ علم کو قُفْرًا کہتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری و عمرہ میں ہر جگہ ہی مام آتا ہے۔ عربیہ میں جو لوگ تعلیم و ارتداد کے لیے گئے تھے اور کفار نے اُن کو دھوکے سے تھید کر دیا تھا وہ اسی درس گاہ کے تربیت یافتہ تھے، اور کتب حدیث میں انکا مام اسی لقب (قُفْرًا) کے ساتھ آیا ہے ارباب سیر نے لکھا ہے کہ اُن لوگوں میں سے حب کوئی تادی کر لیتا تھا تو اُس جماعت سے کل آتا تھا اور انکے کائے دوسرے لوگ داخل ہوتے تھے

اصحاب صفہ، اگرچہ اس مدرسے اور ادارے کے کسی کے ماس ایک کڑے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا جسکو گردن سے مادہ گرگھٹسوں تک چھوڑ دیتے تھے کہ چادر اور تہمدو لوں کا کام دیتا تھا تاہم یہ لوگ یا لوں بوڑھوں نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ حگل میں حاکر کڑیاں جُیں لاتے تھے اور انکو صحیح کرا دھا حیرات کر دیتے تھے اور آدھا احوال طریقت میں تقسیم ہوتا تھا اس سہ تعلیم اور درس کا وقت رات کو مقرر کیا گیا تھا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درس گاہ کے معلیں میں سے حضرت عمادہ س الصامت بھی تھے جو مشہور صائغ علم تھے اور حکو حضرت عمرؓ نے رمانہ حلاوت میں تعلیم بقہ و قرآن کے لیے فلسطین بھیجا تھا اوداؤد میں حضرت عمادہ س الصامت سے روایت ہے۔

علمت ماسا من اهل الصفة العرا والکتاب فاهداً  
 دی اس کے صلہ میں مٹھ کو ایک شخص نے ایک کھان تھہ میں دی

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمادہ کو اس تھہ کے قبول کرنے کی اجازت نہیں دی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ درس گاہ صفہ کے علاوہ اور بھی کوئی جگہ تھی جہاں اصحاب صفہ رات کو تعلیم پاتے تھے مسدا مام اس صل میں ہے

عن انس کا نواسعین فکانوا ادا حہم اللیل الطلقوا لی  
 حضرت انسؓ کہنے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے ہر شخص رات کو ایک معلوم لہم بالمدارہ و دارسون اللیل حی یصحبوہم صبحہم صبحہم (۱۳)

معلم کے ماس جانے بھے اور صبح تک درس میں سول رہتے تھے۔

لہ صحیح بخاری عروہ میر مودہ۔



عرب میں لکھے پڑھے کا رواج بہت کم تھا لیکن اسلام آیا تو تحریر و کتابت کا فن بھی گویا ساتھ لیکر آیا، اس سے ٹری صورت قرآن مجید کے صط و تدوین کی تھی، اس سبب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شروع ہی سے کتابت کی ترویج کی طرف توجہ دوائی، جنگ بدر کے ذکر میں گدڑی کا ہے کہ اسیران جنگ میں سے جو لوگ مدینہ میں ادا کر سکے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ مدینہ میں رہ کر لوگوں کو لکھا سکھادیں، اوداؤد کی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب صفہ کو جو تعلیم دی جاتی تھی اس میں لکھا بھی داخل تھا، جیسا کہ حضرت عمارہ قرآن مجید کے ساتھ لکھنے کی بھی تعلیم دیتے تھے۔

مساحہ کی نمیر | آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر صرف مدینہ سے طعنات لے رہے تھے، اور اس لیے ایسٹ اور مڈل ریٹ صرف رہنا پسند فرماتے تھے، تاہم جو کہ اسلام کی تمام تحریکات کا مقصد صرف رفع ذکر اور تسبیح و تقدیس الہی تھا، اس سبب ہر قبیلہ کو مسلمان ہونے کے ساتھ سب سے پہلے مسجد کی ضرورت آتی تھی، ایک سب اس کا یہ بھی تھا کہ یہ مسجدیں صرف نماز ہی پڑھنے کے کام میں نہیں آتی تھیں، بلکہ حقیقت یہ تمام اہل قرہ یا اہل محلہ کو دل میں یا حج مار ایک جگہ جمع کر کے ان کے جماعی اور اتحادی قوت کو دور دور اور زیادہ رتی دیے کا دربیہ مٹی تھیں، اس لیے آپ باجماعت نماز پڑھنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔

عرب مدینہ کے اندر بہت سے قبائل آباد تھے، ہر قبیلہ کا الگ الگ محلہ تھا، اور ہر محلہ میں ایک ایک مسجد تھی، اوداؤد نے کتاب المراسیل میں یہ سد لکھا ہے کہ صرف مدینہ کے اندر آپ کے زمانہ میں وہ مسجدیں تھیں، جہاں الگ الگ جماعتیں ہوتی تھیں، ان کے نام یہ ہیں، مسجدی عمرو، مسجدی ساعدہ، مسجدی عید، مسجدی سلمہ، مسجدی راج، مسجدی رریق، مسجد عمار، مسجد اسلم، مسجد حمیمہ، ان کے علاوہ متفرق روایات میں، مختلف قبائل کی حسب ذیل مسجدوں کا اور یہ لگتا ہے، مسجدی حدردہ، مسجدی امیہ (النصار کا ایک قبیلہ تھا) مسجدی یاصہ، مسجدی احملی، مسجدی عصیہ، مسجدی مصلیٰ، مسجدی دیار، مسجدی س کعب، مسجد النائمہ، مسجد اس عدی، مسجد تجارت س حرج، مسجدی حطہ، مسجد الفصح، مسجدی حارۃ، مسجدی طمر، مسجدی عند الاہل، مسجد و اقم، مسجدی معاویہ، مسجد عاتکہ، مسجدی قریطہ، مسجدی دائل، مسجد السحرۃ



(روایتوں سے یہ بھی ثابت ہو کہ اشاعت اسلام کے ساتھ ہی مدینہ سے ماہر عرب کے گوشتہ گوشتہ میں مسجدیں بنتی جاتی تھیں جہاں دل میں یایح مار خدا کا نام بکارتا تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عروا میں معمول کر لیا تھا کہ رات بھر استسقاء فرماتے تھے صبح کو جہاں سے اداں کی آوار آتی وہاں حملہ فرماتے، جیسا کہ ایک سفر جہاد میں آپ کے کالوں میں ایک طرف سے اللہ اکبر کی آوار آئی تو آپ نے فرمایا یہ تو مٹری تھا دت ہے۔ اس کے بعد آپ نے استہداں لا الہ الا اللہ کی آوار سی تو فرمایا ”اگ سے سحت ہوگی“، صحابہ نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو معلوم ہوا کہ بکرے کے جروا ہے کی آوار ہے۔ امام محمد بن اسلام کو بھی یہی حکم تھا، جیسا کہ ایک ماہر آپ نے ایک سریر کو روانہ کیا تو یہ وصیت فرمائی،

اداسر اسد مسجد او سمعتہ صوتا اگر کس مسجد دیکھو یا اداں کی آوار سوتو وہاں  
فلاسلوا احدًا، کسی شخص کو مل نہ کرو،

اں روایتوں سے ایک طرف تو عہد موت میں اشاعت اسلام کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے، اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی ایل اسلام لائے تھے، انھوں نے الگ الگ مسجدیں تعمیر کر لی تھیں، اور اں میں بچو قتلہ علعلہ تحیر و اداں ملد ہو کرتا تھا،

اگرچہ اس وقت کی عام عرت اور سادگی کیوجہ سے حوسیدیں تعمیر ہوئی تھیں، وہ ایک رماہ متد تا تک قائم ہیں رہ سکتی تھیں، اسلئے اں ماقیات الصاغات کا ہت ترا حصہ صفحہ ہستی سے مٹ گیا، اور اں کے ساتھ انکا امام اور اں کی تاریخ بھی مٹ گئی، تاہم حوسیدیں مدتوں قائم رہیں اں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کا کوئی گوشتہ اں مدہبی یا دگا روں سے حالی نہ تھا۔

عرب کے عام قایل سے پہلے تحریں کا ایک قبیلہ عبد القیس اسلام لایا تھا، اس قبیلہ نے ایک مسجد

۱۔ صحیح مسلم جلد اول کتاب الاداں باب الامساک عن الاعارة علی قوم فی دار الکفر داسع میم الاداں ۲۵ اوداؤد کتاب الجہاد فی دعا  
السرکس ۲۵ لسانی کتاب المسامحہ صفحہ ۱۱۸

تیسری تھی، چنانچہ اسلام میں مسجد نبوی کے بعد سے پہلے جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کی گئی، بخاری کتاب الجمعہ میں ہے،

عَنْ اَبِي عَمَّاسٍ اَنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَ  
لَعَدِ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّوْهُ  
حَضْرَتُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو سَعْدِ بْنِ  
يَسْلَمٍ قَبْلَ عَدِ الْقَيْسِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي هَاجِلِ الْوَحْشِ  
مَسْجِدِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحَارِثِ،  
گاہوں حوالی، امی میں واقع تھی

اہل طایف حب اسلام لائے تو آپ نے ہدایت فرمائی کہ حاص اس جگہ مسجد تعمیر کرائیں، جہاں اس کا  
ست لٹے تھا، حضرت مطلق بن علی سے روایت ہے کہ حب ہماری قوم کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی کہ ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے تو آپ نے ایسے وصو کا یابی عیادت فرمایا، اور  
ہدایت کی کہ گرجے کو توڑ ڈالو اور وہاں یہانی چھڑک کر مسجد مالو، چنانچہ حب وہ لوگ واپس آئے تو حب ارتداد  
مسجد تعمیر کر گئے

اس قسم کی مسجدیں اگرچہ عرب کے گوشہ گوشہ میں تعمیر ہوئی ہوں گی لیکن عموماً احادیث کی کتابوں سے صرف  
ان مسجدوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے، حذیرہ اور حوالی، یہ میں تعمیر ہوئیں، صحیح مسلم میں ہے کہ حوالی مدینہ میں انصاف  
کے جوگا لوں آماد تھے، عاتورا کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دل اُن میں مادی کرا دی کہ جو  
لوگ رورہ دار ہیں وہ ایسے رورے کو پورا کر لیں، اور جو لوگ افطار کر چکے ہیں وہ فقیہ دل رورہ رکھیں، اس  
اعلان کے بعد صحابہ نے اسیر اس شدت کے ساتھ عمل کیا کہ خود رے رکھتے تھے اور ایسے بچوں سے رورے لکھواتے  
تھے، یہاں تک کہ انکو گھر سے باہر مسجدوں میں لے جا کر رکھتے تھے اور جب وہ کھانے کے لیے روتے تھے تو ان کو  
اول کے سے ہوئے کھلوں سے ہلاتے تھے،

لے راد المعاد اول صفحہ ۸۸، روایت ابوداؤد الطائسی، مس سائی کتاب المساجد، صحیح مسلم کتاب الصیام،

باب من اکل من عا سوارہ ملکف لفتہ نومہ،

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک مستقل باب مادھا ہے کہ مساجد کو اتحاض کی طرف مہربان کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس باب کے تحت میں جو حدیث لائے ہیں، اس میں یہ تصریح مسجد نبی رریق کا نام لیا ہے، حضرت اس س مالک، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر ایسے محلہ میں آتے تھے، وہاں لوگ مسجد میں منظر رہتے تھے، وہ اگر کہتے تھے کہ مسی سومی میں نماز ہو چکی تب لوگ وہاں نماز پڑھتے تھے، ان روایتوں سے صاف ماس ہوتا ہے کہ ان قبائل کی مسجدیں الگ الگ تھیں، صحاح کی روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسی قوم کی امامت کر کے آتے تھے اور پھر دوبارہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ترکیب جماعت ہو جاتے تھے، حایک حضرت معاذ بن جبل کا اسی ریل تھا، مدینہ میں جو قبائل آباد تھے اُن کے علاوہ جو قبائل ہجرت کر کے آئے تھے وہ بھی اسی مسجد تعمیر کر لیتے تھے، حایکہ طقات اس میں ہے

ولجمہ مسجد المدینۃ، مدینہ میں جمہ کی ایک مسجد ہے

قبائل کی ضروریات کے علاوہ مسجدوں کی تعمیر کا ایک بڑا سبب یہ ہوتا تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) راہ میں جہاں کہیں نماز پڑھتے تھے وہاں صحابہ ترکا مسجد تعمیر کر لیتے تھے، امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک مستقل باب مادھا ہے، حکما عنوان یہ ہے، باب المساجد الی علی طرہ المدینہ والمواضع الی صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی وہ مسجدیں جو مدینہ کے راستوں اور ان مقامات میں واقع ہیں جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے، اور اس کے تحت میں اس قسم کی متعدد مسجدوں کا نام لیا ہے، اور حافظ ابن حجر نے اس کے حوالے سے مام گائے ہیں،

مسجد قبا، مسجد البقیع، مسجد قریطہ، مشرق ام ابراہیم، مسجدی طریا مسجد لعلہ، مسجدی معاویہ، مسجد فتح، مسجد القلین، حافظ اس حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ مدینہ اور اطراف مدینہ میں جو مسجدیں مسقت یقہروں سے تعمیر ہوئی ہیں اُن سب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز ادا فرمائی ہے، کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جب ان مساجد کی تحدید

کی تھی تو اہل مدینہ سے اس کی تحقیق کر لی تھی)

ائمہ مار کا معرہ (مساحد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ مختلف قبائل کے لیے الگ الگ امام مقرر کر دیے جائیں عموماً عادت تشریف یہ جاری تھی کہ حوصلہ مسلمان ہو جاتا، اس میں جو شخص سب سے زیادہ حافظ قرآن ہوتا، وہی امام مقرر کر دیا جاتا، اور اس طرف میں جھوٹے ٹرے، علام اور آقا سب برابر تھے، آپ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ میں جو مہاجرین آچکے تھے، اُن کے امام حضرت ابو حدیہ رحمہ کے آرا و کردہ علام سالم رحمہ تھے، حرم کا قبیلہ حب اسلام لایا، تو عمر و بن سلمہ حرمی اس وقت سات یا آٹھ برس کے کم سن بچہ تھے، لیکن چونکہ اسے قبیلہ میں قرآن کے سب سے بڑے حافظ وہی تھے، اس لیے وہی امام قرار پائے،

امامت کے احباب کے لیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حید اصول مقرر فرمادے تھے،

عن انی مسعود الانصاری، قال قال رسول الله	الوسود انصاری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
صلعم لکونم العوم امر اھم لکتاب الله فان کالوا	جماعت کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ کلام اللہ پڑھا
فی الصراۃ لا سواء فاعلمھما لستۃ فان کالوا	ہو، اگر اس میں سب برابر ہوں تو حسب سے سب سے زیادہ واقف
فی الستۃ سواء فافد مصھر لا فان کالوا فی	موا، اگر اس میں بھی مساوات ہو تو جس نے پہلے ہجرت کی تھی
الصھرۃ سواء فاقدمھما ساء، (مسلم)	اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جسکی عمر زیادہ ہو۔

حب کوئی ایسا قبیلہ خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ یوحیہ کہ تم میں سب سے زیادہ حافظ قرآن کون ہے اگر کوئی ایسا شخص ہوتا تو لوگ اس کا نام لیتے، اور آپ اُس کو اُس عہدہ پر خود مقرر فرماتے، جیسا کہ اہل طایف کے امام عمال س انی العاص اسی طرح مقرر ہوئے تھے، اور اگر سب مساوی اہمیت ہوتے تو ارتداد ہوتا، تم میں جو بڑا ہو وہ جماعت کی امامت کرے، مالک س حیرت حب ایسی قوم کی طرف سے مارگاہ موت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی ارشاد فرمایا

مدینہ میں، مدینہ سے ماہر اطراف میں، عرب کے مختلف صوبوں میں جہاں جہاں مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں، طاہر ہے کہ وہاں ہر جگہ الگ الگ امام مقرر ہوئے ہوں گے، جس قبائل میں عامل مقرر ہوتے تھے، وہی اُن کے امام بھی ہوتے تھے، ٹرے ٹرے مقامات میں یہ دونوں عمدے الگ الگ ہوتے تھے، عامل میں حضرت عمرؓ س العاص عامل تھے، اور انوریدہ انصاری امام، لیکن انیسویں ہجری کہ احادیث و سیر کی کتابوں میں امام سام انکی مستقل تفصیل مذکور نہیں ہے، صبی واقعات میں جہاں تک سراع لگ سکا ہے وہ حسب ذیل ہے،

امام	مقام تقرر	کیفیت
مصدقؓ بن عمرؓ	مدینہ منورہ مسجد نبوی	ہجرت موسیٰ سے پہلے انصاری کی امامت کرتے تھے، اس تمام دورِ سعیت عقہ،
سالم مولیٰ الی حدلیہ رحمہ	"	آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری سے پہلے مہاجرین کے امام تھے، (کھاری والوداؤد)
اسام مکتومؓ	"	حب آب مدینہ سے ماہر عادات میں تشریف فرما ہوتے تو اکثر صحابہ بھی ہر کاب ہوتے لیکن چونکہ یہ آنکھوں سے معدور تھے اس لیے مدینہ ہی میں رہتے تھے، اس سب سے اس موقع پر انھیں کوآنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) امام مقرر فرما جاتے (الوداؤد)
انور صلیق رحمہ	"	آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عدم تشریف آوری یہ مسجد نبوی میں امام ہوتے تھے (صحیح کھاری والوداؤد)
عسائس مالکؓ	سوسالم	ایسے قبیلہ کے امام تھے، (الوداؤد، ولسائی)
معاذ بن جبلؓ	سوسلمہ	(کھاری وغیرہ)

نام	معام تقرر	کیفیت
ایک انصاری	مسجد قنار	ایسے حلیہ کے امام تھے، (سحاری)
عمرو بن سلمہ	موجرم	(الوداد و دلسائی) =
اسید بن حصیر		(الوداد و د)
اس بن مالک (یا کوئی دوسرے)	سوحار	امام کا نام مشکوک ہے (مسجد حلدہ صفحہ ۲۳۲)
صحابی،		
مالک بن خویرت		(الوداد و د) =
عمات بن اسید	مکہ معظمہ	(دلسائی)
عمان بن ابی العاص	طالیف	(دکرد و طالیف)
الورید انصاری	عمان	(دلاوری دکر عمان)

مودن (عام طور پر اداں کے لیے کوئی خاص شخص متعین نہیں کیا جاتا تھا، تاہم حید سالوں سے قیاس ہوا ہے کہ ٹری ٹری مسجدوں میں ہر عمدہ الگ آپ نے قایم فرمایا تھا، حایمہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں اس عمدہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحبوں کو مزار فرمایا تھا،

لال بن رباح	مدینہ منورہ	مودن مسجد نبوی،
عمرو بن ام مکتوم قرنی	=	-
سعد القرط	عوالی مدینہ	مودن مسجد قنار،
الوحدورہ حمی قرنی	مکہ مکرمہ	مودن مسجد حرام (



## مبانی و مکمل شریعت

”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“

آج ہے ہمارا مذہب کامل کر دیا، اور اسی نعمت میرا نام کر دی، اور اسلام کو ہمارے لیے مذہب تسلیم کیا

(یہ تمام انتظامات اور نظم و نسق اسلام کا حقیقی نصب العین نہ تھا، بلکہ حسیا کہ تفصیل بیاں کیا جا چکا ہے، یہ اس لیے تھا کہ ملک میں اس داماں پیدا ہو، اور ایک منظم اور مابعدہ حکومت کا وجود ہو، تاکہ مسلمان لے روک ٹوک اور ملامت، ایسے مذہبی مداخلتیں انجام دے سکیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے،

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

اں کاسروں سے جہاد کرو، یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے،

وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ،

اور مذہب مانتہ خدا کے لیے ہو جائے،

ادبھوں نے فرمایا کہ ”یہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں تھا، جب اسلام کم تھا، آدمی ایسے مذہب کی سایہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا تھا، لوگ اُس کو قتل کر دیتے تھے، اب جب اسلام ترقی کر گیا تو کوئی فتنہ نہیں رہا“

ہجرت سے آٹھ برس تک کارنامہ تمام تر انھیں فتوں کی دار و گیر، محالیں کی ستورتوں اور ہنگاموں کی مدانت اور ملک میں اس داماں قائم کر لے میں گدرا، اسی لیے آٹھ برس کی وسیع مدت میں مداخلت اسلام میں سے جو حیرت انگیز واقعہ ہر موقع پر نمایاں نظر آتی ہے وہ صرف جہاد ہی، یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں ایک ایک غزوہ کی تفصیل سیکڑوں صفحے میں ہے، لیکن مار، زور، رکوع کے متعلق دو دو چار چار سطروں سے رمادہ واقعات ہیں، یہی اس طرح کہ جب کوئی سہ حتم ہوتا ہے تو اس قدر لکھ دیتے ہیں کہ اسی سال درص مار کی کتنی دو سے چار ہو گئیں

اسکی وجہ یہ ہیں کہ جہاد جو استہارہ سیر دیگر مداخلتیں کی اہمیت اور عظمت میں نظر نہیں رکھتے تھے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عروا کی مصروفیت (اور ملک کی دما سی) کی وجہ سے اکثر مداخلتیں دیر میں درص ہوئے، اور جو پہلے درص

ہو چکے تھے، اُن کی تکمیل بھی تدریج ہی رہا۔ وہ اس وقت بھی رہی جس کے لیل دہار زیادہ تر مخالفین کے تیر ماراں کے روکے میں سر ہو گئے

دس احکام کا تعلق مالوں ملکی سے تھا، وہ اس دسے مارل نہ ہو سکے کہ اب تک اسلام کوئی حکمراں طاقت نہ تھا، حالص مذہبی ورائص اور احکام بھی رومہ رومہ اُسی رہا۔ وہ اس دسے مارل ہوتے رہے، اور تدریج جیسے جیسے اُن کے مناسب حالات پیدا ہوتے جاتے تھے، وہ تکمیل کو پہنچ رہے تھے، سب سے ٹراکتہ احکام کے تدریجی ردول میں یہ تھا کہ اُن سے مستقوص محض عربوں کو اسکا تادیا نہیں تھا، ملکہ علماً اُنکی ردگی کو اُن پر کارسدا دیا تھا، اس لیے ہایت آہستہ آہستہ، تدریج، ترتیب کے ساتھ، اُن کو آگے بڑھا گیا، اسی بکتہ کو حضرت عالیہ نے ہایت حونی سے سیاں ولما یا ہو کہ پہلے عذاب و تواب کی آیتیں مارل ہوئیں، جب دلول میں استعداد اور رفت پیدا ہو گئی، تو احکام مارل ہوئے، ورنہ اگر پہلے ہی دل یہ حکم پہنچا کہ شراب نہ لیں، تو کون مانتا؟

العرص اُن مختلف اساب کی سائر اسلام کے اکثر ورائص اور احکام اُس وقت تکمیل کو پہنچے جب تمام ملک میں اس دامال قائم ہو گیا، مکہ معظمہ کے قیام تک رورہ سرے سے فرض نہیں ہوا، مدیرہ مورہ میں رورہ فرض ہوئے، لیکن رکوہ کی وصیت سات آٹھ سال کے بعد ہوئی، اُنکی دسہ بھی تھی، رات دن کی مکرکہ آرائیوں سے مالی حالت اس حد تک پہنچے کہاں یا بی تھی کہ رکوہ کی وصیت کا موقع آئے، فتح مکہ سے پہلے مسلمان اس سر میں مقدس مین قدم نہیں رکھ سکتے تھے، اس لیے اس وقت تک حج بھی فرض نہ ہوا، مار رورہ کا فرض ہو، اور یہ فرض اسلام کے وجود کے ساتھ آیا، لیکن اُنکی تکمیل تدریج ہجرت کے چھ سات برس کے بعد ہوئی، مشہ ہجری تک مار میں مات حیت کرما جائز تھا، اور کوئی ماہر کا آدمی سلام کرتا، تو مار می عین مار میں حواب دیتے تھے، جیسا کہ اوداؤد وغیرہ میں تحدود روایتیں مذکور ہیں۔

عرص حج مکہ کے بعد کھر کا روٹ ٹوٹ گیا، اور تمام ملک میں اس دامال قائم ہو گیا، تو وہی احکام کی تفصیل،

اور نظامِ شریعت کی تکمیل کا موقع آیا، احکامِ بہت سے ایسے تھے جو سرے سے ابھی ترویج ہی نہیں ہوئے تھے، مثلاً رکوعۃ حج، حرمتِ ربا، وعمرہ، بہت سے ایسے تھے کہ ابتدائی ارکانِ قایم ہو گئے تھے۔ لیکن تکمیل نہیں ہوئی تھی،

### عقائد اور اسلام کے اصولِ اولین

(اسلام کے واریص اولین عقائد میں یعنی، توحید، رسالت، ملائکہ، قیامت، حسرت و نستر، وعمرہ و ربا، ایمان لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا اولِ اول جو وحی مارل ہوئی، یعنی اقرا اُسنمیرا تک الودحی حلق، اس میں حد کی ٹرائی کے سوا کسی مخصوص عہدہ کی تعلیم نہ تھی، لیکن دوسری مار جو وحی مارل ہوئی وہ یہ تھی،

ثُمَّ اَمَّا الْمَدَنِيُّ فَاَنْذِرْهُ وَرَأَيْتَ كَيْفَ تَكُونُ  
اے حاد راوڑھے والے اٹھ، لوگوں کو ڈرا، ایسے پروردگار

وَبَيِّنْ لَهُمْ نَتَقَطِرُوا الشَّجَرَ فَاهْتَفُوا (مدن ۱۰)  
کی ٹرائی کر، اور منوں کو چھوڑ دے،

اس کے بعد مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں جس قدر آیتیں مارل ہوئیں وہ متیر عقائد کے متعلق تھیں، شریک، اور سب سے کی رائی، حد کی عظمت و حلال کا اظہار، قیامت کے ہولناک سماں اور حسرت و دورح کا پراثر نمایاں، رسالت کے خواص اور اُس کی ضرورت کے دلائل، مکہ میں تیرہ برس تک زیادہ تیرہ ہی مطالب ادا ہوتے رہے

عرصِ عقائد کے تمام احرا اگر یہ آعار اسلام ہی میں لوگوں کو سائے چائے تھے، لیکن ان کی آبیوں کے استقصا سے ظاہر ہوا ہے کہ ہر ایک کا یاں اب تک الگ الگ ہوا تھا، عقائد کا سلسلہ یاں سورہ لقرہ، اور سورہ لسا، میں ہی، اور یہ دونوں سورتیں میر میں مارل ہوئیں، انکی سورتوں میں زمانہ ترور، توحید، قیامت، کے اعتقاد،

۱۔ اسلام کے بعض احکام کے رد اور ردیجی مکمل کی یاں حلا دل کے واقعات معرفت کے تحت میں بھی صمنا گد رکھی ہے، باطن ایک دو حلا احکام کی یاں اور میں میں ہاں سے احکام مائیں گے، اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حلا دل میں عام موصن اور ارباب میر کی تفکد کی گئی ہے اور ہاں احادیث اور کس ہاں ردول سے اسعرا کر کے حوامر میں لظرا ہے انکی بعصیل کی گئی ہے اور اصل یہ کہ احکام کے سین لڑیا میں کس حدت میں بالقرن مذکور میں ہیں، محمد میں اور ارباب روایت کے قاساب اور اسسماط ہیں، اور اسی سارہام میں احتلافات میں، ہم نے کوشش کی ہے کہ صحیح اور معر دلائل کی رہمائی سے اس راسدہ کو طے کر س والعصہ

مد اللہ، س،

۲۔ اصا نہ ماحم باب ”معم“ ۳۔ صحیح بخاری تعمیر سورہ مدبر،

۳۔ صحیح بخاری باب مایب العراں،

اور رسولؐ کی صداقت پر صرف ہوا ہے، لیکن مدبرہ اگر اسلام کے تمام عقاید اور اصول اولیں کی مجموعی تعلیم شروع ہو جاتی ہے  
ایمان اور اسلام کے اصول اولیں کے متعلق سورہ لقرہ کی سب سے پہلی آیت یہ ہے،

اَلْدِّیْنَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَتُعِیْضُوْنَ الصَّلٰوَةَ  
مِمَّا سَرَّ مَا هُمْ یُفْقَهُوْنَ، وَالدِّیْنَ تُؤْمِنُوْنَ  
بِمَا اُرْسِلَ النَّبٰی وَمَا اُرْسِلَ مِنْ قَبْلِهِ وَبِالْآخِرَةِ  
هُمْ یُوقِنُوْنَ،

خوس دیکھے ایمان لاتے ہیں ہمار کھڑی کرتے ہیں ہمنے حور دی  
دی ہے اس سے حرج کرتے ہیں اور حواں ماقول یرایاں رکھتے  
ہیں حور (اسے محمدؐ) بھیر اتاری گئیں اور حوتھے پہلے مارل  
ہوئیں، اور ان کو آخرت پر بھی یقین ہے۔

وسط سورہ میں یہ اصول دو بارہا ابھوتے ہیں،  
لَکِنَّ الدِّیْنَ اَمِّنٌ بِاللّٰهِ وَالنَّوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِکَہِ  
وَالْکَلْبِ وَالنَّسِیْنِ،

لیکن سکی یہ ہے کہ کوئی حدایر اور دیامت یر، مرستوں رکتاب  
یر، سمروں یرایاں لائے۔

اس کے بعد ہمار، رکوة، اور بعض احکام گناے گئے ہیں، یہ آیتیں تحویل قلم کی آیت کے ساتھ سورہ  
میں مارل ہوئیں،

اسی کی تفصیل سورہ کے آخر میں کی گئی ہے، یہ آیتیں سحر کے حید سال بعد عالم مارل ہوئی ہیں، جیسا کہ حضرت  
عالیہ اور اس عباسؑ کی روایتوں سے ثابت ہے،

اَمَّا الرَّسُوْلُ فَمَا اُرْسِلَ عَلَیْکُمْ مِنْ سَرَاتٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ  
کُلٌّ اَمِّنٌ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهِمْ وَکُتُبِهِمْ وَرَسُوْلِهِمْ،

سمرو اس برا مان لایا حواس یراتر، اور عام مسلمان حدار حدائے  
دستویر انکی کتابوں یر، اور اس کے سمروں یرس ایمان لائے

سورہ سار کی آیت یہ ہے جس میں تفصیل بتایا گیا ہے کہ جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں، ان کے کیا عفتا یہ  
ہوئے یا نہیں،

مَا اٰتٰی الدِّیْنَ اَمْسُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْکَلْبِ

لے وہ لوگو حواں لائیکے ہو، انماں لاؤ حدار اس کے رسول یر

اَللّٰہی رَسُوْلٌ عَلَیْكَ رَسُوْلٌ وَاٰکِلُ الْاَدْنٰی  
اور اس کتاب رحو اس نے ایسے رسول را ماری، اور اس کتاب  
اَنْزَلَ مِنْ قُلُوْبٍ وَّمِنْ لِّغَمٍّ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَہٗ وَکُتُبِہٖ  
یوحنا سے پہلے اماری اور جو حصہ خدا کا اور اُس کے دستوں کا  
وَرُسُلُہٗ وَالسَّوْمِ الْاٰحِرِ قَدْ صَلَّیْ صَلَلاً  
اور اسکی کتابوں کا، اس کے پیغمبروں کا، اور رور آخرت  
لَعْنَةً،  
کا انکار کر گیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

احادیث کتاب الاماں میں بہت سے ایسے واقعات مذکور ہیں، جن میں لوگوں نے آپ سے اسلام اور ایماں کے  
مسی درامت کیے ہیں، اور آپ نے سائل کی، یا وقت کی، ماسبت سے مختلف جوابات دیے ہیں، آپ نے فرمایا  
کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لڑوں جب تک لوگ یہ گواہی دیں، خدا ایک ہی، محمد خدا کا پیغمبر ہے، ہمارے پیغمبر ہیں،  
اور رکوع دیں،

ایک دفعہ کسی دہات سے ایک مسلمان حاضر خدمت ہوا، اور دریافت کیا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے تین  
جیریں سائیں، »اب دل میں یا حج وقت کی مارا، رخصاں کے رورے، اور رکوع، عمد اقیس کے وعدے شہہ  
میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم دشمنوں کی مراجع کے سب سے ہمیشہ ہمیں حاضر ہو سکتے اس لیے اسے احکام سادے جائیں  
جواں لوگوں کو بھی سادے جائیں، جو شرف حصول نہیں کر سکتے ہیں، آپ نے فرمایا،

سہادتہاں لا الہ الا اللہ، وانا محمد رسول اللہ اس بات کی سہادت کہ خدا ایک ہی ہے، محمد خدا کے پیغمبر ہیں  
واعام الصلوٰۃ واساء الركوع، وصام رمضان  
مسارٹھسا، رکوع دیا، رورے رکھا، اور مال عیبت میں  
وان اعطوا من المعتم الخمس،  
سے مائحوال حصہ دیا،

ایک دفعہ آپ صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے، اس اتنا میں ایک شخص نے آکر سوال کیا، ایماں کیا چیز ہے؟  
آپ نے فرمایا امان یہ ہے کہ حدایر، دستوں پر، خدا کی ملاقات را اس کے پیغمبروں پر، اور مرنے کے بعد جی اٹھے  
رہتیں ہو، اُس نے یوحنا اور اسلام کیا ہے، فرمایا اسلام یہ ہے کہ صرف خدا کو لوح، کسی کو اس کا شریک نہ ساؤ،  
مارٹھسا، رخصاں رکھو، ادا کرو، رخصاں کے رورے رکھو، اسے پھر دریافت کیا کہ احساں کس کو کہتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ

حدا کی اس طرح عبادت کرو، گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر یہ ہو سکے تو یہ سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے،

یہ اصول اسلام کا تقریباً کامل نقشہ ہے، عالمیہ سوال و جواب فتح مکہ نبی شہد سے پہلے کا واقعہ ہے، کیونکہ اس میں حج کا ذکر نہیں ہے، تاہم اس قدر اطمینان حاصل ہو چکا تھا کہ مکمل عبادت کے لیے حصوع و جثوع کی قید بھی اصنام کیجاسکی

اصول اسلام کا آخری اعلان یہ ہے،

یہی اسلام علیٰ حمی سہادۃ اں لا الہ الا اللہ  
 و اں محمد رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و اداء  
 الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان،  
 اسلام کی سایح ماتوں رہے، اس مات کی گواہی  
 کہ خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں، محمد اسکا سیمبر ہے، مارٹر صا  
 رکوٰۃ و صا، حج کرنا رمضان کے روزے رکھا۔

رمتہ رمتہ ایماں اور اسلام کے اصول کلیہ کی حتمی شکل ہو چکی ہو اس کے حرئیات اور دیگر لوازم کی بھی تعلیم دی گئی  
آپ نے فرمایا کہ اماں کی کچھ ادیر ساٹھ ساحیں ہیں جس میں ایک سلاح حیا ہے، ایک دمعہ فرمایا کہ ہر سیر اسلام یہ ہے  
کہ مسلمان اسکی رماں اور ہاتھ سے محفوظ رہے، ایک اور صاحب کے جواب میں فرمایا کہ ہر سیر اسلام یہ ہے کہ محتاحوں  
کو کھانا کھلاؤ، اور کسی سے حال ہیچیاں ہو یا نہ ہو، مگر اسکو سلام کرو، یہ بھی فرمایا کہ اس وقت تک ہم مومن ہیں جب تک ایسے  
بھائی کے لیے وہی سیدہ کر دو تم ایسے لیے لٹہ کرتے ہو۔

عرص اسلام کے تمام اصول و مروج کی تعلیم اسی طرح مندرج تکمیل کو پہنچتی گئی، اور آخر وہ یکجہ سلسلہ جمعہ کے روز  
وہ ساعت آئی جب حدائے فرمایا،

النَّوْمُ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَالْمَمْتُ  
عَلَيْكُمْ يَعْصِي،)

آج ہے ہمارا مذہب مکمل کر دیا، اور تم پر اسی نعمت  
لوری کر دی۔

## عبادات

(۱) دیر یہ حدیث گدی چکی ہے کہ اسلام کی میا دیا بیج حیروں یر قایم کی گئی ہے، ال میں سے توحید و رسالت کے علاوہ ہر

۱۴۔ امام حدیث صحیح بخاری کتاب الاماں میں ہیں۔ ۱۵ صحیح بخاری تفسیر آسب مذکور

جایز میں بھی مار، روہ، حج، رکوۃ، عبادات میں داخل ہیں، ان میں سب سے اول تے مار ہو، مار کی صحت کے لیے متعدد شرائط ہیں سب سے اول اور ضروری شرط طہارت ہو،

طہارت (طہارت کے معنی یہ ہیں کہ جسم اور لباس، طاہری اور خصوصی ہر کم کی کھاسکتوں سے پاک ہو، طہارت کو اسلام میں حواہیت حاصل ہو، اُسکا مدارہ اس سے کرو کہ دوسری ہی دفعہ کی وحی سے حسب احکام اور فرایض کا آعار ہو تو توحید کے بعد دوسرا حکم طہارت ہی کا دیا گیا

ثُمَّ أَتَاهَا الْمَلَكُ فَرَفَعَهُ قَاعًا، وَمَا كُنْتَ تَطْمِئِنُّ

اے حاد اور تھے والے اٹھ، اور ڈرا، اور ایسے

وَالرَّجُلَ الْفَاهِشَ، (مدلس) کرے تاک کر، اور ماک کی کو چھوڑ دے،

اگر مفسرین نے عونا کیڑے کی طہارت سے، دل کی طہارت اور دمایا کی سے "ت یستی" مراد لی ہو، تاہم اس سے طاہری طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت کا مدارہ بھی ہو سکتا ہے، مار سے پہلے وضو کا طریقہ آعار وحی ہی میں کاتوت استداع اسلام سے ثابت ہوتا ہو، یایح و سیر اور بعض روایات حدیث میں ہو کہ وضو کا طریقہ آعار وحی ہی میں حضرت حریل نے آپ کو سکھایا تھا، حاکم نے مستدرک میں حضرت اس عباس سے ایک روایت کی ہو جس سے طاہر ہوتا ہے کہ آپ ہجرت سے پہلے بھی وضو فرماتے تھے لیکن مستراں میں وضو کا حکم مافق حدیثیں مدیہ میں مارل ہو،

ثُمَّ أَتَاهَا الْاَنبِيَاءُ اَدْفَعُمُ اِلَى الصَّلَاةِ، فَاَعْلَوْا

سما نواح مار کے لیے کھڑے ہو، تو سجد اور کسوں تک

وَحُوحَهُلَهُوَاَدْنِكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا

لہاتھ دھو، سر مسح کرو، او گھٹنوں تک یا نول دھو

ڈالو،

مِرْوَحُكُمْ وَارْحَلْكُمْ اِلَى الْكَعْبَةِ،

یہ آیت سورہ مائدہ میں ہے اور اس سورہ کی اگر آئیں ہجرت کے چار یایح سال بعد کی ہیں، اس آیت کے متعلق سحاری میں تصریح ہے کہ وہ آیت تیمم کے ساتھ اری ہے، آیت تیمم شہ ہجری میں مارل ہوئی اسی سائر اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ وضو عریل تو پہلے سے تھا، لیکن قرآن میں اس کی فرضیت ہجرت کے چار یایح سال کے بعد مارل ہوئی، ایسا

لے اس ہمام نسخہ الناری، بحوالہ معاری اس بیہودام احمد داس ماہ، صفحہ ۲۵۷ مع الناری جلد ۵ ص ۲۵۷ و طرائفی الاوسط،







یہ آیت اتری،

وَإِذَا سَأَلَ أَوْ أَخَذَ أَثَرًا فَلَمْ يَفُصِّلْهُ  
الْحَقُّ وَتَرَكُوهُ فَإِنَّمَا، قُلْ مَسْأَلَةُ  
عِنْدَ اللَّهِ حَزَنٌ مِّنَ اللَّيْلِ وَمِنْ  
النَّجَاسَةِ ه

اور جب لوگ تجارت، ماکھیل تماشہ دیکھ مانتے ہیں،  
تو ٹوٹ کر اُس پر گرتے ہیں اور جھک کر اچھوڑ دیتے ہیں  
کدے کہ جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ تجارت اور ماکھیل  
بماتہ سے بہرہ ہے،

اور یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت و تعلیم سے یہ حالت ہوئی کہ ایک انصاری ہمارے حالات میں تین دفعہ تیر  
کارجم کھاتے ہیں، لیکن ہمارے توڑنے کے جو سورہ اھول لے شروع کیا تھا، اسکی لذت معمولی اس درد و رنج سے زیادہ  
تھی، اس سے ٹھکریہ کہ حضرت عمر فاروق ہمارے رجم کھا کر گرے اور ٹڑپتے ہیں، یہ قیامت حیرت منگ کے سامنے  
ہے، لیکن ایک شخص مڑ کر ہمیں دیکھتا، کیونکہ حیات الہی اور محبت کا عالم خود دلوں پر طاری ہے وہ اور کسی طرف،  
متوجہ نہیں ہو لے دیتا،

مارجمہ اور عیدس | مکہ میں چار شخصوں کا لکھا ہو کر مارا دیا گیا تھا، اس لیے جمعہ کی مار و مص سے تھی (کیونکہ جمعہ کی پہلی  
شرط جماعت ہر ایک مدینہ سورہ میں انصاری کی ایک بڑی جماعت اسلام لائے تھی اور کوئی شخص اداسے مار میں حلال امدار  
ہیں ہو سکتا تھا، اس لیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری سے قبل جو مسلمان مدینہ آچکے تھے، اس قدر بارہ  
کی تحریک سے سی سادہ کے محلہ میں اھول لے جمعہ کی سب سے پہلی مارا دیا گیا، مصعب بن عمیر انام تھے، اور کل حالیس  
مسلمان مار گئے تھے، اس کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے قنایں قیام فرمایا یہاں  
سے روانگی کے لیے آپ نے قصداً جمعہ کا دن متعین فرمایا، ہی سالم کے محلہ میں پہچے تو مار کا وقت آگیا، جیسا کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے مار جمعہ ہیں ادا فرمائی، یہ واقعہ سورج الاول سلسلہ کا واقعہ ہے، مدینہ سے ماہ عرب کے  
۱۷ صبح بخاری کتاب البیوع و تفسیر آیت مذکورہ ۱۷ الوداد و اس ماحدہ و دار قطنی کتاب الجمعہ سر عبد الرزاق و احمد  
و حریمہ حسب حوالہ مستخرج الناری، ۱۷ اس اسحاق  
۱۷ الوداد و اس ماحدہ و عمرہ، کتاب الجمعہ، شہ طبری صفحہ ۱۳۵۶۔

دوسرے حصوں میں مسلمانوں کی کماقتدا سب سے زیادہ حوائی میں تھی، جو بحر میں واقع تھا، حضرت اس عباس کی روایت ہو کہ محمد موسیٰ کے دسب سے پہلے مار جمعہ ہیں قایم ہوئی

لیکن بطاہر مار جمعہ کا اہتمام مسلمانوں میں پہلے اسامہ تھا، خدا کہ ہوا چاہیے، اسی اور گد ریکا ہو کہ ایک دفعہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مسجد میں جمعہ کی مار ٹرھا رہے تھے، اور ایک روایت میں ہو کہ جمعہ کا حطہ دے رہے تھے کہ اتفاقاً تمام سے علم کے بیویاری آگے، سب لوگ اٹھکرا دھر چلے گئے، اجتماع میں صرف ماثر آدمی، اور دوسری روایت کی رو سے چالیس آدمی رہ گئے، اس پر آیتیں مارل ہوئیں،

مَا آيَهَا اللَّهُ مِّنَ السَّعَةِ إِذْ أُوذِيَ لِلصَّلَاةِ	ایماں والو احب مار جمعہ کے لیے کمارا حطے و ما والہی کی
مِنْ يَوْمِ الْاِحْمَةِ فَاَسْعُوا لِيْ دِكْرِ اللَّهِ	طرف دوڑو، اور حرم و فروخت چھوڑ دو، مہمارے لیے
وَدَسُوا السَّعَةَ دَلِكُمْ حَرْفُكُمْ مِّنْ كُسُوْكُمْ لَعَلَّكُمْ	سہرے اگر کم کو علم ہو، حب مارے دعوت ہوٹے اور میں
مَّا دَا قُصِبِ الصَّلَاةُ فَالْيَسْرِ وَالْيَ الْأَرْضِ	میں حلو بھر و اور حد کی روری ملاں کرو، اور حد کو اگر
وَأَسْعُوا مِنْ قَصْلِ اللَّهِ وَادْكُورِ اللَّهِ	یا دکر کرو، ناکہ فلاح ماؤ، حب لوگ تجارت اور کھیل
كَيْتَرَ اَلْعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَادَا أَوْفَحَا سَرَا	ماسہ دیکھ مانتے میں، تو ٹوٹ کر اس رگرتے ہیں، اور
أَوْفَحُوا بِنَافِثَاتِ اللَّهِ وَتَرَكُوا ثَوْبًا مِّنْ	تھکواے سمرم، کھڑا چھوڑ دیتے ہیں، کدے کہ جو کچھ
مَاعِنَدَ اللَّهِ حَدَّثَ مِّنَ اللَّهِ وَبِئْسَ الْحَا سَرَا	حد کے ماس ہے وہ تجارت اور کھیل مانتے سے سہرے
وَاللَّهُ يُخَيِّرُ الرَّاغِبِينَ هـ (جمعہ)	اور حد اسر و روری دیے والا ہے

اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ مار کے ساسے تمام دیا کی دولت کا حرام بھی اُن کے آگے بیچ ہو گیا، حد کے ایک مہ در مانی،

رَحَالٌ لَا يُلَهِيهُمْ تَحَارُّهُ وَلَا مَنِيْعُهُ

وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت حد کی

ذکر اللہ،

مادے عامل ہیں کرتی،

یہ کی مار بھی مدیہ ہی میں اگر قائم ہوئی، لیکن جس سال آبِ تشریف لائے اس سال عید کی مار نہیں ہوئی،  
ملکہ شہ میں مسوئل ہوئی جسکی وجہ یہ ہے کہ عید کی مار، رورہ مصال کے تابع ہے، اور مصال کے رورہ  
دوسرے سال مرض ہوئے)

سار | مار آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لعنت کے ساتھ مرض ہوئی، (جیاجیہ دوسری ہی وحی میں حکم ہوا،

وَدَلَّكَ فَكَتَرْتُ (مدنہ) اسے رورہ دکار کی ٹرائی (تخمیر) یاں کر،

اس تخمیر سے مقصود بحرِ مار کے اور کیا ہو سکتا ہے، لیکن چونکہ تیس برس تک دعوتِ اسلام محض رہی اور کھار کے ڈر سے  
علامہ مار ٹرھا ممکن نہ تھا، اس لیے صرف رات کو دیر تک مار ٹرھتے رہے کا حکم تھا، دل میں کوئی مار مرض نہیں ہوئی  
جیاجیہ سورہ مرل میں جو ابتدائی سورتوں میں سے ہے یہ حکم مصریح مذکور ہے،

يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ فَمِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا

اے مکی اوڑھ کر سولے والے رات کو بھوڑی دیر کے

بِصَفَةٍ أَوْ النُّقْصِ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ رَدِّ

علاوہ ساری رات اٹھکے مار ٹرھا کر، آدھی رات تک

عَلَيْهِ وَرَبِّهِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا إِنَّا

یا اس سے بھی کچھ کم کر یا اس سے بھی کچھ ٹرھا دے، اور

سَلَفْنَا عَلَيْكَ قَوْلًا تَقِيلاً إِنَّا نَسْفَعُ

وہاں ٹھہر ٹھہر کر ٹرھ، ہم تخمیر عنقریب ایک بھاری مات

اللَّيْلِ هِيَ أَسَدٌ وَطَعًا وَأَقْوَمُ قَلِيلًا

ڈالے والے ہیں، رات کا اٹھا لیس کو خوب دیر کرتا ہے

۱۵ طبری صفحہ ۸۱، ۱۲، لوریہ، (۱۵) مار کے سال بایچ میں محدثین مختلف الزامے ہیں، اس تحریر سے مسیح الماری  
(جلد اول صفحہ ۳۹۳) میں جو حواضہ ماحت اہل کہا اس کا لفظی ترجمہ حسبِ دلیل ہے، "ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ معراج سے پہلے رات  
کی غیر موب مار کے علاوہ کوئی اور مار مرض نہ تھی، حرانی کی رائے ہے کہ صبح و سام دو دو رکعتیں تھیں، امام شافعی نے بعض اہل  
علم سے روایت کی ہے کہ پہلے رات کی (دیر تک) مار مرض تھی، انداریں فافروا مائیسرہم القرآن کی آیت سے یہ حکم مسوح ہو گا، اور  
صرف تھوڑی رات تک مار مرض رہ گئی، اس کے بعد ماریجکا نے اس حکم کو بھی مسوح کر دیا، ہم نے مار کی حواجج یاں کی ہے  
وہ انہیں حد سطرود کی تفصیل ہے جسکی تطبیق قرآن مجید کی حیدایتوں سے کر دی گئی ہے، اس تفصیل سے یہ گرہ بھی کھل جاتی ہے  
کہ قرآن مجید میں ادواتِ مار کے مختلف سامان کون ہیں (۹) اس

اِنَّ لَكَ فِي النَّجَارِ سِتًّا طَوِيْلًا  
اور یہ دمت دُما کے لیے مناسب بھی زیادہ ہی، دل کو  
وَادْكِرْ اَسْمَ رَبِّكَ وَتَنَسَّلْ  
تھکھو، مادہ متعل رہا ہی، اسے سرور دگار کا نام لے س  
اَلَيْهِ تَتِيْلًا  
سے ٹوٹ کر اسی کا ہورہ،

اس کے بعد صبح و شام کی دو دُود، رکعتیں اور مرض ہوئیں  
وَادْكِرْ اَسْمَ رَبِّكَ تَكْرِيْلًا وَاصِيْلًا وَمِنَ اللَّيْلِ  
صبح و شام حد کا نام لیا کر، اور رات کے وقت در تک  
فَاتَحْدُكُ وَسَيِّحُهُ كَيْلًا طَوِيْلًا (دھر)  
اسکو سجدہ کیا کر اور اس کی تسبیح ساں کر

رات کو دیر تک مار پڑھے کا حکم تھا، ایک سال تک قائم رہا، حاجی حضرت عایتہ یاں کرتی ہیں کہ ایک اور اگر صحابہ  
کا ایک سال تک اسی حکم پر عمل رہا، مار پڑھتے پڑھتے ان کے یاوں سوجھ جاتے تھے، ایک سال کے بعد مریت  
مُسوح ہو گئی، اور حکم ہوا،

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُومُ اَدْنٰى  
سر سرور دگار جانتا ہی کہ دو تہائی رات سے کم، اور  
مِنْ ثَلَاثَةِ اللَّيْلِ وَلِصُفْعَةٍ وَثَلَاثَةِ وَطَائِفَةٍ  
آدھی رات، اور تہائی رات تک مار پڑھا کرتا ہے  
مِنَ الْبَدِيْنِ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُفَتِّحُ رُالْلَّيْلِ  
اور کچھ لوگ اور میرے ساتھ تھا ہی رات اور دن کا اندازہ  
وَالنَّجَارِ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُخْصُوْهُ مَا ك  
کر رہا ہی اسے حال لیا کہ تم اس کو گس نہیں سکتے، تم پر اسے  
عَلَيْكُمْ فَاَقْرَءُوا مَا يَنْسُرُ مِنَ الْقُرْآنِ  
مہربانی کی، اب صبا ہو سکے آسا ہی وراں مار میں پڑھو،  
عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَنْ صَيَّ وَآخَرُوْ  
اسے حال لیا کہ تم میں سے مار بھی ہو گئے سامر بھی ہو گئے، جو  
يَصْرُؤْنَ فِي الْاَرْضِ يَنْتَعُوْنَ مِنْ  
حداکر سرور سی ڈھونڈ لے کو سفر کریں گے اور لوگ حد  
فَصَلِّ اللّٰهَ وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ  
کی راہ میں سفر جہاد کریں گے، پس اب جتنا ہو سکے  
فَاَقْرَءُوا مَا يَنْسُرُ مِنْهُ،  
آسا ہی پڑھو،

رات کی اس فصل مار کا نام متحد ہے مار فعل کے متحد ہو جانے کے بعد، خبر، معرف، اور غنائیں

لے الوداد  
باب فی صلوة  
اللیل و صبح  
جلد دوم

وقت کی ماریں مرص ہوں،

أَفِمْ الصَّلَاةَ طَرَفِي الْمَصَارِ وَمُرَ كَفَ الْمَئِ  
 اللّٰلِ (هود)  
 دلوں کے دونوں (اسدائی اور اسہائی) کناروں میں (مسیٰ فر  
 دمعرب) اور تھوڑی رات گدھے کے بعد مار پڑھا کر د،

معراج میں عسوت کے یا یحییٰ سال ہوئی یا یح وقت کی ماریں مرص ہوں (۱ اور سورہ اسراء میں عومراج کے یاں  
 رتیل ہو یہ آیت اتری،

أَفِمْ الصَّلَاةَ لَدُنْكَ السَّمْسِ إِلَى عَسَقِ اللَّيْلِ وَمَرَّ  
 النَّحْرِ، إِنَّ بَرَّانَ الْغَمْرِ كَانَ مَشْهُودًا، وَمِنْ اللَّيْلِ  
 فَتَحَدَّ بِهٖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
 ہمارے اوقات روال آفتاب سے لیکر ظلمت سب تک  
 ہیں، (طہر عصر، معرب، عشا) اور صبح کی ماریں س جمع  
 ہوئے میں اور رات کو متحد پڑھ یہ میرے لیے مرید ہے،

لیکن کعتیں وہی رہیں، مدیہ سورہ میں اگر حب سستہ کسی قدر اطمینان ہوا تو اس مرص لے دست حاصل کی اور دو کے سحائے  
 حار کعتیں مرص ہو گئیں،

ماریں ہمہ مار میں حصوع وحتوع اور تمکین ووقار کے لیے حوار کاں ضروری ہیں ان کے لیے حس اطمینان کی  
 ضرورت تھی وہ مدت تک نصیب ہمیں ہوا، اس لیے ورا وہ ارکاں اور آداب لازمی ہمیں قرار پائے، ملکہ رفتہ  
 رفتہ ان کی تجیل کی گئی، پہلے لوگ مار میں آٹھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے۔ مالا حشر آں حسرت،  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا،

مَا مَالٌ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ الصَّارِ إِلَى السَّمَاءِ  
 فَيَصْلَوْنَ أَهْمَهُ  
 کیسے لوگ ہیں کہ مار میں آسمان کی طرف لٹا اٹھا کر  
 دیکھا کرتے ہیں،

ایک مدت تک یہ حالت تھی کہ مار پڑھنے میں کوئی کام یاد آجاتا تو کسی سے کہہ دیتے، یا کوئی سلام کرتا تو مار ہی میں  
 خواب دیتے، یا س کے آدمی مار میں ماہم ماتیں کیا کرتے، جب مہاجرین حشر سہم میں واپس آکر حدیث اقدس



میں حاضر ہوئے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے میں مشغول تھے، معمول کے موافق لوگوں نے سلام کیا، انکس جواب ہمیں ملا، ہمارے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ”خدا نے اب حکم دیا ہے کہ ہمارے میں باتیں نہ کرو“ اُس وقت سے مات حیت کرنا یا سلام کا جواب دینا بالکل مع ہو گیا،

معاویہؓ حکم کا یاں ہو کہ ایک دفعہ میں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہمارا داکا، انک صاحب کو جھپٹک آئی، میں نے درحمت اللہ کہا، لوگوں نے تیرنگا ہوں سے میری طرف دیکھا، میں نے کہا ”آپ لوگ کیا دیکھتے ہیں؟“ لوگوں نے رالویر ہات مارے، اُس وقت میں سمجھا کہ مات کرے سے روکنا چاہتے ہیں، میں جیب ہو گیا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے سے فارع ہو کر (حلق احمدی سے) مچھکوہ سرادی، نہ ڈاٹھا، نہ ٹراکھا، صرف یہ فرمایا کہ ہمارا تسبیح و تکبیر اور قرأت کا امام ہی، اس میں مات حیت حائر ہیں۔“

تہذیب کا حوطر بقا ہے، پہلے نہ تھا، بلکہ محلف اتخاص کے امام نے کر کہتے تھے، السلام علی ملاں و فلاں، بالآخر التحیات کے حاص الفاظ سکھائے گئے جواب ہمارے میں معمول ہوا ہیں،

صلوہ حب | ہمارے کسی حالت میں قصا نہیں کی جاسکتی، خوف کی حالت میں تلاً حگ میں یہ حکم ہے کہ امام فوج کے دو انگڑے کر دیے جائیں پہلے ایک جماعت امام ہبیاروں سے مسلح ہو کر امام کے پیچھے کھڑی ہو اور قصر ہمارا ادا کرے پھر نہ ترتیب یہ آگے ٹرے اور دوسری جماعت خود تم کے معاملہ میں تھی وہ پیچھے ہٹے، اور وہ بھی قصر ہمارا ادا کرے، امام ایسی حکم یر قیام کرے، رادلوں میں اختلاف ہے کہ ہر جماعت دو دو رکعت امام کے ساتھ ادا کرے یا ایک ایک رکعت امام کے ساتھ اور دوسری رکعت علیحدہ علیحدہ ٹرے، یا صرف ایک ہی رکعت اس حالت میں فرض ہے، الوداؤد لے صلوۃ الخوف کی تمام صورتیں روایت صحابہ الگ الگ لکھ دی ہیں، ہمارے ردیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ جنگ کی حالت یر موقوف ہے، امام حومت حوماسب سمجھے کرے، اگر لڑائی پورے رور اور شدت رہو تو ہر سیاہی ایسی ایسی حکم یر اتارات سے ماخذا ادا کرے گا، سورۃ ہما میں صلوۃ الخوف کی صورت

تفصیل مذکور ہے،

صلوۃ الخوف کا حکم عرۃ الرقاع سے میں مارل ہوا، اسی عرۃ کا نام بعض راویوں نے عرۃ محدثا یا ہے  
الوداد میں الوعاس ررقی کی ایک روایت جس سے معلوم ہوا ہے کہ صلوۃ الخوف کی آیت صلح حدیبیہ کے موقع  
پر مقام عسّاں میں مارل ہوئی، یعنی سترہ میں، لیکن زیادہ تر رواۃ حدیث اور اہل سیر عرۃ الرقاع ہی کو اس  
حکم کا رمانہ سمجھتے ہیں۔

رورہ | اسلام سے پہلے قریش عاتورا کے دن رورہ رکھتے تھے، (اس دن حاتمہ کعبہ پر علاب چڑھایا تھا تاہی آنحضرت  
(صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اس دن رورہ رکھا کرتے تھے، اور عجیب ہیں کہ آپ کی سمیت میں دوسرے صحابہ بھی رورہ  
رکھتے ہوں، سترہ سوئی میں یعنی ہجرت سے آٹھ برس پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کے ساتھ اسلام پر  
حو تقریر کی تھی اس میں رورہ کا ذکر بھی موجود ہے، وہ عالم اسی دن کا رورہ ہوگا، اس کے بعد احت آنحضرت (صلی  
اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی بھی اس دن رورہ رکھتے ہیں، آپ نے لوگوں سے دھرم پوچھی لوگوں  
نے بیاں کیا کہ حضرت موسیٰ نے اسی رورہ دعون کے بات سے نکاحات یائی تھی، آپ نے فرمایا: دوہم کو موسیٰ  
کی تقلید کا زیادہ حق ہے جیسا کہ آپ نے (یہاں بھی) عاتورا کا رورہ رکھا، (اور صحابہ کو بھی رکھنے کا حکم دیا) پھر  
سترہ میں رماں کے رورے فرض ہوئے، تو عاتورا کا رورہ سترہ ہو گیا، یعنی جس کا حی جاہتا تھا، رکھتا تھا،  
اور جو نہیں جاہتا تھا نہیں رکھتا تھا (لیکن آپ نے یہ نہیں اس دن کا رورہ برابر رکھا، سترہ میں لوگوں نے فرض  
کی یا رسول اللہ! یہودی تو اس دن کی ٹری عترت کرتے ہیں، فرمایا کہ آئندہ سال کے کھانے کو رورہ رکھوں گا، لیکن  
افسوس کہ آپ نے اسی سال وفات پائی،

یہودی اس طرح رورہ رکھتے تھے کہ مارعتا کے بعد پھر نہیں کھاتے تھے، اور اس کو حرام سمجھتے تھے، عورت کے ساتھ

۱۔ دیکھو کتب احادیث صلوۃ الخوف او طبری جلد ۲ صفحہ ۴۴، اس بعد جلد ۲ صفحہ ۴۴، (۱) مسند اس جلد ۲ صفحہ ۴۴ (۲) فتح کبیر طبرانی  
۳۔ الوداد و کتاب الصوم، (۴) یہ تمام واقعات صحیح بخاری، صحیح مسلم اور الوداد و کتاب الصوم میں تفصیل مذکور ہیں

لاسر و سرتا نے الاسلام (الود اود احمد) اسلام میں عوگی س نہیں ہے،

اسی ساریہ آیت شامل ہوئی،

اُحِلَّ لَكُمْ بَيْتُكَ الصَّامِ الرَّفِثُ اِلَى سَائِكُمْ وَ  
كُلُوا وَاسْرَوْا حَتَّى تَسْنَى لَكُمْ الْحِطُّ الْاَنْصُ مِنْ  
الْحِطِّ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَحْخَا، (امراء)

دورے کی رانوں میں بھارے لے عورتوں سے لطف اٹھانا  
حلال کرو گاگنا ہو جب تک صبح کی سید لکھ دراب کی اساہ بکیر  
سے الگ ہو جائے کم کھاتے پتے رہو،

اہل عرب رورہ کے ہمت کم ہو گئے تھے، اول اول رورہ ان رشتاق ہوا، اس لیے ہمت تدریج کے ساتھ رورہ کی تکمیل کی گئی، اول اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو سال میں تین رورے رکھے کا حکم دیا۔ پھر رورے کی فرصت مارل ہوئی تو یہ اختیار رہا کہ جو شخص چاہے رورہ رکھے اور جو چاہے رورہ کے بدلے ایک عرب کو کھانا کھلا دے روتہ روتہ جب لوگ رورے کے جوگر ہو چلے تو یہ آیت اُتری،

فَقَسَّ سَهْلًا مِثْلَهُ السَّهْرَ فُلَيْصَهُ،  
خوڑھاں کا ہبیدہ ماں، وہ صرور رورہ رکھے،

اس باتیں رورہ فرص ہو گیا، اور عدیہ کی احارت حاتی رہی، اللہ تہخص سیا رہو یا سمر میں ہو، اس کے لیے یہ حکم ہوا کہ اس وقت رورہ توڑ دے اور اس کے مدے کسی اور وقت تصا کر دے جو کہ اور تمام قوموں میں خصوصاً عیسائیوں میں رہا سیت ٹری بصلیت کی مات سمجھی حاتی تھی، اس لیے جو لوگ زیادہ حد ایرست تھے، روزہ میں زیادہ سختی برداشت کرتے تھے، لیکن اصحرت صلعم وقتاً فوقتاً اس سے روکتے رہتے تھے، ایک دفعہ اصحرت صلعم سمر میں تھے، ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے گرد بھیر لگی ہوئی تھی، اور اس پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے اسب یو جھا معلوم

۱۰۹۸ کتاب الصوم، باب مدروص الصام و اسباب الفروج للسوطي ص ۲۷ ۲۸ صحیح بخاری میں ہے رسول سرمضان منی علیہما  
۱۰۹۹ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب کف الاذان

ہوا کہ سخت گرمی میں اس شخص نے روزہ رکھا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھا کچھ ثواب کی بات ہیں۔  
نص لوگوں نے صوم وصال رکھا جایا، یعنی رات دن روزہ رکھیں، یح میں افطار کریں، آپ نے  
اس سے منع فرمایا۔

روزہ کا مقصد عام طور پر صرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایسے آپ کو تکلیف میں ڈالنا تو اب کی بات ہے، اس لیے  
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر طرح کی آسایوں کا حکم دیا، سفر اور ساری میں روزہ رکھا فرض نہ تھا۔  
راتوں کو صبح صادق تک کھالے بیٹے اور تمام اتنا کی احارت تھی، سحر کھالے کی نصیلت یاں کی اور یہ  
بھی فرمایا کہ صبح کے قریب کھائی جائے، تاکہ دن بھر قوت ماتی رہے

روزہ کا مقصد صرف معاصی سے کف لیس تھا، اور روزہ اس کام میں تھا، اس لیے آنحضرت صلعم نے  
فرمایا کہ جو شخص روزہ میں جھوٹ فریب ہیں جھوڑتا، خدا کو اس کی فاقہ کسی کی کوئی حاجت ہیں۔  
رکوع | حیرات اور رکوع کی ترغیب اور تحریریں اسلام میں اتنا ہی سے معمول نہ تھی، مگر میں جو سورتیں اتریں ان میں  
رکوع کا لفظ تصریحاً مذکور ہے، اور حیرات نہ دینے والوں پر ہدایت عتاب ہے،

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ قَدْ لَبَّ

الَّذِي يَدْعُ الْتَيْمَةَ وَلَا يَحْضُ عَلَیْ

طَعَامِ الْمِسْكِينِ

کی لوگوں کو برعیب ہیں کرتا۔

مدینہ منورہ میں زیادہ تاکید آیتیں مارل ہوئیں، سہ میں عید کے دن صدقہ فطر دیا واجب فرمایا، ہجرت  
کے ابتدائی زمانہ میں عام مسلمان اور خصوصاً مہاجرین سخت فقر و فاقہ میں مبتلا تھے، حدیثوں میں صحابہ کے فقر  
و تنگدستی کے حواقیات کثرت کے ساتھ مذکور ہیں، اسی زمانہ کے ہیں۔ اس ساری یہ حکم ہوا کہ جس شخص کے پاس  
ضروری مصارف سے جو کچھ بچے سب کو حیرات کر دیا جائے، درم عذاب ہوگا، جیسا کہ حاص آیت مارل ہوئی

لے صحیح بخاری کتاب الصوم ۱۵ ایضاً بحوالہ مالا، ۱۵ طری مطبوعہ لوری صفحہ ۱۲۸، لے صحیح بخاری مقولہ حضرت عبداللہ بن عمر،

وَالَّذِي يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالنَّعْصَةَ وَلَا

حوسو مامادی جمع کر لے ہیں، اور جس کی راہ میں

تُسْعِفُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝

حزرات سس کر لے،

اس آیت کا بھی یہی مطلب ہے۔

تَسْتَلُونَكُمْ مَاذَا أُسْمِعُونَ قُلِ الْعَمْوَه

لوگ کچھ دیکھتے ہیں کہ کیا حرات میں کہ نہ کہ جو کچھ مصارف اور سببی چیز ہو،

سب سے لوگ حرات کرتے تھے لیکن عمدہ مال کو محفوظ رکھتے تھے، لے کر، یا رومی چیسیریں حرات میں

دیتے تھے، اسیر حکم ہوا

لَا تُكِنُّ السُّبُحَ أَمْوَالُ الْيَتَامَىٰ مِنْ ظُلُمَاتٍ مَّا

مسلمانوں اسی کمائی میں سے اور ان حرات میں سے جو ہتھیے بہا کر

كُسُومٍ وَمِمَّا أَحْرَجًا لِلْعَمَىٰ الْأَرْضِ ۝

یہ دین میں پیدا کیا، اچھا حصہ حرات دو

مرید تاکید کے لیے یہ حکم ہوا کہ جو شخص ایسی محبوب چیز نہ دے گا، اُس کو تو اب نہ ملے گا۔

لَيْسَ لَنَا إِلَّا الْبَرَحُ حَتَّىٰ تَتَفَقَّحُوا مِمَّا أَحْرَجُوا ۝

م لوگوں! اب میں اس کے حرات تک کہ وہ حرات کو دیکھ کر رہو

اس صفت اور حرات کی طرف عام رعیت پیدا ہوئی کہ جو لوگ مامدار تھے وہ صرف اس لیے مامدار ہیں حاکم

مردوری کرتے اور کدھوں پر، سچھلا کر لوگوں کے پاس بھیجتے تھے کہ مامداری نے تو حرات کر لیں،

مما ینہ شہر تک رکوع ورس ہیں ہائی، نسج مکہ کے بعد اس کی فریضیت ہوئی، تو اس کے مصارف بیان

کیے گئے اور اس حضرت (علی علیہ السلام) نے تمام ممالک مقوضہ میں رکوع کے وصول کرنے کے لیے (معموم شہر میں)

مصلیٰ مقرر کیے، رکوع کے مصارف حسب ذیل تھے،

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَ

رکوع ال مصارف کے لیے ہے، فقراء، مسکین، رکوع کے

الْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَمَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي

وصول کر لے والے، مولعہ العلوب، غلام، جس کو آواز د

الرِّقَابِ وَالْعَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ

کڑا ہوا، سرورس، مسافر، اور صدا کی راہ نہ کا دوسرے

وَاسِ السَّلَی قَرِئَصَه مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعْلَمٌ حَکِیْمٌ (روم) اور خدا علیم و حکیم ہے

رکوة کی شرح ہایت تفصیل سے درمیں سوئی میں مقبول ہو، فقہ میں کتاب الرکوة انھیں فرامیں سے ماحود ہی۔

حج | دیامیں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حدایتی کے لیے عبادت گاہ عام سایا اور تمام دیکھا کو دہا  
اگر عبادت کرے کی دعوت دی،

وَادْنُوا نَا لَا تَرَاهُمْ مَّكَانَ النَّبِ اِنْ لَّا تُسْرِعْ

اور جب کہ ہے ابراہیم کے لیے کعبہ کی جگہ معر کر دی کہ ہمارے ساتھ

بِی سَنًا وَطَهَّرْنَا لَیْلًا لِّطَائِفِیْنَ وَالْمَآئِیْمِیْنَ وَ

کسی کو سر یک نہ کر اور ہمارے گھر کو طواف کر سوالوں اور پیام

الرَّکْعِ السُّجُودِ وَآدِنِ فِی النَّاسِ مَا لَیَّ نَابُوتَ

۱ رکوع و سجدہ کر سوالوں کے لیے ناک و صاف رکھو اور حج کی

رِحَالًا وَکُلِّ صَائِرٍ نَّابِیْنِ مِنْ کُلِّ فِرْعَوْنِیِّ

سادہ کر دے لوگوں ہر طرف سے دوڑے آئیں گے کچھ بدل

لِکُتُبِهِمْ وَامْسَا فَعَلَهُمْ وَکُنْ کُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

اور کچھ دلی اوٹوں رسوا را کہ فائدہ اٹھائیں اور ناکہ امام معرہ

اَنَامِ مَعْلُومَاتِ ۵ میں خدا کا ذکر کریں (حج)

حضرت ابراہیم کی دعوت عام پر دیا لے لیک کہا، اور ہر سال عرب کے دور و دور اطراف سے لوگ حج

کو آئے تھے، لیکن ایک طرف تو یہ اموساک العلاب ہوا، کہ جو گھر حاص توحید کے لیے تعمیر ہوا تھا، وہ تین سو ساٹھ توکا

ساتا گاہہ گیا۔ دوسری طرف اس گھر کی بولیت کا سب سے زیادہ جس کو حق تھا وہ یہاں سے نکلے پر محصور ہوا، اور

یورے آٹھ برس تک ادھر آکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہ سکا۔

بالآخر طور جس کا وقت آیا مکہ منج ہوا، اور حالتیں ابراہیم اور اُن کے متبعین کو موع ملا کہ بتا را ابراہیمی کو پھر

ردہ کیا جائے، جیسا کہ یہ میں حج و صلوٰۃ ہوا تاہم آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سال یہ فرص ادا نہیں کیا۔

کہ عرب نگے ہو کر طواف کعبہ کرے تھے، اور آنحضرت صلعم ایسی لے جانی کا سطر آکھ سے دیکھا گوارا نہیں دے سکتے

تھے، اس لیے حضرت ابو بکرؓ آنحضرت علیؓ ایام حج میں رواہ کیے گئے کہ کعبہ میں حاکر سادی کر دیں کہ آئندہ سے



کوئی شخص عریاں ہو کر کعبہ کا طواف نہ کرے یا نہ گے گا

ایک اور وجہ یہ تھی کہ کسی کے قاعدہ سے حج کا مہینہ ہٹتے ہٹتے دو قعدہ میں آگیا تھا، جیسا کہ سورہہ کا حج، اسی مہینہ میں ادا ہوا، لیکن حج کا اصلی مہینہ دو الحجہ تھا، اس لیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک سال کا انتظار فرمایا اور اس وقت حج ادا کیا جب وہ ایسے اصلی مرکز پر آگیا۔

حج کے اصلاحات | حج کی رسم اگر یہ کھارے فایم رکھی تھی، لیکن اسکی صورت بالکل بدل دی تھی اور اس میں اس قدر بدعات اصابہ کر دیے تھے کہ وہ تو اب کے بحالے عدا کا کام س گیا تھا، اس کے مقدم یہ کہ حج اور تمام عبادات کا مقصد خدا کا ذکر اور توحہ الی اللہ ہے، لیکن اہل عرب حج میں جمع ہوتے تھے تو خدا کے بحالے ایسے مایہ دادا کے معاہدہ اور کارنامے بیاں کر لے تھے، اس ساریہ آیت اری،

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مِمَّا سَلَكْتُمْ فَادْكُرُوا لِلّٰهِ كَدَّكُمْ اَمْۤاۤءَ كُمْ  
اَوْ اَشَدَّ دَكَّۃً ۙ (نقرہ)

یہ حج کے ارکان پورے کر لو، پھر خدا کا ذکر کرو جس طرح اسے

حاصل اہل مدینہ نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ سادہ حوت تھا، اس کا طواف کرتے تھے اور اس ساریہ حج کعبہ کا حج کرتے تھے، تب بھی صفا و مردہ کا طواف نہیں کرتے تھے، حالانکہ حج کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگاریں قائم رکھی جائیں، اور صفا و مردہ کا طواف اسی عہد کی یادگار ہے، اسی ساریہ یہ آیت اری،

اِنَّ الصَّامَ وَالْمُزْوَدَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ  
الْبَيْتَ اَوْ عَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطُوفَ بِهِمَا ۚ اُس کو اس دونوں مقاموں کا بھی طواف کرنا چاہیے

لے صحیح مسلم کتاب الحج باب الحج والاعقاب، البیت سرک دلاطوف البیت عریاں لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع کے حطیم میں یہ الفاظ فرمائے تھے ”الہما مد استداؤکھشہ يوم خلق اللہ السموات والارض السہ اسمہا امہا اردی حرم ثلث موالدات دو الاعداد و دو الحجہ والمحرم ورجع مصر الدی من حمادی وشعناں“ اس سے اسی طرف اشارہ تھا لے اسباب الرول للواحدی، لے قرآن مجید میں حجاج کا حوط لے اس کا عام ترجمہ ہرج یا نقصان ہے اس ساریہ ترجمہ ہو چاہیے کہ صفا و مردہ کے طواف میں کچھ ہرج ہیں لیکن حجاج کا لفظ واجب اور مستحب کے معنوں میں بھی آیا ہے۔



احرام حج میں سر کے مالوں کا منڈوا یا ترتوا ماع ہے لہٰذا اس میں اہلِ جاہلیت نے بہت سختی کر دی تھی، یہاں تک کہ بعض صاحبوں کے مالوں میں اس قدر جوئیں ٹپکیں کہ میانئ حاتے رہے کا خوف ہو گیا، تاہم وہ مال نہ ترتوا سکے، اسلام میں جو کہ سے مقدم یہ امر اس نظر ہے کہ اسکی عبادات اور احکام تکلیف مالا یطاق نہ سہائیں، اسلئے حکم ہوا

فَقَدْ نَزَّ مِّنْ صَيَّامٍ أَوْصَدَ فِرَاقُكُمُاسِيَّةً ،  
 سُدَّ اِسْمُ الْوَعْدِ اِذَا كَرِهَ نَبِيٌّ يَارُورَهُ مَاحِرَاتٍ يَا فَرَّانِي ،

مارل ہوئی،

التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ، رہبر گاری اس تک بھیجی ہے۔

ملکہ اصل حیر حکمو خدا قبول کرتا ہے وہ تقویٰ اور یرہیر گاری ہو،

جوج کا اصلی عبادت گاہ عام تھا، ہمیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں، ہم حدود حرم سے باہر ہیں جاکے

یہ ہمارے حامداں کی تو ہیں ہے اس لیے وہ صرف مرد لہہ تک جا کر ٹھہرتے تھے، ماتی تمام عورتیں میں جمع ہوتے تھے، اور وہاں سے جل کر مرد لہہ اور مٹی میں آتے تھے، چونکہ اسلام کا اصول اصلی مساوات عامہ ہے اور عبادت میں سب یکساں ہیں، اس لیے حکم آیا کہ،

فَادَا أَقْصَمُ مِنْ عَرَفَاتٍ فَادْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَعْرَةِ  
مَحْرَبِ عَمَاتٍ تَلُوْهُ مَسْرَحَرَامٍ (مرد لہہ کے پاس خدا کا  
الحرام وادکروؤہ کے مآہذاکم وادکروؤہ  
مَنْكِلِهِ لِمَنْ الصَّالَتِي لَمَّا أَفْصُوا مِنْ حَبْ  
أَفَا صِلَاسٍ وَاسْتَعْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَحِيمٌ  
لوگ چلے ہیں، اور خدا سے معافی مانگو، وہ عفو رحیم ہے

قرمانی کے حاور کو جو کہ سمجھتے تھے کہ خدا پر چڑھا دیا گیا ہے، اس لیے اُس پر سوار نہیں ہوتے تھے اور سیدل چلے کی تکلیف گوارا کرتے تھے، یہ رسم اسلام کے زمانہ تک قائم رہی، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو سفر حج میں دیکھا کہ قرمانی کے اوٹ سا بھ ہیں، لیکن عود پیدل جا رہے ہیں، آپ نے اُن سے فرمایا کہ ”دسوار ہو لو“، لو نے ”یہ قرمانی کے اوٹ ہیں“ آپ نے دوبارہ فرمایا، اُنھوں نے دوبارہ وہی عار کیا، آپ نے رحم کے ساتھ حکم دیا کہ ”بیٹھ لو“

ایک قسم کا حج ایجا کر لیا تھا جس کو حج مُصَمِّتٌ کہتے تھے، یعنی جو شخص حج کرتا تھا، وہ آغا حج سے اجترک مُسَّح سے کچھ لولتا تھا، اسلام نے اس تکلیف کو مالا یطاق سے منع کیا، صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے قریش کی ایک عورت کو جس کا نام ریب تھا، دیکھا کہ کسی سے مات حیت نہیں کرتی، دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حج مُصَمِّت کی بیت کی ہے، حضرت ابو بکرؓ نے اس سے کہا کہ ”یہ حائر ہیں، یہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے“ (سے بڑی عیائی کی مات یہ تھی کہ قریش (جس) کے سوا عام عرب مرد و زن کعبہ کا رہہ طواف کرتے تھے، حدود حرم میں اگر تمام لوگ ایسے ایسے کھڑے اتار ڈالتے تھے، اور عاریتہ کسی قریش سے کھڑے مانگ لیتے تھے

اگر ہلتے تو سگے کعبہ کے گرد گھومتے تھے، عورتیں بھی اسی طرح سگی طواف کرتی تھیں اور یہ شعر گاتی حالتی تھیں،

اَلْيَوْمَ مَيْتٌ وَنَعَصُهُ اَوْكُلُهُ وَمَا كَدَامَتُهُ فَلَا اُحِلُّهُ

آج کچھ حصہ اوس کا مورا کھلے گا اور جو کھلا ہے اُسکو میں حلال نہیں کرتی

اس پر یہ آیت مارل ہوئی،

ثُمَّ اَنجَىٰ اٰدَمَ حُدَّ فَاِذَا رَسَلَكُمْ عِيْدًا كُلِّ مَوْجِدٍ اے آدم کے بیٹے، مسجدوں میں کڑے ہیں لہذا کرو،

(اس ماہ پر سب میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھیجا، انھوں نے عین موسم حج میں اعلان

کیا کہ آئندہ کوئی رہہ حج نہ کرے یا نہ کرے گا۔

### مواظبات

تشریعت کی تکمیل میں عتدیرج طوطی ہی اس کے لحاظ سے (دورات نکاح و طلاق) و قصاص و تعزیرات

(و غیرہ) کے احکام لعنت کے ہت لعدائے، (سب یہ ہے کہ ان احکام کے احرا کے لیے ایک ماعدالامرتوت

کی ضرورت تھی، حوات تک اسلام کو حاصل نہیں ہوئی تھی، عروہ مدر کے بعد سے اسلام کی سیاسی طاقت کا ستودما

شروع ہوا، ہجرت کے پہلے اور دوسرے سال میں حوا احکام مارل ہوئے وہ تحویل قلم، فرصت رورہ، رکوة فطر،

مار عید اور قرمانی تھی، تیسرے سال سے حب اسلام کے کار و مار زیادہ پھیلے شروع ہوئے تو سب سے پہلے توریت کا

قانون قرآن مجید میں مارل ہوا۔

دورات | (مسلمان حب انداء مدینہ آئے ہیں تو اُس وقت یہ حالت تھی کہ مای مسلمان ہی تو میٹا کا مری، ایک

بھائی کا مری ہے تو دوسرا بھائی مسلمان ہے، اس حالت میں اقربا اور اعزہ کی درانت کا قانون کیونکر ماعد ہو سکتا تھا

اس لیے) آنحضرت صلعم حب مدینہ تشریف لائے تو آب لے ماحریں اور انصار میں مواحاة (برادری) قائم کر دی،

لہذا یہ نورا واقعہ اور ستاں رسول سائی، کتاب مساک الحج میں ہے، صحیح مسلم و صحیح بخاری اور تمام حدیث کی کتابوں

میں باب لایطوف بالیت عربیاں میں مذکور ہے،

حکے دسے یہ قاعدہ مقرر ہو گیا، کہ کوئی انصاری مرتا تو اسکی وراثت مہاجرین کو ملتی، عرب میں پہلے بھی دستور تھا کہ دو آدمی آیس میں عہد کر لیتے کہ ہم دونوں آیس میں ایک دوسرے کے وراثت ہوں گے، ال میں سے سب کوئی مرتا تو دوسرا وراثت ہوتا، لیکن (سنت میں قرآن کی اس آیت نے اس قاعدہ کو مسح کر دیا،)

وَأُولَٰئِكَ حَٰمِیْنَ نِعَصْنَهُمْ أَزْوَٰجًا، (انعال) دراب سدا یک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں

اس کے رو سے موا حاة کی سائر وراثت موقوف ہو گئی، اور حامداں اور دوی الاحام میں وراثت محدود ہو گئی

(آیت تورات کے ردل سے پہلے قرآن نے وصیت کا قاعدہ جاری کیا تھا، یعنی مرے والا ایسے مال دھاداد

کی سست یہ وصیت کر جاتا کہ اس میں سے اتنا اُس کو دیا جائے اور اتنا اس کو ملے، مرے کے بعد اُسی طریقہ سے اسکی حامدا تقسیم کر دی جاتی۔ مرے سے پہلے ہر سداں پر اس وصیت کا مکمل کر جانا فرض تھا۔)

کَلِمَ عَلَیْکُمْ اِذَا خَصَرَ أَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِنْ تَرَکَ

حَدَّ الْوَصِیَّةِ لِلْوَٰلِدِیْنِ وَالْأَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوفِ

حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ، (نساء) کیلئے طریق ماسک صبر کر جائے، یعنی لوگوں پر فرض ہے۔

حلوگ حالت مسامت میں مر جاتے، اُن کے لیے گواہی اور تہادت کا قانون قرآن میں مقرر کیا گیا، گواہی کو چھپاتا

یا بدل دیا قانونا حرم تھا، حایہ سورہ بقرہ اور مادہ میں اسکی پوری تفصیل ہے، عروہ بدر کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں

کافی ترقی ہوئی گی، حامداں کے حامداں مسلمان ہو گئے، اس لیے وراثت کے مخصوص قانون کی ضرورت ہوئی،

پھر وصیت کے قاعدہ میں بڑی دقت یہ تھی کہ مالگانی موت کے موقع تقسیم حامدا کا کوئی اصول جاری کرنا ممکن نہ تھا،

مستلہام میں سیکڑوں مسلمان سر یک ہوئے، اس کو معلوم ہے کہ کس کو تہادت ہو گی، اس حالت میں وصیت

نہ کر جائے سے رستہ داروں میں حکما قانونی حاتا وہ حامدا دیر قصہ کر لیتا۔ حایہ غروہ اُحد میں یہی موقع پیش آیا، -

لہذا مفسرین کا ماں ہے لیکن صحیح بخاری دعوہ میں صبر عباس سے روایت ہے کہ یہ حکم جب دیا آیت کریمہ سے مسح ہوا وَلِکُلِّ حَقْلًا

مَوَالِیْ مِمَّا تَرَکَ الْوَٰلِدُ ابٌ وَالْأَقْرَبُ کُؤُنَ، وَالَّذِیْ تَرَکَ اِمْرًا کُؤُنَ فَاُولٰٓئِکُمْ نَصِیْبُهُمْ (ساء) دیکھو

صحیح بخاری مفسر اس مذکور،

سعد بن الربیع جو بہت دولت مند صحابی تھے، (اس جنگ میں) شہید ہوئے، انکی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں کہ سعدؓ کی خدمت میں شہید ہوئے، انہوں نے دو لڑکیاں چھوڑیں لیکن سعدؓ کے بھائی نے سعدؓ کی ساری جائیداد رقصہ کر لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدانقص کرے گا، پھر (عالمائے سنہ میں) یہ آیت مارل گئی، جس میں درات کے نام احکام مذکور ہیں۔

ثُمَّ جَاءَكَ اللَّهُ بِذِي الْقُلَادِ كَمَا لَدَّا كَرِهَ مِنْ حَظِّهِ  
 خدام کو ہماری اولاد کی سب تکم دیا کہ ان کے کو دو لڑکیوں کی  
 برابر حصہ ملے (آخر تک)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سعدؓ کے بھائی کو ملا کر فرمایا کہ سعدؓ کے متروکہ میں سے دو تہائی ان کی سٹیوں اور آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو دو، اس کے بعد جو بچ رہے وہ تمہارا حق ہو،

اہل عرب عورتوں کو درات سے محروم رکھتے تھے، اور کہتے تھے کہ درات اس کا حق ہے جو عورتوں کو اجلائے دیا کی اور اکثر قوموں میں بھی یہی دستور تھا، یہ بیلا دل ہے کہ اس صف صیف کی دادی کی گئی۔

وص | احکام وراثت کے بعد بھی وصیت کی اجازت باقی رہی، لیکن چونکہ اس سے مستحقین وراثت کی حق تملی کا آخری نتیجہ تھا، اس لیے وصیت کی تحدید کی ضرورت تھی، سلسلہ میں حضرت سعد (عامر کے والد) ہمارے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کو گئے، انہوں نے عرض کی کہ میں مر رہا ہوں اور میرے صرف ایک ہی لڑکی ہے، چاہتا ہوں کہ دو تہائی مال حیرات کر دوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، انہوں نے کہا تو نصف، آپ نے اس کو بھی

لے ڈاک سرب کے سال رول میں احادیث میں میں واسع مروی ہیں، اول کہ حضرت عاصمؓ نے ہمارے لوگ اتری روایت نام صحاح میں ہے لیکن ضعف اس روایت میں راویوں سے کسی قدر ساخت ہوئی ہے، کو کہ دو اس سلسلہ سے پہلے جاری ہو چکی تھی، اور دوسرے کہ حضرت عاصمؓ اس وقت تک لا دلتے تھے اس لیے صحیح ہے کہ حضرت عاصمؓ کا واقعہ وراثت کی ایک خاص صورت لا دلت (یعنی کلام) سے متعلق ہے جیسا کہ مسلم کی دوسری راویوں میں کتاب الدلائل، اس کی تصریح ہے دوسرا سال رول یہ سیاں کیا جا رہے کہ حضرت حسان کے بھائی عبدالرحمن کی وفات کے بعد ان کی بیوی ام کلثوم کی فرما دیر آتے تری، نہ روایت طری و بیوی ہے، جو کو ضعف ہے لیکن باطل ممکن ہے کہ سعد بن ربیع کے علاوہ اور واقعے بھی اس قسم کے میں آئے ہوں مسرات سال رول ہی سعد بن ربیع کا واقعہ ہے، جو ابوداؤد، برہی حاکم اور مسند احمد میں مذکور ہے، اس

قول ہیں کیا، اھوں نے کہا ایک تہائی، آپ نے فرمایا یہ بھی بہت ہی دارتوں کو عسی چھوڑ کر مر اس سے اچھا ہے کہ وہ بھیک مانگتے پھریں، تاہم یہ مقدار آپ نے حائر رکھی، اُس وقت سے وصیت ایک تلت سے زیادہ مموع ہو گئی،

**وقف** (وقف شریعت کا بہت بڑا مسئلہ ہے، اسلام نے اس مسئلہ کو جس حد تک صاف کیا، اُس کا دوسرے مذاہب کے قوانین میں شائبہ تک موجود نہیں ہے اسی سائر شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ العالیہ میں دعویٰ کیا ہے کہ اسلام طریقہ وقف کا موجد ہے، اسلام میں وقف کی تاریخ ہایت قدیم ہے، آنحضرت صلم نے ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں مسجد نبوی کی بنیاد جس میں رکھی تھی وہ دو بیویوں کی ملکیت تھی آپ نے قیمت یہی حا ہی لیکر اھوں نے کہا،

لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ نِسْمَةً إِلَّا إِلَى اللّٰهِ، ہنس ہم حد کی ممت نہ لیں گے ہم اس کی ممت حا ہی سے لیں گے۔

یہ اسلام کا پہلا وقف تھا اور بہت سادہ صورت میں تھا، حاکم امام بخاری اس حدیث کو وقف متاع (ریلک وقف) کے تحت میں لائے ہیں اس کے بعد سئمہ یا سئمہ میں حب نہ آت مارل ہوئی،

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا حُبُّوْنَہ

مہم کی اسوہ یک ہنس مانسے حب یک وہ حد کی راہ میں نہ دد و حوم کو سکے محوب ہی،

تو اوطلمہ صحابی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حد میں آئے اور عرض کی ”یا رسول اللہ صلم کر خا و مھکو سکے زیادہ محوب ہی، میں اس کو حد کی راہ میں صدقہ کرنا ہوں اور اس کا تو اب اور اح حد اسے حا ہتا ہوں، آپ جس مصرف میں حا ہیں، اسکو رکھیں، جیا یہ آپ کے متورہ سے اھوں نے اس کا مانع ایسے اعزہ یر وقف کیا۔

اب تک وقف کے لیے حوالہ استعمال ہوئے تھے، وہ مصرف یہ تھے کہ وہ ذاتی مصرف سے کال کر حد کی ملکیت میں دیا گیا، لیکر سئمہ میں عر وہ خمیر کے بعد اسکی حقیقت بالکل واضح کر دی گئی جیسر میں حضرت عمر کو

لے کا ری حد اکاب الومایا نے اک میں کا ما ہے حومہ میں واقع تھی



ایک ریس ملی تھی، حضرت عمرؓ نے اس کو وقف کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آئے فرمایا،

ان سب حسب اصلہا وصدقت مہا، اگر چاہو اصل جائیداد مانی رکھو اور سماع صدقہ کر دو

حاجیہ ال تریط کے ساتھ وہ جائیداد وقف ہوئی،

ان لا سماع اصلہا ولا نوب ولا نوب (اصل جائیداد سچی جائے نہ بہ کچھ اور نہ در اس میں مانگی جائے۔)

کناح وطلا | کناح کے متعلق حواصلہ احکام آئے، ان کی تفصیل اصلاحات کے عنوان کے نیچے آئے گی، یہاں

اس قدر لکھا کافی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں کئی قسم کے نکاح کے طریقہ جاری تھے جس میں سے ایک کے سوا،

سب رما کے مساوی تھے، سب سے پہلے اسلام نے ان کو ماحتر ٹھہرایا، مثلاً خورمانہ جاہلیت سے چلا آتا تھا، مار مار

حرام اور حلال ہوتا رہا، یہاں تک شہ عروہ حیر میں قطعاً حرام ہو گیا، اگرچہ اس پر بھی اسکی ضرورت تھی آئی کہ

حضرت عمرؓ نے ایسے رمانہ حلاوت میں سر کرنا کہ میں متعہ کو حرام کر رہا ہوں، یعنی متعہ کی حرمت حواجی طرح اب بھی

ملک میں نتائج نہیں ہو سکی میں آج اس کا اعلان کر رہا ہوں

(نکاح اور طلاق کے دیگر احکام مثلاً محرمات شرعی کا یاں، منہ لوٹے بیٹے کی بیوی کا حرام نہ ہوا، کثرت اور ولح

کی تحدید، تعدد طلاق کی تعیین، رمانہ عدک کا یاں، مہر کا ضروری ہونا، طہارۃ ایسی ایک طریقہ طلاق جس میں ایسی

بیوی کو محرمات سے قتیہ دیتے تھے، اور لعلان یعنی توہر کا ایسی بیوی کی عصمت یتہم کرنا اور باہم ایسی سبائی اور دوسرے

کی دروغ گوئی کا دعویٰ کرنا، یہ تمام تفصیلیں اصلاحات کے تحت میں آئیں گی، یہاں صرف اس قدر بتا دیا کافی ہے

کہ یہ تمام احکام قرآن مجید میں مذکور ہیں، اور ان کے رول کا رمانہ ستمہ اور شہہ ہجری ہے،)

حدود و تعزیرات | (دیبا کے مادی حرام میں اسال کی حال سے زیادہ کوئی قیمتی تے ہیں، حدود اور تعزیرات کے اکثر

قوائیں، ہجرت کے حیدرس لعد مارل ہوئے، لیکن اسال کی حال کی حرمت کا حکم مکہ ہی میں اتر چکا تھا، معراج

کے سلسلہ میں حواصلاتی احکام مار گاہ الہی سے عطا ہوئے ان میں ایک یہ بھی تھا۔

لے نہ نام حدس بحاری باب الوف میں ہیں (سہ محدود الوف نکاح) سہ اصنام ماحم باب حلال و حرام



وَلَا تَسْلُوا النَّمْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ  
فِي مَطْلُومًا فَقَدْ خَبَلْنَا لَوْلَا سُلْطَانًا فَلَا  
تُسْرِفُ فِي الْعَمَلِ إِنَّكَ كَانَتْ مَصْنُورًا، (یسی اسرائیل)

حدائے حس جان کو حرام کہا ہے اسکو ماحق نہ مارو، اور حواماحق  
مارا جانے لیا اسکے وارث کہہئے اصدار دیا، جانے کہ وہ  
نصا ص میں رما دینی کرے اسکی مدد کی جائے۔

عرب میں اسلام سے پہلے بھی قتل و قصاص کے کچھ قوانین موجود تھے، یہود حواس ملک میں مہاجریت رکھتے  
تھے، تورات کے حدود و تعریات کا مجموعہ اُن کے ماس بھی موجود تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عرب میں جو کہ مسلم حکماء  
طامت اور اعلانی روح نہ تھی، اس لیے وہ ان احکام کا لہذا نہیں کر سکتے تھے، مدینہ بھیجے کے ساتھ ہی یہود نے فصل  
مقدمات کے لیے مار گاہ موت کی طرف رجوع کیا، آپ اُن کے مقدمات عموماً تورات کے احکام کے مطابق فیصل  
کر دیتے تھے،

عرب میں ایک شخص کا قتل صدھامائل کی جائے جنگی کا سلسلہ چھیڑ دیتا تھا، اس لیے عروہ بدر کے بعد اسلام کے  
ماروؤں میں حکماء رور آجلا تھا، قصاص کا حکم مارل ہوا، یا دہو گا کہ اطراف مدینہ میں موقیطہ اور مونیصر، دو یہودی  
قابل رہتے تھے، ان دونوں میں مونیصر مر سچھے جاتے تھے اس لیے کوئی قریبی اگر کسی نصیری کو قتل کر ڈالتا تو  
اس کو مونیصر مار ڈالتے تھے، اور اگر کسی نصیری کے ہاتھ سے کوئی قریبی قتل ہو جاتا تو چھوٹا روں کے سودق جو سہا  
دیدیتے، مدینہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تسریع آوری کے بعد اسی قسم کا ایک دامنہ میں آیا، لوگوں نے اس کا  
مرا مہ آب کی حد میں میں کیا، اس پر سورہ مائدہ کی حد آئین اریں، ان میں سے ایک آیت یہ ہے،

وَكُنْزَا عَلَيْنَا فِيهَا أَنْ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ  
بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ

نفس اکو اور اب میں حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے  
مدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان

وَالْحَرْوُوحَ قِصَاصًا ۚ

اور رحموں کے بدلے دے ہی رحم،

یہ حکم گو یہودیوں کے لیے تھا، لیکن ایک اور آیت نے اس مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا۔

لَا تُهِنَا الْكَافِرُ وَالْفَاسِقُونَ عَلَيْكُمْ الْفَضْلُ فِي الْعِلَّةِ ۝  
مسلمانوں کو اہم و معقولوں میں مساوات اور برابری کا حکم دیا جا رہا ہے،

اس حکم نے مساوات اور عدل کے لیے کوساں میں ہمیتہ کے لیے برابر کر دیا

ہو دیوں میں حوں ہا (دست) کا فالوں یہ تھٹھا، لیکن عرب میں یہ قالوں تھا، اور اسلام نے حید اصلاحات کے ساتھ اس کو مافی رکھا،

مَنْ دَعَىٰ كُذِّبَ مِنْ أَرْضِهِ سِوَىٰ كَيْسَ سَاعٍ ۝ لَا تَعْرِضُ وَفِ  
اسکے بھائی (سی) اولیٰ معول کی طرف سے کچھ معاف کر دئے تو

وَأَذَاءُ الْكُفْرِ بِالْحَسَنِ ۝ ۝  
اسکی مامدی حوی کے ساتھ کرا، اور بطور احسن اسکو ادا کر دیا جا رہا ہے۔

ات تک قتل عداور قتل تہ (یعنی غلطی سے مل) میں کوئی لہرین نہ تھی، تہ میں ایک مسلمان غلطی سے ایک مسلمان

کے ہاتھ سے مارا گیا، ایک اور مسلمان انصاری کے ہاتھ سے ایک دوسری قتل ہوا، آنحضرت صلعم نے مقتول کے بھائی

کو حوں ہا دیکر راضی کر لیا، اس کے بعد وہ مسافقہ اسلام لایا اور عداری سے اس انصاری کو قتل کر کے قریت میں جا کر

ملگیا ال دافعات کی سائر مل تہ کے متعلق متعدد احکام مارل ہوئے

وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَفْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاءً وَمَنْ  
کسی مسلمان کو مراد میں کہ کسی دوسرے مسلمان کو مار ڈالے،

فَلَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا خَطَاءً فَخَرَّ يُرَدُّ مَوْتَهُ مَوْتَهُ وَدَكَّةُ مُسْلِمًا  
نکس غلطی سے اگر کسی مسلمان کو غلطی سے مل گیا، تو ایک مسلمان

إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ تَصَدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ نَفْسٍ عَدُوٍّ  
علام اور جو ہا اسکے داروں کو ادا کرنا چاہیے، لیکن نہ کہ وہ

لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَخَرَّ يُرَدُّ مَوْتَهُ مَوْتَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ  
معاف کریں جویر اگر موصول ہو مسلمان ہو ہو کسی دہم سے تو

فَوْزٍ سَلَمٌ وَتَهُمْ مَنَافٍ، وَدَكَّةُ مُسْلِمًا إِلَىٰ أَهْلِهِ  
صرف ایک علام آ کر دوا اگر اسی قوم سے ہو جس سے سے معاہدہ ہو

وَعَجْرُ سَوْدَةَ مَوْتَهُ، فَمَنْ لَمْ يَحْدُ قَصِيًا مَسْهُورًا  
لو حوں ہا دما اور ایک علام آ کر دوا چاہیے، اگر فاعل کو نہ

مُسْلِمًا لَعَنَ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عِلْمًا حَكِيمًا،  
مقدور ہو لو لے دریے دوہم سے دورے رکھے جائیں کہ خدا کی

وَمَنْ نَصَلَ مُؤْمِنًا مُسْتَعِيدًا فَخَرَّ أَوْ لَا تَهْتَمُّ حَالِدًا ۝  
طرب رجوع ہو خدا علم اور حکم لا الہی، اور کسی مؤمن کو حوں ہا بھکر مل کر

۱۰ صحیح بخاری کتاب التفسیر آیت کتب علیکم القصاص۔

وَعَصِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا

ہو اسکی حرا و روح ہے، اس میں ہمسہ رہے گا، خدا اسراما عصب اور

عَطِمْتًا ۛ

نص بھگے گا، اور اس کے لئے ٹرا عذاب اسے مہا کا ہے

حسرت اس عجماس کی روایت ہے کہ قصاص قتل کے متعلق یہ سب سے آخری حکم تھا، حفاظت حال کا  
آخری اعمال فتح مکہ کے موقع پر ہوا، حب آب لے ارتداد فرمایا کہ درمانہ جاہلیت کے تمام حوں میرے دونوں  
یا لوں کے بیچے ہیں، اس کے بعد قتل خطا متا نہ قتل عمد کے حوں ہا کی تحدید فرمائی، قتل خطا کا حوں ہا اہل قرہ کے لیے  
ہم دیار مقرر کیا،

سنتہ تک رہبروں کے لیے کوئی حد مقرر نہ تھی، سنتہ میں کل و عریہ کے قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ آکر مسلمان ہوئے  
یہاں کی آب و ہوا انکو اس نہ آئی، آنحضرت صلعم نے سہرے ماہ حیرا گاہ میں انکو قیام کی احارت دی، ایک دن موقع  
ماکر مسلمان حیرا ہوں کو طرح طرح سے عذاب دیکھ کر ٹری لے رجمی سے مار ڈالا، اور مویشی لوٹ کر لے گئے، وہ گرفتار ہو کر  
آئے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی انکو اسی طرح عذاب کے ساتھ قتل کا حکم دیا، گو یہ برار کا انتقام تھا، تاہم ہم اس  
کسی قدر رجمی تھی، اس لیے حد اے یک کی طرف سے عتاب ہوا، اور ڈاکوؤں کے لیے علیحدہ احکام مارل ہوئے

مَا خَرَاءُ الدِّينِ يُخَارُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ

اُن لوگوں کی سراجو حد اور اس کے رسول سے لڑائی لڑتے

كَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا، أَنْ تَقْتُلُوا أَوْ تُيْسَلُوا

ہیں اور ملک میں مساد مچاتے ہیں نہ ہر کہ مل کیے جائیں ماسی

أَوْ لَقِطَعُ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ جِلْدٍ أَوْ يُنْفَوْا

دسے جائیں مال کے ادھر کے ہاتھ اور ادھر کے پاؤں کاٹ ڈالے

مِنَ الْأَرْضِ، (ما مد ۴)

جائیں، ممالک الگ کر دیے جائیں، یعنی مدہوں ماحلاطیں کی جائیں

حال کے بعد مال کا درجہ ہی، اسلام سے پہلے عرب میں چوروں کے لیے قطعید کی سراجواری تھی، اسلام نے بھی  
اس کو ماتی رکھا، اَلْكَافِرُ وَالشَّارِقُ فَافْطَعُوا أَيْدِيَهُمْ، سنتہ میں فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ محروم کی ایک عورت نے  
اس حرم کا ارتکاب کیا، جو کہ وہ ایک سرفی حادال سے تھی اس لیے مسلمانوں میں ٹرا اضطراب پیدا ہوا، حسرت

لے الوداؤد کتاب الدیاب ماب فی دیہ الخطا العمد لے الوداؤد، نوات الاعضاء لے الوداؤد، کتاب الحدود ماب المحارم،

اسامہ میں ریداً محضرت اسے اللہ علیہ وسلم کے ہمت چیتے تھے، اُن سے سفارش کرائی گئی، آپ ہمت رہم ہوئے، اور لوگوں کو جمع کر کے ایک حطہ دیا، جس میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا یہی سبب ہوا کہ وہ بیچے طبقہ کے لوگوں پر تو احکام جاری کرتے، لیکن ادیر درہ کے لوگ حب حرم کا ارتکاب کرتے لو اُن سے درگد رتے، حد کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی حوری کرتی تو میں اس کا مات بھی کاٹ لیتا۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں نے لے حرم حرام اس حکم کی تعمیل کی۔  
 عربوں میں رما کی کوئی سرامہ نہ تھی، یہودوں میں توراۃ کی رو سے رانی کی سرامہ ”رحم“ ایسی (سگسار کرنا) مقرر تھی، لیکن احلافی کمزوری کی ساروہ اس قانون کو جاری نہیں رکھ سکتے تھے، اطراف مدینہ میں جو یہود آماد تھے، رحم کے سکا اہول لے یہ سرامہ کی تھی کہ محرم کے معہ میں کالک لگا کر کوہ و مارا میں اسکی نشتر کرتے تھے، حب آں حصہ صلعم مدینہ قشر لائے تو یہودوں نے ایک محرم کا مقدمہ آپ کی حدت میں پیش کیا، عالما یہ سہ کے اندر کا واقعہ ہے، آپ نے استفسار فرمایا کہ تمہاری شریعت میں اس محرم کی کیا سرامہ ہے، انھوں نے ایسا رواج بتایا، آپ نے توراۃ منگو کر ال سے ٹرھوایا، انھوں نے رحم کی آیت پر اٹھ کر چھپا دی، آخر ایک مسلمان ہودی نے نکال کر وہ آیت سائی آپ نے فرمایا، حد و مدامہ تیرا حکم ہے حکواں لوگوں نے مردہ کر دیا ہے، میں سب سے پہلا شخص ہوں، جو تیرے اس حکم کو مردہ کر دے گا۔ جیسا یہ آپ نے اس کے سگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ سگسار ہو گیا،

شہ میں سورہ لور مارل ہوا، جس میں رما کی سرامہ سوڈرے فراد دی گئی، حصرت عمر کا میاں ہے کہ رحم کی سرامہ بھی قرآن سے ماتی رکھی تھی، لیکن اسکی ملاوت مسوح ہو گئی، ہر حال احادیث سے یہ مات ہوتا ہے کہ س یا ہے کے سوڈرے اور ما ہوں کے لیے رحم کا حکم ہے، جیسا یہ شہ میں ایک مسلمان نے اس محرم کا ارتکاب کیا، اور گو لوگوں کو اس کا علم نہ تھا، لیکن دیا کی سرامہ کو آخرت کے عذاب پر اسے ترجیح دی، اور مجمع عام میں اگر مار گاہ سوت میں غص یہ دار ہوا کہ یا رسول اللہ میں گہگار ہوں مجھے ماک یکھیے، آپ نے تحقیق فرمائی اور اس کے رحم کا حکم دیا۔

لے صحیح بخاری، عروہ المسیح، لے اوداؤد، باب فی رحم الہود میں لے صحیح بخاری رحم المصن لے عام کتب حدیث میں نہ مذکور ہے شہ شہ کی حد مکمل بغیر مکمل مذکور ہے جو سراسر ماس سے صاحب حدیث نے اصکار کیا ہو کہ اسوف حصرت الودیرہ مدہ میں موجود تھے اور نہ مات ہی کہ وہ اسی سال مراد نہ فتح حرم مدہ میں آئے تھے

تراب سلسلہ میں حرام ہوئی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں تراب حواری کی کوئی خاص سراسر مردہ تھی، چالیس درے تک لوگوں کو اس حرم میں مارے گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایسے زمانہ میں اسی درے کر دیے تھے، تقدیر یہی یا کہ اس عورتوں پر تہمت لگائے کی سراسر شہ میں مارل ہوئی،

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَدْلَةٍ  
سَهْدَاءَ مَا حَزَلُوا فِيهِمْ نَمِيمِينَ خَلَدَهُ وَلَا تَقْلُوبًا  
لَهُمْ سَهَادَةً إِنَّ اللَّهَ (نور)  
جو لوگ پاک عورتوں پر رما کی بھمب لکھا، بھر جاگواہ  
نہ لاسکے، بوا کو اسی درے مار داور بھر کھی ال کی گواہی  
مول نہ کر د

دیبا میں تیس حیریں ہیں، حال، مال، اور آرواح، حدود تعریات کا ادیر ذکر ہوا، وہ انہیں تیس حیروں کے تحفظ کے لیے ہیں، اسی لیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان قوانین کے نزول کے بعد سلسلہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حرم کے اندر ماہ حرام کی تاریخوں میں فرمایا

مسلمانو! ہر مسلمان کی حال، مال اور آرواحی طرح مال حرم ہے، جس طرح اس محرم تہر میں  
اس احاطہ حرم کے اندر یہ معصی دل مال حرم ہے۔“

## حلال و حرام

ماکولات میں حلال و حرام (عرب میں کھائے پیئے میں کسی حیر کا یہ ہیرہ تھا، اور نہ کوئی سے حلال یا حرام تھی مردار، اور حشرات الارض تک کھاتے تھے، اللہ بعض بعض حاور حکومتوں کے نام پر چھوڑتے تھے انکا دیکھ کر مانا نہ سمجھتے تھے، بعض حاوروں میں یہ مدراتے تھے کہ مرد کھا سکتے ہیں، عورتیں نہیں، اگر کچھ مردہ پیدا ہوا تو مرد و عورت دونوں کھا سکتے ہیں، اور مردہ ہو تو صرف مرد کھائیں۔ اسی قسم کے اور بعض متیرتاہ رسوم تھے، سورہ النعام میں جو مکہ میں مارل ہوا تھا، ال رسوم کا تفصیل ذکر ہے، اسلام کے اکثر احکام گو مدیہ میں اترے لیکن ماکولات کی حلت و حرمت کے احکام مکہ ہی میں اترے شروع ہو چکے تھے، چاہے سورہ النعام میں مشرکیں کے ال رسوم کی تردید کے بعد حکم آیا۔

لے الوداد و ماہ اداساع فی الحج، لے واقعہ انک اسی سال ہوا تھا، اور یہ آیت اسی تعلق سے مارل ہوئی ہو ایسے اسکے لے شہ کار ماہ متیں کنگیا،

فَلَا أَحَدٌ مِثْلَاَوْحَىٰ إِلَىٰ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ ۖ كَمَدے کہ مجھ پر وحی اتری ہے، اُس میں کسی کھالے والے پر

إِلَّا أَنْ تَكُونَ مِنْهُ أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمٌ  
 كُوِيَ سَ حَرَامٍ هَس ، نَالِ الْكَرْ حَرَامِ هِي لَوْمِ دَار ، مَا هَتَا هِيَ أَوَّلِ مَا سُوِ

حَسْبُ سِرْقَانٍ سِرْحُنٌ أَوْ مِصْقَا أَهْلٍ لِعَبْدِ اللَّهِ ﷺ

کاگوست کو کہہ حیریں ماماں ہیں مادہ گاہ (کا حاور) جو عمر حد کے

فَمِنْ أَصْطَلَحِ عِبْرَتِنَا جِ وَلَا عَادَاتِ سَرَائِكَ

نام رٹڑھایا جاوہ بھی حرام ہے لکس جو بھوک سے لاجار ہو کر ماری اور

عَفْوٌ رَحِيمٌ، (اعام)

گناہ کے ارادہ سے ہیں اس کو کچھ کھالے تو سر اور در دگا معاف کر موالا اور محمد ﷺ

سرکس کو سبکے رادہ تعجب اس پر ہوا کہ جو آپ سے مرچائے اس کو حرام کہتے ہیں اور جسکو جو دایے ہاتھ سے ماریں اس کو حلال جانتے ہیں، حالانکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں، اس پر یہ آست اتری۔

فَكُلُوا مِمَّا دُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ رِيَاءً مَائِمِينَ

خو جا لور خدا کا نام لکر دیکھ کا گیا ہو وہ کھاؤ، جو خدا کا نام لیکر دیکھ کا

مُؤْمِنِينَ وَمَا لَكُمْ اِنْ لَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا دَرَسَ اِسْمُ اللّٰهِ  
گناہہ کسوں یہ کھاؤ خدا سے تم یہ جو حرام کیا ہے اسکو بودہ ماں

عَلَيْهِ وَعَدَ فَصَلْ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْعَامَ  
ہی کر چکا

اس کے بعد مکہ معظمہ ہی میں سورہ کل کی آیت فَكُلُوا مِن مَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اِنْ مَارِلْ هُوَ فِي حَسٍّ مِّثْلَ حَسٍّ سَابِقِ كَآءَامٍ

کیا گیا، اور یہی چار حیریں مدار، حوں، سور، اور تنوں پر چڑھاوے، حرام میاں کی گئیں، مدیہ طیبہ اگر پہلے سورہ لقمرہ میں

اِنَّمَا حُرِّقَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الْمَيِّسِرِي مَا رِيهَ مُحْرَمَاتُ اَرْبَعَةِ مَاں كَسے گئے، عرب میں حلال و حرام کی تیسر کم تھی، وحمت و دھالت

کے علاوہ اس کا ایک سبب، عام عورت اور افلاس تھی، اس لیے مسلمانوں کی مالی حالت جیسے جیسے درست ہوتی

حاتی تھی، حلال و حرام کی تفریق پڑھتی حاتی تھی، لوگ عموماً مرد ار اُسی کو سمجھتے تھے جو بیمار ہو کر ایسی موت سے مر جائے،

اس لیے اگر اور کسی سب سے حال و مر حاتا تو اس کو حرام مہس سمجھتے، ہجرت کے چار ایچ سال کے بعد سورہ مائدہ میں

مردار (میتہ) کی تفصیل سیاں کی گئی، یعنی یہ کہ ماوہ گلا گھٹنے سے مرا ہو وَالْمُحِجَّاتُ، یا گردن ٹوٹنے سے مرا، وَالْمَوْفُودَةُ

یا اویر سے گر کے مرا ہو، وَالْمُرْدِيَّةُ، ماکسی حاور کا سینگ لگ کر مر گیا ہو، وَالْبَطِيحُ، ماکسی حاور لے اس کو بھڑا

ہو، وَمَا أَكَلَ السَّمْعُ۔ صرف وہ حابور حلال ہے حکومتی دیکھ کیا، إِلَّا مَا دَكَّيْتُمْ،



سشمہ میں حبس مسلمانوں کو خمیر کی فتوحات اور جاگیریں ہاتھ آئیں تو حاکم اوروں میں بھی حلال و حرام کی تعریف کی گئی، اور اعلان کیا گیا کہ آج سے گدھا، درندہ حاکم اور دیرینہ داریر مدحرام ہیں سشمہ میں فتح مکہ کے بعد طے کے عیدائے حوستانی تھا اسلام قبول کیا، اور تمام کے بعض عیسائی مسلمان ہوئے، یہ لوگ تکاری کتے یا لے تھے، اور اس سے شکار کرتے تھے، اسلام لائے پراں کو معلوم ہوا کہ مردہ حاکم حرام ہیں، انھوں نے آنحضرت صلیم کی خدمت میں بیاعص حال کیا، اس پر یہ آیت اتری،

سَلُّوْا نَكَاتَ مَا دَا اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَهُمُ الطَّيْسَاتُ

بھسے پھسے ہیں کہ ان کے لیے کما حلال کما گیا کہ دے کہ نام سہری حریں  
اس کے بعد یہ فیصلہ ہے کہ سکاری حاکم اگر سدھے ہوئے ہوں اور حد کا نام لیکر چھوڑے جائیں تو اس کا شکار کیا ہوا کھانا حلال ہے،

سراب کی حرب | محالیں کا خیال ہو کہ اسلام کی اساعت کی ٹری و حریہ ہوئی کہ اس کے اکثر احکام (مثلاً تعدد ارواح و عیسرہ) پس یرستی کے موید تھے، اس لیے اہل عرب کو اس کے فتول کرے میں کوئی ایتار درکار نہ تھا، ملکہ اسلام وہی کتنا تھا عودہ خود چاہتے تھے، اس بحث کی تحقیق آگے آئے گی، یہاں صرف تاریخی حقیقت سے شراب کی حرمت کا واقعہ ذکر کرنا مقصود ہے،

عرب کو شراب سے ٹھکر کوئی حیر محبوب نہ تھی، تمام ملک اس مرض میں مبتلا تھا، عرب کی شاعری کا موضوع عظم سراب ہے، مصلحت کے لحاظ سے اسلام کے تمام احکام تدیج آئے ہیں، اس لیے شراب بھی تدیج حرام کی گئی۔ مدیہ میں شراب حواری کا روح کسی قدر زیادہ تھا، ٹرے ٹرے شرفاء علامہ سراب بیٹے تھے، عرب میں ایسے بھی بیک لوگ تھے، جھون لے شراب بی بی جھوڑی تھی، اور اسکو خلاف القاسم تھے، ابھی تک اسلام لے اسکے متعلق کوئی ایسا فیصلہ نہ پایا تھا، لوگوں نے یو جھا سرفع کیا کہ سراب کے متعلق کیا حکم ہے حصر عمر لے کہا۔

اللهم من لنا في المحرم ما نشاء  
احمد سراب کے بارے میں ہمارے ساتھی ماں کرے

اس پر یہ آیت اتری

لے حوا دیں  
کے لے ال  
آنول کے  
ساں رول  
لے رول میں  
دکھو



كَسْتُوْنَكَ عَنِ الْحَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ يٰٓهٰٓمَآ اِنَّمَا  
 كُنْتُمْ مَّسٰٓغٍ لِلنَّٰسِ وَاَتَمُّهُمَا كَثَرٌ  
 مِّنْ نَّفْعِهِمَا، (لہرہ رکوع ۲۶)

لوگ تھے شراب اور جوئے کی ماس دریافت کر لے ہیں، تم  
 کہہ دو کہ اس دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لیکن  
 فائدے سے گناہ بڑھکر ہے۔

اس آیت کے مارل ہوئے کے بعد بھی لوگ شراب پیتے رہے ایک دفعہ ایک انصاری نے حضرت علی اور حضرت  
 عبدالرحمن بن عوف کی دعوت کی حمیت پر ابھی تھی، کھانے کے بعد معرب کا وقت آگیا، اور حضرت علی نے ماریٹھائی لیکن  
 منہ کے حمار میں کچھ کا کچھ پڑھ گئے، (حضرت عمر نے پھر دعا کی کہ خدا یا شراب کے مارے میں صاف صاف بیاں کر دے)  
 اس پر یہ آیت اُتری،

لَا تَعْرَوْا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰی حَتّٰی  
 تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ، (نساء)

نستہ کی حالت میں عار نہ پڑھو، ہنساک کہ جو تم کہو اُنس کو  
 سمجھ بھی سکو۔

اس آیت کے مارل ہوئے کے بعد مار کا وقت آتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک مادی اعلان  
 کرتا تھا کہ کوئی محمور مار میں نہ شامل ہوئے یا نہ، لیکن حکم عام حکم نہ تھا، اس لیے مار کے سوا ماتی اوقات میں لوگ بے تکلف  
 بیٹے یلاتے تھے، حضرت عمر نے پھر وہی دعا کی، اسی زمانہ میں کچھ لوگ شراب پی کر اس قدر مست ہوئے کہ آئیں  
 میں ماریٹ تک نوست بھی گئی۔ اس پر یہ آیت اُتری

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنَّمَا الْحَمْرُ وَالْمَيْسِرُ  
 الْاَلْسَابُ وَالْاَلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عِندِ السَّطٰٓنِ  
 فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَرِيْدُ السَّطٰٓنُ  
 اَنْ يُوَفِّعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْحَمْرِ

مسلمانو! سہہ شراب اور حوا اورب اور نمار کے ترماناک  
 ہیں اور سطاں کے کام میں، لوم اس سے ماراؤ کہ تم کو  
 فلاح حاصل ہو، سطاں کو صرف یہ چاہا ہے کہ تم لوگوں میں  
 شراب اور جوئے کے درلیم سے دہمی اور لعص ڈال دے

لے نہ لورا دا لیمہ الوداؤ وکتاب الاسرہ میں مذکور ہے لے الوداؤ دس پوری اُنس میں مذکور ہیں ملکہ حد لعل کر کے پوری آیت  
 کی طرف اشارہ کر رہا ہے

وَالْيُسْرُ وَيُصِدُّكُمْ عَنْ دِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ

اَنْتُمْ مَسْهُوْنَ، (مائدہ ۸)

راں آیتوں کے رول کے بعد شراب قطعاً حرام ہو گئی، اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی گلی کوچوں میں مسادی کرادی کہ آج سے شراب حرام ہے، لیکن ماہیہ شراب کی تجارت اور خرید و فروخت جاری تھی، شہہ میں یہ بھی حرام ہو گئی، آپ نے مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کر کے اٹکا اُسی وقت اعلان کیا، اس کے بعد اسی سال فتح مکہ کے زمانہ میں آپ نے علی الاعلان اُن حبیروں کی تجارت کی ممانعت فرمائی جسکا کھانا یا رکھنا حائز ہے، آپ نے فرمایا،

ان الله ورسوله حرم مع الحمر والمنة

والحرس والاصنام<sup>۵۲</sup>

عور کرو، شراب کی حرمت کس طرح اِعلال عام کے ساتھ عمل میں آئی، ما میں ہمہ اھی تک یہیں متعین ہوا کہ یہ کس سال کا واقعہ ہے، محدثین اور ارباب روایت اس امر میں نہایت مختلف الّا راہیں۔

حافظ اس حجر فتح الناری، کتاب التفسیر، سورۃ مائدہ ماہ لس علی الدین آموایں کہتے ہیں۔

والدی یطہراں خردمہا کاں عاوالفتہ سہ نماں اور لظاہرہ معلوم ہوتا ہے کہ سہراب کی حرمت فحش مکہ کے زمانہ شہ

لما دوى احمد من طريبي عند الرحمن من وعلة قال  
میں ہوئی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے عند الرحمن سے وعلة

مسائل اس عباس عن یحییٰ بن الجریج فقال کان لرسول اللہ  
کی سند سے روایات کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس

صلی اللہ علیہ وسلم صدیق من تقیف او دوس خلعہ

۱۔ صحیح بخاری (تیسرا باب الریاء) صحیح مسلم باب حرم مع الخمر من حصرت عالہ دنیاوی ہیں کہ ادا حر سورہ بقرہ کے ردول کے بعد جس میں حرمت ربا کا حکم ہے نہ اعلان فرمایا، نہ آئیں سہ میں مارل ہوئی ہیں ۲۔ صحیح بخاری و مسلم باب حرم مع الخمر والمسدہ والا مصام سلفہ سورہ النبی حلال میں حرمت سراپ کی دو مارکس دو مختلف معامات پر لکھی گئی ہیں صفحہ ۲۸۸ میں سلفہ اور صفحہ ۳۹۷ میں سلفہ لکھا گیا ہے یہاں عام ارباب سرکار ہی دوسرا علامہ اس حجر کی تحقق ہے لکن مصیعیں سراب النبی کی اصلی تحقق یہاں مذکور ہوتی ہے اور وہ اس باب میں عام محدث کے ساتھ ہیں صیبا کہ آگے حاکم معلوم ہوگا اس

لوم العیہ سوا یہ حمیرہد مہا اللہ فعال ماعالیٰ کے ایک نکتہ توفیہف مادیوں کے قیام سے تھوڑے بھرت مسلم سے حج کی بیٹ  
اما علمت ان اللہ حرمہا، اور ایک نکتہ صحت میں کی آئے دیا ایک معلوم اس کے لئے کہ حرام کر دیا۔

ہماری رائے میں حاطہ اس حرم کا خیال اور ان کا استدلال صحیح ہیں، اس روایت سے صرف اس قدر ثابت  
ہوتا ہے کہ ان صاحب کو تراب کی حرمت کا حال فتح مکہ تک نہیں معلوم ہوا تھا، یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت  
تک حرمت مارل بھی نہیں ہوئی تھی، بہت سے احکام ہیں جس کی حدود دور کے رہتے والوں کو بہت دیر کے بعد ہوئی  
علاوہ اس کے خود بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے تراب کی حرمت مارل ہوئی تھی۔  
یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ تراب صیسی مایاک حیر شہہ ہجری تک حلال رہتی، اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی  
وفات سے صرف دو برس پہلے حرام ہوئی، حقیقت میں تراب ہجرت کے تیسرے یا چوتھے برس حرام ہو چکی تھی۔  
سود کی حرمت (سود جواری بھی ان احلاق دیمہ میں سے ہے) اہل عرب کے رگ دریمہ میں سرایت کر گئے تھے۔  
اسی لیے ہایت تدریج کے ساتھ اسکی حرمت کے احکام بھی اترے، قرین عموما تجارت میت تھے، ان میں حوامیر

(۱) صف کا ماس اکل و سہ ہر، جس صاحب کا وہ دھو دھیل ثلث مادیوں سے تھے، نصف کا قیام سہ میں مسلمان ہوا ۱۱۱ء میں دو برس گزرت  
پہلے اسلام لائے تھے لیکن وہ دھو دھیل ہت دور آ رہے تھے اس کے علاوہ ایک اور نکتہ بھی ہے جسکی طرف ہمارے محدث نے توجہ نہیں کی اور  
وہ یہ ہے حصار کہ ہم بھی اس میں پہلے لکھ آئے ہیں کہ سراب کا کیا گوشہ میں حرام ہو چکا تھا، لیکن سراب کی تجارت میں نہ ہوئی تھی حصار کہ صاحب  
بھی نے وہیں تھے سراب کی حدود و وجہ مالیت رما کی حرمت کے ساتھ عمل میں آئی ہے اور رما کی حرمت سے آخر میں مارل ہوئی ہے یعنی  
شہہ میں سراب دوسری کی مالیت دہہ میں اسی وقت کر دی گئی لیکن اس کا عام اعلان ایسے حج مکہ کے رما میں دہہ ماسا کا احادیث صحیح میں تصریح  
مکروہ ہے (دیکھو صحیح بخاری لیسر آب رما ماسع المینہ والا صام اور صحیح مسلم ماسع الحرم) حاطہ اس حجر جو اس بات کے حامل ہیں کہ سراب  
کی حرمت سہ میں مارل ہوئی وہ جو حلال اول صحر ۶۱۱ء میں ماسعی عاص کے جواب میں لکھے میں، حلب و دجلہ ان یکون عویدہ الحادۃ جیہا  
ما حوص وقت تخریجہا، واللہ اعلم، یعنی دیکھ ہے کہ سراب سہ کی حرمت کے بعد سراب کی تجارت کی حرمت مارل ہوئی ہو، صحیح مسلم میں اس بعد  
حدیث سے روایت سے (ما تحریم الحجر) جس سے معلوم ہوا ہے کہ سراب سہ اور اسکی حدود و وجہ کی مالیت اک ساتھ مارل ہوئی، لیکن اس کے  
بعد حضرت عائشہ اور عمار بن عبد اللہ سے جو روایں میں اس سے ماسع ہوا ہے کہ پہلی روایت میں حضرت الامیرہ جری مال کے بعد کے  
راویوں سے کسی حدیث صحیح ہوا ہے دھو دھیل اھو انھی علاوہ اس حاطہ اس حجرے امام احمد کی حدیث سے حج مکہ میں سراب بوسی کی حرمت  
کے رد میں استدلال کیا ہے وہ حدیث صحیح مسلم (ما تحریم الحجر) میں بھی ہے لیکن اس میں "فتح مکہ" کی بعض ہیں پہلے سے ڈی دلیل  
اسکی۔ سہ کہ جب سراب کی حرمت مارل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے مسلمان بھائی جو سراب کی کرنگا اھو میں (یعنی حاتمہ صلوٰۃ) ر

اور دو تہ سود اگر تھے، وہ عریوں اور کاشتکاروں کو ہماری تہج سود پر دوسرے قرض دیتے اور جب تک قرض وصول نہ ہوتا تھا اصل سرمایہ کو ہر سال ٹھہاتے حالتے، خود انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حجاج اس (اسلام سے پہلے) بہت بڑے سودی کاروبار کے مالک تھے، انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مدینہ تشریف لائے تو یہودی تاجروں کے سب سے یہاں مختلف قسم کے سود کا رواج دیکھا، اسے پہلے آپ نے حامی اور سولے کے اُدھار خرید و فروخت کو سود قرار دیا، پھر دو گے اور چو گے سود لیے کی ملامت آئی اور یہ آیت اتری،

لَا اٰمَنَ الْاِدْنِیْنَ اَمْوَالُہُمْ لَا تَكُوْنُ اِلٰہًا اَصْحٰہَا  
مُصَاعَفَةٌ وَلَا تَقُوْا اللّٰہَ لَعَلَّہُ یُعْطِیْکُمْ اَلْعِلٰہَ  
سہل تو اوگیا توگیا سود نہ کھا ماکرو، اور خدا سے  
ڈرا کر انا کہ صلاح ماؤ

اس کے بعد آپ نے پچیس ایسا، کا ماہم گھٹ ٹھہ کے سادہ نسخہ فرمایا، شہ میں عروہ حیر کے موقع پر مسلمانوں نے یہودی سود گردن سے پس دس سو فی کما، اُس وقت آپ نے اعلان فرمایا کہ سولے کو اتنی کے کھاؤ گھٹا ٹھہا کر عیاضی سود ہے، سود کی حرمت کے متعلق تفصیلی احکام شہ میں مارل ہوئے آل عمران کے بعد سورہ لقہ میں سب سے پہلے یہ آیت اتری،

اَلَّذِیْنَ لَا یُکُوْنُوْنَ اِلٰہًا اَصْحٰہَا  
اَلَّذِیْنَ یَتَخَفُوْنَ الشَّیْطٰنَ مِنْ الْمَرْثِ ذٰلِکَ رَاہُمْ  
جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح کھڑے ہوں گے طرح  
سلمان کیکو بھوکر محوط سادیتا ہے، اسلئے کہ وہ یہ کہتے ہیں

(لعمہ عامہ صفر گدستہ) سریک سولے اور اسی حالت میں مارے گئے، ال کا حال ہوگا اسیرہ آیت کنسی علی الذین اَمْوَا مارل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ سرب کی حرم کا واقعہ جنگ احد سے بالکل فصل تھا اور جنگ احد کا رماہ ہی ہے۔ ہماری عمر سرب مکر میں حصر جاری روایہ ہے

صَحَّہَا مِنْ عَدَاۃِ اَحَدِ الْحَمْرِ فَمَسْلُوْا مِنْہُمْ  
حمصا سہل اعد و دالک من لخر بیضا،  
عروہ احد کی صبح کو کچھ لوگوں نے سرب لی، اور وہ سب اُبی دن  
سہل ہوئے، سرب کی حرم سے پہلے ہوا

اس روایہ کے ساتھ حضرت انس کی اس روایہ کو ملاؤ، جو اس کے بعد ہی واقع ہے  
فَعَالِیْ الْقَوْمِ مِنْہُمْ وَہِیْ فِی طَہْمَہُمْ قَالَ فَاٰوَلِ اللّٰہَ  
دلیس علی الدس اَمْوَا الم)  
حرم سرب کی س مارل ہوئی دوسرے لوگوں نے کہا کہ لوگ اس طریق پر  
کئے ہیں کہ سرب انکے مٹ میں بھی اسیرہ آسانی کو مومر کچھ سب ہیں

لے موطا امام مالک باب الرماہ، سہ اس حریہ سرب رما، سہ مع سلم باب الصرف سہ صحاح کتاب البیوع

ھے صحیح مسلم  
صحاح الاموال  
باب

كَانُوا اَتَمَّ النَّعْمِ مِثْلُ الرِّبَا وَاَحَلَّ اللَّهُ السَّعْيَ وَحَرَّمَ  
الرِّبَا فَمَنْ حَآءَ لَا مَوْعِظَةً مِنْ رَبِّهِ فَاَنْهَى  
فَلَهُ مَا سَلَفَ ،  
کہ سہ اور سود کا معاملہ ایک ہی ہے، حدائے سہ کو حلال کیا اور سود کو  
حرام کر دیا سہ کے سہ صد کی طرف سے بصیحت کی بات سہی  
اور وہ مارا گیا اور سود کو وہی لینا چاہئے جو پہلے دیا۔

لوگوں کو یہ اعتراض تھا کہ سود بھی ایک قسم کی تجارت ہے، جس تجارت جائز ہے تو سود کیوں حرام ہے، اس سوال کا  
جواب تو کتاب کی دوسری جلدوں میں آئیگا، یہاں صرف سود کی تاریخ حرمت سے بحث ہے ہر حال اس آیت  
میں بھی سود کی قطعی حرمت کا فیصلہ ہوا آخر تھوڑے ہی وقفہ کے بعد عائشہؓ میں یہ آیت مار لی ہوئی۔

لَا تُضَايِقُنَّ اَمْوَالَكُمْ اَللّٰهُ وَدَّرُوا مَا نَهَى مِنَ الرِّبَا  
اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَاَدْنُوْا الْحَرْبَ مِنْ  
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِنْ تَسْمُوْا فَاَدْنُوْا اَمْوَالَكُمْ لَا  
تَطْلُمُوْنَ وَلَا تُطْلَمُوْنَ ، دہرہ ،  
مسلمانو! حدائے سود اور سود جو مانی رہ گیا ہے اسکو چھوڑ دو، اگر  
تم سچے مومن ہو اگر نہ کرو لو خدا و رسول سے لڑنے کے لیے میار ہو جاؤ  
اگر مار آ جاؤ تو تم کو اسے اس المال کا حق ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو  
اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے

یہ آیت حب اُتری تو آپ نے مسجد میں تمام مسلمانوں کو جمع کر کے حکم سنایا، سہ میں اہل نجران سے جو  
معاهدات صلح ہوئے ان میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ”سود نہ لیں گے“ دیکھ سہ میں تھے الوداع کے موقع پر اس آیت کے  
رہول سے پہلے تمام ملک عرب میں حقدار سودی معاملات تھے، آپ نے سب کو کالعدم قرار دیا

حصر ت اس عہد میں وہاں تھے کہ سود کی حرمت کا حکم اسلام کے سلسلہ احکام کی سہ آخری کڑی تھی



# سالِ اخیر حجۃ الوداع، اختتامِ فرضِ نبوت

دیچہ سلسلہ مطابق دروری ۶۳۲ھ

إِذَا حَضَرَ النَّصْرُ وَالْعَمْرُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ  
فِي دِيسِ اللَّهِ فَأَوْحَا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ  
إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

جب حد کی مدد آگئی اور مکہ مسجیح ہو چکا اور تو نے دیکھ لیا کہ لوگ حد کے  
دیس میں موح کی موح داخل ہو رہے ہیں، تو حد کے حمد کی تسبیح  
ٹوہ، اور استغفار کر، حد کو قبول کر لے والا ہے۔

ظاہر یہ حال ہوتا ہے کہ نصرت اور مسج کے مفت المہ میں سکر کی ہدایت ہونی چاہیے تھی، تسبیح اور استغفار کو  
فتح سے کیا مسامت ہو؟ اسی سائر ایک صحت میں نصرت عمر لے صحابہ سے اس آیت کے معنی لو جھے، لوگوں لے  
مختلف معنی تائے، نصرت عمر لے عبداللہ بن عباس کی طرف دیکھا، وہ کس تھے اور عواہ دیتے جھکتے تھے، نصرت  
عمر لے انکی ڈھارس سدھائی تو انہوں لے کہا کہ آیت آنحضرت صلیم کے قرب وفات کا اعلان ہے کہ استغفار موت  
کے لیے مخصوص ہے۔

اس سورہ کے مارل ہوئے کے بعد آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ رحلت کا زمانہ قریب آگیا، اس لیے اب ضرورت تھی  
کہ تمام دنیا کے سامنے شریعت اور اخلاق کے تمام اصول اساسی کا مجمع عام میں اعلان کر دیا جائے، آنحضرت صلیم نے ہجرت  
کے زمانہ سے اب تک دربیضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا۔

اس صحیح بخاری میں سورہ ادا حار سلسلہ واحدی نے اسباب الردل میں لکھا ہے کہ سورہ آنحضرت صلیم کی وفات سے دو برس پہلے اُری لیکس اس مہم  
لے راد المعاد میں لکھا ہے کہ سلسلہ میں اور علی امام سہری میں اُری (دوسری روایہ اصل میں سہری کی ہے، اس محرر اور رد قانی نے تصریح کی ہے  
کہ اسکی سد صنف ہے اس لیے واحدی کی روایہ صحیح ہے، سدوطی نے بھی اسباب الردل میں مصنف عن الرراق کے حوالہ سے سہری روایہ نقل کی ہے  
کہ سورہ فتح مکہ کے بعد ہی فوراً مارل ہوئی نصرت ابیہ اور اسباب حدیث کے علاوہ خود اس سورہ کا طرہاں ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے متصل  
ہی اتری ہو یعنی حجۃ الوداع سے فوراً دو لوگے دو برس پہلے جس رواہوں میں وفات سے حد درجہ پہلے اس سورہ کا مارل ہوا سال ہوا ہے  
وہ روایت اور روایہ دونوں جتنوں سے صیغہ ہیں) اس (سلسلہ میں اس ماح میں ہے) اب حجۃ الہی صلیم (کہ ہجرت سے پہلے آپ نے دو حج فرمائے  
نص حدیثوں میں عید ہے کہ آپ نے ایک ہی حج کیا تھا درمیں اب کم حج الہی اور الوداع وقت الاحرام) اس سے مقصود بعد ہجرت ہے)





وَاحِدٌ وَامِنْ مَّعَامِرِ اِزْهَارِ هَيْمُصَدِّقٍ

اور مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ ساؤ۔

اِنَّ الصَّافِ وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ  
 خدا کے سوا کوئی خدا نہیں، اسکا کوئی شریک نہیں اس کے

الا للہ وحدہ، الاحر وعدہ، نصر عبداللہ وھرم  
 مادہ ہی، کوئی حد اس مگر وہ اکلا حد، اسے اس وعدہ لور کیا

صفا سے اتر کر کوہ مروہ پر تشریف لائے یہاں بھی دعاؤں تہلیل کی، اہل عرب ایام حج میں عمرہ ماحائر سمجھتے

تمام کر کے احرام اتار دیے کا حکم دیا، بعض صحابہ نے گد تہ رسوم مالومہ کی سائر اس حکم کی کھا آوری میں معذرت کی آنحضرت

میں بھیجے گئے تھے، اسی وقت وہ بھی حایوں کا قافلہ لیکر مکہ میں وارد ہوئے، چونکہ ان کے ساتھ قرمانی کے حاور

له سائى ما استقال الخ، ٢٥ الموداود،

مسی میں قیام فرمایا دوسرے دن لوگوں کو جمعہ کے روز، صبح کی مار پڑھ کر مسی سے روانہ ہوئے،

قریش کا معمول تھا کہ جب مکہ سے حج کے لیے نکلتے تھے تو عرفات کے بجائے مزدلفہ میں مقام کرتے تھے جو حرم کے حدود میں تھا، ان کا خیال تھا کہ قریش نے اگر حرم کے سوا کسی اور مقام میں مساک حج ادا کیے تو انکی تاں کیائی میں فرق آجائے گا لیکن اسلام کو مساوات عام قائم کرنی تھی اس کے لحاظ سے یہ تخصیص روا نہیں رکھی جاسکتی تھی، اس لیے (حدائق علم دیا، تَمَّازِ قِصْوَاتِ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ آبِ ابھی عام مسلمانوں کے ساتھ) عرفات میں آئے (اور یہ اعلان کر دیا

فعوا علی مسلکمکم وانکم علی (اب میں ادب اسکو براہیم) اپنے معزز مقام میں ٹھہر رہو کہ ہم نے ماپ ابراہیم کی دراتب یرہو  
یسی عرفہ میں حاجیوں کا قیام حضرت ابراہیم کی یادگار ہے اور انھیں نے اس مقام کو اس عرصہ حاصل کے لیے منتخب کیا ہے، عرفات میں ایک مقام مرہ ہے وہاں آب نے ایک کھل کے حیمہ میں قیام فرمایا، دو پہر ڈھل گئی تو مقررہ (حکام قضاوت تھا) سوار ہو کر میدان میں آئے اور رات کے ادیر ہی سے حطہ پڑھا،  
(آج یہاں تھا کہ اسلام اسے حاد و حلال کے ساتھ نمودار ہوا، اور حالت کے تمام سہودہ مراسم کو مٹا دیا،  
اس لیے آب نے فرمایا،

الا کل سنی من امر الحاہلۃ محمد بنی، ہاں حاکم کے نام دستور سے دونوں

موضوع (صحیح بخاری و مسلم والوداد) مالوں کے بیٹے ہیں،

۱۔ صحیح بخاری باب الووف لعرفۃ ۲۔ اوداد، موضع الووف لعرفۃ ۳۔ اور اس کے بعد کے نام عربی حطہ اکھترت مسلم کے حطہ کے ٹکڑے ہیں۔  
(۴۔ حطہ کسی حد میں یکساں نہیں ہوتے ہیں اس لیے ان کو مختلف ماحدوں سے جمع کرنا ٹھیک ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم (۵۔ باب حطہ النبی و باب الدما) اور اوداد و باب الا شہر الحرم و حطہ النبی (۶۔ وعمرہ میں حطہ حضرت ان عباس حضرت اس عمر حضرت الواما نہ ماہلی حضرت حارم حضرت الوکود و وعمرہ صحابہ کی روایوں سے مذکور ہے ان روایوں میں بعض مابین سرک ہیں مثلاً ان دما انکروا و ما انکروا علیکم کحرمۃ انکروا اور بعض مابین الگ ہیں۔ معاری و سیر کی کالوں میں کچھ اور باتیں بھی مذکور ہیں اصل یہ ہے کہ انک طویل حطہ تھا ہر ایک شخص کو جو عمرہ مادرہ گا اسی کی اُسے رد اس کر دی، اس مابین مختلف ماحدوں سے ان ٹکڑوں کو جمع کر لیا گیا ہے۔ اور اس کے حاکم حوالے دیے گئے ہیں حطہ کے بعض صبی الفاظ مصنف نے چھوڑ دیے ہیں روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے حضرت حارم اسی روایت میں (تقریباً صفحہ ۱۲۰)

تکمیل انسانی کی سرل میں سے ٹرا سگ راہ امتیاز مراتب تھا، خودی کی قوموں نے، تمام مذاہب نے، تمام ممالک نے مختلف صورتوں میں قائم کر رکھا تھا، سلاطین سایہ پردانی تھے، جکے آگے کسی کو جوں و چرا کی محال نہ تھی، ائمہ مذہب کے ساتھ کوئی تخصیص مایل مدہی میں گفتگو کا محارہ تھا ستر فاء ردیوں سے ایک بالاتر مخلوق تھی، علام آقا کے ہمسر ہیں ہو سکتے تھے، آج یہ تمام تفرقے، یہ تمام امتدارات، یہ تمام حد سدیان دفعہ ٹوٹ گئیں،

لنس للعربی فصل علی العجمی ولا للعجمی فصل علی العربی کلکم  
عربی کو عجمی برا و عجمی کو عربی بر کوئی مصلحت نہیں، تم سب آدم کی اولاد

اسماء آدم و آدم من البرات (عبدالعزیز خط موسیٰ) ہو، اور آدم حاکم سے سے تھے،

ان کل مسلم احوال المسلم و ان المسلمین احوال  
مسلمان مسلمان ماہم بھائی بھائی ہیں۔ (طبری و ابن اسحاق)

اَرَقَّ لَكُمْ اسْقَاءُكُمْ اطعموهم مما تاکلون و  
نہاے علام انہما علام احوال دکھاؤ، وہی ان کو کھلاؤ احوال

اکسوہم مما تلکون (اس سلسلہ) یہودی ہی ان کو کھلاؤ،

عرب میں کسی حامداں کا کوئی تخصیص کسی کے ہاتھ سے قبل ہوتا تو اس کا انتقام لیا حامدانی مرض ہو جاتا تھا یہاں تک کہ سیکڑوں برس گزر جائے یہ بھی یہ مرض باقی رہتا تھا، اور اسی سائر لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہو جاتا تھا، اور عرب کی زمین ہمیشہ حوں سے رنگیں رہتی تھی، آج یہ سب سے قدیم رسم عرب کا سب سے مقدم فرح حامد الویکا

(نقہ حاسہ صفحہ گدسہ) اور ایک روایت میں حضرت اس عباس خطبہ کا دل دوم عربی ۹ دیکھو اور حضرت ابوکرہ اور حضرت اس عباس دوسری روایتوں میں دوم العربی ۱۰ دیکھو سائے ہیں بعض روایتیں امام السری کے خطبہ کی ہیں، اس اسحاق نے اسکو مسلسل خطبہ کے طور پر نقل کیا ہے، اس ماہ، رمزی اور مسند احمد میں خطبہ حجہ الوداع کے حدیث سے منقول ہیں جس میں یہ تصریح نہیں کہ کس باب کے خطبہ میں آئے نہ درما، ہر حال صحاح ۲ اور مسند کی امام روایات کو کچھ کر کے نہ مات ہو ماہر کہ آئے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا ۹ دیکھو دوم عرب کو ۱۱ دیکھو دوم العرب کو، اور میرا خطبہ امام السری میں ۱۱ یا ۱۲ دیکھو کو، ان خطبوں میں اصولی طور پر بعض مایں سرک ہیں اور بعض بعض المعام ہیں نہ ہر ممکن ہے جیسا کہ بعض محدثین نے تصریح کی ہے کہ جو مکہ جمع ہوا تھا اور جو معام اسی ام کو سمجھا جاتا ہے تھے وہ ہایت اہم تھا، اس لیے آئے اسی تقریر کے بعض بعض دفعے مکرر اعادہ فرمائے) اس (خطبہ) فقرہ حدیث اور سیر کی کتابوں میں مجھے نہیں ملا رمزی آخر کتاب المسام اور الوداد۔ باب المسامح والاحساب میں اس کے ہم معنی مہوم مذکور ہے، ان اللہ اذهب عنکم عنسة الخاھلیة و نحرھا ناکا ماء، انما هو مومن تعی و فاحر سبی الناس کلھم سواکم و آدم خلق من التراب، لکن اس روایت میں حجہ الوداع کا نام نہیں ہے، اللہ موریع العقول نے دوسری صدی ہجری میں تھا، یہ فقرہ خطبہ حجہ الوداع میں نقل کیا ہے، صفحہ ۲۳ طبع لوریس)

یہ فرسہ راہ کو دیا جاتا ہے، (اور اس کے لیے سوت کا مادی سے پہلے ایسا مودہ آب میں کرتا ہے)

ودماء الحاہلیہ موصوعہ وان اول دم اصعی حاہلیت کے نام حوں (یعنی اسعاص حوں) مائل کر دیے گئے،

دمائش دم اس رسعہ من الحوب، اور سے پہلے میں (ایسے حامداں کا حوں) رسعہ من الحوب کے

(صحیح بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابویس حارص) لٹھے کا حوں مائل کر دیا ہوں۔

(تمام عرب میں سودی کا رومار کا انک حال پھیلا ہوا تھا، جس سے عمار کا ریتہ ریتہ کلڑا ہوا تھا اور ہیتہ کے لیے

وہ ایسے قرضو ہوں کے علام گئے تھے، آج وہ دن ہے کہ اس حال کا تار مارا لگ ہوتا ہے اس فرص کی تکمیل کے لیے بھی معلم حق سب سے پہلے ایسے حامداں کو نیتیں کرتا ہے۔

ورماء الحاہلیہ موصوعہ واول دم اصع رما مارما حاہلیت کے نام سود بھی مائل کر دیے گئے اور سے پہلے ایسے

عنا س من عمدا المطلب، (صحیح مسلم و ابوداؤد) حامداں کا سود، عنا س من عمدا المطلب کا سود مائل کرنا ہوں)

آج تک عورتیں ایک حامدا و مقولہ تھیں، جو قمار مار یوں میں دائوں بریٹھا دی جا سکتی تھیں، آج ہمارے دن

کہ یہ گردہ طلوم، یہ صفت لطیف، یہ جوہر مارک، قدر والی کا تاج ہوتا ہے،

فالتعواللہ فی النساء (صحیح مسلم و ابوداؤد) (عورتوں کے معاملہ میں حساسے ڈرو)

انکم علی سائلکم حمدا و لیس علیکم حمدا لیس سائلکم و لیس ہمارا عورتوں مراد عورتوں کا تم مرحی ہے

عرب میں حال و مال کی کچھ قیمت نہ تھی، شخص جسکو جاہتا تھا قتل کر دیتا تھا، اور جس کا مال جاہتا تھا چھین لیتا

تھا (آج امن و سلامتی کا ادساہ نام دسا کو صلح کا پیام سنا ہے)

پہلے رسعہ درس کے حامداں سے تھے اور ان کے حوں کا اسعاص لیس اس کی طور رنگی فرص حامداںی حلا آتا تھا، (رسعہ من حارب من عمدا المطلب) اکھبر صلعم کے حیار دھائی تھے، اور لیس رواتوں میں جو ان کے قتل کا ذکر ہے لیکن صحیح ہیں، رسعہ حلافت فاروقی تک مدہ تھے اور رسعہ من وفات مائی صحیح یہ ہے کہ رسعہ کا ایسا نام ایک مٹا مٹا دہ فیلیہ سی بعد میں بردس یا رما تھا کہ ہڈی لے اسکو قتل کر ڈالا دیکھو ابوداؤد و صحیح مسلم، باب حذو النبی صلعم اور در فانی حلیہ ص ۲۰۲)

(پہلے اکھبر صلعم کے حیار عاص اسلام سے پہلے سود کا کارومار کرتے تھے، سب سے لوگوں کے دھماں کا سود مانی تھا، (دیکھو تفسیر آیات رما و سلعہ اس کے بعد آپ نے رسوں و سود کے دراصل کی تفصیل دی)

اِنَّ دِمَانَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا يَحِلُّ عَلَيْكُمْ هِدَايَتُهُمْ وَلَا فِي شَهْرِكُمْ هِدَا

توہم راحول اور ہمارا مال باقیامب اسی طرح حرام ہے

فی بلدکم ہدایا لی یومر تلقلوہ ریکم (صحیح بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ)

حطیح یہ دل، نہ ہمد، اور نہ شہر حرام ہے

(اسلام سے پہلے ٹرے ٹرے ماہب دیبا میں پیدا ہوئے لیکن انکی میاد و حدود صاحب تسلیمیت کے تحریری اصول

پر تھی، انکو حد کی طرف سے حود ہدایتیں ملی تھیں مدوں کی ہوس یرتیبوں لے انکی حقیقت کم کردی تھی، ادی مدہب

کا یہ سیرسی ردگی کے بعد ہدایات زمانی کا مجموعہ حود ایے ہات سے (ینی امت کو سیر دکر تاہی اور تاکید کرتاہی)

وانی قد ترک فیکم مالی لصلو العداۃ ان عتصم

میں ہم میں ایک حیر چھوڑا ہوں اگر تم لے اسکو مصبوط کر لیا

لہ کتاب اللہ، (صحاح)

لو گراہ نہ ہو گے، وہ حر کتاب ہے کتاب اللہ

اُس کے بعد آپ نے حید اصولی احکام کا اعلان فرمایا،

اِنَّ اللہ عروحل قد اعطی کل دی حق

حد لے ہر حق دار کو (اروس و راست) اس کا حق

حمہ فلا وصتہ لوارب

دیبا کسی وارب کے حق میں وصت جائز نہیں،

الولد للما اس وللعاهر الخ وحسب لہم

لڑکا اُس کا ہو جسکے ستر پر پیدا ہوا، رہا کار کے لیے تھر

علی اللہ -

ہے اور اُن کا حساب خدا کے دہ ہے

میں ادعی الے عیرامیہ و انتہی الے عیر

حوڑ کا اسے مانکے علاوہ کسی اور کے سسکے ہوئے کا دعویٰ کرے

موالیہ فعلہ لعة اللہ،

اور حوعلام اپنے مولیٰ کے سوا کسی دطر ایسی ست کرے اسکا کی نسب

الا یحل لامرؤۃ ان یعطی من مال زوجها

ہیں عورت کو ایسے سوہر کے مال میں سے انکی اجارت کے لیے کچھ دیا

سنا الا مادہ الدس مقصی والعارۃ موداة

حائر میں، مصل دا کیا جائے عاریب والس کچھ عطفہ

والمحبۃ مودۃ، والرعم عارم،

لوٹایا جائے صامس ماواں کا دمہ دار ہے

(لے سس اس ماہ باب الوصایا و سد الواد و طہاسی رواست انی امامتہ الباہلی الوداؤد کتاب الوصایا میں مختصر ہے اس بعد اور

اس اسحاق نے بھی اسکی سد رواست کی ہے کہ ہمہ کے حطہ میں آپ نے فرمایا)

یہ فرما کر آپ نے مجمع کی طرف خطاب کیا،

اَہم مَسْئَلُوں عَیْ فَا اَہم فَا اَہم (صحیح مسلم والوداؤد) مے سے حد کے ہاں مری سب بوجھا جائیگا، تم کیا جواب دو گے،

صحابہ نے عرص کی ہم کہیں گے کہ آپ نے حد کا بیعام بیجا دیا، اور اس امر ص ادا کر دیا، آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی، اور تین بار فرمایا،

اللّٰهُمَّ اسْهَلْ (صحیح مسلم والوداؤد) اے خدا تو گواہ رہا۔

عین اس وقت جب آپ یہ عرض موت ادا کر رہے تھے یہ آیت اُترتی،

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمُ دِیْنَکُمْ وَاَنْصَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا، آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور اسی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے مہم اسلام کو انتخاب کر لیا۔

ہمایت حیرت انگیز اور عمرت حیرت مندر یہ تھا کہ شاہنشاہ عالم حققت لاکھوں آدمیوں کے مع میں دریاں مانی کا اعلان کر رہا تھا، اُس کے تحت شاہنشاہی کا مسد و مالیں (کجاوہ اور عرق گیر) ایک رویہ سے زیادہ قیمت کا رہا تھا (حطہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت ملاں کو اداں کا حکم دیا، اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی، پھر ماقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قلم رو دعاء میں مصروف رہے، حکماء دوسے لگا تو آپ نے وہاں سے چلنے کی تیاری کی حضرت اُسامہؓ سید کو اوٹیر بھیجے ٹھالیا، آپ ماقہ کی رماں کیسے ہوئے تھے، یہاں تک کہ اسکی گردن کجاوے میں آکر لگتی تھی، لوگوں کے ہجوم سے ایک اصطراب سا پیدا ہو گیا تھا، لوگوں کو دست راست سے، اور سجاری میں ہے کہ کوڑہ سے آپ اتارہ کرتے جاتے تھے کہ آہستہ آہستہ اور زمان مبارک سے ارتداد فرما رہے تھے،

السَّکِیَّةُ یَا اَہَا النَّاسِ السَّکِیَّةُ یَا اَہَا النَّاسِ (صحیح بخاری و مسلم والوداؤد) لوگو اسکوں کے ساتھ لوگو اسکوں کے ساتھ،

اتانے راہ میں ایک جگہ اُتر کر طہارت کی، اُسامہ نے کہا، یا رسول اللہ! مار کا وقت تنگ ہو رہا ہے، فرمایا

(طہ صحیح بخاری و صحیح مسلم والوداؤد وغیرہ) (اس سعد میں تصریح خاص ہے) طہ طہاب اس صفحہ ۱۲۷ (کتاب السائل للبریدی داس ماح)



مار کا موقع آگے آتا ہے، تھوڑی دیر کے بعد آپ تمام قافلہ کے ساتھ مرد لہہ پہنچے، یہاں پہلے معرب کی مار ٹیڑھی، اسکے بعد لوگوں نے اسے ایسے پڑاؤ پر حاکر سوار یون کو ٹھایا، ابھی سا ماں کھولے بھی نہ یاے تھے کہ دورا ہی مار عتا کی تکبیر ہوئی مار سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے اور صبح تک آرام فرمایا، بیچ میں روراء دستور کے خلاف عادت تباہ کے لیے بیدار ہوئے۔ محدثیں لکھا ہے کہ یہی ایک تب ہے جس میں آپ نے مار تہ ادا ہیں فرمائی، صبح سویرے اٹھ کر جماعت خرقہ کی مار ٹیڑھی، کفار قریش مزولفہ سے اسوقت کوچ کرتے تھے حب آفتاب یوراکل آما تھا، اور اس یاس کے ہاڑوں کی چوٹیوں پر دھوب تک لگتی تھی اسوقت آدار ملد کہتے تھے، کوہ تیرا دھوب سے جھک جا، آنحضرت صلعم نے اس رسم کے ابطال کے لیے سورج بکھلے سے پہلے ہاں سے کوچ کیا، نہ دیکھ کی دسویں تاریخ اور سحر کا دل تھا، فصل س عاس آپ کے برادر عم راداقہ پر سا تھ تھے، اہل حاجت داہے مائیں حج کے مسائل دریافت کر کے لیے آرہے تھے، آپ جواب دیتے تھے، اور رور رور سے ماسک حج کی تعلیم دیتے جاتے تھے، دادی محتر کے راستہ سے آپ جمرہ کے یاس آئے، اس عاس سے اسوقت کس تھے فرمایا مجھے لکریاں جیکر دو، آپ لکریاں پھینکیں اور لوگوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا،

اَنَا كَرُّوا الْعُلُو فِي الدِّينِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ قُلُوبُكُمْ      مدب میں علوا اور مالہ سے بچو، کو کہ تم سے ہسلی و س

العلو فی الدین (اس ماحہ و سائی)      اسی سے رما د مائیں،

اسی آتا میں آپ یہ بھی فرماتے،

لَا احَدٌ وَاَمَّا سَلَكُمُ فَاِنِّي لَا اَدْرِي لَعَلَّيْ لَا احَجَّ      حج کے مسائل سکھ لو، میں ہسں حاسا، ستا مد کہ اس کے بعد

بعد تحتی ہلا (سلم داوداؤد)      مجھے دوسرے حج کی دسائے

یہاں سے فارغ ہو کر منے کے میداں میں سرلیف لائے، داہے مائیں آگے تیجھے تقریاً ایک لاکھ مسلمانوں کا

جمع تھا، مہاجرین قبلہ کے داہے، انصار مائیں، اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صعیں تھیں، آنحضرت صلعم ماقہ پر سوار تھے

لے صحیح بخاری والوداؤد، سلم داوداؤد، سلم سائی



حسرتِ ملال کے ہاتھ میں ماتہ کی مہارت تھی، حصرِ آسمانیں ریدتیجھے بیٹھے کھڑا تا مکر سایہ کیے ہوئے تھے، آپ نے  
 نظر اٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو درایص موت کے ۲۳ سالہ سائج نگاہوں کے سامنے تھے، زمین سے  
 آسمان تک قول و اعترافِ حق کا اور صو، وساں تھا، دیواں قصا میں امیائے سائقین کے درایص تسلیع کے کارامویہ  
 حتم رسالت کی مہر ت ہو رہی تھی، اور دیا ایسی تخلیق کے لاکھوں رس کے بعد دیں مطرت کی تجیل کامردہ، کائنات کے  
 درہ درہ کی رماں سے س رہی تھی، عین اسی عالم میں رماں حق محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کام و دہس میں  
 رمزہ بردار ہوئی،

اب ایک نئی سرلخت، ایک نئے نظام اور ایک نئے عالم کا آغاز تھا، اس سائر ارشاد فرمایا،  
 ان الرماں قد استدار کھیتہ لوم خلق اللہ امدان حدلے حب آسمان و در میں کو سید اکما تھا، رما نہ پھر کھرا  
 السموات و الارض، (رواب الکرہ) آج بھر اسی لعطیر آگیا،

(ابراہیم طیل کے طریق عبادت (حج) کا موسم ایسی جگہ سے ہٹ گیا تھا، اس کا سبب یہ ہے کہ اس رماہ میں  
 کسی قسم کی جو رری حائر نہیں تھی اس لیے عزوں کے حول آتام حد مات حگ کے لیے اسکو کھی گھٹا بھی ٹرھا  
 دیتے تھے، آج وہ دن آیا کہ اس اجتماعِ عظیم کے لیے اتھر حرم کی تعین کردی جائے، آپ نے فرمایا،

السہر انا عشر سہرا مہا اربعۃ حرم ملائکہ موالیات سال کے مارہ مہیہ ہیں حمیں حار مہیہ فائل احرام ہیں میں  
 دو القعدۃ و دو النحۃ و محرم و رجب شہر مصر لوموار مہیہ ہیں، دو قعدہ، دو النحہ اور محرم اور جو تھا رجب مصر کا  
 الدی میں حمادی و ستعاں (رواب الکرہ) مہمد حمادی النالی اور سعاں کے حج میں ہے۔

(لے حج کے ال مہسوں کے احرام اور رگی کا محل عرب میں ہماں فیم رماہ سے جلا آما تھا، اور عرب کے مام درقہ خواہ ہو دی ماعسانی یا  
 کسی اور مذہب کے مہر ہوں س برابر ان کی عرب کرتے تھے، ال مہسوں میں حگ و حدال اور لڑائی بھڑائی حرام حاسے تھے، قدیم اسعار  
 عرب میں اس کا ساں ہماں کرت سے ہے، روموں کی مایح میں بھی عزوں کے اس عہدہ کا ذکر ہے ۱۱۷۷ عس رومیوں کو سام انطیلس  
 میں کوئی حگی کار ردائی کرنی بھی اور سا بھ ہی عزوں کے حملہ کا خوف لگا تھا یہ سالار روم جو عزوں کے امدرونی حالاب سے واقف بھا اسے  
 حواب دیا کہ اس رماہ میں عزوں سے کوئی خوف نہیں کیونکہ عمرہ وہ دو مہیہ آرہے میں حمیں اہل عرب عباد لوں میں متول رہے ہیں اور  
 کسی قسم کا ہماں نہیں لگاتے سائج الامام محمود ماسا فکی صغہ ۳۵۷۵ خوالہ فرج ایسا لک سوساٹھی حزل، ایریل ۱۱۷۳ھ) اس

دیا میں عدل والی صاف اور حور و تتم کا محور صرف تیس جیس ہیں حال، مال، اور آرزو، انحصار صلعم کل کے حطہ میں  
گو اے متعلق ارسا و فرمایا چکے تھے، لیکن عرب کے صدیوں کے رنگ دور کرے کے لیے مکرر تاکید کی ضرورت تھی آج  
آپ نے اس کے لیے غم طبع امدار اختیار فرمایا، لوگوں سے مخاطب ہو کر یوحیا "کچھ معلوم ہے آج کو ساد دل ہو؟ لوگوں  
لے عرص کی کہ حد اور اس کے رسول کو رماؤہ علم ہی، آپ دیر تک جیب رہے، لوگ سمجھے کہ شاید آپ اس دل کا کوئی  
اور رام رکھیں گے، دیر تک سکوت کے بعد فرمایا، کیا آج فرمائی کا دل ہیں ہے؟" لوگوں نے کہا، ہاں متیک ہے، پھر  
ارتداد ہوا دیہ کو سا مہیمہ ہو؟ لوگوں نے پھر اسی طریقہ سے جواب دیا، آپ نے پھر دیر تک سکوت کیا اور فرمایا، کیا یہ دل  
ہیں ہو؟ لوگوں نے کہا، ہاں متیک ہے، پھر یوحیا یہ کون شہر ہے؟ لوگوں نے دستور جواب دیا، آئیے اسی طرح  
دیر تک سکوت کے بعد فرمایا، کیا یہ ملکہ الحرام ہیں ہو؟ لوگوں نے عرص کی ہاں متیک ہے، جب سامعین کے  
دل میں یہ خیال پوری طرح جاگریں ہو چکا کہ آج کا دل بھی، مہیمہ بھی، اور خود شہر بھی محترم ہے یعنی اس دل، اس  
مقام میں حگ اور حوریری حائر ہیں، تب فرمایا

ہاں دماءکم و اموالکم واعراضکم علیکم حرام کہہ  
لو تمہارے دماء، اموال، اعراض، اور تمہاری آرزو، (مقیات)، اسطرح  
لو تمہاری ہدائی سہمکم ہدائی ملکہکم ہدا (روایت لکھو) محترم ہو حطرح ہوں، یہ مہیمہ، اور یہ شہر محترم ہے،

(قوموں کی رمادی ہمتہ آئیں کے حگ و حدال اور ماہمی حوریریوں کا نتیجہ ہی ہے وہ ہمیشہ حوا یک لارواں  
قومیت کا مانی سکر آیا تھا، اسے ایسے بیڑوں سے تار ملکہما،

لا لا یرجعوا بعدی صلا لا یصرب لعصکم رفاہ ہاں امرے بعد گراہ ہو جا ما کہ حودا کہ دسر کی گردن مارے لگو، تنکو  
لعص و سلعوں رکھو مسئلکم عن اعمالکم (روایت لکھو) حد کے سامنے حاضر ہوا ٹیگا اور وہ تھے تمہارے اعمال کی ماریں کر بیگا،

ظلم و تتم کا ایک عالمگیر سہلویہ تھا کہ اگر حامداں میں کسی ایک شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو اس حامداں کا ہر شخص اُس  
حرم کا مالونی محرم سمجھا جاتا تھا، اور اکثر اصلی محرم کے روپوس یا فرار ہو جانے کی صورت میں مادتاہ کا اُس حامداں  
میں سے حیر قاولیتا تھا اُسکو سرادیتا تھا، ماپ کے حرم کے بدلے بیٹے کو سولی دی جاتی تھی، اور بیٹے کے حرم کا



سب بول اُٹھے ہاں اصرایا،

اے خدا کو گواہ رہا،

اللھم اشھد

پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا،

جو لوگ اسوب موجود ہیں وہ انکو سادس جو موجود ہیں،

فلمتلع الشاہد العاٹ

(حطہ کے اقسام پر آپ نے تمام مسلمانوں کو الوداع کھٹا،

اسکے بعد آپ دریاں گاہ کی طرف تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ، قرمانی کے لیے مسیٰ کی کچھ تخصیص ہیں ہی، ملکہ

مسیٰ اور مکہ کی ایک ایک گلی میں قرمانی ہو سکی ہے۔ آپ کے ساتھ قرمانی کے سوا دسٹ تھے، کچھ تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے بیچ کے اور باقی حضرت علی کے سر در دیئے، کہ وہ بیچ کریں، اور حکم دیا کہ گوست پوست جو کچھ ہو، سب حیرات کر دیا جائے، یہاں تک کہ قصاب کی مردوری بھی اس سے ادا نہ کی جائے، الگ سے دجاے،

قرمانی سے خارج ہو کر آپے معمر بن عبد اللہ کو بلوایا اور سر کے مال سڈوائے، اور موطعت کچھ مال خود اپنے دست مبارک سے الوطیہ الصاری اور انکی بیوی ام سلیم اور بعض اُن لوگوں کو جو یاس بیٹھے تھے عنایت فرمائے، اور باقی الوطیہ لے لے ہاتھ سے تمام مسلمانوں میں ایک ایک دو کر کے تقسیم کر دیے۔ اسکے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لائے، حائہ کعبہ کا طواف کیا، اس سے خارج ہو کر چاہِ رمرم کے یاس آئے چاہِ رمرم سے حاجیوں کو مانی ملائے کی حدت حامداں مُطلب سے متعلق تھی، جیابجہ اس وقت اسی حامداں کے

لوگ مانی نکال نکال کر لوگوں کو بلارہے تھے آپے فرمایا: ”ما ہی عند المطلب اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ محکوم ایسا کرتے دیکھ کر اور لوگ بھی ہمارے ہاتھ سے ڈول جھیکر خود اپنے ہاتھ سے مانی نکال کر بیٹگیے، تو میں خود اپنے ہاتھ سے مانی نکال کے دیتا“ حضرت عجماس نے ڈول میں مانی نکال کر پیش کیا، آپ نے قلمہ رُح ہو کر کھڑے کھڑے مانی یا لیا۔ پھر یہاں سے مسیٰ واپس تشریف لے گئے، اور وہیں مار طہر اُدا فرمائی۔

لے معلوم ہوا ہے کہ یہ حطہ سب بڑا تھا صحیح مسلم (رح) میں رد اس ہو کہ مال فولا کسدا ”آپ نے سب سی ماس فرمائیں“ صحیح بخاری (حطہ الوداع) میں ہے کہ آپ نے اس میں وحال کا بھی ذکر فرمایا تھا لکن یہیں ہس کہ کس دن کے حطہ میں نہ فرمایا

لے صحیح بخاری باب الحطۃ امام مسیٰ لے صحیح مسلم والوداد و، لے حضرت اس عمر کی حد بخاری و سلم دونوں میں ہے کہ دفعہ حاتیہ صفر آمدوں

نقیہ ایام التشریق یعنی ۱۲ دیچہ تک آب لے مستقل اقامت ملی ہی میں فرمائی، ہر روز روال کے بعد رمی حمار کی عرص سے تشریف لے جاتے اور پھر واپس آجاتے ابو داؤد (باب الحطۃ ملی) میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آب لے ۱۲ دیچہ کو بھی ملی میں ایک حطہ دیا تھا جس کے الفاظ مختصر وہی ہیں جو پہلے حطوں میں گذر چکے، ۱۳ دیچہ کو سہ ماہ کے دل روال کے بعد آب لے یہاں سے ٹکڑا دو می محصلے میں قیام کیا، اور تب کو اسی مقام پر آرام فرمایا، پچھلے پیر اٹھ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور حائہ کعبہ کا آخری طواف کر کے وہیں صبح کی نماز ادا کی، اسکے بعد قافلہ اسی وقت ایسے ایسے مقام کو روانہ ہو گیا، اور آب لے مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعہ فرمائی، راہ میں ایک مقام خیم ٹرا، جو حصہ سے تین میل رہے، یہاں ایک تالاب ہے عربی میں مالاب کو عذیر کہتے ہیں اور اس لیے اس مقام کا عام نام رواتیوں میں عذیر خیم آتا ہے، آئیے یہاں تمام صحابہ کو جمع کر کے ایک مختصر صاحبہ دیا،

اما بعد الا ایھا الناس فاعلموا اننا لسنا  
یوشک ان یا قی رسول رنی فاحیب، واما  
نارک فیکم العلیس اولھما کائنات اللہ  
فہ الھدی والمورئد واکتانا اللہ  
واستمسکوبہ واهل بیتی اذ کرکم اللہ فی اہل بیتی،  
حمد و مال کے بعد، اسے کو کو اس بھی سرموں، نکس ہو کہ حد کا دوسرہ حلقہ ہے  
اور مجھ مول کرناڑے (یعنی موت) میں ہمارے درماں دو بھاری حریں  
چھو ہوں اکھا کی کتاب کے اور ہاں اور روسی ہو حد کی کتاب کے مصوٹی  
تو کڑاؤ دوسری حرم سے اہلست میں اس سے اہلست کے مارہ  
میں بھس حد کو ما دو لا ہوں۔

آخری حلقہ کو آب لے تین دفعہ مکرر فرمایا، صحیح مسلم (سابق حضرت علی) کی روایت ہے نسائی، مسند امام احمد  
ترمذی، طبرانی، طبری، حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں، جن میں حضرت علیؑ کی مسند طاہر کی گئی ہے، ان دانتوں

(نقص حاسبہ صغیر گذشتہ) آب لے طہر کی مراجعہ و سوراں دل بھی ملی میں ٹرھی، لکن حضرت اس حاکم کی حوطیل حدیب قصہ حمہ انواع میں ہی  
اس میں لکھن ہو کہ آب لے مکہ میں مار طہر ٹرھی حضرت عائشہ کی ایک روایت سے بھی ہی طاہر ہوا ہے اس سارے محدث میں اُن دونوں قولوں  
کی ماہی برجج، اور دوحہ مرجح میں اختلاف ہے علامہ اس حرم لے دوسری رد اس کو مرجح دی ہے اور علامہ اس قیم لے راد المعاد  
میں پہلے قول کو مرجح ماس کہا ہے ورنہ کے موارد دلائل کے بعد ہی اس نعم کا مصلہ مول کہا ہو جس)

اس کا ذکر امام  
السلح اور تصدی  
کتاب ہے

میں ایک فقرہ اکثر متحرک ہے،

من کتب مولانا فعلى مولانا، اللهم وال  
 من ولاه وعاد من عاداه،

حکومت میں محبوب ہوں علی بھی اسکو محبوب ہوا چاہے، الہی حریف  
 سے محب کھئی اسکو بھی محب کھ اور جو علی سے عداوت رکھے اسکو بھی عداوت رکھے،

بیع الاول السلم

مطابق  
مئی ۱۹۳۲ء

اَللّٰهُمَّ اكْمِلْ لَكَمُ دِيَارَكُمْ وَاَمِّمْ عَلَيْنَا لَعْنَةَ الْجَحِيْمِ

حکمِ ربانی فَسَحِّرْ بِحُجْرَتِکَ وَاسْتَعْمِرْهَا (فتح) کے مطابق زیادہ تراویحات تسبیح و تہلیل میں سر دلاتے تھے، آپ عموماً ہر سال رمضاں مبارک میں دس دن اعکاف میں بیٹھتے تھے، لیکن رمضاں ۱۳۸۷ میں دس دن اعکاف میں بیٹھے، سال میں

ایک دفعہ ماہ رمضان میں آپ نور افرآں ماموس اکر کی رمانی سستے تھے، لیکس وفات کے سال دو دفعہ بہ تشریف حاصل ہوئے۔  
حجۃ الوداع کے موقع یرسا سک حج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ مجھے امتدہیس کہ آئیدہ سال  
تسے ملسکوں، ”لغص روایتوں میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں، ”تاید میں اس کے لغج نہ کر سکوں“، عذر حم کے  
حطہ میں بھی اسی قسم کے الفاظ ادا ہوئے،

عزودہ اُحد کے بیاں میں گدڑ کا ہجڑ کہ تہد اے اُحد کے حمارے کی مار ہیں ٹیڑھی گئی بھی، تمام عرواۃ میں صرف

(۱) صحیح بخاری، مسند احمد، اسلم کی روایت گوٹری، اس حرمہ، اور اس مردود میں ہیں، لیکن محض صحیح بخاری، مسند احمد، اسلم میں بھی مذکور ہے۔  
 (۲) صحیح بخاری، اب الاعمال و باب الف المراءاں، اسلم صحیح سلم داؤد اوڈو، دسائی، کما الیخ)



غزوہ اصرہ ہی ایک ایسا عرصہ ہے جس میں مسلمانوں نے سب سے زیادہ کسی کیساتھ حال دی، ایسے انکی یاد آئیے کہ وہیں ہر وقت بھی موجود تھی،

حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں کو ایسے فیصلہ دینا پڑا کہ اس سے مترب دریا اور انکو حسرت کے ساتھ وداع کیا، تہذیب

اُحد و کربلا کے قردہ حاعر اسے بیسیا تھے، اٹھ برس کے بعد آخری دفعہ آپ نے انکو بھی ایسی ریا رت سے سرب

کرنا ضروری سمجھا، حایہ اسی زمانہ میں انکی فریادیں لے گئے، اور انکے لیے دعائے حیر و رمانی، اور اس وقت انکی طریقہ سے

انکو وداع کیا کہ جس طرح ایک مرنے والا ایسے رمدہ اعزہ کو وداع کرتا ہے، اس کے بعد ایک خطہ دیا جس میں فرمایا میں

تم سے پہلے عرصہ پر حار رہا ہوں، انکی دست اسی ہو جتنی ایلہ سے جھٹکنا چاہتا تھا، تمام دنیا کے حراؤں کی کچی دی گئی ہے مجھے

یہ خوف ہے کہ میرے بعد سرک کر دو گے، لیکن اس سے ڈرنا ہوں کہ دنیا میں نہ متلا ہو جاؤ، اور اس کے لیے اسس

کس دھوکے نہ کرو، تو پھر اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں، راوی کا بیان ہے کہ یہ آخری دفعہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطہ دیتے ہوئے تھا،

عرباب میں گد رچکا ہے کہ حضرت زید گس حارہ کو حد و سام کے عروں نے تہید کر ڈالا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے اکا

فصاں لیا جاتے تھے آثار علالت سے ایک رو رہے آپ نے اُسما مہ میں رید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائیں اور

اُن سریروں سے ایسے ماب کا انتقام لیں،

(۱۸ یا ۱۹) صفحہ ۱۸ میں آدھی رات کو آپ حتمہ القبیع میں (عوام مسلمانوں کا قمرتاں تھا) تشریف لینگے وہاں سے

(۱۸) صحیح بخاری کتاب الحجات، و صحیح مسلم باب اسباب النحس، سلفہ داندی اور اس اسحاق کا بیان ہے کہ اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر

و عمر کو بھی حاکم کا حکم دیا تھا، لیکن نہ رواں سے نہ وہیں، اس لیے علامہ اس تیمیہ نے اس سبب کے ساتھ انکار کیا ہے، حضرت عمر کے معلق تو

ہیں کہا جاسکتا لیکن حضرت ابو بکر کو آپ نے ایام علالت میں امام مار مقرر فرمایا اور یہ صحیح روایت ہے اس سبب اگر یہ تسلیم ہی کر لیا جائے

کہ پہلے حضرت ابو بکر کو حاکم ہوا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آپ نے انکو سہی کر لیا، سلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائے مرض کے دن، مدت

علالت اور مابح دفا کی نفس میں روامات مختلف ہیں، اگر مختلف یہ سے پہلے اُن امور کو سادیا جاتا ہے۔ حیر نام روامات کا اتھاں ہے

اوجہ رگو نام محمد میں در اداب سر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہیں (۱) سال دفات سلفہ ہی (۲) مہرہ مع الاول کا تھا (۳) یکم سے ۱۲ تک

کوئی مابح تھی، (۴) مہرہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر دفات کتاب الحجات) مادہ بر روامات سے ماب ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے، اس

سار اگر یہ محض طو سے نہیں ہو جائے کہ آپ نے کس مابح کو دفات و رمانی، نو مابح آغار مرض بھی متعین کی جاسکتی ہے حضرت عائشہ کے

گھر ماب صحیح روز (۱) مہرہ سے دوسرے (۲) مہرہ تک، بیمار رہے اور یہیں دفات و رمانی اس لیے (یہ حایہ صحیحہ آید پڑا خطہ ہو)

وایں تشریف لائے تو مراح ماسار ہوا (یہ حضرت یموہ کی ماری کا دل تھا، اور دروچہا رتنہ تھا، یا بج دل تک آپ اس حالت میں بھی ار راہ عدل و کرم ماری ماری ایک ایک بیوی کے حجرہ میں تشریف لے جاتے رہے، دوستہ کے دل) مرص میں مدت

(لئے حاسہ مگر گدسہ) ایام علائب کی مدت آٹھ روزوں یعنی ہے، عام روایات کے رو سے مارج دل اور چاہئیں، اور قرآن سے بھی معلوم ہوتا ہے، اس لئے ۱۳ دن مدت صحیح ہے، علائب کے مارج دن آپ نے دوسری الرواج کے حجرہ میں سر ملے، اس حساب سے علائب کا آٹھ رتنہ ہی ہوتا ہے۔ مارج دفات کی تعیین میں راہوں کا احتلاب ہے، کتب حد کا عام رد فرجھاں ڈالنے کے لئے بھی مارج دفات کی کوئی روایت محکومہ حد میں ہیں مگر ارباب سر کے ہاں میں روایتیں ہیں کلم بیع الاول، دوم بیع الاول، اور بیع الاول، ان میں روایتوں میں ماہم رج دیے کیلئے اصول روایت و دراب دونوں سے کام لیا ہے، رواہ دوم بیع الاول کی وایت ہمام میں محمد بن سائب کلمی اور ابو محف کے واسطے مروی ہے، (طبری صفحہ ۱۱۵) اس روایت کو اگر عدم مورخوں نے (مسئلہ العقوبۃ و سودی و غیرہ) قبول کیا ہے لیکن محدث کے نزدیک یہ دونوں سؤ درجہ گو اور غیر معتبر ہیں، نہ روایت واقفی سے بھی اس بعد طبری نے لعل کی ہے (حر، دفات) لیکن وادی کی سہو ترس روایت حکو اسے متعدد اشخاص سے لعل کیا ہے وہ ۱۲ بیع الاول کی ہے اللہ سہتی نے دلائل میں بعد صحیح سلیمان النبی سے دوم بیع الاول کی روایت نقل کی ہے، (اور السراس اس سلسلہ میں) لیکن کلم بیع الاول کی روایت لغت میں ارباب سر موسے بن عوف سے، اور سہو محمد بن امام لیت مصری سے مروی ہے (رجح الناری دفات) امام سہلی نے روض الف میں اسی روایت کو امر الی الخ لکھا ہے (جلد دوم دفات) اور سہیلے امام مکرہی نے در اسے اس مکتہ کہ درایت کیا کہ ۱۲ بیع الاول کی روایت مطاعا فاعل تسلیم ہے، کیونکہ دو باتیں لھنی طور برات ہیں، اور دفات دوستہ کا دل بھا (صحیح بخاری و کرد دفات صحیح مسلم کتاب الصلوہ) اس سے لغت میں جیسے پہلے دیکھ سارہ کی دین مارج کو جمعہ کا دل بھا (صحیح قصہ حجہ الوداع صحیح بخاری لمیر النعم اکمل لکھ دیکھ) ۹ دیکھ سارہ روز جمعہ سے ۱۲ بیع الاول سارہ تک حساب لگاؤ، دیکھ، محرم، صفر، ان میں مسمول کو حواہ ۲۹، ۲۹ نو حواہ ۳، ۳ حواہ ۲۹ بعض ۳ کسی حال اور کسی شکل سے ۱۲ بیع الاول کو دوستہ کا دل میں ٹرسکتا، اس لئے در اسے بھی یہ مارج قطعاً غلط ہے دوم بیع الاول کو حساب سے اسوف دوستہ ٹرسکتا ہے، حب تموں میں ۲۹ کے ہوں،

حجۃ پہلی صورتیں صحیح ہیں ہاں صرف میسری صورت رہ گئی جو کثیر الوجود ہے، یعنی یہ کہ دو میں ۲۹ کے اور ایک میں ۳ کا لہا جائے، اس حالت میں کلم بیع الاول کو دوستہ کا روز و رواج ہوگا اور یہی ثقہ اشخاص کی روایت ہے۔ دل کے لئے سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ دیکھ کو جمعہ ہو تو اعلیٰ بیع الاول میں اس حساب سے دوستہ کس کس دن واقع ہو سکتا ہے

سمر	صورت معروضہ	دوستہ	دوستہ	دوستہ
۱	دیکھ، محرم اور صفر ۳ کے ہوں	۶	۱۳	
۲	دیکھ، محرم اور صفر ۲۹ کے ہوں	۲	۹	۱۶
۳	دیکھ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳ کا ہو	۱	۸	۱۵
۴	دیکھ ۳، محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵
۵	دیکھ ۲۹، محرم ۳، اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵
۶	دیکھ ۳، محرم ۲۹، اور صفر ۳ کا ہو	۴	۱۴	

لے اس بعد علائق ان میں صحیح مسلم اب الالبانہ

ہوئی تو ارجح مطہرات سے احارت لی کہ حضرت عائشہ کے گھر قیام ورائیں، حلق عیم کی سائر احارت بھی صاف اور علانیہ  
ہیں طلب کی ملکہ یوحنا کہ کل میں کس کے گھر ہو گیا، دوسرا دل (دوستہ) حضرت عائشہ کے یہاں قیام ورائے کا تھا، ارجح  
مطہرات نے مرئی اقدس سمجھ کر عرص کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام ورائیں صنف اس قدر ہو گیا تھا کہ جلاہیں حاتا تھا، حضرت  
علی اور حضرت عباس دونوں مار و تھام کر مکمل حضرت عائشہ کے حجرے میں لائے،

(آمد و رفت کی قوت حت تک رہی آپ مسجد میں مار پڑھا لے کی عرص سے تشریف لاتے رہے، اسے آخری مار  
حوای لے پڑھائی وہ مغرب کی مار تھی، سر میں درد تھا، اس لیے سر میں رد مال مار پڑھا آپ تشریف لائے، اور مار ادا  
کی جس میں سورہ وَالْمُرْسَلَاتِ عَزَّ وَجَلَّ قرأت ورائی، عشتا کی مار کا دق آیا اور دیامت فرمایا کہ مار ہو چکی، لوگوں نے عرص  
کی کہ سب کو حضور کا انتظار ہی، لگس میں یانی بھر داکر غسل فرمایا، پھر اٹھایا جا کہ عشتا آگیا، افاقہ کے بعد پھر فرمایا کہ مار ہو چکی، لوگوں نے

(لغہ حاسہ صفحہ گدسہ) ۷ دیکھ ۳، محرم ۳، اور صفر ۲۹ کا ہو ۱۲

۸ دیکھ ۲۹ کا اور محرم و صفر ۳ کے ہوں ۱۲

ال معروضہ ماریجول میں سے ۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۵، خارج ایک میں کہ علاوہ اور دوحہ کے ال کی مائید میں کوئی ردایب ہیں،  
رہ گئیں کم اور دوم تاریخیں، دوم تاریخ صرف ایک صورت میں ٹرسکی ہے جو خلاف اصول ہے، یکم تاریخ میں صورتوں میں واقع ہو سکتی ہے  
اور تینوں کسر الواقع ہیں اور روایات لغاب الکی مائید میں ہیں اس لیے دباب سوی کی صحیح تاریخ ہمارے رد یک یکم ریح الاول سلسلہ ہجری  
اس حساب سے سب ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جسرا اسلامی مری ہندوں کی سادہ ہے اصول فلکی سے مکمل ہے کہ اپہ حد شات دار دہو سکے ہوں،  
کس تفسیر میں بح آیت اَلْقَوْمِ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ حضرت اس عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے دوم ردول (۹ دیکھ سلسلہ)  
سے روز وفات تک ۸۱ دن ہیں، (دیکھو اس حریر، واس کسر و نوی و عمرہ) ہمارے حساب سے ۹ دیکھ سلسلہ سے لکر یکم ریح الاول تک دو  
۲۹، اور ایک جمیعہ ۳ لیکر جو ہماری معروضہ صورت پورے ۸۱ دن ہوتے ہیں اوجیم بھی دلائل میں لکھ یکم ریح الاول تاریخ وفات نقل کی ہے ص ۱۶۶-۱۷۰) (س)  
لے صحیح بخاری ذکر وفات، اس سند سے مروا ہے صحیح لعل کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کی طرف سے حضرت فاطمہ زہرا لے احارت طلب کی تھی  
لے حد بخاری، سلم الوداد، تردی اور لسانی باب الفراءہ میں مذکور ہے، آئندہ حضرت عائشہ کی روایات آئے گی جس میں مذکور ہو گا کہ آخری  
مار مسجد میں طہر کی آب لے پڑھائی، حافظ اس حجرے فتح الناری میں ال دونوں میں اس طرح لطیف دی ہے کہ معرب کا داقہ اندرون حجرہ  
سوی کا واقعہ ہے حسا کہ لسانی میں ہے (جلد ۲ ص ۱۴۵) لیکن آگے حاکم حافظ موصوف کی نظر ردی کی روایات رٹری جس میں مذکور ہے کہ  
آنحضرت صلعم نے باہر کل کر مار پڑھائی، اسکی مایل الکوہ کرئی ٹری کہ اس سے معصودہ ہے کہ خواب گاہ سے باہر اگر (جلد ۲، صفحہ ۲۰) لکس ہمارے  
ردیکہ مایل صحیح ہیں، کہ اولاً تو حجرہ سوی میں اسی جگہ بھی کہ کوئی ٹری جماعت ہو سکے، دوسرے یہ کہ خواب گاہ کے علاوہ حجرہ سوی میں  
اور جگہ کہاں بھی، علاوہ اریں احادیث میں کھسے مکہ کے ہی مہر جگہ آئے ہیں کہ امام مسلمانوں کے امام مکر مار پڑھائی، گھر کی مار  
رہ لفظ صادق ہیں آما، اس لیے صحیح ہے کہ مار مسجد سوی میں ٹری گئی حاکم عام روایات کا اسارہ ہے (لغہ حاسہ صفحہ گدسہ سر ملاحظہ ہو)

بھروہی پہلا حواب دیا، آپ نے پھر غسل فرمایا، اور پھر حب اٹھا حاکم تو عتس آگیا، افاقہ ہوا تو پھر دریامت فرمایا، اور لوگوں نے وہی حواب دیا، تیسری دفعہ حسم مبارک ریائی ڈالا، پھر حب اٹھے کا ارادہ کیا تو پھر عتسی طاری ہو گئی حب افاقہ ہوا تو ارشاد ہوا کہ الوکرے مار ڈھائیں (حضرت عالتہ نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ، الوکرے ہایت رقیق القلب ہیں، آپ کی جگہ اُس سے کھڑا ہوا حاسے گا، آپ نے پھر یہی حکم دیا کہ الوکرے مار ڈھائیں جیاجی) کئی دن تک حضرت الوکرے مار ڈھائی،

دفات سے چار دن پہلے (جمعات کو) آپ نے فرمایا کہ دوات کا عدلاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ ہو گے، بعض صحابہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ”رسول اللہ صلعم کو مرض کی شدت ہو (علیہ الرحمۃ) اور تمہارے یاس قرآن موجود ہے جو ہمارے لیے کافی ہے“ ایسے حاصرین میں اختلاف پیدا ہوا، بعض کہتے تھے کہ تعمیل ارشاد کی جائے بعض کچھ اور کہتے تھے، اختلاف اور شور و غل رما دہ ہوا تو بعض نے کہا ”اھو استعھموا“ خود آپ سے دریافت کر لو لوگ حب یو جیسے لگے تو آپ نے فرمایا ”مجھے چھوڑ دو، میں جس مقام میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے ملالے ہو“

(لے عایہ صغیرہ) آخری بار معرب بھی، باطن، اسکی بطریق یہ کہ آنحضرت صلعم کی مسلسل امامت کا انقطاع معرب کے بار مذکورہ رہا حسیا کہ آگے عساک کی مار کے دکر میں آئے گا، طہر کی مار جو آنحضرت صلعم نے مسجد میں اگر ادا فرمائی وہ العانی تھی، اصل میں امام پہلے سے حضرت الوکرے تھے، آنحضرت صلعم اگر بعد کو سرک ہو گئے تھے، ہمارے مسجد میں آپ کی آخری ما بھی بعض صحابہ سے مذکور ہے کہ آخری بار صحیح تھی، نہ درحقیقت ان کا اسناد واقعہ ہے ایسی انکو آخری بار ہی موع ملال، اس) (۳۵ صحیح بخاری اور مسلم میں روایت حضرت عایہ یہ شخص ہے دیکھو کتاب الصلوٰۃ اور دوات) (۳۶ کسی صحیح روایت میں نہ مذکور ہیں کہ حضرت الوکرے آپ کی زندگی میں کئے دن تک مار ڈھائی، اس سعدی سے دور و اتس لعل کی نہیں ایک نہ ہے کہ، اوفوں کی مار ڈھائی، دوسری کہ میں دن تک امامت کی، سب جمع کی عتار سے دوستی کی صحیح تک جس دن آئے دوات فرمائی، حساب لگایا حاسے لوہا ماریں ہوئی ہیں، اور جمعہ، سحر، اور اتوار میں دن ہوتے ہیں لیکن اصولاً نہ دونوں روایتیں بہت کم رو ہیں) (۳۷) رواں صحیح بخاری موقع دوات کی ہر صحیح بخاری میں یہ حدیث مختلف الواب میں مذکور ہے اور ہر جگہ العاط میں کچھ کچھ اختلاف ہے (صحیح مسلم کتاب الوصیہ میں یہ روایت لکھا ہے) جس صحابی نے ظلم دوات لائے میں گفتگو کی، بخاری میں انکا نام نہیں، لکن حدیث کی اور کتابوں میں (مثلاً صحیح مسلم) تصریح حضرت عمر کا نام ہے، صحیح مسلم میں (اسکے) العاط ہیں

مد علیہ الرحمۃ وعدکم العرا آن وحسن کتاب اللہ، آپ کو مرض کی سبب ہے، ہمارے اس موجودی حاکم کی کتاب ہمارے کو کافی ہے،

(صحیح مسلم کی دوسری روایتوں کے) العاط ہیں)

۱۔ فعالوا ان رسول اللہ صلعم نے حواسی (بھی) کی، میں کرتے ہیں

۲۔ فعالوا ان رسول اللہ صلعم نے،

(لوگوں کو) کہا کہ رسول اللہ صلعم نے حواسی کی، میں کرتے ہیں

۳۔ فعالوا ان رسول اللہ صلعم نے،

(لوگوں کو) کہا کہ رسول اللہ صلعم نے حواسی کی، میں کرتے ہیں

۴۔ فعالوا ان رسول اللہ صلعم نے،

(اس کے بعد آپ نے تین وصیتیں فرمائیں، اس میں سے ایک یہ تھی کہ کوئی مسک عرب میں رہے نہ یا اسے دوسری یہ کہ سہرا کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح آپ کے زمانہ میں دستور تھا، تیسری وصیت راوی کو یاد ہمیں رہی،

(اُسی دن طہر کی مار کے وقت آپ کی طبیعت کچھ سکوں پر رہی ہوئی) آپ نے حکم دیا کہ مانی کی سات مسکیں آپ پر ڈالی جائیں، غسل فرمایا، لو حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ بھا کر مسجد میں لائے، جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے، آہٹ یا کر حضرت ابو بکرؓ بھیٹے، آپ نے اتارہ سے روکا، اور اُن کے پہلو میں ٹھیکر مار پڑھائی، یعنی آپ کو دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ کر اور لوگ ارکان ادا کرتے جاتے تھے،

(مار کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک حطہ دیا، جو آپ کی زندگی کا سب سے آخری حطہ تھا، آپ نے فرمایا ”حدائے اسے ایک سہرا کو اختیار فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے یا اس (آخرت میں) جو کچھ ہے اسکو قبول کرے، لیکن اُس نے حد ہی کے ماس کی حیریں قبول کیں“ یہ سکر حضرت ابو بکرؓ رو پڑے، لوگوں نے اُنکی طرف تھکے دیکھا کہ آپ تو ایک شخص کا واقعہ یاں کرتے ہیں، یہ روئے کی کون سی بات ہے لیکن راردار صوت سمجھ چکا تھا،

(لے حطہ حطہ گندہ) اس ماریہ روا اس سیدہ سی کا ٹرامر کہ آرامداں س گئی ہے سہرہ کہے ہیں کہ آنحضرت صلعم حضرت علیؑ کی حلافت کا فرماں لکھوا ما چاہتے تھے، اسی کہے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو داعی تکلیف تھی اور یہ معلوم تھا کہ سرعت کے مسئلہ کوئی مکہ مانی نہیں رہا خود فرماں معید میں آس اَللّٰہُ اَکْبَرُ لکھوا مارل ہو چکی تھی اس لیے حضرت عمرؓ نے اُنکو تکلیف دے ماسا نہیں سمجھا اگر کوئی ضروری حکم ہو مارل آنحضرت صلعم کسی کے روئے سے کو بکر رک سکتے تھے، اس واقعہ کے بعد چار دن تک آپ رمدہ رہے، اس دن سہی لکھوا دیا ہوا، (اور یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آپ لکھوا ما چاہتے تھے، بخاری میں ہے کہ آپ عبد اللہؓ انی لکر کو ملا کر حضرت ابو بکرؓ کی حلافت کا فرماں لکھوا ما چاہتے تھے، پھر آپ نے ضروری نہیں سمجھا اور فرمایا کہ خود خدا اور اہل اسلام ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو سہرہ کریں گے“ اس احلاف کے بعد آپ نے لوگوں کو مانی تین صوں فرمائیں، جو ضروری بات آپ کا بعد لکھوا ما چاہتے تھے مکمل ہے کہ وہ ہی ہوں، ما اگر وہ ال کے علاوہ تھی تو آپ اسکو عام وصیتوں کے ساتھ مانی بھی فرما سکتے تھے، اس کے بعد مجمع عام میں جو حطہ دیا اس میں اسکا اظہار فرما سکتے تھے اس)

مکمل احتیاط کرنی چاہیے کہ کتاب تاریخ کی حدیث سے کل علم کلام کے دائرہ میں نہ آجائے، ماہم جو سری دانی محض ہے میں العاروف میں لکھ چکا ہوں لے صحیح کای و کرواں، (صحیح مسلم کتاب الوصیہ) (لے رواہوں میں بالصحیح نہ مذکور ہیں ہر کہ کس دن کے طہر کا واقعہ ہے لیکن صحیح مسلم باب الہی عس ماء المساحد علی الصود میں حضرت حدیث کی رواہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی سال میں جو العاط آپ نے فرمائے تھے حکا سال آگے آتا ہے، وہ و فاب سے ماخوذ و تیر و مائے تھے، اور جو کہ مرض الموت کا حطہ اسی مار طہر کے بعد آپ نے دیا تھا صا کہ صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت عائشہ کی رواہ ہے اس لیے وہ و فاب سے تاریخ رو رہے حضرت اب کا واقعہ تھا، حافظ اس حجرے بھی فتح الباری میں یہی مصلد کہا ہے اس)



کہ وہ سیدہ خود محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، آپ نے اسی تقریر کا سلسلہ آگے بڑھایا، اور فرمایا ”سے زیادہ میں  
 حکمی دولت اور صحت کا معمول ہوں، وہ (جو بکری ہیں، اگر میں دنیا میں کسی کو ایسی امت میں سے ایسا دوست ماسکتا تو  
 انوکھ کر مانتا لیکن اسلام کا رستہ دوسری کے لیے کافی ہے، مسجد کے رُح کوئی دریچہ انوکھ کر کے دریچہ کے سوا مانتی نہ رکھا جائے،  
 ہاں تم سے پہلی قوموں نے ایسے سیمردن اور برہمنوں کی قروں کو عبادت گاہ سالیا ہی، دیکھو تم ایسا نہ کرنا میں منع کرتا ہوں“  
 رمانہ علالت میں انصار آپ کی عیایات اور مہربانیوں کو یاد کر کے روتے تھے، ایک دفعہ اسی حالت میں حضرت  
 انوکھ اور حضرت عباسؓ کا گدہ رہا، انھوں نے انصار کو روتے دیکھا تو دوحہ دریافت کی انھوں نے سناں کیا کہ حضور کی  
 صحتیں مادیاتی ہیں، ان میں سے ایک صاحب نے حاکم انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ واقعہ بیان کیا، آج اسکی ملائی کا موقع  
 تھا، اس لیے اس کے بعد آپ نے انصار کی سمت لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا ”یا ایتھم الناس ایمن انصار کے  
 معاملہ میں تمکو وصیت کر رہا ہوں، عام مسلمان بڑھتے جائیں گے لیکن انصار اس طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے کھانے میں مکہ وہ  
 ایسی طرف سے اساد ص ادا کر چکے، اتھیں اُن کا مرض ادا کر رہا ہی، وہ میرے (جسم میں بسر لے) وعدہ کے ہیں، جو تمہارے  
 نفع و نقصان کا متولی ہو (یعنی جو صلہ ہو) اُس کو چاہیے کہ ان میں جو کمو کار ہوں ان کو قبول کرے، اور جس سے خطا ہوئی  
 ہو، اُن کو معاف کرے“

اُدھر گدہ چکا ہی کہ روموں کی طرف جس فوج کا بھیجا انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجویز کیا تھا اسکی سرداری اسامہ بن زید  
 کو تفویض فرمائی تھی، اسیر نص لوگوں نے (اس سارے تصریح کی ہو کہ وہ منافقین تھے) ترکایت کی کہ بڑے بوڑھوں کے  
 ہوتے ہوئے جو حوالوں کو یہ مصب کیوں عطا ہوا، انحضرت صلعم نے اس مسئلہ کی سمت ارشاد فرمایا  
 ”اگر اسامہ کی سرداری یرنگو اعتراض ہے تو اس کے باب (زید) کی سرداری پر بھی تم معترض تھے، خدا کی قسم وہ اس  
 کا مستحق تھا، اور مجھے وہ سے زیادہ محبوب تھا، اور اب اُس کے بعد یہ سے زیادہ محبوب ہے“

(۱) صحیح بخاری و مسلم ماہ ابی بکر اذیر مکرہ صحیح مسلم ماہ ابی بکر اذیر مکرہ القوریں ہے ۱۷ صحیح بخاری ماہ انصار  
 ۱۷ صحیح بخاری ماہ اسامہ و ماہ زید حارثہ،)

اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک نہایت دقیق فرق یہ ہے کہ اسلام، تسریت کے تمام احکام کا واضح اور حاکم راہ راہ<sup>سنت</sup> خدا نے پاک کو قرار دیا ہے، سیمر کا صرف اسی در درص ہے کہ احکام الہی کو ایسے قول و عمل کے ذریعہ سے سدوں تک پہنچا دے جو مکہ دوسرے مذاہب میں یہ غلط فہمی سرک اور کفر تک مسخر ہو چکی تھی، اور اسکے سانچے میں لپڑتھے اس لیے ارتداد فرمایا، حلال و حرام کی سنت میری طرف نہ کھائے، میں نے وہی حیر حلال کی ہے جو خدا نے اسی کتاب میں حلال کی ہے، اور وہی حیر حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔“

اساں کی حرا دسرا کی مبادو داس کے ذاتی عمل پر ہے، آپ نے فرمایا:

”اے سیمر خدا کی بیٹی فاطمہ اور اے سیمر خدا کی بیٹی بھی صبیحہ خدا کے ہاں کے لیے کچھ کرلو، میں تمہیں خدا سے نہیں کھٹکتا“<sup>۱۰</sup>  
 خطبہ سے فارغ ہو کر آپ حجرہ عایتہ میں واپس لوٹے گئے۔

آپ کو حضرت فاطمہؑ رہا اسے سید محبت تھی (آپ کے علاوہ میں) اکو ملا بھیجا، تشریف لائیں تو ان سے کچھ کاں میں باتیں کیں، وہ روئے لگیں، بھر ملا کر کچھ کاں میں کہا، تو ہمیں ٹھیں، حضرت عایتہؑ نے دریافت کیا تو کہا ”یہی دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا، حب میں روئے لگی تو فرمایا کہ مرے حادثاں میں سے پہلے تمہیں مجھ سے اگر ملوگی، تو ہنسے لگی۔“

ہو دلوں سے ائیائے مرارات اور یادگاروں کی تعظیم میں حوا دراط کی تھی، وہ سیرتی کی حد تک پہنچ گئی تھی اسلام کا فرض اولین سیرتی کی رگ وریہ کا ایصال کرنا تھا، اس لیے حالت مرض میں جو حیر سے رمادہ آئے کے میں لپڑتھی ہی تھی، (العاں سے بعض ارجح مطہرات لے جو حصہ ہوا ئی تھیں، اسی حالت میں وہاں کے عیسائی مصدوں کا اور اسکے راجہ اور اس کے اور کی حدیب مسد امام سامعی باب استعمال العبد کتاب الامام سامعی اور اس سعد جہ الافات میں سعد جس مردی ہے، لیکن ان ردائوں میں مذکور ہے کہ صبح کی نماز کے بعد آپ نے نہ فرمایا، لیکن بخاری کے حوالہ سے گدڑ کا ہے کہ آپ نے طہر کی نماز میں سرک فرمائی بھی اور اسکے بعد خطبہ دیا تھا، دوسری غلطی مسد اور اس سعد کی ردائوں میں یہ ہے کہ وہ دوسرے کی صبح یعنی رد و فاب کا واقعہ اسکو یاں کرتے ہیں حالانکہ ردائے صحیح ماس ہے کہ دوسرے کی صبح کو آپ نے صرف ردہ اٹھا کر چھانکا تھا، نہ باہر سے لاسے اور نہ نماز میں سرک فرمائی (اس)

۱۰ صبح بخاری ذکر وفات، (۱۰ کوئی رد میں کھولک گرا ہو گا جس میں حضرت علیؑ حضرت مریم اور دلوں اور سہدوں کے مجھے اور تصویریں ہوتی ہیں)



معمول اور تصویریں کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا لوگوں میں حب کوئی ایک آدمی مرحا تھا تو اس کے مقررہ کو عبادت گاہ لیتے  
ہیں، اور اس کا ست سا کرائس میں کھڑا کرتے ہیں، قیامت کے روز اللہ عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ مدرس مخلوق ہونگے،  
عس کرب کی شدت میں حب کہ حاد کبھی مہر پڑا لیتے تھے اور کبھی گرمی سے گھبرا کر اٹل دیتے تھے، حسرت عایشہؓ نے  
رہاں مٹارک سے یہ الفاظ سنے،

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ أَحَدٌ وَآمُوسَ      يَهُودٌ وَلِصَارَ لِي رَحَدًا كِي لَعْنُ هُوَ، اُنْهَوْنَ لِي اَسَ عَمْرُوْنَ  
اَلَسَا نَهْمُ مَسَاحِدُ      کي مردوں کو عبادت گاہ سالنا۔

(اسی کرب اور بے چینی میں یاد آیا کہ حسرت عایشہؓ کے یاس کچھ استریاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا کہ عایشہؓ ادہ  
استریاں کہاں ہیں؟ محمدؐ اسے مدنگاں ہو کر ملے گا، حاد اکو حاد کی راہ میں حیرات کر دو،)

(وفات سے ایک دن پہلے اتوار کو) لوگوں نے دو ایلائی جیسی جو مکہ گوارا تھی آپ نے انکار فرمایا، اسی حالت میں عتی  
طاری ہو گئی، لوگوں نے سمجھ لیا کہ دی، افاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا، تو فرمایا کہ سب کو دو ایلائی جائے، معلوم ہوا حملوگوں  
نے رر دتی دو ایلائی تھی، اں میں حسرت عباسؓ شامل تھے، اس نے وہ اس حکم سے مستثنیٰ رہے، محدثیں اس واقعہ کو  
لکھ کر لکھے ہیں کہ یہ شریعت کا اقصاء تھا، یہی حطرح یاروں میں مارک مراچی آحانی ہر آب نے بھی اس طرح یہ حکم دیا تھا، لیکن سہا  
روک نویت تک مراچی ہیں، ملکہ لطف طبع تھا،

مرض میں استداد اور بحیف ہوتی رہتی تھی جس دن وفات ہوئی (بسی دوسرے کے روز) لظاہر طبیعت کو سکون تھا،  
حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا، آپ نے (صبح کے وقت) پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ (خرکی) مار میں متعول تھے دیکھ کر مسرت  
ہنس پڑے، لوگوں نے آہٹ یا کر خیال کیا کہ آپ ماہر آماجیا ہے ہیں، فرط مسرت سے تمام لوگ نے فالو ہو گئے، اور قریب  
تھا کہ ماریں ٹوٹ جائیں (حسرت الومکر نے جو امام تھے جاکہ تھے ہٹ جائیں) آپ نے اسارہ سے روکا اور حجرہ تریف

لے جس کو عائشہؓ سٹ کئے ہیں، لے صحیح بخاری و صحیح مسلم باب الہی عن ساء المساحد علی العود، لے صحیح بخاری و کرد فاب  
و صحیح مسلم باب مکرسانی لے مسداں جلد ۶ صفحہ ۴۹ و اس سعد حر الوفاں ردایا متددہ لے اس سعد وفاب،  
لے صحیح بخاری و کرد فاب و صحیح مسلم (المدادی باللہ دور)

میں داخل ہو کر پردے ڈال دیئے، (صحیح مسلم میں ہے کہ اس قدر ضعف تھا کہ آپ پردے بھی اچھی طرح نہ ڈال سکے، یہ سب سے آخری موقع تھا، کہ صحابہ نے جمال اقدس کی ریارت کی، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ مصحف کا کوئی ورق تپے، یعنی سید ہو گیا تھا،)

دل جیسے جیسے چڑھتا چلتا تھا، آپؐ مار باری طاری ہوتی تھی، اور پھر افادہ ہو جاتا تھا، حضرت فاطمہ زہراؑ یہ دیکھ کر بولیں،  
 واکبرت انا، ہاے میرے مایہ کی بچی! آپؐ نے فرمایا ”لنھار انا مایہ آج کے بعد بچیں ہوگا“ حضرت عایشہؓ فرماتی ہیں  
 آپؐ جب مدینہ تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ ستمزدوں کو احیاء دے دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں، یا حیات دیا کو ترجیح  
 دیں، اس حالت میں اکثر آپؐ کی رماں مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہتے،

مَعَ السَّيِّئِينَ الْعَمَلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ  
 اُن لوگوں کے ساتھ جس حدائے العام کا،

اور کبھی یہ فرماتے:

اللَّهُمَّ فِي الرَّحْمَنِ الْأَعْلَى  
 خداوند اٹھنے میں،

وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاق الہی مطلوب ہے،

وفات سے دو ایسے، حضرت ابو بکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمنؓ، حدیث اقدس میں آئے، آپؐ حضرت عایشہؓ کے سیدہ  
 رُسُورِ نیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمنؓ کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر حاکم دیکھا، حضرت عایشہؓ سمجھیں کہ آپؐ مسواک  
 کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمنؓ سے مسواک لیکر دامنوں سے نرم کی اور حدیث اقدس میں بیٹھ کی، آپؐ بالکل تدریجاً کھڑے ہو کر

لے صحیح بخاری وکتاب صحاح کتاب الصلوٰۃ، (۱۶) صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۶،

(۱۶) صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، حضرت انس بن مالکؓ کی روایت میں جو صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۶ میں ہے، اس میں ہے کہ میں دن کے  
 بعد آپؐ صبح کی نماز کے وقت برآمد ہوئے تھے، لیکن جامع میں سرک ہو سکے، اور اس گئے امام سامی نے کتاب الام میں  
 اور اس سعد نے حر، الوفا میں اس انی سرہ سے روای کی ہے کہ آپؐ اس نماز میں سرک جامع ہوئے لیکن نہ در حیف دی  
 کا سہو ہے صحیح بخاری و مسلم و عمرہ میں نہ تصریح مذکور ہے کہ آپؐ سرک جامع نہ ہو سکے، اور دایں گئے، راوی کو گدسہ مار طہر  
 کی سرک کا احساس ہوا میں دن کے بعد سے مراد جمعرات کے روز جس دن آپؐ نے خطبہ دیا تھا، اس کے بعد سے، جمعہ، سیچر  
 اور انوار کے دن ہیں۔)

مسواک کی (اب وفات کا وقت قریب رہا تھا) پھر تھی سیدہ میں ساس کی گھر گھرا ہٹ محسوس ہوتی تھی، اتنے میں لب مارک  
لے لوگوں نے یہ العاطفہ سے،

الصلوة وما ملک انما مکرم (مار، ادعلا م)

ماس یا نی کی لگس تھی، اس میں مار مار ہاتھ ڈالتے اور جہرے پڑتے، (چادر بھی مہیر ڈال لیتے اور کھی ہٹا دیتے اتنے  
میں) ہاتھ اٹھا کر (انگلی سے اشارہ کیا اور تیس دفعہ) فرمایا،

نل الریس الا علی، اب اور کوئی ہنس ملکہ وہ ٹرا میں درکار ہے،

ہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک آئے، انکھیں پھٹ کر چھیت سے لگ گئیں، اور روح پاک عالم مدس میں بیج گئی،

اللہم صل علیہ وعلی آلہ وَاَصْحَابِہِ صَلَوةً کَثِیرَةً

تہمیر و تکھیں کا کام دوسرے دن سہ سہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا، اس تاجہر کے متعدد اسات تھے،

(۱) غیبت مددوں کو نقش ہمیں آتا تھا کہ حضور نے اس دنیا کو الوداع کہا، جیسا یہ حضرت عمر نے تلوار کھینچ لی کہ جو  
کہے گا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وفات پائی، اُس کا سر اڑا دوں گا، لیکن جب حضرت ابو بکر آئے، اور انھوں نے  
تمام صحابہ کے سامنے خطہ دیا کہ حضور کا اس جہاں سے تشریف لے جا ما یقینی تھا، اور فرماں مجید کی آیتیں پڑھ کر سائیں تو لوگوں  
کی آنکھیں کھلیں اور اس ماگریر واقعہ کا یقین آیا،

(۲) اس کے بعد انا وقت ہنس رہا تھا کہ عروب آفتاب سے پہلے تہمیر و تکھیں سے فراغت ہو سکے،

(۳) قبر کنی کا کام عمل و کس کے بعد شروع ہوا، اس لیے دیر تک اسطرا کر ماڑا،

(۴) جس حجرہ میں آپ نے وفات پائی تھی، وہیں لوگ علی الترتیب تھوڑے تھوڑے کر کے جاتے اور مارحارہ

(۵) اس اسحاں نے سرب میں لکھا ہے کہ وفات دوہر کو ہوئی، لیکن حضرت اس س مالک سے بحاری اور مسلم میں روا ہے کہ آخر لوم، یعنی دوسرے  
کے آخر وفات فرمائی، حاطا اس جسے دوہر دوں رواہوں میں اسی طرح لطف دی ہے کہ دوہر ڈھل چکی تھی، اور سہ ہر کا وقت تھا،

(۶) ادب المعرد امام بحاری صفحہ ۳۳ مصر، اس ماہ کتاب الوصایا اور اس سعد حر، الوفاہ لمدحج

سہ ۳۳ امام و انصاف صحیح بحاری و کرد وفات کے محلف الواب میں مذکور ہیں،

ادا کرتے تھے، ایسے بھی ٹری دیر لگی، اور سہ تہہ کا دل گد ر کر اب کو وراعت علی،

تجیر و تکلیس کی خدمت حاصل اعرہ و اقارب لے احام دی فصل س عاس اور اساتہ س ریدے ردہ کیا، اور  
حضرت علی لے غسل دیا، حضرت عاس بھی موقع پر موجود تھے، اور بعض روایتوں میں ہے کہ اسی لے ردہ بھی کیا تھا،  
حکمہ اس سرف میں تہخص سر یک ہو جایا ہوتا تھا، اس لے حضرت علی لے اندر سے کوڑا کر لیتے تھے، الصار لے در وارہ پر آدا دی  
کہ حد کے لے ہمارے حقوق کا بھی خیال رکھیے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت گداری میں ہمارا بھی حصہ ہے، حضرت  
ابو بکر لے حیا کہ واقعی کا یاں ہے فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کسی کا حق نہیں ہے اس لے اگر س کو احار  
دی دی گئی تو کام رہ جائیگا، لیکن (الصار کے اصرار پر) حضرت علی لے اس س حولی الصاری کو حواصحات میں تھی اندر ملا یا وہ یا نی  
کا گھڑا بھر کر لاتے تھے، حضرت علی لے حسم مبارک کو سیدہ سے لگا دکھا تھا، حضرت عاس اور اُن کے دونوں صاحبزادے  
قتم اور فصل حسم مبارک کی کر ڈیں بدلتے تھے، اور اساتہ س رید اور سے مانی ڈالے تھے؟

رکھ کے لے پہلے جو کڑا اسحاب کیا گیا تھا وہ حضرت ابو بکر کے صاحبزادے عبد اللہ کی بیٹی کی سی ہوئی ایک حادر  
بھی، لیکن بعد کو امار لی گئی، اور تین سوتی سیدہ کڑے جو سحول کے سہ ہوئے تھے کھ میں دیے گئے، ان میں قمیص اور  
عمامہ بہ بھا،

(عسل و کھ کے بعد یہ سوال میدا ہوا کہ آپ کو دمن کہاں کیا جائے، حضرت ابو بکر لے کہا، اسی حس مقام یر وفات یا تا  
دیں دمن بھی ہوتا ہے، حیا یہ لعن مبارک اٹھا کر، اور ستر اٹ کر، حجرہ عایتہ میں اسی مقام پر قمر کھو دیا تھویر ہوا، حضرت عایہ  
کہتی ہیں کہ آنکو کسی میداں میں اس لے دمن نہیں کیا گیا کہ آخری لحوں میں آپ کو یہ خیال تھا کہ لوگ فرط عقیدت سے

۱۔ اس سعد و عمرہ کی بعض روایتوں میں ہے کہ ہمارے کو مدین ہوئی، لیکن نہ مام رکد اور جھوٹ ہے، جو اس سعد میں صحیح روایتیں ہیں کہ  
سعدہ کو مدین ہوئی، اللہ ہمارے کی سام سربوع ہو گئی بھی، اس ماح کی روایت ہے (کتاب الحائر) فلما فرغوا من جہارہ لوم الملاء و حب  
سعدہ کے دل تجیر و تکلیس سے رصب ہوئی۔

۲۔ طغات اس سعد صفحہ ۶۲ و ۶۳ حر، الوفاط طری (محصرا الواد و کتاب الحائر میں بھی ان صاحبوں کے نام ہیں اس ماح کتاب الحائر)

۳۔ صحیح مسلم صفحہ ۲ کتاب الحائر) صحیح بخاری و مسلم و ابو داؤد و کتاب الحائر،

۴۔ اس سعد حر الوفاط ر است صحیح (و اس ماح کتاب الحائر ذکر و فاب ہوی)

میری قبر کو بھی عداوت گاہ بہ سالیں، مہداں میں اس کی وار و گھر سکل تھی، اُس لیے حجرہ کے اندر دس کیا گیا،

مدینہ میں دو صاحب قبر کھودے میں ماہر تھے، حضرت ابو علیہ حجاج اور ابو طلحہ (حضرت ابو علیہ اہل مکہ کے دستور کے مطابق علی قبر کھودتے تھے، اور ابو طلحہ مدینہ کے رواج کے مطابق لحدی، لوگوں میں اختلاف بیٹیں آیا، کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے، حضرت عمرؓ نے کہا اختلاف مناسب نہیں، دونوں صاحبوں کے پاس آدمی بھیجا جائے، جو پہلے آجائے، لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا، چنانچہ حضرت عباسؓ نے دونوں صاحب کے پاس آدمی بھیجے، الحاق نہ کہ حضرت ابو علیہ گھر موجود نہ تھی ابو طلحہ آئے، اور اہل ہی لے مدینہ کے رواج کے موافق قبر کھودی جو لحدی تھی، ایسی علی نہ تھی، رہیں جو مکہ لم بھی اس لیے حسن بستر رآیے دفات مائی تھی وہ نہیں بچھا دیا گیا،

حارہ طیار ہو گیا تو لوگ مار کے لیے ٹوٹے، (حارہ حجرہ کے اندر تھا، ماری ماری سے لوگ بھوڑے پھوڑے کر کے جاتے تھے) پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے مار ڈھکی لیکن کوئی امام نہ تھا،

حسم مبارک کو حضرت علیؓ ہصل س عباسؓ (اسامہ س رید اور حضرت عبدالرحمان س عوف) نے قبر میں آمارا،



(۱) صحیح بخاری کتاب الخائروما بالوفات ۱۴۵ اس ماہ کتاب الخائروما بالوفات،

(۲) الوداد کتاب الخائروما بالوفات اس ماہ اور اس سعد میں اسامہ س رید اور حضرت عبدالرحمان س عوف کے بجائے قثم س عباس اور سمران

(علامہ حاض) کے نام ہیں، ارباب نظر جاسے ہیں کہ ان دور واسوں میں کسکو ریح ہوئی ہو

## متروکات

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب اسقال فرمایا تو اسے مقنونات و حائدا میں سے کیا کیا حیریں رکھ میں چھوڑیں؟ اس سوال کا اصل جواب تو یہ ہے کہ آپ خود ایسی رنگی میں ایسے لباس کیا رکھتے تھے، جو مرنے کے بعد چھوڑ جاتے اور اگر کچھ تھا بھی تو اس کے متعلق عام اعلان فرما چکے تھے،

لا یرد ما ترکنا صدقہ، ہم (اس کا) کوئی عادت نہیں بننا، جو چھوڑا وہ عام مسلمانوں کا حق ہے

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارت اسرنی مارٹ کرہیں مائیں گے، یعنی نہ ہوگی نہ یائیں گے، جیسا یہ مادہ ہوگا کہ وفات کے وقت حید دیار حضرت عائشہ کے یا اس امت تھے، آپ نے اسی وقت کھلو کر حیرات کرا دیئے۔

عمروس حارت سے حوام المویس حوریت کے بھائی تھے بحاری میں روایت ہے،

ما رکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے وقت کچھ نہ چھوڑا، نہ درہم، نہ دسارہ، نہ علام

دھما ولا دساراً ولا عداً ولا امةً ولا سناً نہ لوٹائی اور نہ اور کچھ، صرف اما سعدیچر، اور ہتیار، اور کچھ میں

الاعلنتہ النساء وسلاحہ واصحابہا صدقۃ حوام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے،

الوداؤد میں حضرت عایشہ کی روایت ہے،

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیاراً ولا درہماً ولا عداً ولا سناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دسار چھوڑا، نہ درہم، نہ اڈٹ نہ مکر،

ہر حال مردکات میں اگر تھیں تو یہی تیں حیریں تھیں، کچھ زمین، سواری کے حاور، اور ہتیار

رہیں (حضرت عمروس حارث نے جس میں کا ذکر کیا ہے، وہ مدینہ، خیبر، اور فدک کے حید ماع تھے، مدینہ کی حائدا سے

توصیر کی حائدا مراد ہے، یا محیر لوق، یا ماک ہودی نے سب میں (عروہ احد کے موقع پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم،

۱۔ نہ بقرہ عام حب کی کتابوں میں جو بحاری میں متعدد مقامات میں ہے، کتاب الوصایا، کتاب الفرائض، باب درمن الحس ۱۷ صبح بحاری کتاب الوصایا،







**طبری** نے ان تمام حائوروں کے نام اور حالات تفصیل سے لکھے ہیں، اور اگر وہ قابل اعتبار ہوتے تو حقیقت میں ہایت دلچسپ تھے، لیکن اس کے متعلق طبری کی حقدور روایتیں ہیں، سب ملا امتنا، واقدی سے ماحود ہیں، کچھ مصیص جس میں ٹرے ٹرے محد میں ہیں مثلاً یعمری، معلطائی، حافظ عرقی، وغیرہ نے بھی تفصیل لکھی ہے اور جو کثیر مصیص اکثر سلسلہ سہ ہیں لکھتے اس لیے اکثر لوگ ان کے مستند ہونے کی سیرا میں واقعہ کو صحیح خیال کرتے ہیں لیکن حسب تہیت کیجائی ہی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی تمام روایتوں کا سلسلہ سد واقدی سے آگے نہیں ٹرہتا، حضرت عائشہ کی یہ روایت ادیر گدی کی ہے،

مَا بَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَسَارًا وَلَا دَرَهْمًا، وَلَا  
أَحْصَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْمَرْ جَهْلُهَا وَلَا دَرَهْمًا، وَلَا  
لَعْنًا وَلَا سَاءَ (نکری)

**صحیح بخاری** (باب الجہاد) میں عمروں جویرت (ام المومنین جویریہ کے بھائی تھے) سے روایت ہے،

مَا بَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا لَعْنَهُ السَّيِّئُ  
وَسَلَاحُهُ وَأَوْصَالُ كَهَا صَدَقَهُ،  
آں حضرت صلعم نے کچھ نہیں چھوڑا، بخرا سے سعد بن اور  
ہمیار اور ایک میں کے ہ دفع عام ہو گئی

ان روایتوں سے معلوم ہوگا کہ مروکاب حاصہ میں صرف ایک حاور تھا، ان صحیح اور مسلم روایات کے ہوتے  
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسباب اور دواب کی اتنی بڑی فہرست جو طبری وغیرہ نے درج کی ہے اور جو ایک تاحار  
سلطنت کے تائیاں حال ہی، کیونکر تسلیم کیا جاسکتی ہے،

احادیث صحیحہ کے استقرا سے اس قدر ضرورت ثابت ہوتا ہے کہ عمروں جویرت کی مختصر فہرست سے راید چیزیں بھی  
آپ کے قصہ میں آئیں لیکن اس سے عمر کی روایت یا تریسٹا، کیونکہ عمر و صرف اس مات کے معنی ہیں  
کہ وفات کے وقت ہی سرمایہ تھا، ممکن ہے کہ یہ حیریں وفات سے پہلے آپ نے حسب عادت ہسہ یا حیرات کر دی  
ہوں، ہر حال (اور وہ روایات صحیحہ مختلف اوقات میں) حسب دلیل حاور آپ کے دائرہ ملک میں آئے۔  
**لخیف**، ایک گھوڑا تھا حوالی س عاس کے باع میں سدھتا تھا، بخاری نے کتاب الجہاد میں اس کا

دکریا ہے،

عَفِیْرُ ایک گدھا تھا، حضرت معاذ کہتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محکواسے ساتھ اس پر بٹھایا تھا،

(بخاری کتاب الجہاد)

عَضْبَاءُ وَ قُصْوَارُ، ہایت تیرا وٹھی تھی، قُصْوَارُ بھی اسی کا نام ہو (طبری صفحہ ۸۴، میں ہے کہ اسی کو آب سے

ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر سے خرید لیا تھا، اور اسی پر سوار ہو کر آب سے ہجرت فرمائی تھی، اور

مدینہ پہنچ کر حضرت ابوالیوب کے مکان کے ماس حاکر ٹیٹھ گئی تھی، حمۃ الوداع کا حطہ بھی آب سے اسی

کی پست پر دیا تھا، یہ ہر معرکہ میں ماری لیجاتی تھی، ایک دفعہ ایک مدو باہر سے آیا، اسکی سواری میں

ایک ادٹ تھا، حوا بھی حواں بھی نہیں ہوا تھا، عَصَا کا اس سے مقابلہ ہوا، اور وہ آگے بھاگ گیا،

صحابہ کو ملال ہوا، آب سے فرمایا یہ خدا کا فرس ہے کہ دنیا کی کوئی حیرت سراٹھائے تو اس کو بیت

کردے، (بخاری باب الجہاد)

تیمہ دلدل جس کا ذکر اکثر روایتوں میں ہے اسی حجر کا نام ہے جسکا ذکر عروس تھوڑی دیت میں ہے، جیسا کہ بخاری

کے تاریخ میں نے تصحیح کی ہے، یہ حجر مقوقس مصری ہے آب کو تحفہ میں بھیجا تھا،

صحیح بخاری میں ہے کہ اس العلماء (رئیس ایلہ) نے بھی آب کو ایک سفید حجر (عروہ توک کے موقع پر تحفہ بھیجا تھا)

عروہ بحیں میں جس سفید حجر پر آب سوار تھے، وہ عروہ س لہاتہ حدامی ہے ہدیہ بھیجا تھا، ارباب میرے اس حجر کو دلدل

سمجھا ہے لیکن یہ غلط ہے صحیح مسلم میں اسکی تصریح موجود ہے

اسلم | اس رہد وقناعت کے ساتھ حماد کی ضرورت سے تو تیمہ حاتمہ سارک میں حسب میل ساماں تھا،

لوعده تلواریں تھیں جسکے یہ نام ہیں، ماتور، عصب، دو الفقار، قلمی، تار، حنف، محمد، قصب،

(۱) صحیح بخاری ذکر ہجرت، ۱۷۷ صحیح مسلم والوداد و ذکر حمۃ الوداع، ۱۷۷ کتاب الجہاد باب لعنة النبی صلیہ وسلم، ۱۷۷ صحیح بخاری

ذکر عروہ بحیں جلد ۸ صفحہ ۲۲، ۱۷۷ باب عروہ بحیں)

ماتور والدہ ماجدہ سے میرات میں ملی تھی، ذوالفقار مدرس ہات آئی تھی، تلوار کا قصہ چاندی کا تھا، فتح مکہ میں حلو اور آب کے ہاتھ میں تھی اس کا قصہ دریں تھا، سات رہیں تھیں، ذات الفصول، ذات الوتاج، ذات الحواتی، سعدیہ، فصۃ سرا حریق، ذات الفضول وہی رہہ تھی حوتیں صاع یر ایک یودی کے ہاں سال بھر کے لیے آب لے رہیں رکھی تھی، رہیں سب لوہے کی تھیں، اگر عرب میں حیرے کی رہیں بھی ہوتی تھیں، چھ کما میں تھیں، رورار، روحار، صغراء، صیصاء، کتوم، ستداد، کتوم وہ کماں تھی، حور و دہ اُحد میں ٹوٹ گئی تھی اور آب لے قنادہ کو دیدی تھی، ایک ترس تھا، حسکو کا ورکتے تھے، چمڑے کی ایک بیٹی تھی جس میں حادی کے تین حلے تھے لیکن ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ کسی حدیث سے منھکوا ہیں یہ لگا کہ آب لے کھی بیٹی لگانی بھی تھی، ایک ڈھال تھی جس کا نام رلوق تھا، یاج رحیاں تھیں، لوہے کا ایک معر تھا، حسکا نام موٹخ تھا، ایک اور معر تھا جس کو سوع کہتے تھے،

تین تھے تھے حسکو آب لڑائی میں بیٹے تھے، کہتے ہیں کہ اُن میں سے ایک دما لے سر کا تھا، ایک سیاہ علم تھا، جس کا نام عقاب بھا، اور بھی سر و سید علم تھے،

آمارت کر (اں متروکات کے علاوہ بعض ماد گاریں بھی تھیں جو لوگوں نے ترکا ایسے ماس رکھ چھوڑی تھیں، اتحہ الوداع کے موقع پر آب لے عقیدت مندوں کو موئے مبارک عطا فرمائے تھے، حور یا دہ تر حضرت الوطیہ الصاری کے ہاتھ آئے تھے، حضرت السس مالک کے یاس بھی موئے مبارک تھے، اں کے یاس دو جہیں اور بھی ہیں، علیس مبارک اور ایک لکڑی کا ٹوٹا ہوا سیالہ، حو چاندی کے تاروں سے جوڑ دیا گیا تھا، ذوالفقار حضرت علی کے ماس تھی، اں کے بعد اُن کے حادثاں میں ماد گار رہی، امام حسین کی شہادت کے بعد وہ حضرت علی س حسیں کے ہاتھ آئی، بعض صحابہ نے اگر انکی حدیث میں عوص کی کہ مجھے ڈر ہے، کہ میں یہ یاد گار آب سے چھیں نہ جاے، اگر مجھے عسات ہو تو یہ میری جاں کے ساتھ رہے لیکن اُنھوں نے یہ ایتار گوارا کیا،

حضرت عایشہ کے پاس آپ کے وہ کپڑے تھے جس میں آپ کے انتقال فرمایا تھا، استحقاقِ حلاوت کی سارحاً قائم دُہر اور عصاے مبارک حکا احادست میں دکرہی، پہلے حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئے، لیکن انہیں کے عہد میں یہ دونوں حیریں صالح گئیں، انگوٹھی تو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے ایک کونٹس میں گر گئی اور عصاے مبارک کو چھابہ عفارغی لے توڑ ڈالا،

امام بخاری لے ال آثار مبارکہ کے ذکر کے لیے ایک خاص باب مامدھاہی

مسکن مبارک (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کس تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا، ایسے دادا، اور چچا کے گھروں میں پرورش پائی اور ہمیں س رشتہ کو بھیجے، پچیس سال کی عمر میں حضرت حدیجہؓ سے شادی کی، یہ یقیناً طور پر ہمیں معلوم کہ اس کے بعد آپ لے اسے موردنی مکان میں اقامت فرمائی، یا حضرت حدیجہؓ ہی کے گھر رہے، لیکن آپ کے حصہ کا ایک یدری مکان مکہ میں موجود تھا، جس زعمیل لے جو آنحضرت صلعم کے چچا زاد اور حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی تھے، اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، قصہ کر لیا تھا، حایمہ فح مکہ کے موقع یرحب آپ مکہ تشریف لائے تو لوگوں لے یوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ کیا ایسے دولتخانہ پر بٹھریں گے؟ آپ لے فرمایا عقیقل لے ہمارے لیے گھر کہاں چھوڑا؟

مدیرہ سورہ میں تشریف آوری کے بعد چھ مہینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالیوب انصاری کے گھر قیام فرما رہے، اس اتنا میں آپ تہا تھے، اہل و عیال مکہ ہی میں تھے، حب آپ لے مسجد نبویؐ کی بنیاد ڈالی تو اسی کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے حجرے تیار فرمائے، اور اس وقت آئیے آدمی بھیج کر مکہ سے اہل و عیال کو بلوایا، اور اہل ہی محروں میں اتارے،

آخر ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لویو یاں تھیں اور الگ الگ محروں میں رہتی تھیں ہمیں

(لے اہل عام آثار مذکورہ بالا کا ذکر صحیح بخاری کتاب الخمس میں ہے، لے حاتم کا ذکر کتاب الخمس کے علاوہ بخاری کتاب اللباس میں ہے عھک مبارک کا حال فتح الباری جلد ہفتم ۴۱۳ سے ماحودہی، لے بخاری فتح مکہ لے اس سعد)

رہی تھی، نہ دالاں تھے، نہ ضرورت کے الگ الگ کمرے تھے، ہر حجرہ کی وسعت عموماً چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی، دیواریں مٹی کی تھیں، جو اس قدر کمزور تھیں کہ ال میں تنگایا گیا تھا، ادراں سے اندر دھوپ آتی تھی، چھت کھجور کی تنہوں اور تینوں سے چھائی تھی، مارش سے بچے کے لیے مال کے مکمل لیٹ دیئے جاتے تھے، ملکہ اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو ہاتھ سے چھو سکتا تھا، گھر کے دروازوں پر پردہ یا ایک بیٹ کا کواڑ ہوتا تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ ماری ماری سے ایک ایک تنہ ایک ایک حجرے میں سر درماتے تھے، دل کو عموماً اصحاب کی مجلس میں مسجد میں سریف رکھتے، جو گویا ال محروں کا صحن یا گھر کی مردانہ تشدد گاہ تھی، ال محروں کے علاوہ ایک مالاہاد بھی تھا جس کو احادیث میں ”مترہ“ کہا گیا ہے، سٹہ میں حب آبیے ایلا کیا تھا اور گر گھوڑے پر سے گر کے چوٹ کھائی تھی، تو ایک مہینہ اُسی پر قیامت درمائی تھی، اس مالاہاد پر سامان آرائش کیا تھا، ایک چٹائی کا ستر، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور ادھر ادھر حد کھالیر لٹکی ہوئی تھیں،

کاتانہ موت گوالوار الہی کا مہر تھا، تاہم اُس میں رات کو حیراع تک نہیں ہوتا تھا، گھر کی دیوادی اور طاہری آرائش بھی سیدر خاطر تھی، ایک مارحصر عایشہ لے دیواروں پر دھاری دار رنگیں کیڑے مڈھے تو آب سحت ناراض ہوئے، اور فرمایا کہ ہکوا بیٹ اور تیگر کو لباس ہسائے کے لیے مال نہیں دیا گیا ہے،

یہ حجرہ ہائے مبارک آپ کی وفات کے بعد افواج مطہرات کے قصہ میں رہے، ال میں حب کسی کا انتقال ہو جاتا تو وہ حجرہ اُس کے اعزہ کی ملکیت میں چلا جاتا، جس سے حصر معاویہ لے ایسے زمانہ حلاوت میں اکثر محروں کو خرید لیا تھا، حصر عمر کے عہد تک یہ تمام حجرے اسے حال بر قائم رہے، حصر عثمان کے زمانہ میں بعض حجرے توڑ کر مسجد سوی میں داخل کر لیے گئے تاہم ولید بن عبد الملک کے زمانہ تک بہت سے حجرے باقی تھے، سٹہ میں حب حصر عمر

(۱) لے نہ پوری تفصیل ادب المفرد بحاری باب السطاول فی النساء و باب النساء میں ہے، لے الوداؤد باب امامہ القاعد، لے صحیح بخاری صفحہ ۸۶۹ باب ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فی اللباس والسطا، لے صحیح بخاری جلد ۳ ص ۳۷۲ باب الطروع خلف المرأة، لے الوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ کتاب اللباس باب فی الصور، لے اس سجدہ رسا،

س عبدالعزیز مدینہ کے دالی تھے، تمام حجرے حجرہ عائشہ کے کہ وہ مدینہ سوی ہو، توڑ کر مسجد سوی میں ملا دیے گئے، حسد  
یہ حجرے ٹوٹے ہیں، تمام مدینہ میں کھرام مچا ہوا تھا، کہ حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ادبیا دگار ٹٹ گئی،

دام | آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو ترکہ والد سے ملا تھا اس میں ایک حدیث کیر بھی تھیں حکام ام امیں تھا، آنحضرت  
(صلی اللہ علیہ وسلم) کی اصلی اما یا دا یہ وہی تھیں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات تک رہے رہیں، آنحضرت صلعم ہمیتہ  
اُکو ماں کمر بیکار تے تھے، اور حب اکو دیکھتے تو فرمایا کرتے کہ اب یہی میرے حادیاں کی یادگار رہ گئی ہیں، حب آئے  
حضرت حدیث سے عقد کیا تو اکو آرا دکر کے حضرت رید سے حوائیکے متنے اور محبوب حاص اور حضرت حدیث کے علام تھے  
سادہ کردی، اُسامہ اُسی کے نطل سے ہیں۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مراح کا یہ واقعہ حوکتاوں میں مقول ہو کہ ایک عورت نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)  
سے ایک ادٹ مانگا، آئیے فرمایا کہ میں ادٹ کا بچہ دوں گا، لولی کہ بچہ لیکر کیا کروں گی، آپ نے فرمایا کہ جتنے ادٹ  
ہیں ادٹ کے بچے ہی ہوتے ہیں، اں ہی کا واقعہ ہے،

یہ اکثر عادات میں ترکیب رہیں، حگ اہدیں یا سوں کو یا نی یاتیں اور رجیوں کی مرہم ٹی کرتیں، حگ  
جس میں بھی ترکیب تھیں،

حلام حاص | صحابہ میں سے بعض عقیدت مدایسے تھے حو دیا کے سب کام کلح چھوڑ کر ہمہ وقت خدمت اقدس میں حاصر  
رہتے، اور حاص حاص کام احام دیتے، اکے نام حسب دیل ہیں،

ا حضرت عبداللہ بن مسعود، مسہور صحابی ہیں، فقہ حسی کے مانی اول گویا وہی ہیں، امام ابو حنیفہ کی فقہ کا سلسلہ  
اں ہی کی روایات اور استسا طات یڑتہی ہوتا ہے، مکہ معظمہ میں قرآن مجید کی اتاعت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کے ابتدائی زمانہ میں اں ہی کے، شتر سورتیں حو د آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رماں مارک سے سکر  
یا د کی تھیں،

لے اس سعد جزو ادراج الی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ صبح مسلم باب ردالمہا حریں، الی الانصار مساجم، ۱۱۱۱ ہمام حالات طعات اس سعد  
حرام اس، مذکرہ ام اس سے ماخوذ ہیں



یہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رازدار بھی تھے، اور جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سفر میں جاتے تو حوا لگاہ،  
وصو، اور سواک کا اہتمام اسی کے متعلق ہوتا، جب آپ مجلس سے اُٹھتے تو حویاں ہساتے، راہ میں آگے آگے  
عصا لیکر چلتے، جب آپ کہیں کسی مجلس میں جا کر بیٹھتے، تو بعلیں مبارک اُتار کر محل میں رکھ لیتے، پھر اُٹھنے کے  
وقت سامنے لاکر رکھ دیتے، خلوت و خلوت میں ساتھ رہتے رہتے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق و  
عادات کا موبہ س گئے تھے،

۲، حضرت بلالؓ، دیبا اُل کو مودوں کے لعاب سے حاسی ہو (یہ حسی تراد علام تھے مکہ میں اماں لائے تھے،  
اور جس عورت و حروت سے ایماں لائے تھے اس کا محقرہ دکر عار کماں میں گر رکھا ہے، حضرت ابو بکرؓ کو خرید کر  
آرا کر دیا تھا، اس وقت سے راز آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں رہے،) ایک جاگی انتظام ال ہی کے  
سیرد تھا، مارا رہے سودا سلف لانا، قرص وام لیا، پھر ادا کرنا، مہانوں کے کھانے پیئے کا انتظام کرنا، یہ تمام باتیں  
ال ہی سے متعلق تھیں،

(۳) حضرت انسؓ اس مالک بھی آپ کے خادم حاصل تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مدینہ تشریف لائے تو  
وہ ہایت کس تھے، ال کی ماں خدمت اقدس میں اکو لائیں، اور عرض کی ”یا رسول اللہ میرا بیٹا ہے، لائی ہوں  
کہ خدمت گداری کرتے“

حضرت انسؓ نے دس برس تک آپ کی خدمت کی، لوگوں کے ماس آماحاما، جھوٹے جھوٹے کام کرنا، دھوکا  
یانی لانا، اُن کے درائض تھے، چونکہ ابھی کس تھے، اُن سے کام میں نہیں آتے تھے، لیکس آپ نے اُن سے  
کبھی مارا نہ فرمایا،

— ۳ —

۱۔ یہ نوری تفصیل طغات اس سعد میں ہے (مخلاف صحیح بخاری باب ما من عبد المدین مسجد میں بھی یہ مذکور ہے) ۲۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۲  
مولانا المسرکس، صحیح مسلم مسائل اس ۳۔ ابوداؤد کتاب الادب،



تشکل و لباس و طعام و مذاق طبیعت

حلہ اقدس

آب کے یسیدہ میں ایک قسم کی حوت سدھتی، چہرہ مبارک یریسیدہ کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے، جسم مبارک کی جلد ہایت نرم تھی، حشرت اس کہتے ہیں کہ آب کا رنگ ہایت کھلتا تھا، آب کا یسیدہ مولیٰ معلوم ہوتا تھا، میں نے

۱۷۰۰ فصل سہاگل رمدی دمسداس فصل جلد ۱۱۶ و ۱۱۷ میں اور محصر اکاری وسلم باب صفہ النبی صلعم میں بھی ہے ۱۷۰۱ رمدی لوات الرمد صفحہ ۹ م، ۱۷۰۲ سکودہ باب صفہ النبی صلعم، بحوالہ سلم، ۱۷۰۳ شکوہ باب مذکور بحوالہ رمدی ڈاری ۱۷۰۴ صفحہ مسلم باب مذکور، ۱۷۰۵ صفحہ مسلم باب مذکور، ۱۷۰۶ کجاری، و افعہ افک

دیا اور حریر بھی آپ کی حلد سے زیادہ نرم نہیں دیکھے، اور تنک دسیر میں بھی آپ کے دل سے زیادہ جوتندہ تھی  
عام طور سے مشہور ہے کہ آپ کے سایہ نہ تھا لیکن اسکی کوئی سد نہیں ہے،

تالوں کے بیچ میں کموتر کے اڈے کے برابر حاتم موت تھی، یہ لٹا ہر سرج اٹھا ہوا گوشت ساتھ (صحیح مسلم اور)  
تمائل ترمذی میں حضرت حارس سمرہ سے روایت ہے،

سالت الحام بن کعبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں سالو کے بیچ

علیہ وسلم غدا حمراء مثل میصة الحمامة، میں حاتم کو دیکھا تھا جو کور کے اڈے کے برابر سرج غدا تھا،

(لیکن ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مائیں تنہا کے ماس جید ہما سوں کی مجموعی ترکیب سے ایک مستدیر  
شکل پیدا ہو گئی تھی، اسی کو مہر موت کہتے تھے، تمام صحیح روایات کی تطبیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں تالوں  
کے درمیان ایک درا اٹھا ہوا گوشت کا حصہ تھا حسیر تل تھے اور مال اُگے ہوئے تھے،

سر کے مال اکثر تائے تک لٹکے رہتے تھے، فتح مکہ میں لوگوں نے دیکھا تو تالوں پر جا کر گیسو پڑے تھے،

مشرکین عرب مالوں میں مانگ نکالے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مکہ کفار کے مقابلہ میں اہل کتاب کی فتنہ  
سید کرتے تھے، امتداد میں آپ بھی اہل کتاب کی طرح مال چھوٹے ہوئے رکھتے تھے، پھر مانگ نکالے گئے، یہ تامل

ترمذی کی روایت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ حبش میں کادودہ رہا تو انکی مسامت کا احتمال بھی حاتار بنا، اس لیے حیر  
حیرہ ماہ میں مانگ نکالے گئے،

(مالوں میں اکثر تیل ڈالتے تھے اور ایک دل بیچ لگھئی کرتے تھے، ریش مارک میں گنتی جید مال سعید ہو پائے تھے)

رفارہب تیر تھی، جلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلواں زمین میں اُتر رہے ہیں، صیغہ روایتوں میں کہ آنحضرت صلی

(۱) مکہ ماہ مذکور بحوالہ بخاری مسلم علیہ وسلم (۲) ماہ ماہ (۳) مسور ہے کہ سب یہ جو حاتم موت تھی اس میں گونا گونی طور

پر کلمہ طبع بحر رکھا، مانگ لے سدا ماہ ہے، احادیث سے اس کا کوئی سوب نہیں، محدثین نے تصریح کر دی ہے کہ ان میں

سے بعض روا میں مائل اور بعض میں ہی صغیر ہیں۔ حاط اس حصر درمے ہیں لہذا صحت مہاسنی (در قالی رموا ہے

حد اداں ص ۴۱۱) لہذا کلمہ اس لہجہ میں حاتم میں مقوس تھا جو انک مارک میں خطوط رقم کر کے کی عرص سے آپ سے کر کے

تھے دونوں نے علی سے اسکو حاتم بن ابی طرف موب کر دیا۔)

مہر موت

موب مبارک

رفارہب

کے سایہ نہ تھا، یعنی میں جسم اقدس کا سایہ نہیں ڈالتا تھا، لیکن محدثین کے نزدیک یہ روایتیں صحت سے حالی اور ناقابل اعتبار ہیں،

گفتگو اور حمدہ و قسم | گفتگو ہایت میں اور دلا دیر تھی، بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے، ایک ایک فقرہ الگ ہوتا کہ سننے والوں کو مادر بجاتا، معمول تھا کہ ایک ایک بات کو تین تین دفعہ فرماتے، جس باب پر وارد کیا ہوتا، مار مارا اس کا اعادہ فرماتے، حالت گفتگو میں اکثر نگاہ آسمان کی طرف ہوتی تھی، آوارہ لہو تھی، حشرت ام ہانی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کعبہ میں قرآن پڑھتے تھے، اور ہلوگ گھروں میں بیگوں پر لیٹے لیٹے سنتے تھے،

حشرت حدیث کے پہلے شوہر سے ایک صاحبزادے تھے، جس کا نام بہد تھا، وہ ہایت خوش تقریر تھے، جس حیرت کایاں کرتے انکی تصویر کھینچ دیتے، حضرت امام حسن علیہ السلام نے ان سے یوحنا "آنحضرت صلعم کیونکر تصویر فرماتے تھے؟" انھوں نے کہا "آپ بہت متفکر رہتے تھے، اکثر جی رہتے اور بے ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے، ایک ایک فقرہ الگ اور صاف اور واضح ہوتا تھا، بات سے اشارہ کرتے تو پورا بات اٹھاتے، کسی بات پر غصہ کرتے تو ہتیلی کا رُج پلٹ دیتے، تقریر میں کبھی بات پر بات مارتے، بات کرتے کرتے جب کبھی مسرت کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں میچی ہو جاتیں بہتے بہت کم تھے، ہنسی آتی تو مسکرا دیتے، اور یہی آپ کی ہنسی تھی، حریر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محکوم دیکھا ہو، اور مسکرا دیا ہو، روایتوں میں آیا ہے کہ کبھی کبھی جب آپ کو زیادہ ہنسی آتی تو ڈاڑھ کے دانت (لواحد) لٹرا لے لگتے، لیکن اس انیم و غیرہ لے لکھا ہے کہ یہ طرہ ادا کا مالعہ ہے درہ کبھی آپ اس رو سے نہیں ہنستے کہ لواحد لٹرائیں،

لاس | لاس کے متعلق کسی قسم کا التزام نہ تھا، عام لباس چادر قمیص اور تہمتھی، یا حاتمہ کبھی استعمال نہیں فرمایا، لیکن امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے مناکے مارا میں یا حاتمہ خرید تھا، حافظ اس قسم لے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ استعمال بھی فرمایا ہوگا، موروں کی عادت نہ تھی لیکن نجاشی نے حویاہ موروں بھیجے تھے

۱۵ اس باب ما حاتی المرأة فی صلوة اللیل، ۱۶ سائل ردی،



یڑھاتی تھیں،

اگوٹھی

حب آپ نے سحاشی اور قیصر روم کو خط لکھا تھا تو لوگوں نے عرض کی کہ سلاطین مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے اس ساری جامدی کی اگوٹھی موافق حس میں دیر تلے تیس سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، بعض صحابہ سے روایت ہے کہ آپ صرف مہر لگائے کے وقت اس کا استعمال کرتے تھے، بہتے نہ تھے، لیکن شامل ترمذی میں متعدد صحابہ سے روایت ہے کہ آپ یوں بھی استعمال فرماتے تھے اور وہ ہت کی انگلی میں بہتے تھے،

خود در رہ

لڑائیوں میں رہ رہ اور معر بھی بہتے تھے، احد کے معرکہ میں جسم مبارک رد و دور رہیں تھیں، تلوار کا تھکے کھنٹی حامدی کا بھی ہوتا تھا،

عام عدا

عدا اور طریقہ طعام | اگر حیہ ایتار اور قناعت کی وجہ سے لید اور تیر تکلف کھائے کھنٹی بھیس نہ ہوتے، یہاں تک کہ (حیہ) کہ صحیح بخاری کتاب الاطعمہ میں ہے) تمام عمر آپ نے حیاتی کی صورت تک نہیں دیکھی، تاہم بعض کھائے آیکو ہایت مرعوب تھے، سرکہ، تہمد، حلوا، روعس ریتوں، کدو، حصو صیت کے ساتھ لید تھے، سالس میں کدو ہوتا تو یا لہ میں اسکی قاتیں انگلیوں سے ڈھونڈتے، ایک دمہ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور یو جھا کہ کچھ کھائے کو ہے، ولین کہ سرکہ ہے، فرمایا کہ حس گھر میں سرکہ ہو، اُس کو مادر ہیں کہہ سکتے، عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے، حس کو حیس کہتے ہیں یہ گھی میں سیر اور کھور ڈال کر کیا جاتا ہے، آپ کو یہ بہت مرعوب تھا،

مرعوب کھا

ایک دمہ حضرت امام حسن علیہ السلام، اور عبد اللہ بن عباس سلمیٰ کے ماس گئے اور کہا کہ آج ہکودہ کھانا بیکار کھلاؤ، جو آنحضرت صلعم کو بہت مرعوب تھا، ولین تم کو وہ کیا لید آئے گا؟ لوگوں نے اصرار کیا تو انھوں نے خوکا آٹا میکرا ہڈی میں جڑھا دیا، ادیر سے روعس ریتوں، اور ریرہ، اور کالی مرچیں ڈال دیں، یک گیا تو لوگوں کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کی محبوب ترین عدا تھی،

گوشت کے اقسام میں آپ نے دسہ، مرغ، شیر، (حماری)، ادٹ، مکرری، بھیر، گورجر، حرگوش، مچھلی کا گوشت کھایا ہے، دس کا گوشت بہت لید تھا، شامل ترمذی میں حضرت عائشہ کا قول نقل کیا ہے کہ دست کا گوشت

نی لہے آپ کو خداں مرعوب نہ تھا، مات یہ تھی کہ کئی کئی دن تک گوشت نہیں ہوتا تھا، اس لیے جب کبھی  
لمحات آپ جانتے تھے کہ جلد یک کر طیار ہو جائے، دست کا گوشت جلدی گل جاتا ہے اس لیے آپ اسی کی درایت  
کرتے لیکن متعدد روایوں سے ثابت ہوا ہے کہ لوں بھی آپ کو یہ گوشت پسند تھا،

حسرت صبیحہ کے نکاح میں جب آپ نے ولیمہ کا کھانا کھلایا تھا تو صرف کھجور، اور ستوتھا، برور کو کھجور کے ساتھ  
ملا کر کھاتے تھے، تیلی لکڑیاں سدھتے، ایک دفعہ معبودس عمراء کی صاحبزادی نے کھجور اور تیلی لکڑیاں خدمت میں  
میتیں کیں (بعض اوقات روٹی کے ساتھ بھی کھجور سا دل درمائی ہو،)

ٹھنڈا یا نی ہایت مرعوب تھا، دودھ کبھی حالص نوش فرماتے، کبھی اس میں یا نی ملا دیے، کسمس، کھجور،  
انگور، یا نی میں بھگو دیا جاتا، کچھ دیر کے بعد وہ یا نی نوش حال فرماتے، کھانے کے طروف میں ایک لکڑی کا پیالہ  
تھا جو لوہے کے تاروں سے سدھا ہوا تھا، روایت میں اس قدر ہے، قریب سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوٹ گیا ہوگا اس لیے  
تاروں سے جوڑ دیا ہوگا،

دستر حوال پر جو کھانا آتا اگر ماسد ہوا تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے، لیکن اسکوڑا کہتے، جو سالن سامے ہوتا اسی  
میں ہاتھ ڈالتے، ادھر ادھر بات نہ ٹھہراتے، اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے، کھانا کبھی مسد یا مکہ رٹیک کر  
نہ کھاتے، اور اس کو مایسد فرماتے، میر یا حوال پر کبھی نہیں کھایا، حوال میں سے کسی قدر ادھی سر ہوتی تھی، عجم اُسی پر  
کھانا رکھ کر کھاتے تھے، جو مکہ یہ بھی خراور امتیاز کی علامت تھی، یعنی امراء اور اہل جاہ کے ساتھ مخصوص تھی، اس لیے  
آپ نے اُس پر کھانا مایسد نہیں فرمایا، کھانا صرف تین انگلیوں سے کھاتے، گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کر  
بھی کھاتے، صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، ابو داؤد میں ایک حدیث ہے کہ گوشت کو چھری سے نہ کاٹو، کیونکہ  
اہل عجم کا شعار ہے، لیکن ابو داؤد نے خود اس حدیث کو صیغہ کہا ہے، اس حدیث کے ایک راوی  
ابو مسرکج ہیں جس کے دست بخاری نے لکھا ہے کہ وہ مسرکج حدیث ہیں، اور اسی مسکرات میں حدیث مذکور بھی ہے،

لے خدا کے معلق، ماد، روایات سائل رمی اور زاد المآد اس فیم سے ماخوذ ہیں (۱) کتاب الاطعمہ، ۲) مطع اللہ، ۳) السکین، ۴) مطلائی، ۵) صحیح بخاری، ۶) حدیث صحاح

مانی دودھ  
سرس

معمولات طعام



خوش لاسی

مرعوت ملک

مامرعوت گ

مامرعوت گ

ایک دن ایک شخص سحر یوساک بیٹھ کر آیا تو آپ نے اُسکے سلام کا جواب نہیں دیا، ایک دن وہ صحابہ نے

سواری کے ادبوں پر سرج رنگ کی حادریں ڈال دی تھیں، آپ نے فرمایا میں یہ دیکھا نہیں جانتا کہ یہ رنگ تم پر  
جھاحائے، ورا صحابہ ہایت تیری لے سے دوڑے اور چادریں امار کر بھیجکدیں،

حوسو کا استعمال | حوسو آب کو ست یسد تھی، کوئی شخص حوسو کی حیر ہیتہ بھیجتا تو کبھی بدہ دہاتے، ایک خاص قسم کی  
حوسو یا عطر ہوتا ہے جس کو ٹکے کہتے ہیں، یہ ہیتہ آئیکے استعمال میں رہا تھا، صحابہ کہتے ہیں کہ جس گلی کو چہ سے آب  
نکل جاتے وہ معطر ہوتا تھا، اکثر فرمایا کرتے کہ مردوں کی حوسو ایسی ہونی چاہیے کہ حوسو پھیلے، اور رنگ لڑے اور  
عورتوں کی ایسی کہ حوسو نہ پھیلے اور رنگ لڑے،

لطف سدی | مزاج میں لطافت تھی، ایک شخص کو سیلے کڑے سے دیکھا تو فرمایا کہ اس سے اماہیں ہو ما کر کڑے  
دھو لیتے کرے،

ایک دفعہ ایک شخص حرا کڑے سے ہوئے خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بوجھام کو کچھ قدور ہی؟ لولا ہاں،  
ارسا دہوا کہ حد لے نعمت دی ہے تو صورت سے بھی اس کا اظہار ہوا جانتے

عرب تہذیب و تمدن سے کم آ ساتھے، مسجد میں آتے تو عین مار میں دیوار دل یریا ساسے میں یرتھوک دیتے  
آپ اس کو ہایت مایسد فرماتے، دیوار دل یرتھوک کے دھوں کو خود چھڑی کی نوک سے کھرچ کر مٹاتے، ایک دفعہ  
تھوک کا دھہ دیوار پر دیکھا تو اس قدر عصبہ آیا کہ جہرہ مارک سرج ہو گیا، ایک انصاری عورت نے دھہ کو مٹایا اور  
اس جگہ حوسو لاکر ملی، آپ ہایب خوش ہوئے اور اسکی بحیث کی،

کبھی کبھی مجلس عالی میں حوسو کی انگیٹھیاں حلائی جاتیں جس میں اگر اور کبھی کبھی کا ور ہوتا،  
ایک دفعہ ایک عورت نے حضرت عایتہ سے پوچھا کہ حصاب لگا یا کیا ہے بولیں کچھ مصائقہ ہیں، لیکن میں اسلئے  
نایسد کرتی ہوں کہ میرے حسب (رسول اللہ صلیم) کو حاکمی لوگاوار تھی۔

لے یہ نام رواہ سنن ابوداؤد کتاب اللباس میں ہے، سائل ترمذی، لے ابوداؤد کتاب اللباس باب ما حاد فی عمل الثوب، لے ابوداؤد  
کتاب اللباس، لے سنن ابی داؤد کتاب المساحہ، لے سنن ابی داؤد کتاب المساحہ، لے سنن ابی داؤد کتاب المساحہ، لے سنن ابی داؤد کتاب المساحہ۔

اکثر تنگ اور عمر کا استعمال فرماتے،

ایک شخص کے مال پر تیاں دیکھے تو فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ مالوں کو درست کر لے، ایک دفعہ اوں کی چادر اوڑھی، بیسہ آیا تو اتار کر رکھ دی،

ایک دن لوگ مسجد سوی میں آئے، چونکہ مسجد تنگ تھی اور کاروماری لوگ میلے کپڑوں میں چلے آئے تھے، بیسہ آیا تو تمام مسجد میں بویھیل گئی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ تھاکر آتے تو اچھا ہوتا، اُسی دن سے غسل جمعہ ایک ترعی حکم لگیا،

مسجد سوی میں جھاڑ دیے کا التزام تھا، ام محسن نام ایک عورت جھاڑو دیا کرتی تھی، اس ماحہ میں روایت ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ساحد میں بچے اور محمول نہ حالے یائیں اور حریہ و عروت نہ ہونے یا ئے، یہ بھی حکم دیا کہ ساحد میں جمعہ کے دن حوشن کی اگیٹھیاں حلائی جائیں

اہل عرب مدیت کے اتر سے لطامت اور صفائی کا نام نہیں جانتے تھے، اس سبب اس خاص باب میں آپ کو ہایت اہتمام کرایا تھا

عرب کی عادت تھی (اور آج بھی مدویوں میں عموماً یائی جاتی ہے) کہ راستہ میں بول و برار کرتے تھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو ہایت مایسہ فرماتے، اور اس سے منع کرتے تھے، احادیث میں کثرت سے روایتیں موجود ہیں، کہ آپ نے اُن لوگوں پر لعنت کی ہے جو راستہ میں یا درحقوں کے سایہ میں بول و برار کرتے ہیں، امراء کا دستور ہے کہ کالی کیوہ سے کسی رتس میں میناب کر لیا کرتے ہیں، اس سے بھی منع فرماتے تھے،

عرب میں میناب کے بعد استنجا کرے یا میناب سے کپڑوں کے بجائے کا مطلق دستور نہ تھا، آپ ایک دفعہ راہ میں جارہے تھے، دو قرین نظر آئیں، فرمایا کہ اں میں سے ایک راس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ ایسے کپڑوں کو میناب سے محسوط نہیں رکھتا تھا،

لے الوداؤد کاب اللاس لے الوداؤد کاب اللاس لے اس سمنوں لی معدہ حدیثیں بخاری شریف (عمل جمعہ) میں نہ احلاف الطاف و دالاب مذکور ہیں۔ لے ترعب و رہب کاب الطہارہ (شہ صحیح بخاری عذاب المر)

ایک دن مسجد میں تشریف لائے، دیواروں پر چاٹھوک کے دھبے تھے، آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی، اُس سے کھرج کھرج کر تمام دھبے مٹائے، پھر لوگوں کی طرف خطاب کر کے عصہ کے لمحہ میں فرمایا کہ کیا تم سد کرتے ہو کہ کوئی شخص ہمارے سامنے آکر تمہارے موہمہ پر تھوک دے، جب کوئی شخص ہمارے پڑھتا ہو تو خدا اس کے سامنے اور مرتے اُس کے داہے جانب ہوتے ہیں، اس لیے اسان کو سامنے یا دائیں جانب تھوکنا نہیں چاہیے،

ایک صحابی نے عین ہمار میں (حکمہ وہ امام ہمار تھے) تھوک دیا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھ رہے تھے، فرمایا کہ یہ شخص اب ہمار پڑھائے، ہمار کے بعد یہ صاحب حدیث اقدس میں آئے اور پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حکم دیا، فرمایا، ہاں تم نے خدا اور میر کو اذیت دی،

نودار حیروں مثلاً یار لہس اور مولیٰ سے سخت نفرت تھی، حکم بھاکہ یہ حیریں کھا کر لوگ مسجد میں نہ آئیں، حکام میں حدیث ہو کہ جو شخص یار لہس کھائے وہ ہمارے ماس نہ آئے، اور ہمارے ساتھ ہمار پڑھے، رمانہ خلافت میں حضرت عمرؓ نے خطہ میں کہا کہ تم لوگ یار اور لہس کھا کر مسجد میں آتے ہو، حالانکہ میں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تھا کہ کوئی شخص یہ حیریں کھا کر مسجد میں آتا تو آپ حکم دیتے کہ مسجد سے نکال کر قبیح بھیجا دیا جائے،

سواری کا سوٹ | گھوڑے کی سواری آپ کو ہایت مرحوب تھی، آپ فرمایا کرتے المحل معقود فی لواصہا الخس، گھوڑوں کے علاوہ گدھے، حجر، اور ادٹ یا اسے سواری فرمائی ہو، ایکے خاص سواری کے گھوڑے کا نام تنیف تھا، گدھے کا نام غفیر، حجر کا نام دل دل اور یتہ اور اوٹیوں کا نام قصوار اور غضبار تھا،

اسپ دوانی | مدینہ سے ماہر ایک میدان تھا، جسکی سرحد حصار سے تین۶ الوداع تک ۶ میل تھی، یہاں گھوڑوں کی مشق کرائی جاتی تھی،

گھوڑے جو مشق کے لیے طیار کرائے جاتے تھے ان کی تیاری کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے ان کو خوب داہ

گھاس کھلاتے تھے، جب وہ موٹے تار سے ہوجاتے تو اُن کی عداکم کرنی شروع کرتے اور گھڑ میں مالدھ کر چار حارہ کتے، بیسہ آتا اور حتک ہوتا، روراء یہ عمل جاری رہتا، رفتہ رفتہ جس قدر گوت جڑھ گیا تھا، حتک ہو کر بکڑ کا ٹھلکا چھریا بدن کل آتا، یہ مستق جالیس دن میں ختم ہوتی،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری کا ایک گھوڑا تھا، جس کا نام سمحہ تھا، ایک دفعہ اس کو آب نے ماری میں دوڑایا، اُس نے ماری جیتی تو آب کو حاص مسرت ہوئی،

گھڑ دوڑ کا اہتمام حضرت علی کے سپرد تھا، انھوں نے اسی طرف سے سراقہ س مالک کو یہ خدمت سپرد کی اور اس کے حید قاعدے مقرر کئے حکلی تفصیل حست دیل ہے،

۱ گھوڑوں کی صفیں قائم کی جائیں اور تین دفعہ یکا رو دیا جائے کہ حسکو لگام درست کرنی، یا تھ کو ساتھ رکھا، یا ریں الگ کر دیں ہوا لگ کر لے۔

۲ جب کوئی آوارہ آئے تو تین دفعہ تکیریں کہی جائیں، تیسری تکیر یگھوڑے میدان میں ڈال دیئے جائیں،

۳ گھوڑے کے کان آگے کل جائیں تو سمجھ لیا جائیگا کہ وہ آگے کل گیا،

حضرت علی خود میدان کے انتہائی سرے بیٹھ جاتے اور ایک خط کھینچ کر دو آدمیوں کو دونوں کناروں پر کھڑا کر دیتے، گھوڑے اسی دونوں کے درمیان سے ہو کر نکلتے۔

اونٹوں کی دوڑ بھی ہوتی، آنحضرت صلعم کی حاص سواری کا ماتہ عصا بہتہ ماری لیجاتا، ایک دفعہ ایک اونٹ یسوار آیا، اور مسالقت میں عصا سے آگے کل گیا، تمام مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا برحق ہے کہ دنیا کی حوصیر گردل اٹھائے اس کو سچا دکھائے،

رنگوں میں صدنی شکی اور کیت ست یسہ تھا، گھوڑوں کی دم کاٹے سے مع فرمایا کہ مکھی باکے کا مور جھیل ہے،

۱ دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ (کتاب السنن من الحسب مسدا احمد اور ہستی من بھی نہ واقعہ مذکور ہے) ۲ پوری بھصل دارقطنی صفحہ ۵۵۳ و ۵۵۴ و کتاب السنن من النجیل میں ہے لیکن محمد باہ حبیب سے یہ رواں صعیف ہے) ۳ صحیح بخاری و سنائی و دارقطنی و مساحمیں اس باب الزباں و السنن ۴ سنائی مطبوعہ نظامی صفحہ ۵۶ و باب الحسب من مسند النجیل، (شہ کتب سن کتاب الادب)

## معمولات

(ترمذی نے شامل میں حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے اوقات کے تیس جھٹے کر دیے تھے، ایک عادت الہی کے لیے، دوسرا عام حلق کے لیے، اور تیسرا ایسی دات کے لیے)۔  
 صبح سے سام رکھ | معمول تھا کہ مار ٹھہر کر (حماریر) آلتی پالتی مار کر ٹھٹھاتے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح  
 معمولات  
 کلیم آتا (ادریبی وقت در مار سوت کا ہوتا، لوگ یاس آ کر ٹھٹھتے اور آپ اُن کو مواعظ و نصائح تلقین فرماتے)

داکتر صحابہ سے یو جھٹے کہ کسی نے کوئی جواب دیکھا ہے، کسی نے دیکھا ہوتا تو عرض کرتے، آپ اسکی تعمیر بیان فرماتے، کبھی خود ایسا جواب یاں فرماتے، اس کے بعد ہر قسم کی گفتگو ہوتی، لوگ قابلیت کے قصے یاں کرتے، سر ٹھٹھتے، ہنسی خوشی کی باتیں کرتے، آنحضرت صلعم صرف مسکرا دیتے، اکثر اسی وقت مالِ صیمت اور وظائف و حراح وغیرہ کی تقسیم فرماتے،

نعص روایتوں میں ہے کہ جب دن کچھ چڑھتا تو چاشت کی کبھی جا رکھی آٹھ رکعت مارا دافر ماتے، گھر حاکر گھر کے دھندے میں متحول رہتے، بیٹھے کیڑوں کو سینے، حوتا ٹوٹ حاتا تو ایہ ہاتھ سے گانٹھ لگاتے، دودھ دھوتے، مار عصر ٹھہر کر ارواحِ مطہرات میں سے ایک ایک کے یاس حاتے، اور ذرا درادیر ٹھہرتے، پھر حکی ماری ہوتی، وہیں رات بسر فرماتے، تمام ارواحِ مطہرات وہیں جمع ہو جاتیں، عتتا تک صحت ہستی، پھر نماز عتتا کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وائیں آکر سو رہتے، ارواحِ رحمت ہو جاتیں، نماز عتتا کے بعد مات حیت کرنی مایسد فرماتے،

حوا | عام معمول یہ تھا کہ آبِ اوّل وقت مار عتتا ٹھہر کر آرام فرماتے تھے، سوتے وقت التراما قرآن مجید

(۱۰) صحیح مسلم باب تسمیہ صلعم داود داؤد صوفہ ۳۱ ۱۰ جامع رمدی، ۱۰ صحیح مسلم کتاب التسمیہ ۱۰ صحیح بخاری کتاب التسمیہ ۱۰ سانی باب تسمیہ ۱۰ فی صلاہ، ۱۰ بخاری اور حدیث کی کتابوں میں متعدد حرثی و افتاب مذکور ہیں۔ ۱۰ صحیح بخاری باب مایکوں الرجل فی مہمہ اہلہ و مسداں صل و مسداں یسہ ۱۰ صحیح مسلم باب القسم من الردحات، ۱۰ بخاری صلوۃ النساء۔



کی کوئی سورہ (سی اسرئیل، رم، حدید، حشر، صیف، تعاب، حمہ)، ٹپھکڑ سوتے، تماثل تردد ہی میں ہے کہ آرام دہاتے وقت یہ الفاظ دہاتے،

اللَّحْمَ بِمَا شَبَّكَ أُمُوتٌ وَآخِي  
حدایا یرام لیکر مہا ہوں اور ردہ رہتا ہوں،

ھاگتے تو دہاتے،

أَحْمَدُ لِلَّهِ الدُّعَى أَحْسَنُ مَا عَدَّ مَا أَمَّا وَ  
اس حد کا سکر، ص لے موت کے بعد ردہ کیا

إِلَهُ السُّورِ  
اور اسی کی طرف حشر ہوگا،

آدھی رات یا پھر رات رہے ھاگ اٹھتے، مسواک ہیئتہ سر ہائے رہتی تھی، اٹھ کر پہلے مسواک دہاتے پھر وضو کرتے، اور عبادت میں متغول ہوتے، آپ کی سجدہ گاہ آپ کے سر ہائے ہوتی تھی،

ہیئتہ داہی کروٹ اور دایاں ہات حصارے کے پیچھے رکھ کر سوتے، لیکن جب کبھی سفر میں پچھلے پیر مرل یرا ترکر آرام دہاتے تو معمول تھا کہ دایاں ہات ادیا کر کے چہرہ اُس یرٹیک کر سوتے کہ گہری میدا حائے مید میں کسی قدر حراٹے کی آوار آتی تھی،

پچھوے میں کوئی الترام نہ تھا، کبھی معمولی ستر پر کبھی، کبھی کھال پر، کبھی جٹائی پر، اور کبھی حالی میں یر آرام دہاتے،

عبادت سارہ | انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ھاگی معمولات اور اذکار، سے حضرت عائشہ کے برابر کوئی واقف نہ تھا، اُن سے مروی ہے کہ جب سورہ مرمل کی ابتدائی آیتیں مارل ہوئیں تو ایسے اس قدر باریں پڑھیں کہ یا لوں یر ورم آگیا، مارہ میسے تک ماتی آیتیں رکی رہیں، سال بھر کے بعد جب نقیہ آیتیں اتریں تو قیام لیل حواہ تک مرض تھا لعل رہ گیا،

تب کو آٹھ رکعت متصل پڑھتے، جس میں صرف آٹھویں رکعت میں فقہہ کرتے، پھر ایک اور رکعت پڑھتے،

۱۔ یہ پوری فصل رر فانی میں حدیث کی متعدد کماؤں کے حوالے سے مذکور ہے۔

اور اُس میں بھی جلسہ کرتے، پھر دو رکعتیں اور ادا کرتے، بطرح الارکعتیں ہوجاتیں، لیکن جب عمر زیادہ ہوگئی، اور جسم دریا  
بھاری ہوگیا تو سات رکعتیں پڑھتے، جس کے بعد دو رکعتیں اور ادا کرتے، کبھی کبھی رات کو اتفاقاً مید کا جلسہ ہوتا اور  
اس معمول میں فرق آتا تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے، تھے!

الوداد میں حضرت عائشہ سے ایک اور روایت ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں،  
عناکی مارحاجب سے ٹھہر گئیں حلے آتے اور یہاں حار رکعتیں ٹھہر جوا ب راحت فرماتے  
وصوکا مانی اور صواک، سر ہائے، رکھ دی جاتی، سو کر اٹھتے پہلے صواک فرماتے، پھر وصوکرتے  
اور حائے مار پڑھ کر عین ادا کرتے،

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ ایک دل میں ایسی حالت مسمومہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادراج مطہرات  
میں ہیں) کے یہاں حاصل اس عرص سے رات کو رہا کہ دیکھوں آپ رات کو کس طرح مار پڑھتے ہیں، زمین پر  
خروش بچھا ہوا تھا، آپ نے اُس پر آرام فرمایا، میں سانسے آڑا سویا، قرما رات ڈھلے آپ آنکھیں ملنے ہوئے  
اُٹھے، آل عمران کی آیت پڑھیں، یا نبی کی شک لٹکی ہوئی تھی، اُس سے وصوکیا، پھر مار شروع کی، میں  
بھی وصوکہ کے مائیں ہیلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے بات یکڑ کر دہی حاف بھیڑ دیا، ۳۱ رکعتیں پڑھ کر آپ سو رہے،  
یہاں تک سانس کی آواز آئے لگی، صبح ہوتے حضرت ملاں نے اداں دی آپ اُٹھے، خرکی ستیں ادا کیں،  
پھر مسجد میں تشریف لے گئے،

معمولاً مار (امتداد میں) آپ ہر مار کے پہلے یا وصوکرتے تھے، لیکن جب یہ گراں گرے لگا تو صرف صبح وقتہ بنوا  
رہ گئی، منجہ کہ میں آپ نے سکے پہلے، ایک وصو سے کئی ماریں پڑھیں، تاہم عاۃً آپ اکثرے وصوکے ساتھ  
مار ادا فرماتے تھے، وصو میں عام معمول یہ تھا کہ پہلے تین مار ہاتھ دھوتے، پھر کلی کرتے اور پاک میں یا نبی ڈالتے  
اُس کے بعد تین مار مٹھ ہاتھ دھوتے، سر کا مسح کرتے، اور تین مار یا لوں کو دھوتے، بعض اوقات کسی عصو کو تین

مار، اور کسی عضو کو دو مار اور کسی عضو کو ایک مار دہوتے،

سب دواول زیادہ تر گھر ہی میں ادا فرماتے، اداں صبح ہی کے ساتھ اٹھتے اور فجر کی دو رکعت سنت ہدایت احتصار کے ساتھ ادا کرتے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ کا یہاں ہے کہ مجھے بعض اوقات یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی یا نہیں؟ لیکن مرض کی دو رکعتوں میں عموماً طویل سورتیں پڑھتے، حضرت عبداللہ بن سائب سے مروی ہے کہ ایک مار آپ نے مکہ میں مار فجر میں سورہ نبویس پڑھی اسی طرح کھئی وَاللَّيْلِ اِذَا عَشِيَ، اور کھئی سورہ ق پڑھتے، صحابہ کا اندازہ ہے کہ آپ صبح کی مار میں ساٹھ سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے تھے، طہر و عصر میں اگرچہ یہ سنت فجر کے تخفیف فرماتے تھے، تاہم اتنا کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اتنی پڑی سورہ پڑھتے کہ آدمی قیام تک جاتا تھا اور وہاں ایسا کام کرتا تھا، پھر لیٹ کر گھڑاتا تھا، اور دھو کر جاتا تھا اور پہلی رکعت میں جا کر تامل ہو جاتا تھا، صحابہ نے اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ طہر کی اول دو رکعتوں میں آپ اس قدر قیام فرماتے ہیں جس میں اَلَمْ تَذْكُرْ اِلَّا سُبْحَانَكَ کے برابر سورہ پڑھی جاسکتی ہے، اخیر کی دو رکعتوں میں یہ مقدار نصف رہ جاتی تھی، عصر کی دونوں پہلی رکعتوں میں طہر کی آخری رکعتوں کے برابر قیام فرماتے تھے، اور اخیر کی دو رکعتوں میں پہلی رکعتوں کی نصف مقدار رہ جاتی تھی حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر اور دوسری رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر یا اس کے نصف کے برابر، اور عصر میں سترہ آیتوں کے برابر پڑھا کرتے تھے، حارس سمرہ کہتے ہیں کہ طہر میں آپ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ اَلَا عَجَبٌ پڑھتے تھے،

مغرب کی مار میں وَالْمُؤْسَلَاتِ اور سورہ طہ پڑھتے تھے،  
عشا کی مار میں وَالنَّيِّ وَالْوَسْوَی اور اسی کے برابر کی سورتیں پڑھتے تھے،  
تہجد کی مار میں پڑی پڑی سورتیں پڑھتے تھے، مثلاً سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نسا،

۱۔ مسلم حلد ص ۱۱ باب آخری صفحہ الوصو، ۲۔ مسلم حلد ص ۲۷ باب رکتی ستہ الصلوٰۃ علیہا سلم حلد ص ۷۷، ۳۔ المسعودی فی الطہر والعصر، وغیرہ،

جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ حمہ سُبْحَنَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ اور دوسری رکعت میں إِذَا حَاءَكَ الْمُسْتَقُونَ، اور کبھی سُبْحَنَ اِسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَنَاكَ حَدِثُ الْعَاسِيَةِ۔

عیدین میں بھی دو پھیلی سورتیں عیسیٰ سُبْحَنَ اِسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَنَاكَ پڑھتے تھے، اور اتفاق سے اگر عید اور جمعہ ایک ساتھ پڑھتا تو دونوں ماروں میں یہی دونوں سورتیں پڑھا کرتے تھے، جمعہ کے دن کی صبح میں اَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْبَحْدُ تو، اور هَلْ اَنَىٰ اَعْلٰی الْاَسَا۟رِ حٰی۟نَ مِّنَ الدَّهْرِ پڑھے کا معمول تھا،

معمولاتِ حطہ | (وعطوید اور ارشاد و ہدایت کے لیے آبِ الترحطہ دیا کرتے تھے، ماحصوص جمعہ کے لیے تو حطہ لازمی تھا، جمعہ کے حطہ میں معمول یہ تھا کہ حب لوگ جمع ہو جاتے تو آبِ ہایت سادگی کے ساتھ گھر سے نکلتے، مسجد میں داخل ہوتے، تو لوگوں کو سلام کرتے، پھر سر پر تشریف لیا کرتے تو لوگوں کی طرف رُح کر کے سلام کرتے، اور اداں کے بعد فوراً حطہ شروع کر دیتے، پہلے ہاتھ میں ایک عصا ہوتا تھا، لیکن حب سر گیا تو ہات میں عصا لیا جھوڑ دیا، حطہ بھتیہ ہایت مختصر اور جامع ہوتا تھا، فرمایا کرتے تھے کہ مار کا طول اور حطہ کا احتصار آدمی کے تفقہ کی دلیل ہے، جمعہ کے حطہ میں عَمَّا سُوِّهُ ق، پڑھتے تھے، اس میں قیامت اور حشر و نشر کا تفصیل ذکر ہے،

حطہ ہمیشہ حمد و مدی کی ساتھ شروع کرتے تھے، اگر اتائے حطہ میں کوئی کام پتیں آجاتا تو سر سے اتر کر اس کو کر لیتے، پھر سر پر جا کر حطہ کو پورا فرماتے، ایک مار آبِ حطہ دے رہے تھے، اسی حالت میں ایک آدمی لے آکر کہا کہ ”یا رسول اللہ میں مسافر آدمی ہوں اپنے دیں کی حقیقت سے ماواقف ہوں اس کے متعلق یو جھے آیا ہوں“ آبِ سر سے اتر آئے، ایک کرسی رکھ دی گئی، اس پر بیٹھ گئے اور اس کو تعلیم و تلقین کی، پھر جا کر حطہ کو پورا کیا، ایک مار آبِ حطہ دے رہے تھے، امام حسین علیہ السلام سرح کپڑے پہنے ہوئے مسجد میں آگئے، جو مکہ مکین کی دم سے لڑکھڑاتے آتے تھے، آنحضرت صلم لے دیکھا تو صطہ ہو سکا، سر سے اتر آئے اور گود میں اٹھالیا اور

۱۔ یہ تمام روایں صحیح مسلم کتاب الصلوہ، کتاب الحجۃ والعمرة میں مکرر ہیں۔ ۲۔ صحیح مسلم ۳۔ اس المعروضہ مطبوعہ مصر ۱۸۶۸ء مجلس علی السیر

یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ ذَا وِلَاةٍ لِّكُمْ وَرَبُّكُمْ

حطہ کی حالت میں لوگوں کو بیٹھے اور مار پڑھتے کا بھی حکم دیتے تھے، جیسا یہ عین حطہ کی حالت میں ایک شخص سعد میں آیا، آپ نے یوحیہ کیا تم نے مار پڑھی؟ اُسے کہا ہیں؟ آپ نے فرمایا اٹھو اور پڑھو

میدان حاد میں حطہ دیتے تھے تو کمان بڑیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ہاتھ میں تلوار لیکر کھڑے ہوتے تھے، لیکن ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ نے حطہ کی حالت میں کبھی ہاتھ میں تلوار نہیں لی، وعطارتاد کے لیے عموماً مامہ دے دیکر حطہ دیا کرتے تھے، ماکہ لوگ گھراہ جائیں،

معمولاتِ سفر | حج، عمرہ، اور زیادہ تر حاد کی وجہ سے آپ کو اکثر سفر کی ضرورت پیش آیا کرتی تھی، سفر میں معمول تھا کہ پہلے ارواحِ مطہرات پر قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ پڑتا وہ ہمسفر ہوتی ہیں، جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے، اور صبح کے تڑکے رواہ ہو جاتے تھے، ارواح کو بھی حکم کسی مہم پر رواہ فرماتے تو اسی وقت رواہ فرماتے جب سواری سے آتی اور رکاب میں قدم مار کر کور کھتے تو اسم اللہ کہتے اور حبس پر سوار ہو جاتے تو تیس بار تکبیر کہتے، اس کے بعد یہ آیت پڑھتے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لِنُفْعِرَ مِنْهُ

وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

سب تعریف اُس خدا کی جسے اس کو ہمارا دار و مآب یا دار و مآل ہے ہم خود اس کو مطلع نہیں کر سکتے تھے اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں

بھریہ دعا کرتے،

اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَاۗءُ لَشَیْءٍ فِی سَفَرِنَا هٰذَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَاۗءُ لَشَیْءٍ فِی سَفَرِنَا هٰذَا

وَمِنْ اَعْمَلٍ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا

وَاَطْوِعْنَا بَعْدَہٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَاۗءُ لَشَیْءٍ فِی سَفَرِنَا هٰذَا

اور اس کی سادہ کو طے کر دے، حاد و مآب سفر میں اور نیک ہے

۱۷۱ جامع رمی صاف حسینؑ ۱۷۱ جاری حلد ۱ ص ۱۲۴، باب ادارای الامام رحلا حاد و ہو بخط امراء ان یصلی رکعتیں ۱۷۱ رادالمعاد حلد اول ص ۱۲۱ فصل فی مدہ فی حطہ۔ ۱۷۱ جاری حلد ۱ ص ۱۲۴، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحکم بالمواعظ ۱۷۱ جاری حلد ۲ ص ۱۲۴، باب حادیث الاکث کما لہ جاری ۱۷۱ البوداؤد کما لہ جاری ۱۷۱ باب فی اہل السعد و باب فی الانکار فی السعد ۱۷۱ البوداؤد کی ایک نیت میں ہے کہ سوار ہو جائے کہ میں میں مار کر پیچید کرے پھر دعا پڑھتے، سبحانک فی طلب

موسیٰ کا علی اس  
لا یعجز الذی لا یزال  
الوداد و کتاب  
الحاد و باب  
یقول الرعل  
ادارک

والحلقۃ فی الاہل اللہم انی اعود بک من وعاء  
 السمر وکانہ المقلب وسوء المطن فی الاہل  
 والمال،  
 سری ماہ مانگا ہوں،

حب وایں ہوتے تو اس میں استقدرا اور اصافہ کر دیتے، آسٹوں، پاشٹوں، عاندوں لہر ساحامدوں، راستے  
 میں حکسی جوٹی یڑھتے تو تکیر کرتے، اور حب اُس سے یچے اترتے تو ترم ریر تسبیح ہوتے، صحابہ بھی آپ کے  
 ہم آوار ہو کر تکیر و تسبیح کا علعلہ ملد کرتے، حکسی سرل یرا ترے تو یہ دعا فرماتے،

یا ارض رنی ورتک اللہ اعود باللہ من سرک  
 وسرما ملک وسرما خلق ملک وشرما ملک  
 علیک واعد بک من اسد واسود ومن الحیة  
 والعمرق ومن ساکی البلد ومن والد وما ولد  
 لے میں مرا اور تیرا دردگار خدا ہی، میں سری رائی سے اور اُس حرکی  
 رائی سے جویرے اندر ہو اور اُس حرکی رائی سے جویرے اندر ہو انگلی ہو  
 اور اُس حرکی رائی سے جو تھہر چلی ہو، ماہ مانگا ہوں، خداوند تجھے سیر  
 سب، بچھو، اور اُس گالوں کے رہے والوں اور اسی گماہ مانگا ہوں۔  
 حکسی آمادی میں داخل ہوا چاہتے تو یہ دعا پڑھتے،

اللہم رب السموات السبع وما اطللس و  
 رب الارضین السبع وما اقللس ورب  
 الشیاطین وما اصللس ورب الریاح وما درلس  
 اسألت حرہدہ القریہ وحیدراہلہا و  
 اعود بک من سترہا وسر اہلہا و  
 سترما فیہا،  
 خداوند اے ساتوں آسمان اور اُس مام حرہ کے دردگار خسروہ سایہ  
 انگس ہیں، آسٹوں ربیوں اور اُس مام مخلوق کے دردگار جہاں پر جو  
 ہیں آسٹوں اُس مام نعوس کے دردگار جسکو وہ گمراہ کرتے ہیں، اُہو اور  
 اُن نام اساکو دردگار جسکو وہ اڑاتی ہیں میں تجھے اس گالوں اور اُس گالوں کے  
 والوں کی بھلائی کی درجواں کرتا ہوں، اور اس گالوں اور اس گالوں کے  
 رہے والوں کی رائی سے ماہ مانگا ہوں،

لے الوداؤد کتاب الجمادات ما نقول الرجل ادا سمر، لے راو المعاد وصل فی ہدیہ فی السمر، لے الوداؤد کتاب الجمادات  
 ما نقول الرجل ادا رل المرل،



مدینہ پہنچتے تو پہلے مسجد میں حاکم و رکعت کا رادہ فرماتے مدینہ مکاں کے اندر تشریف لیجاتے، تمام لوگوں کو حکم تھا کہ سفر سے آئے کے ساتھ ہی گھر کے اندر پہلے جائیں، تاکہ عورتیں اطمینان کے ساتھ سامان درست کر لیں، سمولات حما حما میں معمول یہ تھا کہ حب فوج کو کسی ہم یرواہ فرماتے تو امیر العسکر کو حاصل طور پر یہ ہیر گاری احتیاط کر لے اور ایسے رفتار کے ساتھ سکی کرے کی ہدایت فرماتے، پھر تمام فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے،

اعزوا باسم اللہ فی سسل اللہ فالتلوا من کھر  
ناللہ اعزوا ولا لعلوا ولا بعدوا ولا لمتلو  
ولا لعلوا ولدا،  
حدا کے نام رحدا کی راہ میں کھار سے لڑو، حیات اور  
مدد دی نہ کرنا، مردوں کے ناک کاں نہ کاٹنا، بچوں کو  
فل نہ کرنا،

اُس کے بعد شرائط حما کی تلقین کرتے،

حب فوج کو حصص کرتے تو یہ الفاظ فرماتے،

اسلودع اللہ دسکروا ما تمکروا وحوالتم اعمالکم  
میں ہمارے دعوے کو اس کو اور ہمارے اعمال کے نتائج کو خدا کے حوالے کرنا ہوں

حب خود شریک حما دہوتے اور حملہ کے مقام پر حب کو بھیجتے تو صبح کا انتظار کرتے، صبح ہو جاتی تو حملہ کرتے

اگر صبح کے وقت حملہ کرے کا اتفاق نہ ہوتا تو دوپہر کے ڈھلے کے بعد حملہ کرتے، حب کوئی مقام فتح ہو جاتا تو اقامت

عدل والصاب کے لیے وہاں تیس دن تک قیام فرماتے، حب فتح و طہر کی حراقتی تو سجدہ شکرانہ نکالتے، حب

میدان حما میں شریک کاررار ہوتے تو یہ دعا فرماتے،

اللھم رب عھدای و نصیری بلک اھول و بک  
خدا و خدا تو میرا دست و مارو ہے، او میرا مددگار ہے، تیرے سہارے

اصول و بک اھول  
میں مدد دہت کرتا ہوں، حملہ کر رہا ہوں، اور لڑتا ہوں،

۱۔ الوداؤد کتاب الجہاد ما فی اعطاء الشریعۃ الوداؤد کتاب الجہاد ما فی الطروق۔ ۲۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد ما فی الامار علی العوب  
دوسرے ایہم کتاب العروہ و غیرہ ۳۔ الوداؤد کتاب الجہاد ما فی الدعاء عند الوداع ۴۔ بحار صبی کتاب المعاری و ذکر عہدہ حیرۃ الوداؤد  
کتاب الجہاد ما فی اسی و صلی اللہ علیہ الوداؤد کتاب الجہاد ما فی الاقامۃ عند الطہور علی العہد ما بہم۔ ۵۔ الوداؤد کتاب الجہاد  
ما فی مسجود السکرۃ الوداؤد کتاب الجہاد ما فی مدعی عند اللہ۔

معمولات عیادت دعۃ ۱ | بیماروں کی عیادت و غمخواری آپ ضرور فرماتے تھے اور صحابہ کو ارشاد ہوتا تھا کہ عیادت بھی ایک مسلمان کا فرض ہے، ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں معمول شریف یہ تھا کہ جب کسی شخص کی موت کا وقت قریب آجاتا تو صحابہ آپ کو اسکی اطلاع دیتے، آپ اُس کے مرنے سے پہلے تشریف لاتے، اس کے لیے دعائے مغفرت فرماتے، اور اخیر دم تک اس کے پاس بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ دم واپسین کے انتظار میں آپ کو اس قدر ہو جاتی کہ آپ کو تکلیف ہونے لگتی، صحابہ نے تکلیف کا احساس کیا، اور اب اونکا یہ معمول ہو گیا کہ جب کوئی شخص مر چکا تو آپ کو اسکی موت کی خبر دیتے، آپ اس کے مکان پر تشریف لیجاتے، اُس کے لیے استغفار فرماتے، جنازہ کی نماز پڑھتے، اس کے بعد اگر مٹی دینا چاہتے تو ٹھہر جاتے، ورنہ واپس چلے آتے، لیکن صحابہ کو آخر ایک یہ تکلیف بھی گوارا نہ ہوئی، اس لیے خود جنازہ آپ کے مکان تک لانے لگے اور یہی عام معمول ہو گیا،

عیادت کے لیے جب کسی بیمار کے پاس تشریف لیجاتے، تو اُس کو تسکین دیتے پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے اسکی صحت کے لیے دعا فرماتے، اور کہتے ان شاء اللہ طہور خدا نے چاہا تو خیریت ہے، کوئی بدفالی کے فقرے کہتا تو نا پسند فرماتے، ایک بار ایک اعرابی مدینہ میں آکر بیمار پڑ گیا، آپ اسکی عیادت کو تشریف لے گئے اور کلمات تسکین ادا فرمائے، اس نے کہا، تم نے خیریت کہا، شدید تپ ہے، جو قبر ہی میں ملا کر چھوڑے گی، آپ نے فرمایا ہاں اب یہی ہو،

معمولات ملاقات | معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ کرتے، کوئی شخص اگر جھک کر آپ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اسوقت تک اسکی طرف سے رخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ ہٹالے مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا، یعنی کسی سے بات ملاتے تو جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دے اس کا ہات نہ چھوڑتے، مجلس میں بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہنشینوں سے آگے نکلتے ہوئے نہ ہوتے،

۱۷ صحیح بخاری باب وجوب عیادۃ المریض، ۱۷ مسند ابن جنبل جلد ۲ صفحہ ۶۶، ۱۸ صحیح بخاری باب وضع الید علی المریض، ۱۹ باب دعاء العالم للمریض۔ ۲۰ باب عیادۃ الاعواب ۲۱ ابو داؤد و ترمذی،

تو شخص حاضر ہوا چاہتا، دروارہ پر کھڑا ہو کر پہلے "السلام علیکم" کہتا، پھر پوچھتا کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ (حدود بھی آپ کسی سے ملے جاتے تو اسی طرح احارت مانگتے) کوئی شخص اس طریقہ کے خلاف کرتا تو آپ اس کو واپس کر دیتے، ایک دفعہ سو عامر کا ایک شخص آیا اور دروارہ پر کھڑا ہو کر گیارا کہ اندر آ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ حاکم اس کو احارت طلبی کا طریقہ سکھا دو، یعنی پہلے سلام کر لے، تب احارت مانگے،

ایک دفعہ صفواں سے امینہ نے حور قریش کے رئیس اعظم تھے، آنحضرت صلم کے پاس ایسے بھائی کلدہ کے مات، دود، ہرن کا بچہ، اور لکڑیاں بھیجیں، کلدہ یوں ہی نے احارت چلے آئے، آپ نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور سلام کر کے اندر آؤ،

ایک دفعہ حضرت حاتم ریارت کو آئے اور دروارہ پر دستک دی، آپ نے پوچھا کون ہے، لوٹے "میں" آپ نے فرمایا، میں، میں، "یعنی یہ کیا طریقہ ہے مام تا ما چاہیے،

جب آپ خود کسی کے گھر پر جاتے تو دروارہ کے دائیں یا بائیں حاسب کھڑے ہوتے اور "السلام علیکم" کہہ کر ادل طلب دہاتے، (راوی کا بیان ہے کہ آپ عین دروارہ کے سامنے اس دم سے نہ کھڑے ہوتے کہ اُس وقت تک در واردل پر پردہ ڈالے کارواح نہ تھا،) اگر صاحب حادہ ادل نہ دیتا تو پلیٹ آتے، جیسا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلم سے بن عبادة کے گھر تشریف لائے، اور ماہر کھڑے ہو کر ادل طلبی کے لیے السلام علیکم درحمتہ اللہ کہا، سعد نے اس طرح آہستہ سلام کا جواب دیا کہ آنحضرت صلم نے ہمیں سنا، حضرت سعد کے فرید قیس بن سعد نے کہا آپ رسول اللہ کو اندر آئے کی احارت کیوں نہیں دیتے، حضرت سعد نے کہا جیہ رہو، رسول اللہ مارا سلام کریں گے جو ہمارے لیے رکت کا سبب ہوگا آنحضرت صلم نے دوبارہ السلام علیکم کہا، اور سعد نے پھر اسی طرح جواب دیا، آنحضرت صلم نے تیسری دفعہ اسی طریقہ سے ادل طلب کیا اور جب کوئی جواب نہ ملا تو آپ واپس چلے، حضرت سعد نے جب آپ کو جاتے دیکھا تو دوڑ کر گئے اور عرض کی کہ

میں آپ کا سلام سُن رہا تھا، لیکن آہستہ حواب دیتا تھا کہ آپ مار مارا سلام فرما دیں،  
 کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو متنازعات پر بیٹھنے سے پرہیز فرماتے، ایک بار آپ حضرت عبداللہ  
 بن عمر کے مکان پر تشریف لے گئے اُنھوں نے آپ کے بیٹھنے کے لیے چڑے کا ایک گدا ڈال دیا، لیکن  
 آپ رہیں پر بیٹھ گئے، اور گدا انحضرت صلعم اور حضرت عبداللہ بن عمر کے درمیان آگیا۔  
 معمولات عامہ (معمّن) یعنی داہی طرف سے یا داہے ہاتھ سے کام کرنا آپ کو محبوب تھا، حوتا یہلے داہے  
 یا بول میں بیٹے، مسجد میں یہلے داہا یا بول رکھتے، مجلس میں کوئی حیر تقسیم فرماتے تو داہی طرف سے، اسی طرح  
 کسی کام کو تفرع کرنا چاہتے تو یہلے سمت اللہ کہہ لیتے۔)



## مجاہدِ نبوی

درمار سوت | تہمتاہ کو میں کا درمار لقیب و چاؤتس اور چیل جستم کا درمارہ تھا، دروارہ یرد رماں بھی ہمیں ہوتے تھے

تاہم سوت کے حلال سے ہر شخص بیکر تصویر لٹاتا تھا، حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس میں لوگ بیٹھتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ال کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں یہی کوئی شخص دراجست بھی نہیں کرتا تھا، گفتگو کی احارت میں ترتیب کا لحاظ رہتا تھا، لیکن یہ امتیاز مراتب و مام یا دولت و مال کی سائر ہمیں، ملکہ فصل و استحقاق کی سائر ہوتا تھا، سب سے پہلے آب اہل حاجت کی طرف متوجہ ہوتے، اور ان کے معروضات سکراں کی حاجت براری فرماتے، تمام حاصرین ادب سے سر جھکائے رہتے، خود بھی آب مودب ہو کر بیٹھتے، جب کچھ فرماتے تو تمام مجلس یہ ساٹا جھکا تا، کوئی شخص لولتا تو حب تک وہ جیب نہ ہوجائے، دوسرا شخص لول نہیں سکتا تھا، اہل حاجت عرصہ مدعائیں ادب کی حد سے بڑھاتے، تو آب کمال حلم کے ساتھ برداشت فرماتے،

آپ کسی کی مات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے، حومات مایسد ہوتی اُس سے تعادل فرماتے اور مال حاتے، کوئی شخص تسکریہ ادا کرتا تو اگر آپ کے واقعی اس کا کوئی کام احام دیا ہوتا تو تسکریہ قبول فرماتے، مجلس میں جس قسم کا ذکر چھڑاتا، آپ بھی اس میں شامل ہوجاتے، ہمیں اور مہذب طراقت میں بھی ترکیب ہوتے، خود بھی مذاقہ مائیں فرماتے، کسی قلیلہ کا کوئی معرر شخص آجاتا تو حسب رتہ اُسکی تعظیم کرتے، اور فرماتے اکہ مواکیر کل قوم مزاج بری کے ساتھ ہر شخص سے دریافت فرماتے کہ کوئی ضرورت اور حاجت تو ہمیں ہے، یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ ابے مطالب مجھ تک نہیں بھیجا سکتے، محکموں کے حالات اور ضروریات کی حدود،

ایران میں معمول تھا کہ حب مجلس میں کوئی معرر شخص آجاتا تھا تو سب تعظیم کو کھڑے ہوجاتے، یہ بھی قاعدہ تھا کہ روساء اور امرا حب درمار حاتمے تو لوگ سیوں پر ماتھہ رکھ کر کھڑے رہتے، آپ نے ال ماتوں سے مع فرمایا اور ارشاد کیا کہ حکو یہ پسدا تاہی کہ اُس کے سامنے لوگ تعظیم سے کھڑے رہیں، اُس کو ایسی جگہ دوج میں

ڈھونڈنا چاہیے، اللہ خوش محنت میں آپ کسی کسی کے لیے کھڑے ہو جاتے، جیاجہ حضرت فاطمہؓ ہر احب کچھ اچائیوں  
تو اکثر کھڑے ہو جاتے اور فرط محنت سے انکی میتانی جوتے، حضرت حکیمہ سعدیہ کے لیے بھی آپ نے اُٹھ کر چادر  
بجھا دی تھی» اسی طرح ایک دفعہ آپ کے رصاعی بھائی آئے تو ان کے لیے بھی محنت سے کھڑے ہو گئے، اور  
ان کو ایسے سامنے ٹھہرایا،

ہر شخص کو اُس کے رتہ کے مناسب جگہ ملتی، کسی شخص کے دل میں یہ خیال نہیں آئے یا تاکہ دوسرا شخص اُس  
سے زیادہ عزت یا ہے، جب کوئی شخص کوئی اچھی بات کہتا تو آپ تحسین فرماتے، اور ماساس گفتگو کرتا تو اسکو  
مطلع فرما دیتے

ایک دفعہ دو شخص مجلس اقدس میں حاضر تھے، ان میں ایک معرر اور دوسرا کم رتہ تھا، معرر صاحب کو چھیک  
آئی، لیکن انھوں نے اسلامی شعار کے موافق الحمد للہ نہیں کہا، دوسرے صاحب کو بھی چھیک آئی، انھوں نے  
الحمد للہ کہا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حسب معمول یرحمکم اللہ کہا، معرر صاحب نے سکایت کی، آپ نے فرمایا  
کہ اُنھوں نے خدا کو یاد کیا تو میں نے بھی کیا، تم نے خدا کو ٹھلا دیا، ان میں نے بھی تم کو ٹھلا دیا،

صحابہ کو اس بات کی سخت تاکید تھی کہ کسی کی تکایت یا عیوب آپ تک نہ پہنچائیں آپ فرماتے تھے کہ میں  
چاہتا ہوں کہ دنیا سے حاؤں تو سب کی طرف سے صاف حاؤں،

محاسن ارساد (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم و تلقین کا میص اگرچہ سفر، حضر، خلوت، خلوت، استسرا، خاست  
عصر ہر وقت جاری رہتا تھا، تاہم اس سے وہی لوگ مستفیض ہو سکتے تھے، حوالفاق سے موقع پر ہوتے تھے  
اس مایہ آپ نے تعلیم و ارشاد کے لیے بعض اوقات خاص کر دیئے تھے، کہ لوگ پہلے سے مطلع رہیں اور حق کو  
استغاضہ منظور ہو، وہ آسکیں۔

۱۔ الوداؤد کتاب الادب ما یتام الرجل للرجل ۲۔ الوداؤد کتاب الادب تراو الدین۔

۳۔ تمام تفصیل سائل رمدی، کی دو معصل ردائوں سے ماخوذ ہے حسن آنحضرت صلعم کے عام احلاق کا ذکر ہے۔

۴۔ ادب المعروف امام بخاری، ۵۔ الوداؤد کتاب الادب، ۶۔ اصنام ماصح



یہ صحتیں عموماً مسعد سومی میں مسعد ہوتی تھیں، مسعد سومی میں ایک چھوٹا سا صحن تھا، کبھی آب و ہاں تست درماتے  
استاد، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تست کے لیے کوئی متنازعہ نہ تھی، ماہر سے اعلیٰ لوگ آتے تو آب کے بیجا سے  
میں وقت ہوتی، صحابہ نے ایک چھوٹا سا مٹی کا جوترا سا دیا، آب اس پر ترسیر رکھتے، باقی دونوں طرف صحابہ  
حلقہ مابعدہ کر بیٹھ جاتے،

آداب مجلس | (اں محاس میں آئے والوں کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی عموماً وہ ایسے اُسی وحشت ماطر فقیہ سے آتے اور اے ماکہ سوال جواب کرتے،

خلقِ سوی کا مطراں محاسن میں زیادہ حیرت انگیز سماتا ہے، آپ یحییٰ حاتم کی حیثیت سے رولق افروز ہیں صحابہ عقیدت کیتس علاموں کی طرح خدمتِ اقدس میں حاضر ہیں، ایک شخص آتا ہے، اور اُسکو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں، اور حاشیہ نشینوں میں کوئی طاہری امتیاز نظر نہیں آتا، لوگوں سے یوحیٰ کتاب ہے، محمدؐ کوں ہی؟ صحابہ ستاتے ہیں کہ یہی گورے سے آدمی جو ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہیں، وہ کہتا ہے، اے اس عہدِ المطلب! میں تم سے ہدایتِ سحتی کے ساتھ سوال کروں گا، حواء ہوا، آپ بختی سوال کی احارت دیتے ہیں،

ماہیں ہمہ سادگی و تواضع، یہ محاسن رعب و وقار اور آداب موت کے اثر سے لر رہی ہوتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تلقینات کا دائرہ اخلاق، مذہب، اور ترکیہ لغویں تک محدود تھا، اس کے علاوہ اور باتیں مصعب موت سے خارج تھیں، لیکن بعض لوگ ہدایت معمولی اور حریف باتیں یو جھتے تھے، مثلاً یا رسول اللہ میرے مایہ کا نام کیا ہے؟ میرا اوٹ کھو گیا ہے وہ کہاں ہے؟ آپ اس قسم کے سوالات کو مایہ درماتے تھے، ایک بار اسی قسم کے لغو سوالات کئے گئے تو آپ نے رہم ہو کر فرمایا کہ جو یو جھیا ہو یو جھو، امین سب کا جواب دوں گا، حضرت عمرؓ نے آپ کے چہرے کا رنگ دیکھا تو ہدایت الحاح کے ساتھ کہا دست سے،

کوئی شخص کھڑے کھڑے سوال نہیں کرتا تھا، ایک شخص نے اس طرح سوال کیا تو آپ نے اس کی طرف

تعب سے دیکھا، اسی طرح یہ بھی معمول تھا کہ جب ایک سلسلہ طے ہو جاتا تو دوسرا سلسلہ پیش کیا جاتا، بعض اوقات آپ گفتگو کرتے ہوتے، کوئی صحرا تیس مدحو آدابِ مجلس سے ماواقف ہوتا، دفعہ آجاتا، اور عین سلسلہ تقریر میں کوئی مات یوجھ بیٹھتا، آپ سلسلہ تقریر کو قائم رکھتے اور فایع ہو کر انکی طرف متوجہ ہوتے، اور جواب دیتے، ایک دفعہ آپ تقریر فرما رہے تھے، ایک مدو آیا اور آئے کے ساتھ اُس نے یوجھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ تقریر کرتے رہے حاضرین سمجھے کہ آپ نے ہمیں سا، کسی کسی نے کہا ”سا“، لیکن آپ کو ماگوار ہوا، آپ گفتگو سے فایع ہو چکے تو دریافت فرمایا کہ یوجھے والا کہاں ہے؟ مدو نے کہا ”میں یہ حاضر ہوں“، آپ نے فرمایا اب لوگ امامت کو صانع کر لے لگیں گے، لولا کہ امامت کیوں کر صانع ہوگی“ فرمایا اب ما اہلوں کے بات میں کام آئے گا

ادقاتِ مجلس | اس قسم کی محاسن کے لیے جو خاص وقت مقرر تھا وہ صبح کا تھا، مار فجر کے بعد آپ بیٹھ جاتے، اور میوص روحانی کا جستمہ جاری ہو جاتا، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مار کے بعد آپ ٹھہر جاتے اور مجلس قائم ہو جاتی جیسا کہ کتب س مالک یحب غرودہ تنوک کی غیر حاصری کی وجہ سے غتاب مازل ہو تو وہ اسی محاسن میں اگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حوسود ی مراح کا تیتہ لگاتے، حوداں کے یہ الفاظ ہیں۔

وَأَنی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْلَمَ عَلَيْهِ وَ  
مِیْنِ رَسُوْلِ اَللّٰہِ کَیْ اَسْ اَتَا تَہَا اَوْرَسَلَامُ کَرِیَا، اَوْرَ اَبِ اَللّٰہِ مَار  
ہوئی مجلسہ بعد الصلوٰۃ فاقول فی نفسی هل  
کے ایسی مجلس میں ہوتے تھے تو میں ایسے ہی میں کہا تھا کہ  
حَقَّ شَعْبِہُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَیْہِ،  
آپ نے جواب سلام میں ایسے لب ہلائے یا نہیں۔

صبح کی مجلسوں میں کبھی کبھی آپ وعظ فرماتے، ترمذی اور الوداؤد میں عوام ص س ساریہ سے روایت ہے،  
وَعظًا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْمًا لَعَد  
رَسُوْلُ اَللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَیْ اَبَکْ دَلْ صَبْحَ کِی مَارَ کَیْ لَعَد  
صَلُوٰۃُ الْعَدَاۃُ مَوْعِظَةٌ لِّلْعَدَّةِ دُرُفَتِ مَہَا  
ایک طبع وعظ کہا، جس سے آنکھیں اٹک ریر ہو گئیں اور  
العصوں و وحلت مہا القلوب  
دل کا اب اٹھے



اگرچہ مسائلِ شرعیہ کے متعلق ہر قسم کے سوالات کی اجازت تھی، اور حاتواں حرم وہ مسائل دریافت کرتی تھیں جو خاص پردہ نشینوں سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم جب کوئی پردہ کا واقعہ مجلسِ عام میں سوال کی عرصہ سے پیش کیا جاتا تو فردِ حیا سے آپ کو ماکوار ہوتا،

اس قسم کی ردی کی مات مرد بھی مجمعِ عام میں یوچھتے تو آپ کو تکدر ہوتا، ایک دفعہ ایک انصاری لے (حکامام عام تھا) مجلسِ عام میں بوجھا کہ اگر کوئی شخص ایسی بیوی کو غیر کے ساتھ دیکھ لے تو کیا حکم ہے؟ آنحضرت ﷺ کو ماکوار ہوا، اور آپ نے اکو ملاست کی لے

طریقہ ارتداد (کھنکھی کھنکھی ہتھاں کے طور پر حاضریں سے کوئی سوال کرتے، اس سے لوگوں کی حودت فکر اور راحت رائے کا اندازہ ہوتا، حضرت عبداللہؓ عمر کا بیاں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بوجھا، وہ کو سادرت ہی حکے تے چھڑتے ہیں، اور جو مسلمانوں سے مسامت رکھتا ہے، لوگوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف نکلا، میرے دہس میں آیا کہ کھجور کا درخت ہوگا، لیکن میں کس تھا اس لیے حرات نہ کر سکا، مالاخر لوگوں نے عرصہ کی کہ حضور تائیں، ارتداد ورمایا کھجور عبداللہؓ عمر کو تمام عمر حسرت رہی کہ کاش میں نے حرات کر کے ایسا خیال ظاہر کر دیا تھا، ایک رات میں تشریف لائے، صحابہ کے دوحلقے قائم تھے، ایک قرآن حوالی اور دکرودعا میں مشغول تھا، اور دوسرے حلقے میں علمی مائیں ہو رہی تھیں، آپ نے فرمایا دونوں عمل حیر کر رہے ہیں، لیکن حدالے محکوم صرف معلّم سا کر مسوت کیا ہے، یہ کمر علی حلقہ میں بیٹھ گئے،

اں محاس میں دقیق ماحت کو حکی نہ تک عوام ہمیں ہیج سکتے مایسد دواتے تھے، جیابجہ ایک در صحا کی مجلس میں مسئلہ تقدیر پر گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے سا تو حمرے سے کل آئے، آپ کا جہرہ اس قدر سُرخ ہو گیا تھا گویا عارضِ مارک بر کسی لے امار کے دالے بچوڑ دیئے ہیں، آپ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم ہی لیے پیدا کیے گئے ہو؟ قرآن کو ماہم ٹکرا ہے ہو، گد تہ امتیں اہی ماتوں سے رما د ہوئیں،



شخص کے کھیتی کرنے کی خواہش کی حدائے کہا کیا تمہاری خواہش پوری نہیں ہوئی ہے، اس نے کہا ہاں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ فوراً نوؤں اور ساتھ ہی طیار ہو جائے، جیسا کہ اُس نے سچ ڈالے، فوراً داہ اگا، ٹرھا، اور کاٹنے کے قابل ہو گیا، ایک مدد دیکھا ہوا تھا، اُس نے کہا یہ سعادت صرف قریشی یا انصاری کو نصیب ہوگی جو رعیت پرست ہیں، لیکن ہم لوگ تو کاشتکار ہیں، آپ نہیں ڈرتے،

ایک دفعہ ایک صاحب خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی کہ میں تباہ ہو گیا، ارشاد ہوا کیوں، لوے میں لے رخصت میں سوی سے ہمدستی کی، آپ نے فرمایا ایک علام آرا کر دو، لوے غریب ہوں غلام کہاں سے لاؤں، ارشاد ہوا دو مہینے کے دورے رکھو، لوے، یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا، فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، لوے آما مقدور ہیں، اتفاق سے کہیں سے رمل بھر کر کھورین آگئیں، آپ نے فرمایا لو عربوں کو حیرات کراؤ، عرض کی اُس حد کی قسم جسے آپ کو سمیر سایا، سارے مدینہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی عرب نہیں، آپ میا حتمہ ہنس پڑے، اور فرمایا اچھا تم خود بھی کھالو“

میں صحت (ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی کہ ہم حب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں تو دیا پہنچ معلوم ہوتی ہے لیکن حب گھر میں مال بچوں میں بیٹھتے ہیں تو حالت بدل جاتی ہے، آپ نے فرمایا اگر ایک ساحل رہتا تو مرتے تمہاری ریارت کو آتے تھے

ایک دفعہ حضرت حطہؓ خدمت اقدس میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میں مافق ہو گیا، میں حب خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ دوح خدمت کا ذکر فرماتے ہیں تو یہ حیریں آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ لیکن مال بچوں میں اگر سب بھول جاتا ہوں، ارشاد ہوا کہ اگر ماہر کلگر بھی وہی حالت رہتی تو مرتے تم سے مصافحہ کرتے تھے



## خطابت نبوی

(خطابت اور تقریر، صوت کا ہایت ضروری عنصر ہے، اسی سبب حدائے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو فرعون کے یاس یعیر سا کر بھیجا تو اس کو یہ دعا مانگی ٹری،

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي، حداد میری زبان کی گرہ کھول کہ لوگ سری بات سمجھیں۔

لیکن یہ الائنیا کو خود مار گاہ الہی سے یہ وصف کامل عطا کیا گیا تھا، حایمہ آب نے تجذیب نعمت کے طور پر فرمایا،

اِنَّا نَصُو الْعَرَبَ، میں صبح ترین عرب ہوں،

نَعَيْتُ حَوَامِعَ الْكَلِمِ، اس کلمات جامعہ لیکر معسوب ہوا ہوں،

عرب میں اگر حیم ہر قبیلہ مصاحت و ملاعت کا مدعی تھا، تاہم تمام عرب میں دو قبیلے اس وصف میں نمایاں  
استیار رکھے تھے، قریش اور سوہوار، قریش جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قبیلہ تھا، اور سوہواروں کے قبیلہ میں  
آپ نے رورش یا ئی تھی، اس لیے آپ نے ارشاد فرمایا ہے،

اِنَّا عَرَبُكُمْ اِنَّا مِّنْ قُرَيْشٍ وَلِسَانِي سَاكِنٌ

میں تم میں صبح تر ہوں، فرسی ہوں، اور میری زبان  
موسیٰ سعد بن بکرؓ

طریاں | آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہایت سادہ طریقہ یہ خطہ دیتے تھے، آپ حب ایہ حجرے سے خطہ دیے  
کے لیے نکلتے تھے، تو سلاطین کی طرح آپ کے ساتھ حادوث ہوتے تھے، آپ خطاء کا لباس پہنتے تھے،  
ہاتھ میں صرف ایک عصا ہوتا تھا، اور کبھی کبھی کماں پر ٹیک لگا کر خطہ دیتے تھے اس ماحول میں کہ مسجد میں حب آب  
خطہ دیتے تو دست مبارک میں عصا ہوتا تھا، اور میدان جنگ میں خطہ دیے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کماں پر  
ٹیک لگاتے تھے،

لے اصامہ، احم باب، طغاب اس سعد صغراء، سے سوحد صلہ ہزارں کی ایک ساج ہے سے الودا وود حلال دل کما الصلوٰۃ الود اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جمعہ اور عید کا خطبہ تو متعین تھا لیکن اسکے علاوہ خطبہ کا کوئی وقت مقرر نہ تھا، جب ضرورت میں آئی، آپ فی التذکرہ خطبہ کے لیے تیار ہو جاتے تھے، یہی وہ ہے کہ آپ نے ریس پر سریر۔ ادب پر جس جگہ عید موقع پیش آیا ہے خطبہ دیا ہے ضرورت کے لحاظ سے اگر یہ آپ کو کبھی کبھی طویل خطبہ بھی دیا پڑتا تھا تاہم آپ کے خطبے عموماً مختصر ہوتے تھے، عام نصائح اور بید کی باتیں گو آپ احادیث و اقوال میں بیاں فرماتے، لیکن جب کلام کو خاص طور پر مؤثر ساما ہوتا تھا تو خطبہ کو عموماً سوال کی صورت میں شروع فرماتے تھے، عروہ حیں میں آپ نے انصار کے سامنے جو خطبہ دیا وہ اول سے آخر تک سوال و جواب ہے، خطبہ حجۃ الوداع وغیرہ اور تمام خطبات میں حدیث کہ آگے آتا ہے یہ خصوصیت نمایاں ہے حوش بیاں کا یہ حال تھا کہ آنکھیں سرخ اور آواز نہایت بلند ہو جاتی تھی عصہ ٹٹھکتا تھا، انگلیاں اٹھتی جاتی تھیں گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی روح کو جگمگاتے ہوئے اٹھا رہے ہیں، حوش بیاں میں حسد مبارک جھوم جھوم جاتا تھا، ہاتھوں کو حرکت دینے سے بیٹھوں کے ٹٹھکے کی آواز آتی تھی، کبھی مٹھی سے سر کر لیتے تھے، کبھی کھول دیتے تھے، حسرت عہد اللہ میں عمر نے اس قسم کی یہ حوش حالت کی نہایت صحیح تصویراں الفاظ میں کھینچی ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأخذ الحلة  
سمواۃ وارضہ مد لا وقص مد لا یفعل یصمہا  
وسطہا قال ویتمائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم عن یمینہ وعن شمالہ حتی یطرت الی المذبح  
من اسفل تنعی مہ حی الی لا قول اسما فطہو رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس ماہ ذکر المبعث)  
ہیں پڑے گا

آنحضرت کی خطبات کی روایت | احادیث کی کماؤں میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خطبات اور اُن کے حصہ حصہ

۱۷ صحیح مسلم ما تھے السنۃ و الخطبہ ص ۳۱۹ جلد اول ۱۷ اس ماہ ذکر المبعث ۳۷ ص ۲۱۱ جلد اول ۲۷

فقرے بعیر کسی خاص ترتیب کے جمع کر دیئے گئے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حیثیتیں تھیں، اور اس کا اثر آب کے طریقوں پر پڑتا تھا، آب داعی مدہب تھے، فاتح تھے، داعی تھے، امیر المہجرت تھے، فاضل تھے، بعیر تھے، اس اختلاف حیثیت نے آب کے خطرات اور روایاں میں بہایت اختلاف پیدا کر دیا ہے، اور ملاعت کا اقتضا بھی یہی ہے، آب بحیثیت داعی مدہب ہونے کے حوصلہ دیتے تھے اُس میں بہایت رور اور حوش پیدا ہو جاتا تھا، اور اُسوقت آب کی حیثیت بالکل ایک امر المہجرت کی ہوتی تھی، چنانچہ حذوت یہ آیت مارل ہوئی،

وَأَنْتَ دُرْعَتُكَ الْكَافِرِينَ اے اقرام کو ڈراؤ،

آب نے تمام قریش کو جمع کر کے ایک حطہ دیاجایا، ابولہب کی تقادوت نے اگر یہ اس حطہ کو پورا نہیں ہوئے دیا، تاہم آب کی رماں سے اس موقع پر جو حیدر چلے گئے اُس سے آب کے روایاں کا اندازہ ہو سکتا ہے، آئیں صفا پر چڑھ کر پہلے بکارا نا صلحا یہ وہ لفظ ہے جو عرب میں اُسوقت لولا جاتا ہے جس صبح کے وقت کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر دفعۂ غارتگری کے لیے ٹوٹ پڑتا ہے، تمام لوگ یہ لفظ سکر جو یک اُٹھے اور آب کے گرد جمع ہو گئے، آب نے فرمایا،

ارأستم ان احملکم ان حلاحح من سعہ تاؤ اگر میں بھس یہ حردوں کہ اس ہار کے دہس سے ایک

لہذا الحمل الکم مصدقی، بوج کلا جاتی ہے تو کیا م سری لصلی کرو گے،

سے جواب دیا، اب تک آب کی سلت ہم کو کسی قسم کی دروغ گوئی کا تحرہ نہیں ہوا ہے، جب آب نے یہ اقرار لے لیا تو فرمایا،

انی کذبتکم من مدنی عدا اب شدید من تمیں ایک ایسے سخت عدا کے ڈراتا ہوں جو تمہارے سلعے ہے،

اولئک بہایت استخفاف کے ساتھ کہا، کیا ہم سہوں کو اسی لیے جمع کیا تھا، یہ کہ کمر چل کھڑا ہوا،

عروہ حبس میں آب نے تمام مال عمت مولعہ القلوب کو دیدیا اور انصار بالکل محروم رہ گئے، توحید و حوالہ کو

یہ ہایت ناگوار ہوا، اور اُنھوں نے کہا ”حدایع عمر کی معرفت کرے، قریش کو دیتا ہے اور ہم کو چھوڑ دیتا ہے، حالانکہ ہماری تلواروں سے حوث ٹیکے ہوئے، آنحضرت صلعم کو حشر ہوئی تو تمام انصار کو ایک جیمہ میں جمع کر کے اصل حقیقت دریافت فرمائی لوگوں نے کہا، جید و حوالوں نے یہ کہا ہے، لیکن ہم میں جو لوگ صاحب الرائے اور سردار ہیں اُنھوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا، اب آپ نے اس موقع پر کھڑے ہو کر ایک حطہ دیا،

یا معشر الانصار! ما احذکم صلا لا فصد اکم اے گروہ انصار! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا میں حدائے میری  
اللہ لی وکتبتم متفرقین واثقلکم اللہ لی وعلانیہ ودم سے ہمیں ہدایت دی، تم متفرق تھے، حدائے میری  
ما عداکم اللہ لی، دم سے تم کو جمع کر دیا، تم محتاج تھے حدائے میری دم سے تم کو جمع کر دیا

انصار ہر بات پر کہتے جاتے تھے، حداد اور اس کا رسول بہت امیں ہے، آپ نے فرمایا، ”کیوں نہیں کہتے کہ اے محمد! تم اس حالت میں آئے تھے کہ لوگ تمہاری تکذیب کرتے تھے، ہم تمہاری تصدیق کی، تمہارا کوئی مددگار نہ تھا ہم نے تمہاری مدد کی، تم گھر سے نکالے ہوئے تھے، ہم نے تم کو گھر دیا، تم محتاج تھے، ہم نے تمہاری غمخواری کی، اس کے بعد آپ نے اصل اعتراض کا جواب دیا،

اتقصو ان یدھب الناس بالنساء والبیعہ کیا تم یہ نہیں سید کرتے کہ لوگ دھڑ اور کپڑاں لیکے جائیں اور  
وتدھسوں بالنسی الی رجالکم واللہ تم ایسے گھروں میں جو پیہر کو لیکر جاؤ، حد کی قسم تم لوگ حاکم وادیں  
لما تنقلون بحیر مما سقلون جاتے ہو وہ اس سے بہتر ہو جسکو تمام لوگ لیکر جاتے ہیں  
اس پر تمام انصار یکا را اٹھے ”رصدیا“ یعنی ہم سب راضی ہیں۔

اس حطہ کے وقوع ملاعت پر اگر غور کیا جائے تو ایک مختصر سارا لہ طیار ہو سکتا ہے،

فاتحہ جنتیت سے آپ نے صرف فتح مکہ کے موقع پر ایک تقریر کی تھی جس کے حصہ حصہ فقرے احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں، مگر عرب کے ردیک ہایت مقدس شہر تھا حرم ایک دارالامان تھا جس میں کبھی حمیری

لے صبح بخاری عودہ جیں۔

ہیں ہو سکتی تھی، مستحکم میں سے پہلے اُسکے دامنِ عظمت یروں کا دہشتہ لگایا گیا، اور جو مکہ مدہ کے ہاتھ سے لگایا گیا تھا، اس لیے خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ ہمیتہ کے لیے اس کا یہ احترام نہ مٹ جائے، آنحضرت صلعم کو اسی دونوں ہیلوؤں پر ایسی تقریریں رو دیا تھا، جیسا کہ آج کے ترتیب یہی کی طرف توجہ کی، سب سے پہلے آپ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا،

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَکْتَبَکُمْ لَوْ حَلَقَ السَّمَوَاتِ  
وَالْاَرْضَ وَهِيَ حَرَامٌ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِفْلَةِ لَمْ  
تَحِلْ لَاحِدٍ مِّنْیَ وَلَا تَحِلْ لَاحِدٍ لِّعَدٰی وَلَا تَحِلْ  
لِی قَطَا السَّاعَةِ مَالٍ دَهْرٍ لَا یُعْرِضُ صَدَاقًا وَلَا  
لِعَصْدٍ شَوْکًا وَلَا تَحِلُّ لِحِلَالِهَا وَلَا تَحِلُّ لِعِطَتِهَا  
اَلَا الْمُسْتَدَ -

حدائے حسد آسمان اور زمین کو پیدا کیا، اُسی دن مکہ کو حرام  
کر دیا، ایس وہ نہ حرمت حد حرام ہے، وہ سرے پہلے کسی پر  
حلال ہوا، اور نہ سرے لہ حلال ہوگا، اور سرے پہلے بھی بحرِ حیدر  
کے ہرگز حلال نہیں ہوا، اس کے سکارو کو نہ دیا جاسکتا، نہ اسکا  
کاٹا کاٹا جاسکتا نہ اسکی گھاس کاٹی جاسکتی نہ اسکی گم شدہ  
حیر حلال ہو سکی بحر اس حص کے حواس کو ڈھونڈ رہا ہے،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے مہتمم مالتاں حطہ وہ ہو جو آپ کے تحت الوداع میں دیا تھا، یہ حطہ صرف احکام  
کا ایک سادہ مجموعہ ہے، جس کو قدرتِ حاکم اور رُکھ بھیکا ہوا جاسیے، تاہم سلاست، روانی، اور شستگی الٹا  
کے لحاظ سے یہ حطہ بھی اور حطوں سے کم ہیں آپ نے حمد و ثناء کے بعد اس حطہ کی اہمیت اس طرح  
طاہر کی،

اِیُّهَا النَّاسُ اَسْمَعُوا فَاِنَّیْ اَدْرِیْ لَعَلَّیْ لَا اَعْلَکُمْ  
لَعْدَا مِیْ هِدَا فِیْ مَوْقِعِیْ هِدَا فِیْ سَهْوِکُمْ هِدَا فِیْ لَدَّکُمْ هِدَا  
مہم میں اس سہر میں تم سے نہ مل سکو۔

سادہ سا حملہ یہ تھا کہ 'عالیہ میری عمر کا آخری سال ہے'، لیکس اس تفصیل اور اس میرا یہ بیاں ہے اس  
مفہوم کو اور بھی رو دیا ہے، آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی عزت، آرد، حال، مال، سب مسلمانوں پر حرام  
اس مطلب کو اس طبع طریقہ سے ادا کیا ہے،

اندروں اسیوم ھدا قالوا اللہ ورسولہ کیا جاتے ہو کہ یہ کو سا دل ہو؟ لوگوں نے کہا خدا و  
 اعلم قال فان ھدا نوم حرام اندروں رسول کو اس کا علم ہے آپ نے فرمایا یہ یوم الحرام ہے؟  
 اسی ھدا، قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال کیا جاتے ہو یہ کو سا تھر ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول کو  
 ھدا حرام قال اندروں اسی تھر ھدا قالوا اسکا علم ہے؟ آپ نے فرمایا ھدا حرام ہے؟ کیا جاتے ہو یہ کو سا ہمیشہ؟ لوگوں  
 اللہ ورسولہ اعلم قال تھر حرام، نے کہا خدا اور رسول کو اس کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا تھر حرام ہے؟  
 اس طرح حب لوگوں کے دل میں اس دن، اس ہمیشہ اور اس تھر کی حرمت کا خیال مارا ہو گیا تو آپ نے  
 اصل مقصود کو بیاں فرمایا،

ان اللہ حرم علیکم دماءکم واما لکم واعر حکم خدا نے تمہارا خون، تمہاری آرد تمہارے  
 حکمتہ یومکم ھدا فی تھرکم ھدا فی ملککم ہمہ میں اس بہر میں اس دن کی حرمت کی  
 ھدا، لا ترجعوا العدی کفاراً یصرب لعنکم طسح حرام کیا میرے بعد کا دھو جا ماکہ تم میں  
 دقات لعن، ہر ایک دوسرے کی گردن مارے۔

آپ نے ال العاط میں مساوات کی تسلیم دی ہے۔

ان ربکم واحد وان اناکم واحد کلکم من آدم ہمارا ایک، ہمارا ایک، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم  
 وادم من ترائل انکم مکرم عند اللہ انفاکم مٹی کے تھے حکم کر دیکھ میں سرف ترہ ہو جو زیادہ بہر گار ہے۔  
 عرب کا عام دریوہ معاش عارت گرمی تھی، لیکن تھر حرم کے جا رہے تھے وہ لوگ ریکا رہیں ہ سکتے تھے اسلے  
 ان مہیوں کو ادل مل کیا کرتے تھے حکوئی کہے ہیں، قرآن مجید نے اسکی ممانعت کی،  
 انما النبی ربا ذلک فی الکفر سنی کفر میں اصاو کرتی ہے  
 آپ نے ایسے خطہ میں اس کا اعلان ال العاط میں فرمایا۔

ان الرماں خداستد ارکھتہ یوم حلی اللہ رام ہر بھر کے بھر اسی مکر مر گیا جیسا کہ اس دن تھا



## السموات والارض

حب خداے آسمان در میں کو سدا کیا تھا،

اِن حقیقتوں کے علاوہ آب کی حیثیت ایک معلم اور واعظ کی تھی، آئیے اس حیثیت سے حوٹے دیے میں دہا گریہ ہست  
سادہ ہیں تاہم اُن میں بھی ملاعت کا اسلوب موجود ہے، ایک اعلانی واعظ کے لیے حدیث ترکیب، تبادر الفاظ، اور  
تشبیہ و استعارہ کی ضرورت نہیں ہوتی، اُسکو صرف سادہ الفاظ، واضح جملے اور مختصر ترکیبوں سے مطالب کو دہس  
نتیں کرایا کرتا ہے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس حیثیت سے حوٹے دیئے ہیں، وہ تمارا ہی قسم کے ہیں،  
مدینہ اگر سب سے پہلا فقرہ حوریاں مارک سے نکلا، یہ تھا،

يا ايها الناس، اسوا السلام، واطعموا الطعام، و  
لوگو! سلام بھلاؤ، کھانا کھلایا کرو، عمار پڑھا کرو، حب اور لوگ

صلوا والناس سام، مدخلوا الحمة لسلام،  
سوتے ہوں، حب میں سلامی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے،

مدینہ میں حور سے پہلا حمہ آئیے پڑھا ہی، اس اسحاق کی روایت کے مطابق حمد و سرا کے بعد ہمیں آئے یہ خطبہ دیا تھا،

اما بعد ايها الناس فقد مولا لا تفكروا بعلم الله  
حمد و سرا کے بعد، اے لوگو! اس لیے پہلے سے ساماں کرو، مگو معلوم

لصنع احدكم لم يدع عن عمه لس لها  
ہو جائیگا، کہ خدا کی قسم تم میں سے ایک نے اسے ہوس و حواس کھو چکے گا، اور ایسی

راع لم يفعل له رثه لس له رحما ولا  
مکریوں (مال و دولت) کو چھوڑ جائیگا، حکم کوئی نگماں ہوگا۔ بھرحدا

حاجب محم دونه المربا تک رسولی فلعک  
اُس کے لیے حج میں نہ کوئی رحماں ہو نہ دماں ہو حور کے گا، اُس سے

وآست ما لا فاصلا علك فما قدم  
کہیگا کہ کیا سرے اس میرا و سادہ ہیں آیا، اور میرا سیام ہیں

لنفسک، فليطرن نمنا وسملا فلا نری  
یہ حاما، اور میں نے محکود دولت ہیں دی اور حاجب سے

سنا لم لسطرن فدامه فلا یری عس  
رہادہ ہیں عطا کیا، تو، تو نے ایسے لیے پہلے سے کیا ساماں کیا

حکم میں استطاع ان سعی لوجهه من النار  
اُسوف مہمدہ دہے مائیں دکھیگا اور اسکو کچھ نظر میں آئے گا لے سائے دکھیگا

ولولتی من تمری فليعمل ومن لم یجد مکلمته  
توہم کے سوا اسکو کوئی حیرت پس آئیگی جس حکومت ہو وہ ایسے کو اس

طس فانی حری الحسہ لعترا اما لها الى  
اگست جائے گویا بڑے کے ایک ٹکڑہ ہی سے کون ہو، کسی کے پاس نہ بھی ہو



و بوقعہ، موعہ عمل اللیل و عمل النہار وہی سمت کو سمت و ملکہ کر رہی رات کے اعمال اسکو دل سے پہلے سمجھ

و عمل الہا و عمل اللیل، حجامہ المود و صبح سلم و یہ اللہ تعالیٰ حائے ہیں اور رات کے اعمال رات سے پہلے خدا کا پردہ نور ہے۔

جمعہ کے خطبہ میں عموماً رہد و رفاق، حسن اخلاق، خوف قیامت، عذاب قبر، توحید و صفات الہی سیاں کرتے تھے، ہفتہ میں کوئی مہتمم بالتسائل اقمہ میں آتا تھا تو اس کے متعلق ہدایات فرماتے تھے، اکثر ایسا بھی کرتے کہ نئے خطبہ کے بحال قرآن مجید کی کوئی آیتیں مصابیح کی و ترسورت ق و غیرہ پڑھ دیا کرتے، یہ سورہ آپ جمعہ کے خطبہ میں اکثر اور بیشتر پڑھا کرتے تھے، عید کے خطبہ میں اس مصابیح کے علاوہ صدقہ برحاص طور پر رویتے تھے، اتفاقی خطے ضرورت کے موقع پر دیا کرتے تھے اور اس میں مقتضائے وقت کے مناسب مطالب سیاں فرماتے تھے، ایک موعظ آفتاب میں گس لگا، اتفاق سے اسی دن آگے کس درمہ حضرت ابراہیم لے وفاق یا ئی تھی، مرغومات عز کے مطابق لوگوں نے کہا کہ یہ گس اسی لیے لگا ہی، آپ نے اس موقع پر حسب دہل خطبہ دیا

۲ ما بعد یا انہا الناس انما الشمس والعمرا ما من حمد و ثناء کے بعد، لوگو آفتاب و ماہاب خدا کی دو نشانیاں ہیں وہ

آفتاب اللہ و امما لا یکسفاں لموب احد من الناس کسی کے مرے سے باریک نہیں ہوتے،

ما من شیءٍ لم اکن رأسہ الا قد رأسہ فی معافی جس حیر کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، اسکو میں دیکھ لیا ہوا ہوں

ہذا حی الحہ والنار، و انہ قد اوحی الی اکم کہ حب و دوح کو بھی، اور ہاں مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم مردوں میں

لعمول فی الصور من قبلہ الد حال فوے آرمے جاؤ گے حطرح و حال سے آرمے جاؤ گے، تم میں سے ہر شخص

احدکم فیما ل ما علمک بهذا الرجل فاما الموف کے پاس ایک آیہ والا آئیگا اور ویجھے گا کہ اس شخص دینی جو دیکھت

مقول ہو محمد ہو رسول اللہ حاء بالیات صلعم کی سمت کیا جاتے ہو یقین دے کیسے یہ محمد ہیں یہ خدا کے رسول

والہدی فاحدا و اطعنا، اما المویات مقول ہیں حوسایاں اور ہا میں لیکر آئے تو ہم نے اکو قول کیا اور اکی مری

لا ادری سمعت الناس لعمول شتہا فقلت، کی اور مسک کہیں گے ہیں حاتہ لوگوں کو جو کہتے ساوہ کدیا،

اب عرض علی کل سئی لوجوہ و عرض علی میرے سامے وہ مام معامات میں سے جس میں تم دہل ہو گے، نا اکر اگر

الحہ حی لوسا ول مہا فطفا احدہ و معصہ مں جاہتا تو اسکا بھل بڑھتا لیکن میرا تھہر گئے دوح ستر سامے روم

مدی عمر وعصب علی النار و آت منها اموات  
 کئی گئی میں نے اس میں ایک رب کو دیکھا حکم صرف اس سے سزا  
 تعدت فی ہرۃ لہا ربطتھا فلم یظمہا ولم یدعھا  
 دیکھا ہی بھی کہ اسے ایک ہی کو مہر رکھا تھا، نہ اسکو جو دیکھا سکوت ہی اور  
 باکل من شئناں الارص، و رأب انا ما مر عمرو  
 نہ چھوڑ لی تھی کہ وہ میں کی گری ٹری کوئی نہ کرکھائے میں نے دوسرے میں  
 من مالک بحر قصہ فی الدار و اہم کالو الیقولون  
 انعامہ عریں مالک کو رکھا نہ وہ دیکھ کر کہتے تھے کہ امانت ہا ہا میں  
 ان الشمس والہر لا یخسعان الا لموت عظم و انہ  
 کسی ٹرے آدمی کی موت کس لگتا ہو حالانکہ وہ تو خدا کی دوسا یاں  
 آمان من آت اللہ یرکموہما و احصا مصلوہی یحلی  
 میں جب ہم کس دیکھو ہمارے لیے گھڑے دھاؤ، تاکہ وہ صاف ہو جائے  
 رد و عدت اور اعتصام السنۃ میں کیا یہ حقہ خطہ، تغیر العاطفیت کی اگر کہانوں میں منقول ہے۔

انما ہما ستان الکلام والہدی و احسن الکلام کلام  
 صرف دو پاس ہیں، دل اور علی طریقہ، تو عمدہ کلام خدا کا  
 اللہ و احسن الہدی ہدی محمد اذ ابانہ محمد ناب  
 کلام ہوا در عمدہ طریقہ محمد کا طریقہ ہوا، حرور (ہم میں) نئی باتوں سے جو  
 الا مورخان سیر الا مورخین ما ہا و کل محدثہ بدعہ  
 سنی ماس میں سرس ہیں، ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر عیب  
 و کل بدعہ ضلالہ الا لا تطول علیکم الا مد مقسو  
 گرازی ہے، تمکو دراری عمر کا خیال نہ پیدا ہو کہ ہمارے دل سخت ہو جائیں  
 فلو یسمکم الا ان ما ہو فہرب و ان العبدہ الیس  
 جو حیرانی والی ہے وہ درستی، دور وہ حیرت جو آیہ والی ہیں، بدعت  
 فآف الا انما السعی من سعی فی لطن امو والسعدین  
 اسی مالک میں بدعت ہو یا ہر جس نصیب ہے جو عورت عوط  
 وعط لعدۃ الا ان مال المومن کفر و سامہ مشوق  
 حاصل کرے حرور اسلام سے تاکہ اور اسے گالی گلوچ کرنا منق  
 ولا یحل لمسلم ان یصلح لہا و فو ملاہ الا و انما کفر  
 ہو، مسلمان کے لیے حائر ہیں کہ میں دل سے زیادہ اسے بھائی  
 والکدب۔ اس مادہ (باب اعتقاد النوع) سے رنجیدہ ہیں حرور جھوٹ سے رہبر کرنا،

انگریزی | (حطیات سوری تا تیر اور رب الیگری میں در حقیقت معرہ آگئی تھے، پھر سے پتھر دل بھی ان کو سکر حید لہجوں میں  
 موم ہو جاتے تھے کہ میں ایک دینہ آپ نے سورہ انعم کی آیتیں تلاوت کر کے سائیں تو یہ اتر ہو کہ آپ کے ساتھ مسلمان  
 و مسلمان ٹرے ٹرے کھا رہی تھیں یہ گریڑتے،

لہجہ سکر حید لہجوں میں  
 تھیں وہ مسلمان  
 تھیں وہ مسلمان

آنحضرت صلعم کے زمانہ جاہلیت کے ایک دوست جو چھاڑ بھوک کر باحالت تھے یہ سکر کہ بعد ما لہ آب کو حوں ہی  
 عرص علاج آئے، آپ نے اُن کے سامنے مختصر سی تقریر کی، انھوں نے کہا کہ محمد در اس کو پھر تو دہرا، عرص آئے  
 کئی بار تقریر دھرائی تو اخیر میں انھوں نے کہا میں نے تمارے کئے قصیدہ اور کاہوں کے کلام سے ہیں لیکن یہ توجیر ہی اوہی  
 ایک دمہ ایک نو مسلم قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ آیا، آپ نے انکی امداد کی ضرورت سمجھی، مسجد نبوی میں تمام مسلمان  
 جمع ہوئے، نو آب نے ایک حطمہ دیا، جس میں ستر آں محید کی یہ آست ٹرھی کہ تمام اسان اک ہی سل سے ہیں یعنی  
 نَا اَیْہَا النَّاسُ اَنْعُوْرَیْکُمْ وَاللّٰہُ یُحْلِفُکُمْ مِنْ  
 اے لوگو! اُس حد سے ڈرو جس نے ایک ہستی سے  
 نَفْسٍ وَّ اِحْدٰی،  
 پیدا کیا۔

پھر سورہ حشر کی یہ آیت تلاوت کی، وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ،

اس کے بعد فرمایا درہم، کیڑا، علہ، ملکہ جھوٹا رہ کا ایک ٹکڑا، جو ہو، راہ حد میں دو، مدینہ کے مسلمانوں کی مالی  
 حالت جیسی کچھ تھی وہ سیرت کے ہر صرح سے ظاہر ہے، لیکن مایں ہمہ آب کی رقت ایگرار روتز تقریر سے یہ عالم پیدا  
 ہو گیا کہ ہر صحابی کے یاس جو کچھ تھا اس نے سامنے رکھ دیا، حصول نے اسے کیڑے امار دیے، کسی نے گھر کا علہ لا کر دیا  
 ایک انصاری گئے اور گھسے سرمیوں کا ایک توڑا اٹھالائے، جو اس قدر بھاری تھا کہ شکل اُن سے اٹھ سکتا تھا  
 راوی کا یاں ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد آپ کے سامنے علہ، اور کیڑے کے دوڑے ٹرے ڈھیر لگ گئے، اور  
 حوتی سے آیکا چہرہ کدوں کی طرح دکے لگا،

سخت سے سخت استعمال ایگرادفات میں اس کے بعد فقرے معاملہ کو منع دفع کر کے حوتی سخت کا دریا مہا دیتے  
 تھے، اوس و خزیج کی سالہا سال کی عداوتیں اسی اعشار کی مدولب مدل نہ محنت ہو گئیں، عروہ مدرسے  
 پہلے ایک دمہ آب سوار ہو کر نکلے، مسلمان اور منافقین یکجا بیٹھے ہوئے تھے، مسلمانوں نے تو ادب سے سلام کیا  
 لیکن منافقین نے ایک گستاخانہ فقرہ استعمال کیا، یہ جگاری تھی جس نے جس میں آگ لگا دی، قرب تھا کہ حگ و صل

ریا ہو جائے، لیکن آپ کے حدفقوں نے اس آگ پر پانی ڈال دیا

عروہ مصطلق سے دایسی میں ایک واقعہ بعض منافقین نے استعمال پیدا کیا اور بہت ممکن تھا کہ مہاجرین انصار مہم دست و گریباں ہو جائیں، کہ عین وقت پر آنحضرت صلعم کو حشر ہوئی، آپ تشریف لائے تو اس طرح تقریر فرمائی کہ حدلجوں میں مہاجرین و انصار بھرتی ہو کر تھے، واقعہ ایک میں اوس مہاجرین میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا کہ خاص مسجد نبوی میں شاید تلواریں سیام سے بھل ٹپتیں آپ سر پر تشریف فرما تھے، آپ کے سلسلہ تقریر کو جاری رکھا، اور اترتے تھے کہ رادراہ محنت کی لہریں بھر جائیں ہو گئیں۔

عروہ حبش میں مال عیبت کی تقسیم رح انصار میں آردگی پیدا ہو گئی تھی، اس وقت آپ نے جس بیباک انداز میں تقریر فرمائی ہے اس کا مختصر ذکر اور ذکر کیا ہے، اُس تقریر کا اثر کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ وہی انصار جو جلد لہے پہلے اکیسہ خاطر ہو رہے تھے، اس قدر روئے کہ اُس کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں، اور دل کا سارا عمار آک کو تر کے اُس قطرہوں سے دھو دھل گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر انصار کی توقع کے خلاف، حب آپ نے روسائے قریش کی جاں بخشی فرمائی تو اُس میں سے وہ لوگ حلی آنکھوں میں خلق محمدی کا حلوہ نہ تھا، معترض ہوئے کہ ”آج آپ کو ایسے وطن و حامداں کی محنت آہی گئی“ آپ کو یہ معلوم ہوا تو تمام انصار کو جمع کر کے دریافت کیا کہ کیا یہ سچ ہے کہ تم نے ایسا کہا ہے، عرص کی ماں امارسول اللہؐ فرمایا وطن و حامداں کی ماسداری میرے متیں بطرہ تھی، میں خدا کا سہ اور اُس کا مرستادہ ہوں، میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی، اور تمہاری طرف اب میرا جیسا تمہارا جیسا ہے، اور میرا تمہارا تمہارا ہے“ یہ سکر انصار پر رقت طاری ہو گئی، اور روئے لگے

و عطا و بصحت میں جو خطبات آپ ارتاد فرماتے تھے، وہ بھی اسی قدر موثر ہوتے تھے، ایک صحابی اس

۱۔ صحیح بخاری السلام علیٰ حماتہا علیہا السلام والکافر علیہ صحیح بخاری تفسیر منافقین، واس سعد عروہ مذکور ۲۔ صحیح بخاری قصہ ایک ۳۔ صحیح مسلم مکہ



موقع کی تصویر ال العاط میں کی جاتی ہے۔

وعطى رسول الله صلعم يوماً بعد الصلوة العداة  
صبح کی سار کے بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
موعظہ بلغة درفت معها العيون ووحلت  
دل کا یہ اٹھے،  
معه العلوب (مردی والوداؤد)

ایک اور مجلس وعظ کے ماتر کی کیفیت حضرت اسما دست الی مکرمیاں کرتی ہیں

فام رسول الله صلعم حطينا فدا كوفه العر  
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطہ دیے کو کھڑے ہوئے اور  
الی نفس بها المرء فلما ذكر ذلك  
اس میں منہ فرکویاں کیا حسن اسان کی آرمایش کھائے گی  
صحی المسلمون لہ صحۃ  
حسب یہ یاں کیا تو مسلمان حج اٹھے

حضرت ابوہریرہ اور انوسید سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ حطہ دے رہے تھے کہ آپ کی رماں سارک  
سے یہ العاط نکلے، وَاللّٰہُ نَفْسٌ بِدَا "قسم ہو اُس داب کی جس کے دس قدرت میں میری حال ہی" یہ العاط آیت  
میں دفعہ فرمائے، اور پھر جھک گئے، لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ جو ہاں تھا وہیں سر جھکا کر روئے لگا، راوی کہتے ہیں کہ  
ہم کو بھی ہوش نہ رہا کہ آپ قسم کس ماہ پر رکھا رہے ہیں۔



## عباداتِ نبوی

فَادْفَرَحْتَ فَانصَتْ هَ وَالِی رَّبِّكَ فَارْعَتْ هَ

اے محمدؐ تجھے فرصت ملے عبادت کے لیے کھڑا ہوا اور ایسے رب سے دل لگا،

(دیباچہ) آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا اور کوئی یعیسایہ نہیں گدرا جس کے متعلق صحیح طور پر یہ معلوم ہو سکے کہ اُس کا طریقہ عبادت کیا تھا؟ اُس کے کون کون سے اوقات اس کے لیے مخصوص تھے؟ اور اُس کی عبادتوں کی نوعیت کیا تھی؟ گدشتہ امیائیں حضرت نوحؑ، ملکہ آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک جس کے حالات تورات میں مذکور ہیں ان کی رہائی کا یہ باب صحائفِ اسرائیل سے قطعاً معقودہ، انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہیں کہیں صریح اس کا ملتا ہے کہ یہ کبھی کبھی دعائیں مانگا کرتے تھے، لیکن جب کدلیں ماہر کے یروڑوں نے ایسے یعیسویوں کے ساتھ اس قدرے اعلیٰ رتی ہے کہ یہ ضروری امور بھی حیر دیں و تسرعت کا دار مدار ہو وہ محفوظ نہیں رکھ سکے، یروڑاں اسام کو یہ خبر ہے کہ اُھوں نے اوّل سے آخر تک ایسے یعیسویوں کے اوقات عبادت، اُس کے طریقے، اُس کے انواع، اُسکی کیفیات، عرض اسکے ایک ایک حرّیات کو محفوظ رکھا ہے،

دعا اور ماریا (آنحضرت صلعمؐ سے پہلے بھی عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے، اور عار حرام میں حا کر مہینوں قیام اور مراقبہ کرتے تھے، سوئے کے ساتھ ساتھ آپ کو مار کا طریقہ بھی بتایا گیا، لیکن چونکہ کھار قریش کا ڈر تھا، اس لیے جھیکر مارا کرتے تھے، مار کا وقت جب آتا کہسی ہمار کی گھاٹی میں چلے جاتے، اور وہاں مار پڑھ لیتے، ایک دفعہ آپ حضرت علیؑ کے ساتھ کسی درہ میں مار پڑھ رہے تھے، اتفاق سے الو طالب آکھلے، اھوں نے دیکھا تو یو جھیا دھکتے ایہ تم کیا کر رہے ہو، آپ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی۔

جائزہ کی مار آپ سب کے سامنے حرم ہی میں ادا کرتے تھے، کیونکہ یہ مار قریش کے مذہب میں بھی جائز تھی

اے اسام! ہم اب ۱۵۰ صحیح بخاری اب مدار الوحی ۱۵۰ مسداس صل حد اصفیہ ۹، ۱۵۰ اس ایر

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دل آب حرم میں مار پڑھ رہے تھے، اور دوسرے قبض میں بیٹھے تھے کہ رہے تھے، اوہل لے لے کہا کاتس اس وقت کوئی حاتا اور اوٹ کی اوجھ کا سمت سمیت اٹھا لاتا، اور محمدؐ جب سجدہ میں جاتے، بودہ الکی گردل پر ڈال دیتا، جیسا کہ اس تجویز کے مطابق یہ دوسرے عقہ لے اکام ڈیا، مار میں جب آب حرم سے قزات دواتے تو کھار پڑا بھلا کئے،

ایک دوسرے اور آب حرم میں مارا داکر رہے تھے، بعض اتقیائے جاہل کہ آب کے ساتھ گناہی سے نہیں آئیں، ایک دوسرے ایک تنقی لے گئے میں بھلا کئے ڈال دی، لیکن ماہیں ہمہ مراحت، لذت تاس یا والہی اپنے دوسرے مارہیں آتا تھا،

راتوں کو اٹھ اٹھ کر آب ماریں پڑھا کرتے تھے، اس عادت تہاء کے متعلق مختلف صحابہ سے مختلف روایتیں ہیں ایک راوی کا یاں ہے کہ آب رات بھر عاریں کھڑے رہے، ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آب کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر اٹھ کر عاریں مصروف ہوتے، پھر سو جاتے پھر اٹھ بیٹھتے اور مارا داکرتے، عرصہ تک یہی حالت قائم رہتی اس عجماس کی روایت ہے کہ آدھی رات کے بعد آب اُٹھتے تھے، اور ۳۰ گتیں ادا کرتے تھے، حضرت عاتقہؓ کی روایت و رکعت کی ہے، محمدؐ میں لے ال سب میں تطہیق دی ہے کہ آب ال طریقوں میں سے ہر ایک طریقہ سے مارا داکرتے تھے، ہر راوی لے ایسا مشاہدہ یاں کیا ہے، عام طور پر آج عاریں آب کا طر عمل وہی تھا حضرت عاتقہؓ اور اس عجماس کی راوی، عادت تہاء کے عموال میں گدیر چکا ہے،

والیص بیچکا کے علاوہ آب کم اکرم سس و لوال کی ۳۰ رکعتیں روزانہ معمولاً ادا کرتے تھے، دوسرے، حاجت چھوٹ، چھ عصر، چار میلے اور دو بعد مارا، (حسب روایت حضرت عاتقہؓ) دو معرب، چھ عشاء، تیرہ تہجد، دو تر ال کے علاوہ صلوٰۃ الاولائیں، سنت تہجد سجدہ و غیرہ الگ تھیں، تمام سس میں سے زیادہ صبح کی دو رکعتوں کے آب بھی ہے

لے صحیح بخاری باب الطہارۃ و الصلوٰۃ لے صحیح بخاری بغیر سورۃ ہیٰ ابراہیم لے اس ہمام، ذکر من بحر، لے صحیح بخاری باب التیابی لے لے اس بحر کو رد فانی نے شرح مواہب میں مفصل لکھا ہے، جلد ۲، صفحہ ۴۵۵۔

یاسد تھے، کسی وقت کی سنت حلاف معمول اگر چھوٹ جاتی تو اس کی قصا پڑھتے، حالانکہ اصل تسبیح کی رو سے اسکی ضرورت عام امت کے لیے نہیں، ایسا واقعہ حصہ صرف ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے، طہر و عصر کے درمیان ایک دفعہ صمت اقدس میں ماریا ہوا، جسکی وجہ سے آپ طہر کے بعد کی دو رکعت پڑھ سکے، مگر عصر کے بعد آپ نے بعض ارواح مطہرات کے محروں میں حاکر دو رکعت ماریا دلائی، چونکہ یہ ماریا بالکل حلاف معمول تھی، اس لیے ارواح مطہرات نے استفسار کیا، آپ نے واقعہ بیان فرمایا، عام امت کے لیے ایک ماریا کی قصا ایک دفعہ کافی ہے لیکن چونکہ آپ جس حیر کو ترفع کرتے تھے پھر اس کو ترک کرنا پسند نہیں فرماتے تھے، اس لیے ام المومنین حضرت عاتقہ اور ام سلمہ کامیاں ہے کہ آپ نے اس ”قصا“ کو تمام عمر ادا کیا

رمضان کا مہینہ آپ کی عبادتوں کے لیے سب سے زیادہ دوق اور اچھا، حضرت اس عباس یاں کرتے ہیں کہ ”آپ فیاض تو تھے ہی، لیکن حب رمضان کا مہینہ آتا، اور حریلی درآں سارے آتے تو آپ کی فیاضی کی کوئی حد نہ ہوتی، آپ کی فیاضی ہوا سے بھی آگے نکل جاتی“ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ اور زیادہ عبادت گزار ہو جاتے حضرت عائشہ کہتی ہیں، کہ حب رمضان کا آخری عشرہ اتنا تو آپ رات رات بھر سیدار رہتے تھے، ارواح سے تعلق ہو جاتے تھے، اہلبیت کو ماریا کے لیے جگاتے تھے، اس اخیر عشرہ میں آپ عموماً اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے یعنی ہر وقت مسجد میں بیٹھ کر یا دالہی اور عبادت گزاری میں مصروف رہتے تھے،

**قرآن مجید کی تلاوت** روایہ فرماتے تھے، ابو داؤد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت کا وقت ماریا کے بعد تھا، روایہ سورتوں کی تعداد مقرر تھی اسی تعداد کے موافق آپ تلاوت کر لیا کرتے تھے، رمضان میں نورے درآں کا دورہ کرتے تھے، پھیلی رات کو اٹھ کر کوئی موتر سورہ یا حید آیات تلاوت کرتے تھے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو میں نے دیکھا کہ آپ بچھے پیر سیدار ہوئے، اکھیں ملتے ہوئے اُٹھے، رات کے ساٹے میں

صحیح بخاری الواب نواصل و سس، مسند احمد و ابو داؤد، و صحیح مسلم الرکعتاں بعد العصر، صحیح بخاری کتاب الصوم، ابو داؤد باب الصوم، صحیح بخاری باب الاعتکاف، ابو داؤد الواب بہر رمضان، صحیح بخاری باب الدعاء الہی

تارے چھلدار ہے تھے، آسکے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اور یہ آنتیں پڑھیں،

إِنِّي فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجِلًا لِّلَّهِ  
وَالْهَارِ كَأَنِّي لَأَوَّلِي الْكِتَابِ ۚ أَلَدَيْتُ مَا كَرِهَ  
اللَّهُ قَبْلَ مَا وَفَعُودًا وَعَلَى الْخُوفِ بِهِمْ وَتَتَفَكَّرُونَ  
فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَسَا مَا خَلَقْتُ هَذَا  
بَاطِلًا، مُخَافَتُكَ فَيَسْأَلُكَ النَّارُ رَسَا إِنَّكَ  
مَنْ تَدْخُلُ النَّارَ فَقَدْ أَهَرْتَهُ طَوْمًا لِلظُّلُمِ  
مِنْ النَّارِ رَسَا إِنَّ سَاعَةَ مَادَنَا سَادِي لِلْإِنْسَانِ  
أَنْ أَمْسُوا بِرَبِّكُمْ فَإِنَّمَا كَانَ لَنَا دُنُوسًا وَكُفْرًا  
سَيَّئًا وَتَوَقَّاعَ الْآثَارِ رَسَا وَإِنَّمَا كُنَّا عَلَى رُسُوكِ  
وَلَا نُحَرِّمُ مَا نَوْمَ الْبَقَاةِ ط إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِعَادَ ۚ فَاسْتَجِبْ  
لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنِّي لَا أَصْنَعُ عَمَلًا مِّنْكُمْ مِنْ دَكِّ  
أَوْ أَسَىٰ نَعَصَكُمْ مِّنَ النَّصِّ فَالَّذِينَ هَلَعُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دَارِهِمْ  
وَأُودُوا وَإِنِّي سَتِي وَفُلُوا وَفُلُوا الْكَفَرِ عَنْهُمْ  
سَيَّئُهُمْ وَلَا تَجْلِسْ لَهُمْ جَسَدِي مِّنْ تَحِيَّةٍ إِلَّا هَارُ  
لَوْ أَنَا مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَاللَّهُ عَمْدٌ لَا حَسْبُ السَّوَابِ ۚ

آسمان اور زمین کی ساریں اور تہے رو کے العلاب میں ان السموات  
کے لے ساساں ہیں حواٹھے مٹھے اور ہلویر لٹے ہوئے اند کو یاد کیا کرتے  
ہیں اور آسمان زمین میں عمر کرتے میں کہ حدایا اتولے یہ (طعام عالم) لے بیج  
ہیں یاد کیا نو ماگ ہو بس ہکو دوح کے عداک سجا، حدایا، حکم تو دوح  
میں داخل کرے، اسکو بولے رسوا کرو ما، گناہگاروں کا کوئی مددگار نہیں  
حداد ما بیجے ایک سکا بولے کی آوارسی، حواکار کر کہہ، ہا بھا کہ ایسے  
روردگار ما مال لا، تو ہم ما مال لا، حداد ما اتو ہمار گناہ بخدی ہماری  
ٹرا بوسر ردہ ڈال، اور سکو کے ساتھ ہکو دیا سے اٹھا، حداد ما اتولے اسے  
رسول کے دریم ہے جس حر کا وعدہ کیا ہو، وہ ہکو عدا کر اور دیا مس کے دل  
ہیں ہوا نہ کر ما، لویا سے وعدہ خلاف ہیں کر ما، روردگار بے یار س لی  
اور دعا قبول کر لی کہ میں کسی کام کر سوا لیکے کام کو صانع نہیں کر ما، مرد ہویا  
عورت ہم لکت سر سے ہو سچوں ہجر کی بیلے گھر دے کالے اور سری  
میں سائے گئے میں اور وہ لڑے ہیں اور مارے گئے ہیں، میں  
اُن سے گناہوں کو مٹا دوں گا اور اُن کو حب میں جکڑ دوں گا  
حکے سے ہریں ہتی ہوگی اند کی طرف سے اُن کو یہ حرام لگی۔

اور اند ہی کے ماس اچھی حرا ہے۔

(آل عمران)

اسی موقع پر آپ یہ الفاظ بھی کہا کرتے تھے حوسر بایا تراور روحایت میں ڈوے ہوئے ہیں۔

لے صحیح بخاری و صحیح مسلم صلوۃ اللیل۔

اللهم لك الحمد، انت نور السموات والأرض ولك  
الحمد انت قیام السموات والأرض ولك الحمد انت  
رب السموات والأرض ومن فیہنَّ انت الحق ووعد  
الحق وقولك الحق ولقاءك حق والحمد حق، والنداء  
حق، الساعی حق، اللهم لك اسلمتُ وک آمنت  
وعليك توكلت والک امت، وک حاصب و  
الک حاکم، فاعف عني ما قدمت و احرب  
واسر رب واعلم انت الہی لا الہ الا انت،

حدود اسری حمد ہو، نو آسمان و زمین کا نور ہے، تیری حمد ہو، تو  
آسمان و زمین کا وجود ہے، تیری حمد ہو، نو آسمان و زمین اور  
جو کچھ اس میں ہے، سب کا سرور و گارہی و حق ہے، تیرا وعدہ حق  
ہے تیری بات حق ہے، تجھے ملحق ہے، صحت حق ہے  
دو روح حق ہے مامع حق ہے، حدود میں لے تیرے ہی کشت  
رہ چھکایا ہے، بھی رایاں لا ماہوں، تجھی پر میں لے بھروسہ  
کیا ہے، میرے ہی رور سے جھکڑ ماہوں، تجھی سے فیصلہ جاتا  
ہوں، نو میرا گلا اور بچھلا، کھلا اور چھپا ہر ایک گاہ معاف کہ

(صحیح مسلم باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل)  
تو ہی میرا مسعود ہے میرے سوا کوئی اور مسود نہیں۔

کبھی گھر کے لوگ سو جاتے، آپ جیب جیب بستر سے اُٹھتے اور دعا و مساجد اتنی میں مصروف ہو جاتے  
حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو آپ کو بستر پر پایا سمجھی کہ آپ کسی اور بیوی کے حجرہ میں تشریف  
لے گئے، اندھیرے میں ہاتھ سے ادھر ادھر ٹٹولا تو دیکھا کہ میانی اقدس حاکم پر ہے، اور آپ سر بسجود دعا میں  
مصروف ہیں، یہ دیکھ کر حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھ کو ایسے تنہا یرد امت ہوئی، اور دل میں کہا، سبحان اللہ! ہم کس  
خیال میں ہیں اور آپ کس عالم میں، کبھی کبھی راتوں کو اٹھ کر آپ تنہا قمرتاں میں تشریف لے جاتے تھے اور  
دعا و راری کرتے تھے، ایک دفعہ آپ کے پیچھے پیچھے حضرت عائشہ گئیں تو دیکھا کہ آپ حست التقیج میں داخل ہوئے  
اور دعا مانگی

دُعا اور عمار کے بعد آپ سو جاتے یہاں تک حراٹے کی آواز سنائی دیتی کہ دفعۃً سیدہ صبح مودار ہوتا  
آپ سیدار ہوتے، صبح کی سمت ادا کر کے مسجد کو تشریف لے جاتے اور اس وقت یہ العاطر مان مبارک پر ہوتے،

لے سس سائی اب العیرۃ لے سس سائی اب الاستعطار للمومنین،





رمصال کے علاوہ پورے مہینہ کا رورہ مدینہ میں آگے کبھی نہیں رکھا، صرف ایک تہاں متھے ہوا اس میں قریب قریب پورے مہینہ بھر آب رورہ سے رہتے تھے، اس طرح سال میں دو مہینے تہاں اور رصال تو پورے روروں میں گدرتے تھے، سال کے بقیہ مہینوں میں نہ کیفیت بہتی تھی کہ رورہ رکھے یا آتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ کبھی رورہ نہ توڑیں گے، پھر رورہ توڑ دیتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی رورہ نہ رکھیں گے، مہینہ کے نصف اول میں حکوایام نص کتے ہیں۔ آپ اکثر روروں سے رہتے تھے، مہینہ میں تیس دن دود و تسنہ اور ایک جمعرات کو آپ معمولاً رورے رکھا کرتے تھے، بعض روایتوں میں ہے کہ جمعہ کا رورہ بھی معمولات میں سے تھا لہٰذا کے علاوہ محرم کے دس دن یکم سے عاشوراء تک اور ثوال کے آغار میں ۶ دن دوسری سے ساتویں تک آپ روروں میں گدرتے لے تھے۔

اتفاقاً رورے ال کے علاوہ تھے، آپ کبھی گھر میں تشریف لا کر بیچھے تھے کہ کچھ کھالے کو ہی؟ حواہ ملتا دیکھتے ہیں، آپ فرماتے تو میں آج رورہ سے ہوں، کبھی کبھی آپ صوم وصال بھی رکھتے تھے، یعنی متواتر کئی کئی دن تک ایک رورہ رکھتے تھے، بیچ میں مطلق افطار بھی کرتے تھے، یا راسے مام کچھ کھالیتے تھے، لیکن حب صحابہ نے اس میں آپ کی تقلید کرنی چاہی تو آپ نے منع فرمایا بعض لوگوں نے اس ممانعت کو صرف اس معنی پر محمول کیا کہ آپ حکما ہیں بلکہ شفقت سے منع فرماتے ہیں اس لیے اس ممانعت کے ماوجود آپ کے ساتھ انہوں نے بھی اس قسم کے رورے رکھے شروع کئے، آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دود و تسنہ رورہ رکھا، تیسرے دن اتفاق سے چاند ہو گیا، آپ نے فرمایا ”اگر مہینہ ٹرہ سکتا تو میں اسے دن تک افطار نہ کرنا کہ اس مہینہ میں علو کرے والوں کا سارا علو حاتا رہتا“ صحابہ نے عرص کی ”یا رسول اللہ پھر حضور کیوں کئی کئی دن تک افطار نہیں کرتے؟“ ارشاد ہوا ”تم میں مجھسا کوں ہے؟ مجھکو تو ایک کھالے والا ہے جو کھلا ما ہے اور ایک یالے والا ہے جو یلا ما ہے، بعض روایتوں میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں ”تم میں مجھ صبا کوں ہے؟ میں تب بسر کرتا ہوں تو میرا احدا مجھکو کھلا اور یلا دیتا ہے“ لے رورہ کے مسئلہ حد میں تمام کتب حد میں ہیں اس وقت الوداؤ واد صبح مسلم کتاب الصوم میں لفظ ہیں۔ لے الوداؤ واد الیہ صوم وصال کی حد میں صبح مسلم سے لی گئی ہیں۔

عام مسلمانوں کیلئے آپ اس قسم کی مذہبی سختیوں کو مایوسد فرماتے تھے، اور عام طور پر خود بھی ال حیروں سے احتراز کرتے تھے تفصیلی واقعات آگے آتے ہیں،

رکوة (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام سے پہلے بھی بہت کچھ حیرات و معجزات کیا کرتے تھے، جیسا کہ آمار اسلام میں حضرت خدیجہ نے شہادت دی ہے، اسلام کے بعد آپ کی کیفیت بھی کہ کوئی حیرت قداہے یا س رہے ہیں دیتے تھے جو کچھ آتا، تحقیق میں تقسیم فرمادیتے، لیکن مایں ہمہ زکوٰۃ کا واکرا آپ سے ناست ہیں اس سے بعض فقہائے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امیاء علیہم السلام پر رکوة فرض ہیں ہوتی، لیکن اصل یہ ہے کہ رکوة کے دو معہوم ہیں، ایک مطلق صدقہ و حیرات اور اس باب میں جو آپ کی کیفیت تھی وہ کس سے بھی ہے، دوسرا یہ کہ جامدی سولے یا حاورہ غیرہ کی مخصوص مقدار و تعداد پر جو حاجت اصلہ سے زیادہ ہو اور سال بھر تک مالک کے قصہ میں رہی ہو، ایک خاص شرح رقم ادا کی جائے یہ مصطلح رکوة کبھی آپ پر فرض ہی نہیں ہوتی کاتناہ موت میں کوئی قائل رکوة حیر سال بھر تک تو کیا رہتی یہ بھی سید خاطرہ تھا کہ تنگ گرد حاسے اور مال و دولت کا کوئی نساں گھسے (مدررہ حائے ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ حراح کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ تمام تک حتم نہ ہو سکی آپ نے رات بھر مسجد میں آرام فرمایا، اور کاتناہ اقدس میں اس وقت تک قدم نہیں رکھا تک حضرت بلال نے آکر یہ اطلاع نہ دی کہ ”یا رسول اللہ احدا نے آپ کو سکدوش کیا“

ح | (اسلام سے پہلے آپ نے حقد و رج کیے، ال کی صحیح تعداد متعین نہیں کی جاسکتی، ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ چونکہ قریش معمولاً ہر سال حج ادا کیا کرتے تھے، اس لیے قریہ غالب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر سال حج ادا کرنے ہو گئے، ترمذی میں ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں آپ نے دو حج کیے تھے، اور اس ماحہ اور حاکم میں ہے کہ تین حج کیے تھے، لیکن یہ سب روایتیں مرسل ہیں مدنیہ کے زمانہ قیام مین متعقانات ہی کہ صرف ایک حج سلمہ میں کیا یہ وہی حتمہ الوداع ہے جس کا ذکر تفصیل پہلے گزر چکا ہے،

صلی اللہ علیہ وسلم جاری مدوالحی سلمہ الوداع و ماہ مول ہوا الاشرکین سلمہ اب کم حج الصلی سلمہ درمافی جلدہ صفحہ ۱۶۴، سلمہ صحیح مسلم و الوداع و سلمہ الوداع و رمذی ماہ کم حج الصلی سلمہ،

حج کے علاوہ آپ نے عمرے بھی ادا کیے ہیں، ہجرت کے بعد حار عمرے تانت ہیں، ایک عمرہ و یقعدہ کے مہینہ میں، ایک حدیبیہ کے سال ایک عروہ حیس کے بعد اور جو تھا حجة الوداع کے ساتھ، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حجة الوداع والے عمرہ کے سوا تمام عمرے آپ نے یقعدہ کے مہینہ میں ادا کیے، ایک دفعہ حضرت انسؓ عمرے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کیسے تھے ۱۹ اٹھوں نے جواب دیا ”چار عمرے ال میں سے ایک ماہ رحب میں“ حضرت عائشہؓ نے یہ سنا تو کہا ”هذا الوعد الحسن (اس عمر کی کیفیت) یرحم فرمائے آپ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ شریک ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحب میں کوئی عمرہ نہیں کیا“

سال حدیبیہ میں سے پہلی دفعہ جب آپ عمرہ ادا کر کے لیے روانہ ہوتے ہیں تو کفار قریش نے قدم قدم پر روکنے کی کوشش کی، صحابہ ال کی مدافعت میں آپ سے پھٹ گئے لیکن آپ کو حاتم کعبہ کی رمارت کا یہ دوق و شوق تھا کہ ایسے ہمراہیوں کا اسطاریہ لے کر آئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے، آخر حال تاروں نے اوقات و اصرار کو بھجوا کہ وہ حاکر ہماری حاس سے سلام عرض کریں اور یہ درخواست کریں کہ ”آپ دراتوف فرمائیں ہمیں یہ ڈہری کہ دشمن کہیں ہمارے اور آپ کے درمیان حائل نہ ہو جائیں“ مارے آپ نے ایسے انکی یہ درخواست مول فرمائی،

دوام ذکر الہی | (قرآن مجید نے اہل ایمان کا یہ وصف حاصل کیا ہے۔

لَا تَلْعَنُہُمْ جِبَارٌ وَلَا یُجْعَلُ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ حُجْرًا ۚ وَ مَا یُؤْوٰہُمْ اَوْ عَلٰی اُحْشٰہُمْ

حکومت ال دسوی حد کی ماد سے عامل ہوں کرتے

حکومت ال دسوی حد کی ماد سے عامل ہوں کرتے

اور قرآن کا مبلغ ال اوصاف کا خود بہترین مظہر تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطہ اور ہر لمحہ حد کی یاد میں مصروف رہتے تھے، ”ربیعہ کعب اسلمی، رات کو آپ کے آستانے پر بیہرہ دیتے تھے وہ سیاں کرتے ہیں کہ آپ کی تسبیح و تہلیل کی آواز سنے سنے میں تھک جاتا تھا، اور مجھے میدا حاتی تھی اُٹھتے بیٹھتے، چلتے بھرتے، کھاتے پیتے سوتے جاگتے، وضو کرتے، نئے کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سفر میں جاتے، واپس آتے گھومیں

لے جامع ردی باب مذکور ۱۷۷ جاری و مسلم کتاب الحج ۱۷۷ ص ۲۲۵ باب حراء الصید ۱۷۷ الوداع و کمال الطہارۃ ۱۷۷ ص ۱۷۷



ابو ذر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ہمارے یہ آیت پڑھی

اِنْ لَّعَدْتَهُمْ فَلَنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ وَاِنْ تَعْفِرْ لَهُمْ

اگر لو سرا دے دے دوسرے دے ہیں، اور اگر معاف کر دے

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ،

لو لو غالب اور حکیم والا ہے،

تو یہ اتر ہوا کہ صبح تک آپ یہی آیت پڑھتے رہ گئے،

**زید بن خالد** جی ایک صحابی ہیں وہ یہاں کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ حج میں

آپ کو مار پڑھتے دیکھوں گا (عالیہ کسی سفر کا واقعہ ہے) مار کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے

دو رکعتیں معمولی ادا کیں، پھر دو رکعتیں ہر ہی لمبی اور ٹری دیر تک پڑھیں، پھر دو دو رکعتیں کر کے آٹھ رکعتیں

تدریج چھوٹی پڑھیں اور کے آخر میں دتر ادا کی، خوات کی روایت ہے ایک تس آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہو تو صبح تک صرف پڑھے

حسرت حذیفہ کہتے ہیں کہ ایک تب محلو آنحضرت صلم کے ساتھ ماز پڑھے کا اتفاق ہوا، آپ نے سورہ بقرہ شروع

کی (قراں کی یہ سسے ٹری سورہ ہے) میں سمجھا آپ سو آیتوں تک پڑھیں گے، لیکن آپ ال کو پڑھ کر اور آگے پڑھے

میں نے دل میں کہا شاید پوری سورہ آپ ایک ہی رکعت میں حتم کر جایا ہتے ہیں جیاجہ آپ نے حب اس سورہ

کو حتم کیا تو میں نے خیال کیا اب آپ رکوع کریں گے، لیکن آپ نے فوراً ہی سورہ ساء شروع کر دی، یہ بھی حتم

ہو چکی تو سورہ آل عمراں شروع کی (یہ تینوں سورتیں ملکر سو یا سچ یا روں کے قرب ہیں) بہت ٹھہر ٹھہر کر ہایت سکوں

اور اطمینان سے آپ قراۃت کر رہے تھے، اور ہر آیت کے مصموں کے سطاں یح یح میں تسبیح اور دعا کرتے حاتے

تھے، اس کے بعد آپ نے رکوع کیا، رکوع میں پیام ہی کے برابر توقف فرمایا، پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر

تک کھڑے رہے، پھر سجدہ کیا، اور سجدہ میں بھی اسی قدر تاخیر فرمائی،

مداں حگ من ما للہی | (عین اسوقت حب دولوں طرف سے وحیں سرسریکار ہوئیں، تیروساں اور تیج و ححر کی

ایک سے آنکھیں حیرہ ہو رہی ہوئیں، اور ہر طرف سے شور دار و گیر ریا ہوتا، آپ ہایت حصوع و حشوع اور

لے اس ماہ ماہ مذکور ہے صبح مسلم، موطا، الوداؤد ہے سانی احیاء اللیل ہے صبح مسلم دسانی صلوۃ اللیل









تحریت کو گئے، لاش دھری تھی، ایک عورت نے لاش کی طرف مخاطب ہو کر کہا ”حدا گواہ ہے کہ حد لے تھکھو لو ارا“  
 آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ”تم کو کیونکر معلوم ہوا؟“ بولیں ”حد لے اُل کو ہمیں لو ارا تو اور کس کو لو اریگا“  
 ارتداد ہوا کہ ہاں مجھ کو بھی اُل کی نسبت بھلائی کی توقع ہے لیکن میں سیمیر ہو کر بھی یہ ہمیں حاشا کہ میرے ساتھ کیا  
 معاملہ کیا جائے گا“

(حب کہی رور سے ہوا جلتی آپ سہم حاتے، کسی ضروری کام میں ہوتے اس کو چھوڑ کر قتلہ رُح ہو جاتے اور  
 فرماتے ”حدا تیری بھی ہوئی مصیبت سے یا ہاں ماگتا ہوں“، حد مطلع صاب ہو جاتا، یا یا بی رس حاتا تو سرور ہوتے،  
 اور حد کا شکر ادا فرماتے، ایک دل اس قسم کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عایہ نے یوحنا یا رسول اللہ آپ کیوں مصطرب  
 ہو جاتے ہیں، ارتداد ہوا عایہ اتھے کیا معلوم کہ قوم ہود کا واقعہ پیش آئے، جس نے مادل دیکھ کر کہا کہ یہ ہماری  
 کھیتوں کو سیراب کرے والا ہے، حالانکہ وہ عداۃ الہی تھا“

حضرت ابوبکرؓ نے عرص کی کہ یا رسول اللہ آپ کے مال یکے لگے، فرمایا ”مجھے سورہ ہود و واقعہ والمرسلات  
 اور عم مینالوں نے ٹوڑھا کر دیا، (اُل سورتوں میں قیامت وغیرہ کے واقعات مذکور ہیں)، الی اُس کہتے روایت ہو  
 کہ حب دولت تنگدہ رکتی، ناواریہ الصا ط ادا فرماتے لوگو! حد کو یاد کرو، حد کو یاد کرو، رلرلہ آ رہا ہے، اُس کے پیچھے  
 تیچھے آئے والا آ رہا ہے، موت ایسے سامان کے ساتھ آئیگی، موت اسے سامان کے ساتھ آئیگی“

فرما کرتے تھے ”لوگو! کچھ میں حاتا ہوں، اگر تم حاتے ہوتے، تو تم کو ہسی کم، اور رومار یادہ آتا،“ (صحیح)

ایک دفعہ آپ نے ہمایس موثر طر سے حطہ میں فرمایا ”معتز قریش ایسی آپ حرلو، میں تم کو خدا سے ہمیں بچا سکتا  
 اے سی عبد المناف میں تم کو بھی خدا سے ہمیں بچا سکتا، اے عباس بن عبد المطلب میں تم کو بھی خدا سے ہمیں بچا سکتا،  
 اے صفیہؓ رسول خدا کی بھوپنی، میں تم کو بھی خدا سے ہمیں بچا سکتا، اے محمدؐ کی مٹی فاطمہؓ میں تم کو بھی

لے صحیح بخاری باب الحائز، (۱۷۷۳) اس باب میں یوسف بن یعقوب بن ابی اسحاقؒ نے یہ واقعہ بخاری و مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں میں بھی منقول کیا  
 اخیر فقرہ قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے، ”ما حادنی تینہ صلعم“ سکوۃ بحوالہ ترمذی باب الکاف والحواف،

عدا سے ہیں کیا سکتا، (مجھیں)

ایک دفعہ اعراب مادہ کا سدھوی میں اتنا ہجوم ہوا کہ آپؐ اپنے کے قریب ہو گئے، ہمارے لے اٹھ کر لوگوں کو بٹایا، آپؐ کل کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں داخل ہو گئے، اور تقاضا سے ستری سے مدد عارماں سے نکل گئی، فوراً قلم رُج ہو کر دونوں ہاتھ خدا کی مار گاہ میں اٹھائے اور دعا کی، حدایا میں ایک سال ہوں اگر تیرے کسی سدہ کو مجھ سے تکلیف میچھے تو مجھے سزا دیتا۔

گریہ دیکھا حسنت الہی کی دم سے اکثر آپؐ برقت طاری ہوتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، حضرت عبداللہؓ نے اس وقت آپؐ کے سامنے یہ آیت پڑھی کَلْفَ إِذَا حُتِّبَ مِنْ حُلٍّ أَمَرَ سَتِيدَ حُتِّبًا بِكَ عَلَى الْهَوَاءِ بِشَيْءٍ تَوَلَّى احْتِیَاجَ تَمَسَّارِکَ سے آنسو جاری ہو گئے، اکثر ہمارے رقت طاری ہوتی اور آنسو جاری ہو جاتے، ایک دفعہ جب سورج گزب بڑا تو ہمارے کسوف میں آپؐ ٹھنڈی سائیں بھرتے اور فرماتے تھے حدایا تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو لوگوں پر میرے ہوتے عذاب ہیں مارل کر لے گا،

عبداللہؓ بن شخیخ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوا دیکھا تو آپؐ ہمارے متعلو ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر بچکیاں سدھ گئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ماڈی چل رہی ہے،

ایک بار آپؐ ایک جوارہ میں ستریک تھے، قرعہ دی جا رہی تھی آپؐ قرعے کے کمارے بیٹھ گئے، یہ سطر دیکھ کر آپؐ یاس قدر رقت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے میں مچھٹی بھر دیا بھائیو اس دن کے لیے ساماں کر رکھو، ایک دفعہ کسی عوہ سے واپس تشریف لارہے تھے، ماہ میں ایک بڑا ملا، کچھ لوگ بیٹھے تھے آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو، لوے ہم مسلمان ہیں ایک عورت بیٹھی جو پٹھا سلگا رہی تھی، یاس ہی

لے (سداس محلہ ص ۱۲۳)، دونوں صحیحوں میں دو روایتیں ہیں مگر غالباً ایک ہی واقعہ ہے (لے صحیح بخاری تفسیرت مکررہ لے ابوداؤد صلوہ الکسوف، لے رمی ابوداؤد ابوالکافی صلوہ اللیل، لے سنن اس ماحد ابوالحسن والنکاء،

اس کا لڑکا تھا، آگ حور روش ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ کچھ کو لیکر آب کی خدمت میں آئی، اور بولی آب رسول اللہ ہیں ۹ ارتاد ہوا ہاں متیک، پھر اُس نے یو چھایا ایک ماں ایسے کچھ جس قدر مہرماں ہے، خدا ایسے مندوں پر اس سے زیادہ مہرماں ہیں ہے، آب نے فرمایا ہاں متیک اُس نے کہا تو ماں ایسے کچھ کو آگ میں ہمیں ڈالتی، آب پر اگر یہ طاری ہو گیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا، خدا اُس سہ کو عذاب دیگا جو سرکش اور متمرّد ہے، خدا سے سرکشی کرتا ہے، اور اُس کو ایک ہیں کہتا۔

ایک دفعہ آب نے حضرت ابراہیم کی دعا،

رَدِّ اِنَّهٗنَّ اَصْلَحْنَ كِتٰرًا مِّنَ النَّاسِ مَوَدَّ  
رَدِّ دُگاراں توں لے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ایں  
تَبَعِيْ فَاِنَّهٗ مَبِيّ،  
سے جسے مری پر دی کی دہی میری جامع میں ہو

اس کے بعد حضرت عیسیٰ والی دعا پڑھی،

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عَمٰٓدٌ اَوْ اَنْ تَعْفَ لَهُمْ  
اگر لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے مددے ہیں اور اگر  
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ،  
معاف کر دے تو لو غالب و دانا ہے۔

دونوں ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُمِّیّ و ماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے

محنت الہی (دیا میں دو قسم کے پیغمبر آئے ہیں، ایک وہ جنکی آنکھوں کے سامنے صرف خدا کے جلال و کبریائی کا حلوہ تھا، اور اس لیے وہ صرف خدا کے خوف و حشمت کی تعلیم دیتے تھے، مثلاً حضرت نوح و حضرت موسیٰ علیہما السلام دوسرے وہ جو محنت الہی میں سرشار تھے، اور وہ لوگوں کو اسی حجاب عشق کی طرف ملاتے تھے، مثلاً حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام، لیکن یہ دونوں افراط و تفریط کے راستے تھے پہلی راہ احلاص و محبت کی منزل تک نہیں پہنچاتی، اور دوسری عودیت اور آداب و احترام کی منزل سے دور بھینکتی ہے، جیسا کہ عیسائی تعلیم اور موعودہ انجیل کی سیرۃ مسیح میں ہر شخص کو نظر آسکتا ہے لیکن اسلام دونوں حلووں کو یکساں نمایاں کر دیا جاتا ہے، یہی سب ہو کہ حاملِ تربیت اسلامیہ

(۱۵ سنس اس ماہ ماہِ رحمتی اس رحمتہ اللہ علیہ صحیح مسلم ماہ ماہِ صلح لائے)



کی ذات مبارک میں یہ دونوں پہلو بہ یک دمو نظر آتے ہیں، قرآن مجید نے کمال ایمان کا وصف یہ بیان کیا ہے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَتَتْهُمْ حُبَّ اللَّهِ  
حوا یاں لائے میں انکو سے رما دہ صابیا راہی

صحیح روایتوں میں ہے کہ آپ راتوں کو اسی دیر تک مار میں کھڑے رہتے تھے کہ یاے مبارک پر درم آجاتا تھا، یہ دیکھ کر بعض صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ کی معصرت تو حد کر چکا ہے آپ یہ رحمت کیوں اٹھاتے ہیں۔، ارشاد ہوا کہ کیا میں عجب شکرورہوں، ارما باطل کہتے ہیں کہ لوگ سمجھے تھے کہ آپ کی یہ عبادت حیثیتہ الہی سے ہے، اور چونکہ آپ گناہوں سے پاک کر دیے گئے تھے اس لیے آپ کو ریاضات ستاقہ کی ضرورت نہ تھی آپ نے ایسے جواب میں اسی شہ کو دفع فرمایا اور بتایا کہ ان کا مقتضا محبت الہی ہے حیثیتہ الہی ہیں اسی لیے آپ سرایا کرتے تھے۔

وَحَلَلْتُ لِي قِرَاءَةَ عِيسَى فِي الصَّلَاةِ  
میری آنکھوں کی ٹھنڈک مار میں ہے

راتوں کے سائے میں اٹھ کر آپ کبھی دعا و راری میں مصروف ہوتے، کبھی قرستاں کی طرف نکل جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نصف شب کے سکوت میں حد اسماعے دیا پر رول فرماتا ہے، عبادت ستاہ کا حاتمہ صبح کی دو رکعتوں پر ہوتا تھا، حکلی مست آپ کا ارشاد تھا کہ ”اے معاوضہ میں دیا اور مایہا کی نعمتیں بھی میرے سامنے ہیج ہیں ایک دعوہ ایک عروہ میں کوئی عورت گرفتار ہو کر آئی، اُس کا یہ گم ہو گیا تھا محنت کا یہ خوش تھا کہ کوئی یہ مل جاتا تو وہ بیسہ سے لگا لیتی، اور اُس کو دودھ پلاتی، آپ نے دیکھا تو حاصر سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ عورت عودا یہ کچھ کو آگ میں ڈال دے، لوگوں نے عرض کی ہر گز نہیں، فرمایا ”تو حد کو ایسے سداں سے اس سے زیادہ محنت ہی، حتیٰ اُس کو ایسے کچھ لے لے“

اسی طرح ایک اور واقعہ اور گد رچکا ہے کہ آپ ایک عروہ سے دایں آرہے تھے، ایک عورت ایسے کچھ گو گوڈ میں لیکر خدمت اقدس میں آئی اور عرض کی، یا رسول اللہ! ایک ماں کو ایسے کچھ سے حقد رحمت ہوتی ہے، کیا حد کو

ایسے سدا دل سے اُس سے زیادہ ہمیں ہے۔“ فرمایا ہاں متیک ہی، اُس نے کہا کوئی ماں تو ایسے بچہ کو آگ میں ڈالنا گوارا نہیں کرتی، یہ سکر و طائر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا پھر سر اٹھا کر فرمایا ”ہذا صرف اُس سدا کو عذاب دے گا جو سرتی سے ایک کو دو کہتا ہے۔“

ایک دفعہ آپ صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے، ایک صاحب ایک چادر میں ایک یرمہ کو مع اُس کے بچوں کے لیٹے ہوئے لائے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اٹھا کر کھڑے میں لیٹ لیا اُمکی ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر مڑ لائے لگی میں نے درسا کیڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً بچوں پر گر پڑی، ارتداد ہوا کیا ایسے بچوں کے ساتھ ماں کی اس محنت پر کمزور ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مخلوق کے ساتھ سعوت کیا ہے، جو محنت اس ماں کو ایسے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو ایسے سدا دل کے ساتھ اس سے مدد ہمارا یاد ہے،

آپ محنت الہی کے سامنے دیا کی تمام محنتوں کو بیچ سمجھتے تھے، وفات سے یا حج دل پہلے آپ نے صحابہ کے مجمع میں ایک خطہ دیا، اس میں فرمایا ”میں خدا کے سامنے اس بات سے برادرت کرتا ہوں کہ تم میں سے (عیسیٰ اسالوں میں سے) کوئی میرا دوست ہو، کیونکہ خدا نے مجھے ایسا دوست سالیا، جس طرح ابراہیم کو اُس نے ایسا دوست سالیا تھا، اگر میں ایسی امت میں سے کسی کو دوست سا سکتا تو ان کو مکر کو مانتا۔“

وفات کے وقت رماں مارک سے جو فقرہ مارا راوا ہو رہا تھا، وہ یہ تھا،

اللَّهُمَّ السَّيِّقُ الْكَعْبُ  
خدا صرف رسیق اعظمی مطلوب ہے۔

یہ الفاظ سکر حضرت عایتہ نے کہا کہ ”اب آپ ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے۔“

اس رفاقت علوی کے راز سے جو کسی قدر آتا ہیں وہ اس فقرہ کی یہ تشریح کرتے ہیں۔

ایما علم السلام چون ارمعام دعوت طاعی گردید، و موتیہ عالم طاعی سود، و مصلح رجوع (الی الخلق)

۱۔ اس اس اصحاب میر جی من الرحمة۔ (۲۔ مشکوٰۃ بحوالہ الوداد و دما رحمة اللہ علیہ صحیح مسلم ص ۱۲۱ باب الہی عن مابا الساجد علی القلوب  
۳۔ صحیح بخاری، باب الوفا)

توکل علی اللہ | (توکل کے معنی ہیں کہ اسان کو ستوں کے تاج اور واقعات عالم کے فیصلہ کو، خدا کے سپرد کر دے)  
اساب و علل کے پردے اس کے سامنے سے اٹھ جائیں اور براہ راست ہر حیر اللہ تعالیٰ کے قصہ قدرت میں نظر آئے، لہذا ہر اساب و علل کو موافق ہوں مگر یہ غیر متردد لایقیں پیدا ہو، کہ یہ ماموافق حالات ہمارے کام میں درہ بھر موثر نہیں ہو سکتے، بلکہ اصلی قوت و قدرت عالم اساب سے مادراہستی کے ہاتھ میں ہی، اسان کا استقلال عزم، حرأت، و دنیا کی یہ تمام باتیں اسی ایک اصل کی پر تو ہیں، اسی کی بدولت مشکل سے مشکل اوقات میں بھی رہا ہم صبر اس کے ہاتھ سے ہیں چھوٹی، یہ خطر سے یہ خطر راستوں میں بھی محض اور صعب ہمت اس کے قلب میں راہ ہمیں یاتا، شدید سے شدید حالات میں بھی اس کے دل پر پائوسی کا مادل ہمیں چھاتا،

آنحضرت صلعم کے سوانح زندگی کا ایک ایک حرف پڑھ جاؤ تم کو صاف نظر آئے گا کہ اس آسمان کے سچے  
 ستارے اور مصیبتوں کی کوئی ایسی صف ہوگی جو آپ کی راہ میں حائل نہ ہوئی ہو لیکن آپ کا دل کبھی اضطراب و انتشار  
 مایوسی و ناامیدی اور خوف و بیم سے آسا ہوا مکہ کی تہائیوں میں مصائب کے ہجوم میں، دشمنوں کے رعبہ میں  
 حنین و اُحد کے حویر پر معرکوں میں ہر جگہ توکل و اعتماد علی اللہ کا ایک ہی حلوہ نظر آتا ہے، ابوطالب سمجھاتے  
 ہیں کہ ”حال بد را اس کام سے ہاتھ اٹھاؤ“ آپ فرماتے ہیں ”عَمَّ مُحَرَّمِ امیری تہائی کا خیال نہ کیجیے، حق زیادہ  
 دیر تک تہا نہیں رہے گا عَمَّ و عرب ایک دن اس کے ساتھ ہوگا“ ایک دوسرے کے جواب میں آپ  
 فرماتے ہیں کہ ”حدائے تہا نہیں چھوڑے گا“ مکہ میں ایک مصیبت رودہ مایوس صحابی سے ارشاد ہوتا ہے ”حدائے  
 کی قسم عقرب وہ وقت آتا ہے جب یہ دیں مرتہ کمال کو ہیج جائے گا اور حدائے کے سوا کسی اور کا ڈر نہیں رہے گا“  
 ایک دفعہ حرم میں بیٹھ کر کھارے ماہم متورہ کیا کہ محمد اسے ہی یہاں قدم رکھیں اس کی نوٹی نوٹی

۱۷ مکرمات امام ربانی محمد والف مانی رحمہ مکتب ۲۷۲ جلد اول ۱۷ یہ دو بول واقعہ اس ہمام میں ہیں ۱۷ صحیح بخاری اور احمد جلد اول۔

اڑا دی جائے حضرت فاطمہؑ انکی یہ تقریریں یہی تھیں، وہ روتی ہوئی آپ کے پاس آئیں اور واقعہ عرض کیا، آپ نے انکو تسکین دی، اور وضو کے لیے پانی مانگا، وضو کر کے آپ نے حط حرم کی سمت روانہ ہو گئے۔ جب خاص صحر میں پہنچے اور کھار کی لٹر آپ پر پڑی خود بخود اُن کی نگاہیں جھک گئیں؛

حداول میں پڑھ چکے ہو کہ شبِ ہجرت میں قریش کے ہمارے آتام ارادوں کے ساتھ کاتبہ اقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن آپ نے ہایت سکوں و اطیماں کے ساتھ ایسے عزیز، قوت مار و علیٰ ترسیٰ کو ایسی حکم ستر پٹا دیا، حالانکہ اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ قتل گاہ ہے۔ ستر جواب ہیں لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ ایک اور قادرِ کل ہستی ہے جو تختہ مقتل کو درش گل ماسکتی ہے، انکو ٹالتے ہوئے ہایت سے پروائی سے فرمایا کہ تمکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

گھر کے چاروں طرف دھماں قریش محاصرہ کئے ہوئے تھے، اور خیال ہو سکتا تھا کہ صبح امید کے انتظار میں مکہ کے رہاؤں میرے ہیں کو حیلوں اور گلیوں میں متنازع حرجل بھر رہے ہوں لیکن آپ نے اِدل الہی کے اعتمادِ براں تمام مامواقِ حالات کی موجودگی میں گھر سے باہر قدم نکالا، اُس وقت سورہ یس کی ابتدائی آیتیں رماں سارک پر تھیں جس میں موت کی اور ایسے راہ راست پر ہونے کی تصدیق ہے، آخری آیت یہ تھی۔

وَحَلَّلْنَا بِرَأْسِكَ الْإِبْرَاطِينَ الَّذِينَ فِيهِمْ لَكُمُ الْمَوْتُ فَاعْتَنُوا نَفْسَكُمْ لَا يُنْصَرِفُونَ (یس)

ہم نے اُنکے آگے اور اُن کے پیچھے دیواریں کھڑی کر دی ہیں

ہے انکی آنکھیں روئے ڈال دیا ہے کہ وہ نہیں دیکھتے ہیں۔

اور یہ بالکل سچ تھا،

مکہ سے نکل کر آپ نے مع حضرت ابوبکر کے غار ثور میں پناہ لی، قریش میں حوں آتامی کے ساتھ اس ایسی ناکامی کا عصہ بھی تھا، اور اس لیے اس وقت اُن کے انتقام کے خدمات میں غیر معمولی تلاطم ہوگا، وہ آپ کے تعاقب میں تباہ قدم کو دیکھتے ہوئے ٹھیک اُسی عار کے پاس پہنچ گئے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس پر خطرات ہیں

کسی کے حواس برحارہ سکتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے گھر کے عرصہ کی، کہ تیار رسول اللہؐ و تمس اس قدر قریب ہیں کہ اگر در ایسے جھک کر ایسے یا لوں کی طرف دیکھیں گے تو ہم پر نظر پڑ جائے گی، لیکن آپ نے روحانیت کے یہ سکول آوازیں فرمایا، "اے دو کو کیا علم ہے جس کے ساتھ تیسرا اٹھو،" پھر حسیہ کہ قرآن مجید میں ہی، فرمایا،

لَا تَخْشَوْنَ اللَّهَ مَعْصَا، عَمَّ كَرُوْا، حُدَاہَا رے ساتھ ہے،

سینہ موت کے سوا اس روحانی سکول کا حلوہ اور کہاں نظر آ سکتا ہے؟

قریش کے اس اعلان کے بعد کہ جو محمدؐ کو زندہ، یا انکا سر کاٹ کر لائے گا اسکو سوا دس ملین گے، سراقہؓ جس حشمت لے آپ کا تعاقب کیا، اور اس قدر قریب پہنچا کہ وہ آپ کو یا سکتا تھا، حضرت ابو بکرؓ مار مار کر گھبرا کر اُدھر دیکھ رہے تھے، لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا کہ سراقہؓ کس ارادہ سے آ رہا ہے، یہاں دل پر وہی سکینتِ ربانی طاری تھی، اور لب ہائے مبارک تِلَادَتِ قرآن میں مصروف تھے،

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ مدینہ اگر آپ کی زندگی ہر قسم کے خطروں سے محفوظ ہو گئی تھی لیکن واقعہ یہی کہ گواہ اسلام کو یہاں اعداؤں والی صورت میں ایک معتد بہ تعداد مل گئی تھی، لیکن اسی کے ساتھ اُن دشمنوں کا سامنا بھی تھا جو تہماں مکہ سے زیادہ خطرناک تھے، مکہ میں قریشؓ کو آپ کے دس تھے لیکن اُن میں اور رسول اللہؐ صلعم میں اسی تعلقات تھے، جو کبھی کبھی کیونکہ عجمی اور مواسات پر بھی مائل کر دیتے تھے، لیکن مدینہ کے منافقین اور یہود کو مواسات و ہمدردی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی، علاوہ میں یہود و منافقین مدینہ اور قریشؓ مکہ میں ماہم آنحضرت صلعم کے قتل و حلا وطنی کی ساری ترس شروع ہو گئی تھیں، اس ساری صحابہ ہاں تباری کی ساری اگر راتوں کو بھرا دیا کرتے تھے، اسی زمانہ میں ایک رات صحابہ آپ کے حیمہ کا بھرہ دے رہے تھے، کہ یہ آیت مارل ہوئی،

وَاللّٰهُ يَعْصِيْكُمْ مِنْ اَلنَّاسِ (مائدا ۷۸) اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا۔

لے صحیح بخاری و مسلم ہجرت، لے صحیح بخاری ہجرت لے سیرۃ حلالہ اول سلسلہ عادات۔

اور آپ نے اُسی وقت حیمہ سے سہ ماہر کال کر صحارہ سے فرمایا،

اِنَّهَا السَّاسُ الصَّرِوَا قَدْ عَصَمَى اللّٰهُ، لوگو! اس حاؤ مری حفاظ کا دمہ جو خدا نے لے لیا ہے،

عروہ نجد سے واپسی میں آپ نے ایک مقام پر ٹیڑا ڈکيا یہاں بہت سے درختوں کے جھڈ تھے، دوپہر کا وقت تھا، صحارہ درختوں کے سایہ میں ادھر ادھر سو رہے تھے آپ بھی ایک درخت کے نیچے تہا استراحت فرماتے ایک تلواریں ایک درخت سے لٹکی تھی کہ ماگاہ ایک مدوحہ شاید اسی موقع کی تاک میں تھا، جیکے سے آیا، اور آپ کی تلواریں تار کر یام سے ماہر کی اور آپ کے سامنے آیا کہ دفعۃً آپ ہتیار ہوئے، دیکھا کہ ایک مدویع مکف کھڑا ہے، مدوے یو جھا ”اے محمد! مجھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے؟“ ایک یراطیماں صدا آئی کہ ”اللہ“

ایک دفعہ ایک شخص گرفتار ہو کر بیٹھ ہوا کہ یہ آپ پر حملہ کی گھات میں تھا، آپ نے فرمایا ”اس کو چھوڑ دو کہ یہ محکوم قتل کر رہا بھی جا رہا تو ہمیں کر سکتا تھا“ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میری حفاظت کا دمہ دار کوئی اور ہے، خیبر میں جس یہودیہ نے آپ کو رہا دیا تھا، اُس سے آئیے دریافت کیا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی، اُس نے جواب دیا کہ آپ کے قتل کر کے لیے ”آپ نے فرمایا کہ خدا تم کو اس پر مسلط نہ کرتا“

احد اور جنین کے معرکوں میں حب میدان جنگ تھوڑی دیر کے لیے حاں تارون سے خالی ہو گیا تھا۔ آپ کا استقلال، توکل علی اللہ و سکیت روحانی کی معرکہ مثال ہے۔

یہ توکل اور اعتماد علی اللہ کی بیکری تصویر ہے، اس موقع کا دوسرا سچ بھی کچھ اس سے کم موثر نہیں ہی، آپ پر فقر و عا کے مختلف دور گزرے، کوئی دن ایسا آتا کہ مسجد نبوی کا صحن ررو مال سے معمور ہو جاتا اور پھر متصل کسی کئی دن ایسے آتے کہ فاقہ سے تنگ سارک یردد و تین تین تیر سہ ہوتے، حالانکہ مال کل ممکن تھا کہ آج کا سرمایہ کل کے مصارف کے لیے اٹھا رکھا جائے، لیکن تمام عمر آپ کا طر عمل اس کے خلاف رہا کبھی ایک دن کی آمدنی دوسرے دن کے لیے اٹھا کر نہیں رکھی گئی، ضروری اور نقد رکھاف احراجات کے بعد جو کچھ بح حاتا وہ تمام تک



اہل استحقاق پر صرف کر دیا جاتا تھا، ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے

ان رسول اللہ صلعم کا لایہ حر لعل، آنحضرت صلعم کل کے لئے کوئی حراٹھا کر نہیں رکھتے تھے،

اتفاق سے یا بھولے سے اگر کوئی حیر گھر میں رہ جاتی تو آب کو سخت تکلیف ہوتی تھی، بلکہ آب اُس وقت تک گھر میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، حت تک یہ نہ معلوم ہو جاتا کہ اب وہاں حد کی حرکت کے سوا کچھ نہیں ہو، اس قسم کے متعدد واقعات عود و سجا کے عموال میں مذکور ہیں۔

ربیع کے وقت جب اس سال ہرجیرہ کو دراموس کر دیتا ہے، آب کو یاد آیا کہ حضرت عایشہ کے پاس کچھ اشرفیاں لکھوائی تھیں، وہ پڑھی ہوگی، اس رک موقع پر بھی یہ سہواً کیونکر علی السند کی تباہی کے خلاف نظر آیا اور تبادہا کہ عایشہ کیا محمدؐ، خدا سے بدگماں ہو کر ملے گا، حاویہ اُل کو حیرات کر دے۔

صبر و سکر (ربیع و عم کے متعاقب اور توام دور کی زندگی میں نہیں آتے، لیکن اس سال کے روحانی کمال کا عہر یہ ہے کہ ایک طرف حصول مقصد اور کامیابی کے لئے میں سرتار اور احوال و مشتم ہو، تو دوسری طرف مصائب و آلام کی تلخی کو حمد حبیبی اور کسادہ دلی کے ساتھ گوارا کر لے، اور یہ یقین رکھے کہ اس سال کا درص صرف عمل ہے، کامیابی و ماکامی دونوں کا سر رستہ کسی مالا تر ہستی کے ہاتھ میں ہے، **فتران مجید** اس آیت میں ایسی حکمت کی طرف اشارہ کیا ہے،

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي	حسی مصیبتیں میں یہ اور عود تم پر بارل ہونی ہیں وہ ان کے
أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كُتُبٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ تَنْزِلَ أَهْلًا	وجود سے پہلے، دواں مصائب لکھی گئیں ہیں یہ بات
إِنَّ دَلِيلَ عَلَى اللَّهِ لَسِرُّهُ لَمْ يَلَمَّْا سَوَاءَ عَمَلَا	خدا کے لیے آساں ہے، یہ اس لیے کیا گناہ کم ماکامی
مَا قَاتَلَكُمْ وَلَا فَتَحُوا لَكُمْ إِلَّا كَمَا تَطَوَّلُوا	رعہم اور حصول مقصد پر غور کرو، خدا معرو اور فحار کو دوست
لَا تَحْتَسِبُ كُلُّ نَجْوٍ فَجْوَءَ (حدید ۳)	ہیں رکھا،

لے صحیح بخاری باب من صلی بالناس فذكر حاجته فخطأهم و مسد احمد جلد ۲ ص ۲۹۹ لے ابو داؤد باب مول ہما المسکین لے مسد احمد و اس سعد و الوفاۃ،

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسی زندگی میں وہ ٹری سے ٹری کامیاں حاصل ہوئیں، حواس آسمان کے نیچے  
 نوع انساں کے کسی فرد کو حاصل ہو سکتی تھیں، تاہم آپ کے آئینہ دل میں کبھی خرو و زورے ایسا عکس نہیں ڈالا  
 آپ نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرٍ میں آدم کے بیٹوں کا سردار ہوں، لیکن مجھے اس پر فخر نہیں "عدی س حاتم  
 طائی نے حمد ہا عیسائی تھے آپ کے عوالات سے تھے انکی ساریاں کو یہ تک تھا کہ آپ مادتاہ ہیں، یا یعیمر؟  
 حب وہ ایسے قیلہ کا و دے کر حاضر خدمت ہوئے تو عین اُسی وقت ایک مسکن سی عورت ایسی کسی عرص کے لیے  
 مارگاہ اقدس میں آئی اور مجمع سے دراہن کر کچھ سیسے کی درخواست کی آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس وقت  
 تک گلی میں کھڑے رہے حت تک وہ عود ایسی مری سے چلی ہیں گئی، عدی کتے ہیں کہ آپ کی تواضع اور  
 حاکساری کا یہ عالم دیکھ کر مجھے یعیس ہو گیا کہ آپ یعیمر ہیں مادتاہ ہیں!

مفتوح تہروں میں داخل ہوتے ہوئے دیا کے ہر فاتح کا سر عود و مار سے ملدہ ہوتا ہے۔ لیکن مکہ و خیبر کا  
 فاتح اس وقت بھی ایسا سر بیار مارگاہ ایردی میں جھکا کر تہر میں داخل ہوا اس اسحاق نے رواست کی ہو کہ فتح مکہ میں  
 حب آنحضرت صلعم دی طوی میں بیویکے اور دیکھا کہ حدائے ایکو فتح کی عرت عطا کی ہو، تو اسے ایسی سواری پر توقف کیا،  
 ان رسول اللہ صلعم طاعتی الی دی طوی وقف حب آنحضرت صلعم دی طوی میں بیھے، اور دیکھا کہ حدائے ایکو فتح کی  
 علی راحلتہ لیصع راسہ تواصعا للہ حی رای عرب عطا کی ہو، تو اسے اسی سواری پر توقف کیا ماکہ ایسا سر حدائے سا  
 ما اکرمہ اللہ بہ من العتق، حی ان عتوبہ لیکاد جھکالیں۔ بھر بیاسک آپ جھکے کہ آپ کی ٹھڈی درب تھی  
 بیس واسطۃ الرجل، کہ کما وہ کی لکڑی سے لگ جائے،

آنحضرت صلعم کثرت سے عبادت اور سچ و ہیل کیا کرتے تھے، بعض صحابہ نے عرص کی کہ یا رسول اللہ خدا  
 تو آپ کو لے گاہ اور معصوم مایکا اب آپ کیوں بیچمت اُٹھاتے ہیں؟ "ارتاد ہوا  
 افلا کون عبدًا استکودًا کیا میں خدا کا ستکر گدار سدہ رہوں،

سب اس ہشام صفحہ ۳۲، سیرت اس ہشام مکریم مکہ ۳۵ صحیح بخاری قیام الیل

یعنی اگر یہ تعدد تسبیح و تحمید پہلے اس مرتبہ کے حصول کے لیے تھی تو اب اس مرتبہ کے حصول پر تسکین دہانی اور احسانِ مہدی کے اعتراف میں ہے۔

دیا کے اعظمِ رحال حکم و حمایت کا کوئی حصہ نہیں دیا گیا، اسی ہر کامیابی کو ایسی قوت مارو، ایسے حسنِ تدبیر اور ایسے ذاتی رعب و داب کی طرف مہم کرتے ہیں لیکن مقر میں الہی کی اصطلاح میں یہ تحلیلِ ترک و کفر کے ہمایہ ہے، اُن کو ہر کامیابی اور مسرت کے واقعہ کے اندر خودِ قادرِ کل کا دستِ غیر مرئی کام کرتا نظر آتا ہے، حدیث میں ہے:

اِنَّهٗ كَانَ اِدْحَاءًا مِّنْ سِرِّهِ وَرَاسِمْ حَقِّهِ اَحْصَرَتْ صَلَاحُ مَسْحِ كُوْنِ حُشَى كِي حَرَّاتٍ تَقِي تَوْحِيدَ تَعَالٰى  
سَاحِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى،  
کاسکرا دکرے کے لیے آب و راسخہ میں گر پڑتے تھے۔

قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کی خبر جب آپ کو پہنچی تو ایسے سجدہ شکر ادا کیا، اسی طرح ایک دفعہ اور کسی مات کی آپ کو خبر دی گئی تو آپ فوراً سجدہ الہی سجالائے، وحی کے درپے سے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ جو چھپو رو دیکھو گا، اس پر حصار و دیکھو گا، تو اس رعبِ مسرت پر آپ نے سجدہ شکر ادا کیا،

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کرتے ہیں کہ ہملوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور جب مقامِ رداء کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر گئے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک بارگاہِ الہی میں دعا کی، پھر سجدہ میں گئے، اور دیر تک اسی حالت میں بیٹھے رہے، پھر سر اٹھا کر دستورِ دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے، اور پھر دیر تک سجدہ میں رہے، پھر اٹھ کر مصرع کیساتھ دعا شروع کی اور اس کے بعد جن بیارحاک پر رکھی، اس دعا و سجدہ سے فارع ہو کر آپ نے صحابہ سے فرمایا: میں نے اسی اُمت کی معرفت کے لیے خدا سے دعا مانگی تھی، جس کا ایک حصہ مقبول ہوا میں شکر کے لیے سجدہ میں گرا، پھر مرید درخواست کی، اس نے وہ بھی قبول کی، میں سجدہ شکر کالایا، اور پھر دعا، و راری کی، اُس نے اس کو بھی درجہ استقامت بخشا، اور پھر میں سجدہ میں گر پڑا،

سورۃ الضحٰی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسی وصف کو مایاں کیا ہے۔

وَالصُّحُفِ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۖ مَا وَدَّ غَاثَ  
 رُبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۚ وَلَا أَحْرَمُ حَيُّوْلَكَ  
 مِنَ الْأُولَىٰ ۚ وَكَسُوفَ نُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرَىٰ  
 الْكَرْبَ بِكَ يَتَرْتَمَىٰ فَاوَىٰ ۚ وَوَحْدَكَ صَلَاحًا  
 فَهْدَىٰ ۚ وَوَحْدَكَ عَائِلًا فَاغْنَىٰ ۚ فَامَّا  
 السُّنَمُ فَلَا تَقْصُرْ ۚ وَامَّا السَّائِلُ فَلَا  
 تَنْهَرْ ۚ وَامَّا بَعْمَةَ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۚ

(اے سیر) دل کے پہلے ہر کی قسم، اور راب کی قسم حث یرہہ والد کے  
 کہ سیرے رور دگا رہے نہ تو نکلو چھوڑا، اور نہ تجھے مارا ص ہوا، نقیبتیری  
 بچھلی رمدگی پہلی سے ہر سو، وہ نکلو وہ کچھ دگا جس کو جس ہو جائیگا،  
 کما سے نکلو ہم ہیں ماماوے ساہ میں لے لیا، اور نکلو راہی کا حیا  
 یایا تو اسے سدی راہ دکھا دی اور نکلو مجلس یا تو عی کرد مالو (ان معش  
 کے سکر میں) ٹیم ظلم نہ کرنا، اور سائل کو نہ جھڑکنا، اور اپنے رور دگا  
 کے احساں کو یاد کرتے رہنا،

آپ کی سولج رمدگی کا حرف تھا ہر کہ آپ عمر بھر کیو مکر اس ارشاد رمانی کی تعمیل کرتے رہے،  
 صبر کا معہوم مالکل شکر کے مخالف ہو، لیکن رسول اللہ صلم کی دات یک میں یہ دونوں متصادم اوصاف ایک ساتھ  
 جمع ہو گئے تھے اور آپ کو عملا دونوں کے اظہار کا موقع ملا، حدیث تریف میں ہو کہ ایک صحابی نے آپ سے دریافت  
 کیا کہ یا رسول اللہ اس سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہو؟ ارشاد ہوا کہ سیمروں پر، پھر سیطرح درہ مدرہ لوگوں نے یہ واقعات بھی  
 اس روایت کی تصدیق کرتے ہیں، آپ سرور امیاء تھے، اس ساید دیا کے تداید اور مصایب کا مار اس مقدس  
 گروہ میں سے زیادہ آپ کے دوسرے مبارک پر تھا، اسی لیے قرآن مجید میں مارا ایکو صبر کی تلقین لگی ہے، سورہ احقاف میں ہو،  
 وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعُرْمِ مِنَ الرُّسُلِ، (اے سیر) صبر کر اولو العرم سیمروں نے صبر کیا، ہم بھی صبر کرو،

آپ ابھی یدیا ہوئے تھے کہ والد نے انتقال کیا، عہد طہولیت میں تھے کہ سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا، اس کے دو  
 برس کے بعد دادا نے حکمی نگاہ لطف رحم یتیمی کا ہم ہم تھی، وفات یائی، موت کے بعد الوطال نے جو قرین کے ظلم و  
 ستم کی سیر تھے، معارقت کی، محرم اسرار ام المومنین خدیجہ الکبریٰ جو اس ہجوم مصایب میں آپ کی تہا موس و  
 عمھو ارتھیں، موت لے ال کو بھی اسی رماہ میں آپ سے علیحدہ کر دیا، والدیں اور بیوی کے بعد سال کو سے  
 زیادہ اولاد سے محنت ہوتی ہے، حکمی معارقت کا رحم تمام عمر مدلل ہیں ہوتا، آپ کی اولاد کو جس اختلاف روایت

کم سے کم دو، اور زیادہ سے زیادہ آٹھ تھی، لڑکیوں کی تعداد چار تھی، لیکن ایک (حضرت فاطمہ) کے سوا سب نے کسی یا حوالی میں آپ کی نگاہوں کے سامنے جا دی، ان واقعات پر اگرچہ کبھی کبھی آپ کی آنکھیں اتناک لود ہو گئیں، لیکن رماں و دل پر ہمیشہ صبر و سکینت کی نہر لگی رہی، اور کبھی کوئی کلمہ رماں مبارک سے ایسا نہیں نکلا جس سے کار کماں قصا کی تسکایت کا ہیلو نکلا ہو،

آپ کی سستے ٹری صاحبزادی حضرت ریحیہ شہ میں وفات پائی تو تحمیر و تکفین کے متعلق آپ نے خود لیں نہیں ہدایات دیں، حمارہ قر کے سامنے رکھا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لیکن رماں مبارک سے ایک لفظ بھی نہ نکلا حضرت ریدہ (مروۃ حاص) اور حضرت حمزہ (اس غم) دونوں آپ کو ہمت محو تھے عروہ موتہ میں انکی شہادت کی خبر آئی تو حاتم مبارک اتناک آلود ہو گئی، لیکن اسی اتنا میں حضرت حمزہ کے گھر سے لوصہ کی آوارائی تو آپ نے منع کر بھیجا آپ کا ایک نواسہ جس سے آپ کو محنت تھی متلا سے روع ہوا تو صاحبزادی نے ملا بھیجا، لیکن آپ نے اس کے جواب میں سلام کے بعد یہ پیغام بھیجا،

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَحَدٌ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ عَمَلٍ نَاحِلٌ  
اللہ نے جو لے لیا، وہ اُسی کا تھا، اور جو دیا وہ بھی اُسی کا ہے

مُسْتَمْسِیْ فَلْتَصِرْ وَلْتَحْتَسِبْ،  
اس کا ہر کام دم بھر ہوتا ہے، صبر کرو اور اُس سے حیرت طلب کرو۔

صاحبزادی نے دوبارہ نہ اصرار ملایا، آپ حید صحابہ کیساتھ ہاں تشریف لے گئے، یہ آگئی گود میں رکھ دیا گیا، وہ دم توڑ رہا تھا، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا ”یہ حدیث محنت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسے سدا کے دل میں رکھا ہے، خدا ایسے سدا میں سے رحمدلوں ہی پر رحم کرتا ہے“ ایک بار آپ سعد بن عبادہ کی عیادت کو تشریف لائے، اور انکی حالت دیکھ کر فرمایا کہ انتقال کر گئے، صحابہ نے کہا، ہیش رسول اللہ آپ رو پڑے، تو انکو روتے دیکھ کر صحابہ بھی رو پڑے، آپ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو او دل کے غم کو معہیں کرتا، لیکن (رماں کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ اس سے عذاب ہوتا ہے، حضرت ابراہیم کی فات کی بوقت جب انکی آنکھوں سے اتناک محب جاری ہوئے تو عبد الرحمان بن عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے، فرمایا یہ رحم و شفقت ہے“ حضرت عبد الرحمان نے دوبارہ گزارش کی، ارشاد ہوا،

لعلہ مال نام داتا  
کے لئے صحیح کاری  
کتاب الحار و کھو



إِنَّ الْعَيْنَ دَمْعٌ وَالْقَلْبَ حَزَنٌ وَلَا يَقُولُ إِلَّا حَقًّا  
 آنکھ اس کے ر رہے، دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے

رہا وانا لہم اقلک یا ابراہیم لہجرو لوں،  
 رب کی مرضی ہو اے ابراہیم ہم ہمارے دران میں بہت غمگین ہیں۔

ہر حال یہ واقعات آئی ہیں، یہی ال کا اتریا یک خاص وقت تک اس سال میں رہتا ہے، پھر مٹ جاتا ہے  
 لیکن مسلسل اور غیر منقطع مصائب و حوادث کو اس طرح برداشت کرنا کہ کبھی یہاں نہ صبر نہ ہوئے یا نہ سہت مشکل  
 ہے ہجرت سے پہلے ۳۱ سال تک طایف اور مکہ کے اتقیاء دعوت حق کا حق تحقیر و استہزاء، سب دقت و تنگی  
 و ایدارسانی کے ساتھ جواب دیا، اُس کے دُھرائے کی حاجت ہمیں، مدینہ منورہ میں آٹھ برس تک جس میں معرکوں  
 کا ہمتہ سامنا رہا اور دشمنوں نے آپ کی جلاوطنی و قتل و تکست کے جو جو منصوبے مانتے تھے ان کے اعادہ کی بھی ضرورت  
 نہیں، لیکن ال تمام تیروں کی بوجھار صبر کے سوا آپ کے کس سریر رو کی ؟

اس سے بھی زیادہ مشکل اُن واقعات پر صبر ہے جو خود اختیاری ہوں، فتوحات کی کثرت گو ہر دمہ میت المال  
 کو معمور کر دیتی تھی، لیکن دستِ کرم کو اُسی وقت آرام ملتا جب سارا حراہ ارباب حاجت اور فقرا میں لٹ چکا  
 ہوتا، جیسا کہ اسی مایر جو د آب اور تمام اہلیت کی زندگی اکثر فحشاء و فاقہ میں گزرتی تھی، جسم مبارک کے لئے ایک کے  
 سوا کپڑے کا کوئی دوسرا حوڑا نہیں ہوتا تھا، تاہم یہ تمام تسایدا اس لیے گوارا تھے کہ صبر کی لذت، الوان نعمت کی خوشگوار  
 اور لاسا سہائے فاحرہ کی مسرت سے کہیں زیادہ تھی۔

لیکن سب سے زیادہ حوصلہ شکن اور صبر آزمائش تیر کا لٹا ہوا جو دشمنوں کے ہمیں ملکہ دوستوں کے ہاتھ سے لگایا  
 جائے دو دفعہ ایسا ہوا کہ بعض جلد مار بوجھالوں نے آپ کے کسی فعل پر جو کسی مصلحت پر مبنی تھا اعتراض کیا، اس موقع پر  
 بھی صبر کا رتہ آپ کے ہاتھ سے نہ جھوٹا، صحیح بخاری میں ہے کہ عائشہ خیم کے متعلق ایک دو الصاریوں نے اعتراض کیا  
 کہ آنحضرت صلعم نے یہ دوسروں کو کیوں دیدیا، حق تو ہمارا تھا، آپ کو اس کی حشر بھیجی تو فرمایا،

رحمۃ اللہ علی موسیٰ قتادہ دی اک تومس  
 موشی یہ جلد کی رحمت ہو وہ اس سے بھی زیادہ (ایسے دوستوں کی

دلک فصول (باب عروہ حیں)  
 طرف سے) سنا گئے ہیں لیکن انہوں نے صبر کیا۔



## اخلاق نبوی

إِنَّمَا كُنَّا لَكُمْ فُجُورًا

(حضرت رسالت یاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس کا یہ وہ حصہ ہے، جہاں اگر آپ کی زندگی تمام ایسا کرام اور مصلحتیں عالم سے علانیہ متاثر نظر آتی ہے تاہم یہی ہستی کا ثبوت ایک طرف اگر یہ سوال کیا جائے کہ ان اخلاقی واعظوں کا خود غلی موبہ کیا تھا، تو دیا اس کے جواب سے عاجز رہ جائے گی، دیا کے تمام مصلحتیں اخلاق میں گوتم بدھ اور مسیح کا درجہ سے بڑا ہے، لیکن کیا کوئی تاسکتا ہے کہ ہمدونستان کا یہ مصلح اعظم (بودھ) عملاً خود کیا تھا، کوہ زرتون کے رجبانہ اخلاق کا داعظ (مسیح) دیا کو اخلاق کا بہترین درس دیتا تھا، لیکن اسکی زندگی کا ایک واقعہ بھی اُس کے رئیس مقولوں کی تائید میں تکملاً معلوم ہے؟

لیکن مکہ کا معلم اُمّی بکا کر کہتا تھا،

لَم يَقُولُوا مَا لَا يَفْعَلُونَ (سورہ) جوہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو

وہ خود ایسی تعلیم کا آبِ نہ تھا، اسانوں کے مجمع عام میں وہ جو کچھ کہتا تھا، گھر کے خلوت کدہ میں وہ اُسی طرح نظر آتا تھا، اخلاق و عمل کا حوکتہ وہ دوسروں کو سکھاتا تھا، وہ خود اس کا عملی بیکر بجاتا تھا، بیوی سے بڑھکر اسان کے اخلاق کا اور کون رارداں ہو سکتا ہے جید صاحبوں نے اگر حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ حضرت کے اخلاق بیاں کیجیے، انھوں نے یوحیٰ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ ان حلق رسول اللہ صلعم کاں الفتداں، آیکا اخلاق ہمہ تن قرآن لیتھا،

موجودہ صحائف آسمانی ایسے داعیوں کے بہترین اقوال کا مجموعہ ہیں، لیکن کیا انکا ایک حرف بھی ایسے مصلحتیں کے عمل کا مدعی ہے قرآن مجید لاکھوں محالیں دراہل عباد کی بھیر میں ایسے داعی حق کی سست گویا تھا،

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْصَّلَاةِ فِي اللَّيْلِ، -

## اِنَّا كَلَّمْنَاكَ عَلَى الْخُلُقِ عَظِيمٍ

اے محمد تم احلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

میدر وکتہ میں آج تیرہ سو برس کے بعد آپ کو سگدل کتے ہیں، لیکن اُس وقت حب یہ سب کچھ ہو رہا تھا قرآن  
حود و تسموں کے مجمع میں آپ کی سست کیا تہادت دے رہا تھا،

فَمَا أَجْمَعُ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَكُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَطًّا      خدا کی عنایت سے تم اُس سے رومی مت آتے ہو اگر تم کہیں  
عَلِطَ الْقَلْبُ لَا الْفَصْوَامِ مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران)      کچھ خلق اور سست دل ہوئے لو کہ لوگ مہارے اُس ماس ہٹ جائے۔  
دوسری جگہ کہتا ہے۔

لَقَدْ حَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزَلْنَا عَنْكُمْ  
مَاعِمْ حَتَّىٰ نَصَّ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفًا حَمِيدًا      تمہارے ماس ہم میں سے خود ایک ہمارا، اس ہمارے تکلیف سے  
ساں گدرتی ہے، ہماری بھلائی کا وہ بھوکا ہے، اہل نماں رہتا اور ہر ایک  
مسئلہ احلاق کی سست ایک بڑی عطی یہ کی گئی ہے کہ صرف رحم و رافت اور تواضع و حاکساری کو سیمیرا احلاق  
کا مظہر قرار دیدیا گیا، حالانکہ احلاق وہ حیرت ہے جو مدگی کی ہر تہ میں اور واقعات کے ہر پہلو میں نمایاں ہوتی ہے  
دوست و دشمن، عریز و میگاہ، صعیر و کبیر، مجلس و توکر، صلح و جنگ، خلوت و خلوت، عرص ہر جگہ اور ہر ایک تک  
دائرہ احلاق کی وسعت ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عواا احلاق پر اسی حیثیت سے نظر ڈالسی چاہیے)

احلاق سو کا جامع یاں (اس سے پہلے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے احلاق مبارکہ کے حرئی اور تفصیلی واقعات  
لکھے جائیں، اُس صاحبوں کے بیانات پر پیر تحریر آتے ہیں، جھوں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں سالہا سال  
اور مدتہائے دراز بسر کی ہیں اور جو آپ کے احلاق و عادات کے دفتر کے ایک ایک حرف سے واقف  
تھے، انساں کے حالات کا واقف کار سوئی سے ٹھکر دیا ماس کوں ہو سکتا ہے، حضرت خدیجہ الکبریٰ  
حسوت سے پہلے اور نموت کے بعد ۲ برس تک آپ کی خدمت روحیت میں رہی تھیں، رمانہ آغاز و حی  
میں آپ کو ااں الفاظ میں تسلی دیتی تھیں ”ہر گر ہمیں، خدا کی قسم، خدا آپ کو کبھی غمگیں نہ کرے گا، آپ صلہ رحم  
کرتے ہیں، مقروضوں کا مار اٹھاتے ہیں عریوں کی اعانت کرتے ہیں، ہمانوں کی صیامت کرتے ہیں، حق کی

حمایت کرتے ہیں، بیعتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔“

اہمات المؤمنین میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی نے آپ کے اوصاف تفصیل سے ہمیں بیان کئے ہیں فرماتی ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو بڑا بھلا کہنے کی نہ تھی، بُرائی کے بدلہ میں بُرائی ہمیں کرتے تھے، ملکہ درگزر کرتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے، آپ کو حب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا، تو اُن میں حواساں ہوتی اس کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ وہ گناہ ہو، ورنہ آپ اُس سے بہت دور ہوتے، آپ نے کبھی کسی سے ایسے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا، لیکن جو احکام الہی کی خلاف ورزی کرتا، حد اُس سے انتقام لیتا تھا، (یعنی حد کی طرف سے لمحوں احکام ربانی آپ اُسیر حد جاری فرماتے تھے) آپ نے مام لیکر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی آپ نے کبھی کسی علام کو، لوڈی کو، کسی عورت کو، خادم کو، جانور کو ایسے ہاتھ سے نہیں مارا، آپ نے کبھی کسی کی کوئی درخواست رد نہیں فرمائی، لیکن یہ کہ وہ ماحزر ہو، آپ حب گھر کے اندر تشریف لاتے تو بہایت حداں، ہستے اور سکر اتے ہوئے، دوستوں میں یا بولوں بھیل کر ہمیں بیٹھتے تھے، ہاتھیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھا جاوے تو رکھ لے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترمیت یافتہ تھے، اور آغا ربوت سے آخر عمر تک کم از کم ۲۳ برس آپ کی خدمت اقدس میں رہے تھے، ایک دفعہ حضرت امام حسینؑ نے اُن سے آپ کے اخلاق و عادات کی سب سے سوال کیا۔ فرمایا: ”آپ حدہ حسین، برم عو، مہر ماں طمع تھے، بہت مزاح اور تنگ دل نہ تھے، مات مات پرستور نہیں کرتے تھے، کوئی بُرا کلمہ مہ سے کبھی نہیں بکاتے تھے، عیب عو اور سنگ گیر نہ تھے، کوئی ایسی مات ہوتی جو آپ کے مایسہ ہوتی تو اُس سے اعماص فرماتے تھے، کوئی آپ سے اس کی امید رکھتا تو نہ اس کو مایوس ساتے تھے، اور نہ مسطور سی طاہر فرماتے تھے، (یعنی صراحتہً انکار و تردید نہیں کرتے تھے، ملکہ جاموس رہتے تھے،

۱۔ صحیح بخاری باب مدالوجی ۲۔ جامع بردی و سائل بردی، ۳۔ صحیح بخاری و مسلم و ابوداؤد و کتاب الادب ۴۔ تفصیل مسلم و ابوداؤد و غیرہ احادیث کے مختلف روایات میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے ۵۔ حاکم نہ متصل، اس کے بعض کتب صحیح مسلم میں بھی ہیں ۶۔ اس سعد ۷۔ صحیح بخاری و مسلم و ابوداؤد۔

اور مرح تساس آب کے نیور سے آب کا مقصد سمجھ جاتے تھے) ایسے نص سے تیں جیویں آیسے مالکل دور کردی تھیں  
 سخت و ماحتہ، ضرورت سے زیادہ مات کرا، اور حیات مطلب کی ہو اس میں ٹیرا، دوسروں کے متعلق بھی تیں  
 ماتون سے یہ سیر کرتے تھے کسی کو ر اہیں کہتے تھے، کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے، کسی کے اندرونی حالات  
 کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے، وہی ماتیں کرتے تھے جس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا، جس آب کلام کرتے صحابہ  
 اس طرح حاموش ہو کر اور سر جھکا کر سستے گویا اں کے سروں پر پردے بیٹھے ہیں۔ جس آب جیب ہو جاتے تو پھر وہ  
 آیس میں ماتیں جتیں کرتے، کوئی دوسرا مات کرتا تو جس تک وہ مات حتم نہ کر لیتا، جیب سا کرتے، لوگ جس ماتویر  
 ہستے آب بھی مسکرا دیتے، جس پر لوگ تعجب کرتے، آب بھی کرتے، کوئی ماہر کا آدمی اگر سیا کی سے گفتگو کرتا تو آب  
 تحمل فرماتے، دوسروں کے مسخ سے ایسی تعریف سنا سید نہیں کرتے تھے، لیکن اگر کوئی آب کے احساں والعام کا  
 تشکر یہ ادا کرتا تو قول فرماتے، جس تک لوے والا حوجیب ہو جاتا آب اسکی مات درمیاں سے نہیں کاٹتے تھے،  
 ہایت میاص، ہایت راست گو، ہایت ررم طمع اور ہایت خوش صحت تھے، اگر کوئی دعتہ آیکو دیکھتا تو مرعوب  
 ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آسا ہوتا جاتا آب سے محبت کر لے لگتا۔

ہندس انی ہالہ گو گیا آنحضرت صلعم کے آنعوش پر درودہ تھے وہ بیاں کرتے ہیں کہ ”آب ررم حوتے سخت  
 مراح نہ تھے کسی کی تو ہیں روا ہیں رکھتے تھے، جھوٹی جھوٹی ماتوں پر اطمہار تشکر فرماتے تھے کسی حیر کو ر اہیں  
 کہتے تھے، کھا، محس قسم کا سامے آتا تا دل فرماتے، اور اس کو ر ا بھلاہ کہتے، کوئی اگر کسی امر حق کی محالفت کرتا  
 تو آب کو غصہ آ جاتا اور اسکی پوری حمایت کرتے، لیکن حودا سے ذاتی معاملہ پر بھی آب کو غصہ نہیں آیا اورہ کسی  
 سے انتقام لیا۔“

۱۔ اومت عمل | (احلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ اسان جس کام کو اختیار کرے اسیر اس قدر استقلال  
 کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اسکی فطرت تا یہ س حائے۔ اسان کے سوا دنیا کی تمام مخلوقات صرف ایک ہی

لہ یہ پوری تفصیل سائل ترمذی، بیاں احلاق میں ہے لہ نہ مکڑہ سائل ترمذی، اسان جلیہ مبارک میں ہر سہ سائل ترمذی

قسم کا کام کر سکتی ہے اور وہ فطرۃ اُسی پر محمول ہے، آفتاب صرف روٹی بھرتا ہی، اُس سے تاریکی کا صد وزہیں ہو سکتا، رات تاریکی ہی پھیلاتی ہے، وہ روٹی کی علت ہیں، درخت ایسے موسم ہی میں پھلتے ہیں اور پھول ایام ہمارے ہی میں پھولتے ہیں۔ حیوانات کا ایک ایک فرد ایسی نوعی اعمال و اخلاق سے ایک سرمو تھا و رہیں کر سکتا لیکن اس سال حد کی طرف سے مختار پیدا ہوا ہے، وہ آفتاب بھی ہے، اور رات کی تاریکی بھی، اُس کے جوہر کا درخت ہر موسم میں پھیلتا ہے، اور اُس کے اخلاق کے پھول ایام ہمارے کے یا سد ہیں۔ وہ حیوانات کی طرح کسی ایک ہی خاص قسم کے اعمال و اخلاق پر محور ہیں، اسکو اختیار دیا گیا ہے، اور یہی اختیار اُس کے مکلف اور دہ دار ہوئے کا رہا ہے۔

لیکن اخلاق کا ایک دقیق مکتہ یہ ہے کہ اس سال ایسے بے اخلاق حصہ کا جو پہلو پسند کرے، اُنکی اس شدت سے یا سد ی کرے، اور اس طرح دائمی اور غیر قیدل طریقے سے اس پر عمل کرے، کہ گویا وہ ایسے اختیار کے ماحول اس کام کے کرنے پر محور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کر لیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی مات سر رد ہو ہی نہیں سکتی۔ گویا اُس سے یہ اعمال اُس طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے روٹی۔ درخت سے پھل، اور پھول سے خوشبو، کہ یہ خصوصیات اُس سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں، اسی کا نام استقامتِ حال اور مداومتِ عمل ہے۔

آنحضرت صلعم ایسے تمام کاموں میں اسی اصول کی یا سد ی فرماتے تھے، جس کام کو جس طریقہ سے حقیقت سے شروع فرمایا، اُس پر برار شدت کے ساتھ قائم رہتے تھے، ہمت کا لفظ ہماری تربیت میں اسی اصول سے پیدا ہوا ہے، سست وہ فعل ہے حیرت آنحضرت صلعم نے ہمتِ مداومت فرمائی ہے اور تعمیر کسی قوی مانع کے کبھی اُسکو ترک نہیں فرمایا، اس ساری جس قدر میں وہ حقیقت کی استقامتِ حال اور مداومتِ عمل کی ماقابلِ انکار مثالیں ہیں، آپ کے معمولات کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے، جس سے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ آپ کے تمام اخلاق و اعمال کس قدر پختہ اور مستحکم تھے، کہ کبھی تمام عمر اس میں ایک درہ فرق نہیں پیدا ہوا، ایک دفعہ ایک

تخص نے آنحضرت صلعم کے عبادات و اعمال کے متعلق حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ آپ کسی خاص دن یہ کرتے تھے اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ عملہ دہمہ آیکہ عمل جھڑی ہوتا تھا، یعنی جس طرح مادل کی جھڑی حب سے پڑاتی ہے تو ہمیں رکتی اسی طرح آپ کا حال تھا کہ حومات ایک دمہ آیکہ اختیار کر لی ہیتہ اسکی یا سدی کی، پھر فرمایا وایکم یستطیع ما کاں اسی صلعم استطیع آنحضرت صلعم ہو کر سکتے تھے وہ تم میں سے کون کر سکتا ہے، دوسری روایت میں ہے،

و کاں ادا عمل عملاً ائسہ  
 حب آنحضرت صلعم کوئی کام کرتے تھے وہ اسیر مداومت فرماتے تھے۔

اسیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حودار تہا دہے

اں احب العمل الی اللہ ادا دہے،  
 حد کے نزدیک سے محبوب وہ کام ہے جو حیرت سے راہہ اسان ماذب کرے  
 آپ راتوں کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کبھی رات کی یہ عبادت ترک نہیں کی اگر کبھی مراح اقدس ماسا ریاست ہوا تو ٹھکرا دیا کرتے تھے، حریریں عبداللہ ایک صحابی ہیں حکو دیکھ کر آپ محنت سے مسکرا دیا کرتے تھے، اکابیاں ہو کہ کبھی ایسا ہوا کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ بے مسکراہ دیا ہو،

جس کام کے کرے کا حودت آپ نے مقرر کر لیا تھا اس میں کبھی تحلف ہوا، مارا اور تسبیح و تہلیل کے اوقات دوافل کی تعداد، خواب اور بیداری کے مقررہ ساعات، ہر شخص سے ملے جلے کے طر و مدار میں کبھی ورق نہیں آیا اور اب وہی مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل ہے۔

حس علق | (حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت انس، حضرت ہندس انی ہالہ وغیرہ حودتوں کی خدمت میں رہے تھے، ان سب کا متفقاً یہ ہے کہ آپ ہایت روم مراح، حوش اخلاق، اور مکوسیرت تھے آیکا چہو ہیتا تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے، کسی کی خاطر تنگی نہیں کرتے تھے،

۱۰ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۱۰ الوداؤد آخر کتاب الصلوۃ و صحیح بخاری کتاب الادب - ۱۰ ایضاً، ۱۰ الوداؤد  
 قیام اللیل ۱۰ صحیح مسلم مناقب حریریں عبداللہ



معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہیبت نہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے، کوئی شخص جھک کر آئیے گاں میں کچھ مات کھتا تو اُس وقت تک اُنکی طرف سے رُح نہ پھیرتے حت تک وہ خود مودہ نہ ہٹالے مصافحہ میں بھی ہی معمول تھا، یعنی کسی سے ہات ملاتے تو حت تک وہ خود نہ چھوڑ دے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑتے، مجلس میں بیٹھتے تو آب کے رالو کبھی ہیبتوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے،

اکثر لو کر جاکر، لوڈمی علام خدمت اقدس میں یا بی لیکر آتے کہ آب اس میں ہات ڈالیں تاکہ متسک ہو جائے حارڈوں کے دن اور صبح کا وقت ہوتا، تاہم آب کبھی اسکار نہ فرماتے،

ایک دفعہ آب سعدی عبادۃ سے ملے گئے، وائیں آئے لگے تو انھوں نے ایسے صاحبزادہ قیس کو ساتھ کر دیا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر کاب جائیں۔ آنحضرت سلم نے قیس سے کہا، تم بھی میرے اوٹ یسوار ہو لو، اُنھوں نے اے ادنیٰ کے لحاظ سے نامل کیا، آب نے ارتداد فرمایا کہ یاسوار ہو لو، یا لکھ کو وائیں حارڈ وہ وائیں چلے آئے،

ایک دفعہ نجاشی کے ہاں سے ایک سعادت آئی، آب نے اُس کو ایسے ہاں مہماں رکھا، اور جو بیس بیس ہمارا داری کے تمام کام احکام دیے صحابہ نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت احکام دیں گے، ارتداد ہو کہ ال لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گداری کی ہے، اس لیے میں خود اُنکی خدمت گداری کرنی چاہتا ہوں عثمان بن مالک حواصاحب بدر میں تھے، اُنکی میائی میں فرق آگیا تھا، آنحضرت کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ میں ایسے محلہ کی مسجد میں مارٹھاتا ہوں، لیکن حب مارتس ہو جاتی ہے تو مسجد تک حاما مشکل ہو جاتا ہے اس لیے اگر آب میرے گھر میں تسریف لاکر مارٹھالیتے تو میں اسی حکم کو سجدہ گاہ سالتا، دوسرے دن صبح کے وقت آب حضرت ابوبکر کو ساتھ لیکر آئے گھر گئے، دروازہ پر ٹھہر کر ادل مانگا، اندر سے حواب آیا

اے ابوداؤد ورمیدی، اے صحیح مسلم ابے سرب السی صلی اللہ علیہ وسلم اس سال سن ابوداؤد وکتاب الادب، اے سرح سمار ماصی عیاض بحوالہ لائل ہیقی، حلد احلان۔

تو گھر میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں مار پڑھوں؟ انھوں نے حلقہ تادمی، آپے تحمیر کھمکرو رکعت مار ادا کی، مار کے بعد لوگوں نے کھانے کے لیے اصرار کیا، حریرہ ایک کھانا ہوتا ہی، قیمہ پر چھڑک کر طیار کرتے ہیں وہ سانسے آیا، محلہ کے تمام لوگ کھانے میں ترکیب ہوئے، حاضرین میں سے کسی نے کہا مالک س جلتس نظر نہیں آتے، ایک نے کہا وہ مافق ہے، ارتاد فرمایا یہ نہ کہو، وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، لوگوں نے کہا ہاں لیکن اس کا میلان منافقین کی طرف ہے، آپ نے فرمایا تو شخص خدا کی مرضی کے لیے لا الہ الا اللہ کہتا ہے، خدا اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے،

(ابتداء ہجرت میں خود آنحضرت صلعم اور تمام مہاجرین، انصار کے گھر ہاں رہے تھے، دس دس آدمیوں کی ایک ایک جماعت ایک ایک گھر میں ہماں اُناری گئی تھی مفت راہ بن الاسود کہتے ہیں کہ میں اس جماعت میں تھا جس میں خود آنحضرت صلعم شامل تھے، گھر میں حید بکریاں تھیں جس کے دودھ پر گدراہ تھا، دودھ دہ جیکتا تو سب لوگ ایسے ایسے حصّہ کا پی لیتے اور آپ کے لیے پیالہ میں چھوڑ دیتے، ایک تب کا واقعہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری میں تاخیر ہوئی، لوگ دودھ پی کر سو رہے، آپ نے اگر دیکھا تو یہاں چالی یا یا، خاموش ہو رہے، پھر فرمایا، خدا یا احواح کھلا دے اُسکو تو بھی کھلا دیا، حضرت مقداد چھری لیکر کھڑے ہوئے کہ بکری کو دج کر کے گوشت یکائیں، آپ نے رد کا اور مری کو دو مارہ دہ کر جو کچھ نکلا اُسی کو پی کر سو رہے، اور کسی کو اس محل پر ملامت نہ کی،)

ابو شعیب ایک انصاری تھے، اُنکا علام مارا میں گوشت کی دوکان رکھتا تھا، ایک دن وہ حدت اقدس میں آئے آپ صحابہ کے حلقہ میں تشریف فرما تھے، اور حیرہ سے بھوک کا اثر پیدا تھا، ابو شعیب نے حاکر علام سے کہا کہ یا حج آدمیوں کا کھانا طیار کرو، کھانا طیار ہو چکا تو اگر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ صحابہ کے ساتھ قدم رکھ فرما میں کل یا حج آدمی تھے، راہ میں ایک اور شخص ساتھ ہوا، آنحضرت صلعم نے اُن سے

کہا کہ یہ شخص لے کے ساتھ ہولیا ہے، تم احارت دو تو یہ بھی ساتھ آئے، درہ رخصت کر دیا جائے، اٹھوں لے  
کہا آپ ایں کو بھی ساتھ لائیں

عقہ س عام ایک صحابی تھے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہار کے درہ میں ادبٹ پر سوار جا رہے تھے یہ بھی  
ساتھ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ آؤ سوار ہو لو، اٹھوں لے اس کو گستاخی سمجھا کہ رسول اللہ کو یہ یادہ سا کر  
خود سوار ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کہا، اب انکار کرنا قتال امر کے خلاف تھا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)  
اُتر پڑے اور یہ سوار ہو گئے۔

محاسن صحت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے اور اس کا اظہار نہ کرتے، حضرت ربیع سے  
حب نکاح ہوا، اور دعوت ولیمہ کی تو کچھ لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھے رہے، اس وقت یردہ کا حکم مارل نہیں ہوا  
تھا، اور حضرت ربیع بھی مجلس میں سر یک تھیں، آپ چاہتے تھے کہ لوگ اُٹھ جائیں لیکن رہاں سے کچھ نہیں  
فرماتے تھے، لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا، آپ اُٹھ کر حضرت عاتبہ کے حجرہ تک گئے، واپس آئے تو اسی طرح مجمع  
موجود تھا، پھر واپس چلے گئے، اور دوبارہ تشریف لائے، یردہ کی آیت اسی موقع پر اتر گئی،

عردہ جیسے سے واپس آ رہے تھے کہ راہ میں ہمارا وقت آگیا، حسب دستور ٹھہر گئے، موڈوں لے اداں دی  
ابو محمد و رة حواں وقت تک اسلام ہیں لائے تھے حیدر دوستوں کے ساتھ گشت لگا رہے تھے، اداں سکر  
سے چلا جلا کر استہرائے طور پر اداں کی نقل اتارنی تفریح کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ملو کر ایک ایک سے  
اداں کہلاوائی ابو محمد و رة حواں جس تھے اُن کی آوار پیدا ئی، سامنے ٹھہا کر سریر بات بھیرا، اور برکت کے لیے  
دعا کی، پھر اُن کو اداں سکھلا کر ارشاد فرمایا کہ حاد اسی طرح حرم میں اداں دیا کرنا،

ایک صحابی کا بیان ہے کہ بھیں میں، میں انصار کے بھلتاں میں چلا جاتا اور ڈھیلوں سے مار کر کھجوریں

گرتا، لوگ بحکومتِ اقدس میں لے گئے، آپ نے یوحنا ڈھیلے کیوں جلاتے ہو؟ میں نے کہا کھجوروں کے لیے، ارشاد فرمایا کہ میں یسکی ہوئی کھجوریں کھالیا کرو، ڈھیلے نہ مارو، یہ لکھنوی سریر ہاتھ پھیرا اور دعا دے، عمارتیں تبدیل مدینہ میں ایک صاحب تھے، ایک دفعہ قحط پڑا اور بھوک کی حالت میں ایک ماع میں گھس گئے اور عورتیں توڑ کر کھجے کھائے، کچھ دامن میں رکھ لیے، ماع کے مالک کو معلوم ہوا تو اُس نے آکر انکو مارا اور کٹرے اُتر دیا یہ آنحضرتؐ کے یاس شکایت لیکر آئے، دعا علیہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اُسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جاہل تھا، اسکو تعلیم دیا تھا، یہ بھوکا تھا، اس کو کھانا کھلا دیا تھا، یہ لکھنوی کٹرے والیں دلوادے، اور ساتھ صاع علیہ ایسے ماس سے حمایت فرمایا۔

یہود کا دستور تھا کہ عورتوں کو حب ایام آتے تو انکو گھروں سے نکال دیتے، اور انکے ساتھ کھانا یا میا جھوڑ دیتے آنحضرتؐ صلعم حب مدینہ میں تشریف لائے، تو انصار نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا اسیرایت اتری کہ اس حالت میں مقاربت ماحائز ہے، اس سبب آپ نے حکم دیا کہ مقاربت کے سوا کوئی حیر مع نہیں، یہودیوں نے آپ کا حکم ساٹھ لوہے کے یہ شخص مات مات میں ہماری مخالفت کرتا ہے صحابہ آپ کی خدمت میں آئے کہ یہود حب یہ کہتے ہیں تو ہم مقاربت بھی کیوں نہ کریں۔ رخصتہ مبارک عقدہ سے سُرخ ہو گیا، دونوں صاحب چلے گئے، آپ نے اُن کے یاس کچھ کھائے کی حیریں بھیجیں اُسوقت اُن کو تسکین ہوئی کہ آپ مارا ص نہ تھے۔

کسی شخص کی کوئی مات مایہ آتی تو اکثر اُس کے سامنے اُس کا تذکرہ فرماتے ایک دفعہ ایک صاحب ورد کیڑے ہیکر خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے کچھ فرمایا، حب وہ اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں سے کہا کہ اسے کم دیا کہ یہ رنگ دھو ڈالیں

ایک دفعہ ایک شخص نے ماریانی کی احارت چاہی، آپ نے فرمایا اچھا آئے دو وہ ایسے قبیلہ کا اچھا

آدمی ہیں ہے لیکن جب وہ حدت مارک میں حاضر ہوا تو ہایت رمی کے ساتھ اُس سے گفتگو فرمائی، حضرت عایتہ کو اس پر تعجب ہوا اور اُسے دریافت فرمایا کہ آپ تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، پھر اس رفیق ملامت کے ساتھ کلام کیا، آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک سے بڑا وہ شخص ہے، جسکی درمائی کیوجہ سے لوگ اُس سے ملنا چھوڑ دیں

یہود جس درجہ تنقی اور دتس اسلام تھے، اس کا اندازہ گذشتہ واقعات سے ہو چکا ہوگا، مابین ہمہ آنحضرت صلعم اں سگدلوں کے ساتھ ہمیتہ رمی اور لطف کا رتاؤ کرتے اور اُس سے داد و ستد رکھتے، سخت سے سخت عصہ کی حالت میں صرف اس قدر فرماتے، 'اسکی میتانی حاک آلود ہو'

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس سے میں قرص لیا کرتا تھا، ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں بھیلیں، اور قرصہ ادا نہ ہو سکا، اُس یر یو رسال گذر گیا، ہمارا آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کیا، اب کی بھی بھیل کم آئے میں نے آیدہ فصل کی مہلت مانگی، اُس نے انکار کیا، میں نے آنحضرت سے اگر تمام واقعات میاں کیے، آپ جید صحابہ کے ساتھ خود یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ مہلت دیدو اُس نے کہا، ابوالقاسم ابیں کبھی مہلت مدوگا آپ بکلتاں میں تشریف لے گئے اور ایک جگر لگا کر پھر یہودی کے پاس آئے، اور اُس سے گفتگو کی۔ لیکن وہ کسی طرح راضی ہوا، مالاخر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جیوترہ یر (مستشف تھا) فرس بچھا دو، اُس یر آرام فرمایا اور سو گئے، سوکر اُسٹھے تو پھر یہودی سے عواہش کی کہ مہلت دیدے۔ اُس تنقی لے اب بھی نہ مانا۔ اب آپ درختوں کے چھڈ میں حاکر کھڑے ہو گئے، اور چابو سے کہا کہ کھجوریں توڑنی شروع کرو، آنحضرت صلعم کی برکت سے اسی کھجوریں بھلیں کہ یہودی کا قرصہ ادا کر کے یح رہیں۔

(مجلس ہوی میں جگہ بہت کم ہوتی تھی، جو لوگ پہلے آکر بیٹھ جاتے تھے ان کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی ایسے موقع یر اگر کوئی آجاتا تو اُس کے لیے آپ خود ایسی رواے مارک بچھا دیتے تھے، ایک دفعہ مقام حرانہ

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، اور ایسے ہاتھ سے لوگوں کو گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور آپ کے پاس چلی گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اسکی ہایت تعظیم کی، ایسی چادر مارک اُس کے لیے بچھا دی راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون عورت تھی، تو لوگوں نے کہا یہ حضور کی رضاعی ماں تھیں۔

اسی طرح ایک دفعہ کا اور ذکر ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے، آئے اُن کے لیے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا، پھر رضاعی ماں آئیں، آپ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا آخر میں رضاعی بھائی آئے، تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنکو ایسے سامنے ٹھالیا۔

حضرت ابوذر مستہور صحابی ہیں، ایک دفعہ انکو ملا بھیجا تو وہ گھر میں بیٹے، تھوڑی دیر کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو آپ لیٹے ہوئے تھے، انکو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سید سے لگا لیا۔ حضرت حمزہ بھی حبشہ سے واپس آئے تھے تو آپ نے انکو گلے لگا لیا اور انکی میتیانی کو بوسہ دیا۔

سلام میں میتیستی فرماتے، راستہ میں حبشہ جلتے تو مرد، عورتیں یکے حوسامے آتے انکو سلام کرتے، ایک دفعہ آپ راستہ سے گزر رہے تھے ایک مقام پر مسلمان اور منافق و کافر یکجا بیٹھے آئے سکو سلام کیا کسی کی کوئی مات رسی معلوم ہوتی تو مجلس میں مام لیکر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے ملکہ صبیحہ تعظیم کے ساتھ فرماتے تھے، کہ لوگ ایسا کرتے ہیں لوگ ایسا کہتے ہیں بعض لوگوں کی یہ عادت ہے۔ یہ طریقہ اہام اسلئے اختیار فرماتے تھے کہ شخص مخصوص کی دلت ہو اور اُس کے احساس غیرت میں کمی نہ آجائے۔

حسن معاملہ | اگرچہ عایت دیاصی کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپ کی ورہ مس بھر علیہ پر ایک یہودی کے ہاں گرو تھی، لیکن ہر حال میں حسن معاملہ کا سحت اہتمام تھا، مدینہ میں دو تہمد عموماً یہودی تھے، اور اکثر اہی سے آپ قرض لیا کرتے یہودی عموماً دنی الطمع اور سخت گیر ہوتے ہیں آپ اُن کی ہرقم

۱۵۱ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۲ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۳ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۴ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۵ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۶ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۷ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۸ الوداؤ و کتاب الادب ۱۵۹ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۰ الوداؤ و کتاب الادب

۱۶۱ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۲ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۳ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۴ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۵ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۶ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۷ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۸ الوداؤ و کتاب الادب ۱۶۹ الوداؤ و کتاب الادب ۱۷۰ الوداؤ و کتاب الادب



کی مدد راحیاں برداشت فرماتے تھے،

(سوت سے پہلے لوگوں سے آپ کے ماحرہ تعلقات تھے، انھوں نے ہیتہ آب کی دیاست اور جس معاملہ کا اعتراف کیا ہے اسی لیے قریش نے متفقاً آپ کو امین کا خطاب دیا تھا، سوت کے بعد بھی گو قریش بعض دیکھ کے خوش سے لرہے تھے، تاہم انکی دولت کے لیے ماموں مقام آب ہی کا کاتنا تھا، عرب میں سائنٹ مام ایک ماحرہ تھے وہ مسلمان ہو کر یار گاہ سوت میں حاضر ہوئے، لوگوں نے مدحیہ الفاظ میں آپ سے انکا تعارف کرایا، آپ نے فرمایا میں ”اکو تم سے زیادہ حاتم ہوں“ سائنٹ نے کہا میرے ماں مایا، آپ میرے ساجھی تھے، لیکن ہیتہ معاملہ صاف رکھنا،)

ایک دفعہ ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرص کے طور پر لیں، حیدر دور کے بعد وہ تقاضا کو آیا آپ نے ایک الصاری کو حکم دیا کہ اُس کا قرصہ ادا کر دیں، الصاری نے کھجوریں دیں لیکن ایسی عمدہ نہ تھیں جیسی اُسے دی تھیں، اُس شخص نے لیے سے انکار کیا، الصاری نے کہا تم رسول اللہ کی عطا کردہ کھجور کے لیے سے انکار کرتے ہو، لولا ہاں، رسول اللہ عدل نہ کریں گے تو ادر کس سے توقع رکھی جائے، آنحضرت صلعم نے یہ حملے سے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ یہ بالکل صحیح ہے

ایک دن ایک مدو آیا جس کا کچھ قرصہ آنحضرت صلعم پر تھا، مدو عموماً وحشی مراح ہوتے ہیں اُسے ہدایت سختی سے گفتگو شروع کی صحابہ نے اس گستاخی پر اس کو ڈاٹا اور کہا کہ تم کھجور ہے تو کس سے ہمکلام ہے، لولا کہ میں تو ایسا حق مانگ رہا ہوں آنحضرت صلعم نے صحابہ سے ارتداد فرمایا کہ تم لوگوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہیے، کیونکہ اُس کا حق ہے (قرصہ کو لو لے کا حق ہے، اس کے بعد صحابہ کو اُس کا قرص ادا کر دیے کا حکم فرمایا اور زیادہ دلوائیا) ایک عروہ میں حضرت عبداللہ بن حار الصاری ہمراہ تھے، انکی سواری میں حواوٹ تھا سست رو تھا اور تھک جائے کی وجہ سے اور بھی سست ہو گیا تھا، آپ نے اوٹ اُس سے خرید لیا اور دام کے ساتھ

اوٹ بھی اس کو دیدیا کہ دونوں تمھارے ہیں

(یہی واقعہ ایک روایت میں اس طرح یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا تمھارے یاس کوئی لکڑی ہو تو دو، اٹھوں لے دی، آپ نے اُس سے اوٹ کو مارا تو وہ اس درتیر دڑے لگا کہ سسٹے آگے کل گیا، پھر آنحضرت صلعم نے اُس سے چار دینار پر اوٹ اس شرط پر خرید لیا کہ مدینہ تک اس کو سواری کا حق ہو مدینہ پہنچ کر چار دینار عہد اللہ سے قیمت طلب کی آپ نے ملاں سے فرمایا کہ انکو قیمت چار دینار اور اس سے کچھ اور زیادہ بھی دو، جیسا بچہ حصرت ملاں نے چار دینار پر ایک قیراط سوا اور زیادہ دیا۔)

معمول تھا کہ کوئی حصارہ لایا جاتا تو پہلے فرماتے کہ میت پر کچھ قرصہ تو ہیں ہے، اگر معلوم ہوتا کہ مقروض تھا، تو صحابہ سے فرماتے تم حصارہ کی مار ڈیڑھا دو، خود تریک نہ ہوتے۔

ایک دفعہ کسی سے اوٹ قرص لیا، حب وایس کیا تو اُس سے ہتر اوٹ وایس کیا اور فرمایا کہ سسٹے ہتر وہ لوگ ہیں جو قرص کو حوتس معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کسی شخص سے ایک بیالہ مستعار لیا، سو اتفاق سے وہ گم گیا تو اُس کا تاواں ادا فرمایا۔

عموماً فرمایا کرتے تھے کہ میں تیس دن سے زیادہ ایسے یاس ایک دینار بھی رکھنا نہیں کرتا بخز دس دینار کے حکم قرص ادا کرے کے انتظار میں ایسے یاس رکھ چھوڑتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک بڑا اوٹ کا گوشت بیچ رہا تھا، آنحضرت صلعم کو خیال یہ تھا کہ گھر میں چھوٹا رس موجود ہیں آپ نے ایک دست چھوٹا روں پر گوشت جکالیا، گھر میں آکر دیکھا تو چھوٹا رس نہ تھے، ماہر تشریف لے کر قصاب سے فرمایا کہ میں نے چھوٹا روں پر گوشت جکایا تھا لیکن چھوٹا رس میرے یاس میں ہیں، اُسے داؤد پلا جائی کہ بے مدد یاسی لوگوں نے سمجھا یا کہ رسول اللہ مدد یاسی کریں گے؟ آپ نے فرمایا میں چھوڑ دو، اُسکو کہنے کا حق ہے

پھر قصاب کی طرف خطاب کر کے وہی فقرہ ادا کیا، اُس نے پھر وہی لفظ کہے، لوگوں نے پھر رد کا، آپ نے فرمایا اُسکو کہے دو اُس کو کہے کا حق ہے، اور اس حملہ کو کئی بار دُھراتے رہے، اس کے بعد آپ نے ایک انصاریہ کے ہاں اُسکو بھجوا دیا، کہ ایسے دام کے چھو بار سے دہاں سے لے لے، جب وہ چھو بار لے لیکر ملیا تو آپ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اس کا دل آپ کے علم و دعویٰ اور جس معاملت سے متاثر تھا، دیکھے کے ساتھ لولا، محمدؐ انکو جدا کر اے حیر دے تم نے قیمت یورپی دی اور اچھی دی،

ایک دفعہ مدینہ منورہ کے باہر ایک مختصر سا قافلہ اگر دروخت تھا، ایک سرج رنگ کا ادٹ اُسکے ساتھ تھا، اتفاقاً اُدھر سے آپ کا گذر ہوا آپ نے ادٹ کی قیمت پوچھی، لوگوں نے قیمت بتائی، بے مول تول کئے اُنحضرت صلعم نے وہی قیمت منظور کر لی اور ادٹ کی ہمارے کٹر کر سہر کی طرف روانہ ہو گئے، بعد کو لوگوں کو خیال آیا کہ بے حال بیجاں ہمے حالور کیوں حوالہ کر دیا، اور اس حماقت پر اب یورپ قافلہ کو دامت تھی، قافلہ کے ساتھ ایک حاتوں بھی تھی، اُسے کہا مطمئن رہو، ہم نے کسی شخص کا چہرہ ایسا روٹس ہمیں دیکھا، یعنی ایسا شخص دعاہ کرے گا، رات ہوئی تو آپ نے اُن کے لیے کھانا اور قیمت بھر کھجوریں بھجوا دیں۔

عردہ حیس میں آیکو کچھ اسلحہ کی ضرورت تھی، صفوآں اسوقت تک کا مرتھے، اُنکے پاس بہت سی رہیں تھیں آپ نے اُسے کچھ رہیں طلب کیں، اُنھوں نے کہا مجھ کیا کچھ عصب کا ارادہ ہو؟ فرمایا ہمیں، میں عاریتہ مانگتا ہوں، اگر اُن میں سے کوئی تلف ہوئی تو میں تاواں دوں گا، جیسا کہ اُنھوں نے تیس چالیس رہیں مسلمانوں کو عاریتہ دیں، حیس سے واپسی کے بعد حب اسلحہ اور دیگر سامانوں کا حائرہ لیا گیا تو کچھ رہیں کم نکلیں، آپ نے صفوآں سے کہا، تمہاری حیدر رہیں کم ہیں، انکا معاوضہ لے لو، صفوآں نے عرص کی یا رسول اللہ صلعم میرے دل کی حالت اب یہی جیسی ہیں، یعنی مسلمان ہو گیا، اب معاوضہ کی حاجت نہیں،

عدل و انصاف | کوئی شخص گوتہ نہیں ہو کر بیٹھ جائے تو اُس کے لیے عدل و انصاف سے کام لیا ہدایت آساں ہے اُنحضرت صلعم کو عرب کے سیکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا، یہ آپس میں ایک ایک کے دشمن تھے، ایک کے موافق

لے سلسل صل  
جلد ۲ صفحہ ۲۶۸  
جلد ۲ صفحہ ۲۶۸  
صفحہ ۲۶۸  
السیع - صفحہ ۲۶۸  
ب نص العاریہ

مصلحہ کیا جاتا تو دوسرا دتس سجاتا، اسلام کی اشاعت کی عرصہ سے ہیتمہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تالیف قلوب کے کام لیا پڑتا، اس سب مشکلات اور پیچیدگیوں پر بھی عدل و انصاف کا یہ کبھی کیسٹروں جھکے نہ پاتا فتح مکہ کے بعد تمام عرب میں صرف طائف رہ گیا تھا، جس نے گردن تسلیم جم نہیں کی، آنحضرت صلعم نے اس کا محاصرہ کیا لیکن بید رہیں رد کے بعد محاصرہ اٹھالیا پڑا، صحرا ایک رئیس تھے اُن کو یہ حال معلوم ہوا تو عود حاکر طائف کی حصار بندی کی اور اہل تہر کو اس قدر دمایا کہ مالاً حردہ مصالحت پر راضی ہو گئے۔ صحرے مارگاہ سوت میں اطلاع کی، معبرہ س شتہ ثقی آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے کہ صحرے میری بیوی بھی کو قصہ میں کرکھا ہے آپ نے صحرے کو ملا بھیجا اور حکم دیا کہ مغیرہ کی بیوی بھی کو اُن کے گھر پہنچا دو، اس کے بعد موسیلم آئے کہ جس رماہ میں ہم کا فر تھے، صحرے نے ہمارے جیمہ پر قصہ کر لیا تھا، اب ہم اسلام لائے ہمارا جیمہ ہم کو دلا دیا جائے، آپ نے صحرے کو ملا بھیجا اور فرمایا کہ حب کوئی قوم اسلام قبول کرتی ہے تو ایسے حال و مال کی مالک ہو جاتی ہے اس لیے اُن کو اسکا جیمہ دیدو، صحرے کو مسطور کر پڑا، راوی کا یاں ہے کہ حب آنحضرت کے حکم سے صحرے دو دلوں حکم مسطور کیے، تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے چہرہ پر ترم سے سرخی آگئی، کہ صحرے کو دو دلوں معاملہ میں شکست ہوئی، اور فتح طائف کا اُن کو کوئی صلہ ملا ایک دفعہ ایک عورت نے جو حامد اہل محروم سے تھی، جو ریح کی عورت کے لحاظ سے لوگ جانتے تھے کہ سراسر سچ جائے اور معاملہ دت جائے، حضرت اُسامہ بن زید رسول اللہ کے محبوب خاص تھے، لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپ سفارت کیجیے، اُنھوں نے آنحضرت صلعم سے معافی کی درخواست کی، آپ نے عصب آلود ہو کر فرمایا کہ سی اسرائیل اسی کے مدد لتا ہوں کہ وہ عوام پر حد جاری کرتے اور امارا سے درگزر کرتے تھے، خیبر کے یہودیوں سے حب صلح ہو کر دہاں کی ریس مجاہدیں میں تقسیم کر دی گئی تو عبد اللہ بن سہل ایک دفعہ اکھوروں کی ٹائی کے لیے گئے، مجتہدہ اُن کے مجیرے بھائی بھی ساتھ تھے، عبد اللہ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے اُن کو قتل کر کے لاش ایک گڈھے میں ڈال دی، مجتہدہ نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاکر استعاذہ کیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ”تم تم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے اُن کو قتل کیا، لو نے میں نے اپنی آنکھ سے

لے اوردادو  
صفحہ ۸ طبرہ  
مصلحہ صحیح بخاری  
کتاب الحدود

ہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جائے، بولے، حضرت یہودیوں کی قسم کا اعتنا کیا، یہ سودوہ جھوٹی قسم کھالیں گے۔

خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد نہ تھی، یہ یقینی تھا کہ یہودیوں نے ہی عبداللہؐ سے قتل کیا ہوتا، ہم چونکہ صیہی  
ستہادہ موجودہ تھی آنحضرتؐ صلعم نے یہود سے تعرض نہیں فرمایا اور جو سہا کے سوا وٹ سیت المال سے دلوائے۔

طارق محارلی کا یاں ہے کہ حب اسلام عرب میں پھیلنا شروع ہوا تو ہم حید آدمی ردہ سے نکلے، اور مدینہ  
کو روانہ ہوئے، سہر کے قریب پہنچ کر مقام کیا، رمانی سواری بھی ساتھ تھی، ہم سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب  
سید کٹرے سے ہوئے آئے، اور سلام علیک کی، ہم نے سلام کا جواب دیا، ہمارے ساتھ سرخ رنگ کا اوٹ  
تھا، اسکی قیمت پوچھی، ہم نے جواب دیا اتنی کھویریں، انہوں نے کچھ مول تول نہیں کیا اور وہی قیمت مسطور کر لی، پھر  
اوٹ کی ہمارے کٹرے کی طرف بڑھے، لظروں سے اوجھل ہو گئے تو سکو حیاں آیا کہ دام رہ گئے اور ہم لوگ انکو  
بیجاتے ہیں، لوگوں نے ایک دوسرے کو ملر مٹھرانا شروع کیا، محل لتیں حاتوں نے کہا، مطمئن رہو ہم کسی  
تخص کا چہرہ، اس قدر جو دھویں رات کے جامد کی طرح روش نہیں دیکھا، (یعنی ایسا تخص دعاء دیگا) رات ہوئی  
تو ایک تخص آیا کہ رسول اللہؐ نے تمہارے لیے کھانا اور کھویریں بھیجی ہیں، دوسرے دن صبح کو ہملوگ مدینہ میں آئے  
آنحضرتؐ صلعم مسجد میں حطہ دے رہے تھے ہملوگوں کو دیکھ کر ایک انصاری نے اٹھک کر کہا یا رسول اللہؐ یہ لوگ منہ  
کے قیدہ کے ہیں اور ان کے مورت نے ہمارے حامداں کے ایک تخص کو قتل کر دیا تھا، اس کے بدلہ میں انکا  
ایک آدمی قتل کرادیجیے، آپ نے فرمایا، مای کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جاسکتا۔

سرق ایک صحابی تھے، انہوں نے ایک مدوی سے ایک اوٹ مول لیا، لیکن قیمت نہ ادا ہو سکی، مدو  
ان کو بیکر آنحضرتؐ صلعم کی خدمت میں لے گیا، اور واقعہ بیان کیا، آنحضرتؐ صلعم نے حکم دیا کہ قیمت ادا کر دو، انہوں  
نے ماداری کا عذر کیا، آپ نے مدو سے کہا ارار میں لیجا کر انکو فروخت کرلو، مدو انکو مارار میں لیگیا، ایک صاحب سے  
دام دیکر مدو سے ان کو خریدا اور ارار کو دیا۔

(الوصدہ داسلمی ایک صحابی تھے، حیر ایک یہودی کا قرص آتا تھا، اور اُس کے یاس بدل یہ جو کپڑے تھے، اُنکے سوا کچھ نہ تھا، یہ وہ رہا تھا صاحبِ آنحضرت صلعم حیر کی ہم کارادہ کر رہے تھے، الوصدہ دے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی لیکن وہ ہانا، اور اُنکو پکڑ کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں لایا، آپ نے فرمایا کہ اُن کا قرص ادا کر دو، اہولے عد رکھا، آپ نے پھر فرمایا، اہولے پھر یہی جواب دیا، اور عرض کی کہ یا رسول اللہ عودہ حیر قریب ہو، شاید وہاں سے دایسی یہ کچھ ہاتھ آئے تو میں اسکو ادا کر دوں، آپ نے پھر بھی حکم دیا کہ دورا ادا کر دو، آج ایسا تمہارا یہودی کو قرص میں مد رکھا، اور سر سے حو عامہ سدھا تھا اس کو کھول کر کمر سے لیٹ لیا

اس عدل و انصاف کا یہ اثر تھا کہ مسلمان ایک طرف، یہودی بھی جو آپ کے شدید ترین دشمن تھے، ایسے مقدمات اسی مارگاہ عدالت میں لائے تھے، اور اُن کی تربیت کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں اس واقعہ کا مصرح ذکر ہے، اسلام سے پہلے یہودیاں ہونیہ فرطہ میں عورت و سرات کی ایک عیب و عریب حد قائم تھی کوئی قرطی اگر کسی بصیری کو قتل کرنا تو قصاص میں وہ مارا جاتا، لیکن اگر کوئی قرطی کسی بصیری کے ہاتھ سے مارا جاتا تو اس کے حوں کی قیمت سوا مارتر جھوٹا راتھی، اسلام میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو قرطی نے آنحضرت صلعم کے سامنے مقدمہ پیش کیا، آپ نے فوراً توراۃ کے آئین کے مطابق اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ کے حکم سے دونوں قیدیوں میں رار کا قصاص جاری کر دیا

عدل و انصاف کا اسے مارک پہلو یہ ہو کہ خود ایسے مقابلہ میں بھی حق کا رستہ چھوٹے نہ پائے، ایک مار آپ مال عیثم تقسیم فرما رہے تھے، لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا، ایک شخص اگر مہ کے بل آپ یہ لگ گیا، دست مارک میں تیلی سی لکڑی تھی آپ نے اُس سے اُسکو ٹھوکا دیا، اتفاق سے لکڑی کا سر اُس کے مہ میں لگ گیا اور حراس لگئی فرمایا مجھے انتقام لے لو، اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کر لیا

۱۔ مسند احمد جلد ۲۳ صفحہ ۲۳۳ معجم صیطرانی معجم عدال ۲۔ الوداؤد، باب تعین العاریۃ حلد ثانی، ۳۔ الوداؤد، کتاب لیلیٰ ۴۔ الوداؤد، باب العود لبعیر جدید۔





حاجت راری کر کے آئے تو مار پڑی۔

بعض اوقات ایسا ہوتا کہ ایک شخص سے ایک حیر خریدتے، قیمت چکا دیے کے بعد پھر وہ حیر اُسکو بطور عطیہ کے عنایت فرماتے، جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا، اور پھر اُسی وقت اُسکو عبداللہؓ عمر کو دیدیا، حضرت حارثؓ کے ساتھ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ مذکور ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں میں معمولی سے معمولی حیر بھی تہا پہ کھاتے، بلکہ تمام صحابہ کو ترکیہ پالتے کسی عودہ میں ۱۳ صحابہ ہمراہ تھے، آپ نے ایک سکری خرید فرما کر دھج کروائی اور کلیجی کے بھوسے کا حکم دیا، وہ تیار ہوئی تو تمام صحابہ کو تقسیم فرمایا، جو لوگ موجود تھے ان کا حصہ الگ محفوظ رکھا،

جو حیر آل حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آتی، حت تک صرف ہوجاتی آپ کو چیں آتا، سقاری سی رہتی، ام المومنین ام سلمہؓ بیاں کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلم گھر میں تشریف لائے تو حیرہ متغیر تھا، ام سلمہؓ عرض کیا یا رسول اللہ! حیر ہے؟ فرمایا کل حوسات دیا آئے تھے، تمام ہو گئی اور وہ ستر پڑے رہ گئے، حضرت اودر سے مروی ہے کہ ایک شب کو وہ آنحضرت صلم کے ساتھ ایک رات سے گد رہے تھے آنحضرت صلم نے فرمایا، اودر اگر اُچھا کھڑا میرے لیے سوتا ہوجائے تو میں کبھی یہ سیدہ کر دنگا کہ میں راتیں، گد رھائیں اور میرے پاس، ایک دیا بھی رہ جائے، لیکن ہاں وہ دیا جس کو میں ادائے قرص کے لیے رکھ چھوڑوں۔

اکثر یہاں تک معمول تھا کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی حیر موجود ہوتی تو حت تک کل حیرات نہ کر دیا جاتی گھر میں آرام نہ فرماتے، رئیس مذک نے ایک دفعہ چار اونٹ پر علہ مار کر کے خدمتِ سوی میں بھیجا، حضرت ملا لائے مارا میں علہ فروخت کر کے ایک یہودی کا قرص تھا، وہ ادا کیا، پھر آنحضرت صلم کی خدمت میں آکر

اطلاع کی، آپ نے یوحنا کچھ کچھ تو ہمیں رہا، دوسرے ہاں کچھ کچھ بھی رہا، فرمایا حت تک کچھ باقی رہیگا میں گھر میں جاسکتا  
 حصرت ملائے کہا میں کیا کروں کوئی سائل نہیں آنحضرت صلعم نے مسجد میں رات بسر کی، دوسرے دن حصرت  
 ملائے آکر کہا، یا رسول اللہ! حدانے آپ کو سکدش کر دیا، یعنی جو کچھ تھا وہ بھی تقسیم کر دیا گیا، آپ نے خدا کا شکر  
 ادا کیا اور اٹھ کر تشریف لے گئے

اسی طرح ایک مار عصر کی مار پڑھ کر حلاف معمول ورا گھر کے اندر تشریف لے گئے اور پھر ورا کل آئے، لوگو کو  
 تعجب ہوا، آپ نے فرمایا مجھ کو مار میں خیال آیا کہ کچھ سو ما گھر میں پڑا رہ گیا ہے، گماں ہوا کہ کہیں ایسا ہو کہ رات  
 ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہ جائے اس لیے حاکر اُس کو حیرات کر دیے کہ کہہ آئے۔

عروہ حیس میں جو کچھ ملا آنحضرت صلعم اُس کو حیرات فرما کر واپس آ رہے تھے، راہ میں مدوؤں کو حیر لگی کہ ادھر  
 آنحضرت صلعم کا گد رہوے والا ہے، اس یاس سے دوڑ دوڑ کر آئے اور لیٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عیانت ہو، آپ  
 اور دھام سے گھر آکر ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو گئے، انھوں نے رداے مارک تھا ملی، مالا حراس  
 کتا کتس میں جسم اطہر سے چادر اتر کر اُل کے ہاتھ میں رہ گئی، فیاض عالم نے کہا، میری چادر دید و حد کی قسم، اگر  
 ان جنگلی درختوں کے رار بھی اوٹ میرے یاس ہوتے تو میں سب تکو دیدیتا اور پھر محکوم کھیل جاتے۔ درو عگو  
 نہ مارو،

لوگوں کو حکم عام تھا کہ جو مسلمان مرحائے اور ایسے دمہ قرص چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو، میں اس کو  
 ادا کر دوں گا، اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ دارتوں کا حق ہے، مجھے اُس سے کوئی مطلب نہیں  
 ایک دمہ آب صحابہ کے جمع میں تشریف فرما تھے، ایک مدو آیا اور آپ کی چادر کا گوشتہ رور سے کھینچ کر نوا  
 محمد ایہ مال نہ تیرا ہے، نہ تیرے ماب کا ہے ایک مار ستر دے، آئے اُس کے اوٹ کو جو اور کچھ روک لے دیا

۱۔ اوداؤد ماب قبول ہدایا المتکسین ۲۔ صحیح بخاری لیکر الرجل التی فی الصلوہ ۳۔ صحیح بخاری ماب التجاء فی الحرب،  
 ۴۔ صحیح بخاری ۵۔ داؤد کتاب الادب،

ایک دفعہ بحرین سے حراج آیا اور اس قدر کثیر رقم تھی کہ اس سے پہلے کبھی دارالاسلام میں نہیں آئی تھی۔ اسے حکم دیا کہ اس کو صحیح مسجد میں ڈلوادو، اس کے بعد جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو اسے مڑ کر بھی نظر ڈالی، مار سے فارغ ہو کر آپ نے اسکی تقسیم شروع کی، حوسا سے آتا اس کو دیتے چلے جاتے، حضرت عباس کو جو عروہ پدر کے بعد دولتمند ہیں رہے تھے اسادیا کہ اٹھ کر چل نہیں سکتے تھے، اسی طرح اور لوگوں کو بھی حمایت فرماتے جاتے تھے، جب کچھ رہا تو کپڑے چھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے،

اسلام میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی آزاد شدہ علام مرحائے تو اس کا ترکہ آقا کو ملتا ہے، ایک دفعہ آپ کا اسی قسم کا ایک علام مرگیا لوگ اس کا مترکہ ساماں اٹھا کر آپ کے پاس لائے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کوئی اس کا یہاں بھوٹا ہے، لوگوں نے کہا ہاں ہے، آپ نے فرمایا یہ تمام حیریں اُسی کے حوالہ کر دو۔

ایک دفعہ حید الصار نے آپ کے کچھ مانگا، آپ نے دیدیا پھر مانگا پھر دیا، پھر جب تک رہا آپ دیتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ نہیں رہا، لیکن وہ مادہ خود اس کے حاصر ہوئے اور درخواست کی، فرمایا میرے پاس جو کچھ ہو میں اُسکو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا،

ایتار | آپ کے اخلاق و عادات میں جو وصف سے زیادہ نمایاں اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا وہ ایتار تھا، اولاً سے آپ کو لے اتنا محنت تھی اور اُن میں حضرت فاطمہ رہا اور اس قدر عزیر تھیں کہ جب آتیں تو موطا محبت کھڑے ہو جاتے، یتانی کو لوسہ دیتے اور اسی جگہ ٹھاتے، تاہم حضرت فاطمہ کی عسرت اور سنگدستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی حادہ نہ تھی، خود بچی بیٹیاں اور خود ہی بانی کی متک بھلاتیں علی میٹے میٹے ہتیلیاں گھس گئی تھیں اور تنک کے اتر سے سیدہ ریل ٹرگئے تھے، ایک دل خدمت اقدس میں حاصر ہوئیں، خود تو یاس جیسا سے عرص حال نہ کر سکیں، حباب امیر نے اُن کی طرف سے یہ حال عرض کیا اور درخواست کی کہ طلاں عروہ میں جو کیریں آئی ہیں اُن میں سے ایک کیر مل جائے، آپ نے ارشاد فرمایا ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک

اُن کا سد دست نہ ہوئے میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ریر کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہؓ رہنما، حدیث اقدس میں گئیں اور ایسے اعلیٰ و سنگستی کی تکایت کر کے عرص کی کہ اب کی عودہ میں جو کیریں آئی ہیں اُن میں سے ایک دو ہکلوٹائیں آپ نے فرمایا پھر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے،

(ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کسی امر کی درخواست کی فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تکو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے ایسے میٹ لیٹ بھریں

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لاکر پیش کی، آپ کو ضرورت تھی آپ نے لے لی، ایک صاحب حاضر حدیث تھے، اُنھوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے، آپ نے اتار کر انکو دیدی، حب اٹھ کر چلے گئے تو لوگوں نے انکو ملاست کی کہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلیعم کو چادر کی ضرورت تھی، یہ بھی جانتے ہو کہ آنحضرت صلیعم کسی کا سوال رد نہیں کرتے، اُنھوں نے کہا ہاں لیکن میں نے تو رکت کے لیے لیا ہے کہ مجھ کو اسی چادر کا کفن دیا جائے،

رہد وقامت کے عموال سے جو واقعات لکھے گئے ہیں اُن سے ظاہر ہوگا کہ آنحضرت صلیعم کس عسرت اور تنگدستی میں سرور ماتے تھے، سہمہ کے مت بعد وفات کو وسعت حاصل ہوئی ہے، عرب میں ماعاں سے

ہتر جائداد تھے، سہمہ میں بیوداں نو صیر میں سے مخیر لوق مامی، ایک شخص نے ایسے سات ماع، شیش، صالحہ، دلال حسیسی، رقتہ، اعواف، مترتہ ام امراہیم، مرتے وقت آنحضرت کو وصیت کر دیے، آپ نے سب کو حیرات کر دیا، یعنی وہ حد کی راہ میں وقف تھے، جو کچھ پیدا ہوتا تھا عرا و مساکین کو دیدیا جاتا تھا،

ایک صحابی نے شادی کی، ساماں ولیمہ کے لیے گھر میں کچھ نہ تھا، آنحضرت صلیعم نے اُن سے فرمایا کہ

۱۔ روایت کتب احادیث (سنن ابی داؤد وغیرہ) میں مختلف طریقوں سے مروی ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک دعا سادی کہ یہ لوٹھی سے ٹھہر کر ہے ۱۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۴۳-۳۴۴ ۲۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۹۷، ۳۔ صحیح بخاری باب حسن الخلق والسخا، واماں استعدا لکھن۔ ۴۔ فتح الباری شرح کتاب المرائض۔ ۵۔ اصناف تذکرہ محرق۔



عایتہ کے یاس حاؤ اور آٹے کی ڈوکری مانگ لائے، وہ گئے اور حاکر لے آئے، حالانکہ کاتناہ موت میں اس دحیرہ کے سواتام کے کھانے کو کچھ نہ تھا،

ایک دفعہ ایک عمار سی اگر مہاں ہوا، رات کو کھانے کے لیے صرف مکاری کا دودھ تھا، وہ آپے اسکے بدر کر دیا، یہ تمام رات حاء سوی میں فاقہ سے گد رمی، حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا،

مہاں لاری | (عرب کے مختلف اطراف اور صوبوں سے حقوق لوگ مار گاہ سوی میں آتے تھے، رملہ ایک صحابیہ تھیں، انکا گھر دارالضیوف تھا، یہیں لوگ مہاں اُترتے تھے، ام ترکیب جو ایک دولت مند اور فیاض الصاریہ تھیں ان کا گھر بھی گویا ایک مہاں حاء تھا، مخصوص لوگ مسجد سوی میں اُتارے جاتے تھے، جیانیخہ وفد تقیف ہیں اُترا تھا، آنحضرت صلعم جو دس لھیں ان مہالوں کی خاطر داری اور تواضع فرماتے تھے، یوں بھی جو لوگ حاضر ہوتے تھے بغیر کچھ کھائے یہے دالیں نہ آتے تھے،

بیاضی میں کا مومسماں کا امتیاز نہ تھا، متبرک و کا مرس آب کے مہاں ہوتے اور آب یکساں انکی مہاں لاری کرتے، حب اہل حصہ کا دہرایا تو آب لے جو دایسے ہاں انکو مہاں اُتارا، اور جو دس لھیں اُن کی حدیث کی، ایک دفعہ ایک کا مومسماں ہوا، آب لے ایک مکاری کا دودھ اُسے یلایا، وہ سارے کا سارا پی گیا، آب لے دوسری مکاری مگوائی وہ بھی کافی ہوئی، عرض سات مکاریوں تک دست آئی، حب تک وہ سیر ہوا آب یلا لے گئے،

کبھی ایسا ہوتا کہ مہاں آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود رہتا وہ انکی بدر ہوجاتا، اور تمام اہل و عیال فاقہ کرتے، آب راتوں کو اٹھ اٹھ کر ایسے مہالوں کی سرگیری کرتے تھے )

صحابہ میں سے مجلس اور مادر گروہ اصحاب صفہ کا تھا، وہ مسلمانوں کے مہاں عام تھے، لیکن ان کو زیادہ تر

۱۔ مسند احمد ۲ ص ۵۸۔ ۲۔ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۹۴۔ ۳۔ ررقانی ذکر وود، ۴۔ مسلم جلد ۲ ص ۱۹۵۔ ۵۔ سائل رمدی، ۶۔ تہذیب ناصی عیاض سد متصل، ۷۔ صحیح مسلم باب المومسماں اکل فی منی ۸۔ مسند اس صل جلد ۶ ص ۳۹۴۔ ۹۔ اوداؤ کتاب الادب،



خود آنحضرت صلیم کے ہماں ہوئے کا شرف حاصل ہوتا، ایک مار آب لے فرمایا کہ جس شخص کے یاس دو آدمی کا کھانا ہو وہ اُن میں سے تیس آدمی کو اور جس کے یاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ اُن میں سے پانچ آدمی کو ساتھ لے جائے جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ تیس آدمی کو ساتھ لائے، لیکن آنحضرت صلیم دس آدمیوں کو ہمراہ لے گئے،

اصحاب صفہ میں حضرت ابو ہریرہؓ ایسے فقرو فاقہ کی داستانِ سہایت دردا گیر طریقہ سے سیال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ردتِ گرسنگی کی حالت میں گد رگاہ عام پر بیٹھ گیا، حضرت ابو بکرؓ رات سے گد رے تو میں نے بطور جس طلب کے اُن سے قرآنِ مجید کی ایک آیت پوچھی، لیکن وہ گد ر گئے اور میری حالت کی طرف توجہ نہیں کی، حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلیم کا گد ر ہوا تو آبِ محکومہ دیکھ کر سسر لے اور فرمایا کہ میرے ساتھ ساتھ آؤ، آبِ گھر میں بیوی کے تودہ کا ایک پیالہ لے آؤ، آبِ لے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیہ بھیجا ہے، آب لے مجھ سے کہا کہ اصحاب صفہ کو ملالاً و میں اُن کو ملالایا تو آب لے محکومہ دودھ کا وہ پیالہ دیا کہ سب کو تقسیم کر دو،

آنحضرتؐ کے گھر میں ایک پیالہ اس قدر بھاری تھا کہ اس کو چار آدمی اٹھا سکتے تھے، جب دو پہر ہوتی تو وہ پیالہ آتا اور اصحاب صفہ اُس کے گرد بیٹھ جاتے یہاں تک کہ جب زیادہ جمع ہو جاتا تو آنحضرت صلیم کو اوکڑوں بیٹھا بیڑ تاکہ لوگوں کے لیے جگہ کل آئے۔

مقداد کا پیالہ ہے کہ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے میانئی حافی رہی، ہم لوگوں نے اسے تنہا کی درخواست کی لیکن کسی نے مطور نہیں کیا، آخر ہم لوگ آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آبِ ولایت حارہ پلو آگئے، اور تین کرویوں کو دیکھا کہ فرمایا کہ اُن کا دودھ بیا کرو، جیسا کہ ہم میں ہر شخص دودھ دوا کر لیا یا حصہ بی لیا کرتا تھا،

(ایک دن اصحاب صفہ کو لیکر حضرت عاتقہؓ کے گھر بھیجے، اور فرمایا کھائے کو جو کچھ ہوا، جو نی کا پکا ہوا کھانا

سامنے لا کر رکھا گیا، آپ نے کھائے کی کوئی اور حیر طلب کی تو چھوٹا بڑے کا حریرہ میتھ ہوا، اس کے بعد بڑے بیالہ میں دودھ حاصر کیا گیا، اور یہی ساماں مہمانی کی آخری قسط تھی (۱۰)

گداگری اور سوال سے نفرت | ما و حود اس کے کہ آپ کا ابر کرم ہر وقت رستار ہوتا تھا، تاہم کسی کا بے ضرورت تنہید سوال کرنا آپ پر سخت گراں ہوتا تھا، ارشاد فرماتے کہ اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھ بیٹھیر لا دلائے اور بھیکر ایسی آرد بجائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

(ایک دفعہ ایک الصاری آئے اور کچھ سوال کیا آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہیں ہے؟ بولے کہ بس ایک بھوہا ہی جس کا کچھ حصہ اوڑھ لیتا اور کچھ بچھا لیتا ہوں، اور ایک یا بی بی کا بیالہ ہے، آپ نے دونوں حیریں منگوائیں، پھر فرمایا یہ حیریں کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے دودھ لگائے، آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر بھی کوئی دام لگاتا ہے؟ ایک صاحب نے ایک کے دو کر دیے، آپ نے دونوں حیریں دیدیں، اور درہم الصاری کو دیئے، کہ ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر میں دے آؤ، اور دوسرے سے رسی خریدو، اور گل سے لکڑیاں لا کر تہ میں بچو۔ بیدارہ دل کے بعد وہ خدمتِ اقدس میں آئے تو دس درہم اُنکے پاس جمع ہو گئے تھے، اس سے کچھ کپڑا خریدا، کچھ کا علمہ مول لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ اچھا ہے یا یہ کہ قیامت میں حیرہ ریگدانی کا دارع لگا کر جاتے“،

ایک دفعہ حید الصاری آئے اور سوال کیا، آپ نے عیانت فرمایا، پھر حت تک کچھ رہا، آپ نے اُنکی درخواست روہیں فرمائی، حت کچھ ہیں رہا، تو آپ نے فرمایا، میرے پاس حت تک کچھ رہے گا، میں تم سے بھیکرا اس کو نہیں رکھوگا، لیکن جو شخص اللہ سے یہ دعا مانگے کہ وہ اس کو سوال و گداگری کی دلت سے بجائے، تو وہ اُسکو بچا دیتا ہے، اور حود اسے عماما کا طالب ہوتا ہے، وہ اس کو عمامہ حمت فرماتا ہے، اور حود صبر کرتا ہی اللہ اس کو صابر بنا دیتا ہے، اور صبر سے کوئی بہتر اور وسیع تر دولت کسی کو نہیں دی گئی ہے،

حکیم مس حرام فتح مکہ میں اسلام لائے تھے، ایک دفعہ اُنھوں نے آپ سے کچھ طلب کیا، آپ نے عیانت فرمایا

۱۰ اوداؤد کتاب الادب ص ۱۰۷ صحیح بخاری کتاب الصدقات ص ۱۰۹ اوداؤد ورمی صدقات ص ۱۰۷ صحیح بخاری ص ۱۰۹ کتاب الصدقات،

کچھ دن کے بعد پھر مانگا، آپ نے پھر انکو دیا، تیسری دفعہ پھر سوال کیا، آپ نے پھر کچھ مرحمت کیا، اسکے بعد فرمایا "اے حکیم! یہ دولت سر و تیریں ہے، خواستعما کے ساتھ اسکو قبول کرتا ہے، اسکو برکت ملتی ہے، اور جو حرص و طمع کے ساتھ اسکو حاصل کرتا ہے، وہ اُس سے محروم رہتا ہے، اور اسکی مثال اُس شخص کی جیسی ہے جو کھانا جلا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا، دستِ بالا، دستِ زیریں سے ہتر ہے، حکیم پر آنحضرت صلم کی نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ جس تک رمدہ رہے کبھی کسی سے کوئی معمولی چیز بھی نہیں مانگی،

حقہ الوداع میں آنحضرت صلم صدقات کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ دو صاحب اگر شامل ہوئے، آپ نے انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ تھوڑے سا اور ہاتھ یا لوں کے درست معلوم ہوئے، آپ نے فرمایا اگر تم جیا ہو تو میں اسیں سے دے سکتا ہوں لیکن عی اور تم درست کام کرے کے لائق لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے،

قیصہ نام ایک صاحب تھے، وہ مقروض ہو گئے تھے، آپ کے پاس آئے تو ایسی حاجت عرض کی، آپ نے وعدہ کیا، اس کے بعد ارشاد فرمایا، اے قیصہ سوال کر یا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا نا صرف تین تحفوں کو روڈا ایک اُس شخص کو جو قرص سے ریر مار ہو، وہ مانگ سکتا ہے، لیکن جب اُسکی ضرورت یوری ہو جائے تو اس کو رکھا جائے، دوسرے اُس شخص کو حیر کوئی ایسی مانگانی مصیبت آگئی جس نے اس کے تمام مالی سرمایہ کو ربا دیا، اُس کو اُس وقت تک مانگا جائے، جب تک اُسکی حالت کسی قدر درست ہو جائے، تیسرے وہ شخص جو محتلاے فاقہ ہوا اور محلہ کے تین معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہاں اسکو فاقہ ہے، اس کے علاوہ کوئی کچھ مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے

صدقہ سے رہبر | آنحضرت صلم ایسے اور ایسے حادداں کے لیے صدقہ و رکوۃ لینے کو سخت موجب سگ و عار سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میں گھر میں آتا ہوں تو کبھی کبھی ایسے ستر پر کھجوریا تا ہوں، جی میں آتا ہے کہ اٹھا کر مسجد میں ڈال لوں، پھر خیال ہوتا ہے کہ کیس صدقہ کی کھجور ہو، اس لیے ڈال دیتا ہوں۔

ایک دفعہ راستہ میں ایک کھو رہا تھا آگئی، دریا، اگر صدقہ کا تھ نہ ہوتا تو میں اُس کو کھاتا،  
 ایک مارا امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کی کھو رہا میں سے مسد میں ایک کھو رہا لی، آپ نے ڈاٹ کر کہا  
 کیا تمہیں یہ حسرتیں کہ ہمارا حامداں صدقہ ہمیں کھاتا، پھر مسد سے اُگلا دیا،  
 آپ کے سامنے حب کوئی شخص کوئی حیر لیکر آتا تو دریافت فرماتے کہ ہدیہ یا صدقہ؟ اگر ہدیہ کہتا، قول  
 فرماتے، اور اگر یہ کہتا کہ صدقہ، تو آپ ہاتھ روک لیتے، اور دوسرے صاحبوں کو عیادت فرماتے،  
 ہرانا اور تحفہ قول کرنا (دوست و احباب کے ہدایا اور تحفے آپ قبول فرماتے تھے، ملکہ آپ نے اس کو از دیا محنت  
 کا ہتھریں دریغ فرمایا ہی،

بہاد و احوالوا (حدیث) ماہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو، تو ماہم محنت ہوگی  
 اسی لیے صحابہ عموماً کچھ نہ کچھ رو رہا آپ کے گھر بھیجا کرتے تھے، اور خصوصیت کے ساتھ اُس دل بھیجتے تھے،  
 جس دن آپ حجرہ عاتقہ میں قیام فرماتے تھے، اوپر گد رچکا ہے کہ کوئی حیر آئے یکے سامنے بیٹیں کی حاتی تو آپ  
 دریافت فرماتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر ہدیہ کہتا تو قبول فرماتے، ورنہ احتراز کرتے، ایک دفعہ ایک عورت  
 نے ایک چادر حدیث اقدس میں بیٹیں کی، آپ نے لے لی، اسی وقت ایک صاحب نے مانگ لی آپ  
 نے انکو عیادت فرمادھی،

آس یاس کے ملوک و سلاطین بھی آپ کو تحفے بھیجا کرتے تھے، حدود تمام کے ایک رئیس نے ایک سفید  
 خیر تحفہ دیا تھا، عزیز مصر نے بھی ایک حجر مصر سے بھیجا تھا، ایک امیر نے مورے آپ کو بھیجے تھے  
 ایک دفعہ قیصر روم نے آپ کی خدمت میں ایک یوٹیں بھیجیں دیبا کی سحاف لگی ہوئی تھی، آپ نے  
 درویر کے لیے ہیں لی۔ پھر تار کر حضرت جعفر (حضرت علی کے بھائی) کے یاس بھیج دی، وہ ہمکر حضرت اقدس

میں آئے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس لیے نہیں بھیجا کہ تم خود ہی سو "عرص" کی بھر کیا کروں، ارشاد فرمایا کہ لیے بھائی نجاشی کو بھیج دو، حضرت حمزہ ایک تیسری فتح جیتر تک جس میں رہے تھے اور بحالی لے اسی سے اسلام کی تعلیم مانی تھی ہدایا اور تھے دیا، (حس لوگوں کے ہدایا اور تھے قول فرماتے تھے انکوں کا صلہ بھی ضرور عطا فرماتے تھے، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ان یصل الصلایہ ویب علمہا، آنحضرت صلعم ہدیہ قول فرماتے تھے اور اس کا صلہ دیتے تھے) میں کا مشہور مدتہا دی یزین جس نے حسنی حکومت مٹا کر ایرانی کے ریرا تزعنی حکومت قائم کی تھی، اُس نے آنحضرت صلعم کو ایک قیمتی حُلّہ بھیجا، جس کو اُس نے ۶۶، اوٹوں کے بدلہ میں خرید لیا تھا، آپ نے قول فرمایا اور پھر اس کو ایک حُلّہ ہدیہ بھیجا جو ۲، اوٹ دیکر خرید لیا تھا

(ایک دفعہ قبیلہ بنی مرارہ کے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ہدیہ ایک اونٹنی پیش کی، آپ نے اُسکا صلہ دیا تو وہ سخت مارا، اس ہوا، آپ نے سر پر کھڑے ہو کر خطاب عام کیا اور فرمایا کہ تم لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہو، او میں بقدر استطاعت اس کا صلہ دیتا ہوں تو مارا، اس ہوتے ہو، آئیدہ قریش، انصار، ثقیف اور دوس کے سوا کسی قبیلہ عرب کا ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

حضرت ابویوب انصاری جس کے مکاں میں آپ چھ مہینے تک دروخت رہے تھے، آپ اکثر اُنکو کیا ہوا کھانا بھیجا کرتے، ہمالیوں اور یودیوں کے گھروں میں بھی تھے بھیجتے تھے، اصحاب صفہ اکثر آپ کے تحفوں سے متبرک ہوا کرتے تھے، عام مول احسان کبھی کسی کا احسان گوارا نہ فرماتے، حضرت ابو بکرؓ سے بڑھ کر جاں نثار کوں ہو سکتا تھا، تاہم ہجرت کے وقت حب اُنھوں نے سواری کے لیے ماتہ پیش کیا تو آپ نے قیمت ادا کی، مدینہ میں مسجد کے لیے حور میں درکار تھی، مالکان میں نے معیت بدر کرنی چاہی تھی، لیکس آپ نے قیمت دیکر لی،

ایک دفعہ عبداللہ بن عمر اور حضرت عمرؓ دونوں ہمسفر تھے، عبداللہ بن عمر کی سواری کا اوٹ سرکش تھا، اور آنحضرت صلعم کے ماتہ سے آگے کل کل جاتا تھا، عبداللہ بن عمر روکتے تھے، لیکس وہ قافلو کاہ تھا، حضرت عمرؓ مارا عبداللہ بن عمر کو ڈالتے تھے، آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ سے کہا یہ اوٹ میرے ہاتھ بیچا لو، اُنھوں نے کہا کہ مدرسہ ہے، آپ نے فرمایا ہمیں دام لو

لے اور اوٹ و صلعم ۲  
جلد دوم صفحہ اوٹ و صلعم ۲  
جلد دوم صفحہ ۲  
(صفحہ اوٹ و صلعم ۲)  
جاری صفحہ ۱۰  
صفحہ اوٹ و صلعم ۲  
صفحہ اوٹ و صلعم ۲

اُنھوں نے دوبارہ عرض کی کہ یوں ہی حاضر ہے، آپ نے انکار کیا، مالاخر حضرت عمرؓ نے دام لیے مسطور کیے، آپ نے حرید کر عبد اللہؓ سے عمر کو دیدیا کہ اس یہ تمہارا ہے،

عدم بردا حضرت معاذؓ سے تھے، ایک محلہ میں امامت کرتے، اور مار فخر میں ٹری ٹری سورتیں پڑھتے تھے، ایک شخص نے آنحضرتؐ سے تمکایت کی کہ وہ اس قدر سی مار پڑھتے ہیں کہ میں اُن کے پیچھے مار پڑھنے سے قاصر رہتا ہوں، ابوسعود انصاریؓ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو کبھی اس قدر عصا کے پیر دیکھا حقدرا سموع یردیکھا، آپ نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا: معص لوگ ایسے ہوتے ہیں لوگو کو تسفیر کرتے ہیں، جو شخص تم میں سے مار پڑھائے، محضر ٹھہرائے، کیونکہ مار میں لوڑھے، کم در کام والے سبھی طرح کے آدمی ہوتے ہیں،

حد و قصاص میں ہدایت احتیاط فرماتے، اور جہاں تک ممکن ہوتا درگزر کرنا چاہتے، ماعز اسلمی ایک صاحب تھے حور میں مبتلا ہو گئے، لیکن فوراً مسجد میں آئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے مدکاری کی، آپ نے مسہ بھیر لیا، وہ دوسری سمت سے آئے، آپ نے اور طرف مسہ بھیر لیا، آپ مار مار مسہ بھیر لیتے اور وہ مار مار سے آکر رما کا اقرار کرتے، مالاخر آپ نے فرمایا کہ تمکو حوں تو نہیں ہے؟ لوے نہیں، پھر پوچھا تمہاری ستادی ہو چکی ہے؟ لوے ہاں، آئے فرمایا کہ تم سے صرب ہاتھ لگایا ہوگا، لوے نہیں، ملکہ جامعہ کی، آخر محمود ہو کر آپ نے حکم دیا کہ سگسار کیے جائیں، ایک دفعہ ایک شخص نے اگر عرض کی کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا، آپ حد (سرا) کا حکم دیں، آپ جیب رہے اور مار کا وقت آگیا، مار کے بعد اُنھوں نے پھر اگر وہی درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مار نہیں پڑھی؟ لوے ہاں، پڑھ لی، ارشاد فرمایا کہ تو خدا نے تمہارا گناہ معاف کر دیا۔

ایک دفعہ قبیلہ غامد کی ایک عورت آئی اور اطمہار کیا کہ میں نے مدکاری کی، آپ نے فرمایا ”والس حاؤ“، دوسرے دن پھر آئی اور لوی کہ کیا آپ محکو ماعز کی طرح چھوڑ دیا جاتے ہیں حد کی قسم محکو جمل رہ گیا ہے، آپ نے پھر فرمایا والس حاؤ، وہ جلی گئی، تیسرے دن پھر وایس آئی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ کج کے پیدا ہوئے تک انتظار کرو، کج جب پیدا ہوا تو کج کو گود میں لیے ہوئے آئی، (یہی اب رنا کی سرا دیے میں کیا تامل ہے؟) آپ نے فرمایا کہ

لے کاری صوبہ  
لے کاری کا صلہ  
وایس کا حکم  
عصا کا حکم  
لے کاری کا حکم  
لے کاری کا حکم  
لے کاری کا حکم  
لے کاری کا حکم  
لے کاری کا حکم  
لے کاری کا حکم



دودھ پیے کی مدت تک انتظار کرو، جب دودھ چھوٹ جائے تب آنا، حب رصاعت کا رماہ گزر گیا تو پھر حاصر ہوئی، اب آپ نے حضور پر سگسا کر کے کا حکم دیا، لوگوں نے اُس پر پھر رسالے شروع کئے، ایک صاحب کا پتھر اُس کے چہرہ پر لگا اور حوں کی جھپٹیں اُڑ کر اُس کے چہرہ پر آئیں، اُنھوں نے اُسکو گالی دی، آنحضرت صلیم نے فرمایا ”راں روکو، خدا کی قسم اُس نے ایسی توہم کی ہے کہ حرا محصول لیے والا بھی اگر یہ توہم کرتا تو تختہ یا حائاً ایک دن ایک صاحب سے عرص کی کہ ہم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے ملک میں رہتے ہیں، کیا ان کے رتوں میں کھانا کھالیا کریں؟ فرمایا اور رتس بات آئیں تو اُن کے رتوں میں نہ کھاؤ، درہ اُن کو دھو کر کھا سکتے تھے (ایک ماہ ایک صحابی نے ماہ رصاں تک کے لیے ایسی بی بی سے ظہار کر لیا، لیکن ابھی یہ مدت گزرے نہ مائی تھی کہ اُس سے مقارنت کر لی پھر لوگوں کو اس واقعہ کی حرکی اور کہا مجھے رسول اللہ کی خدمت میں لے جایو، سنے انکار کر دیا، انہوں نے خود آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاصر ہو کر واقعہ بیان کیا، آپ نے پہلے تو قحط ظاہر کیا، پھر ایک علام کے آرا کر نے کا حکم دیا، انہوں نے ماداری کا عد کر لیا، تو آپ نے متصل دو ماہ تک رورہ رکھے کی ہدایت فرمائی، اُنھوں نے کہا یہ سب تو رصاں ہی کی وجہ سے ہوا ہے، اب آپ نے ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر کے کو فرمایا، انہوں نے کہا ہم تو خود قحط کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ صدقہ کے عامل کے یاس حاؤ وہ تمہیں ایک دن کچھ روینگا، اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو دیدیا اور جو کچھ وہ ایسے اہل و عیال پر صرف کرنا، وہ بیٹے تو لوگوں سے کہا کہ تم لوگ متند اور مدبر تھے، لیکن مجھے رسول اللہ کی خدمت میں جس راسے اور سائی نظر آئی، ایک ماہ ایک اور صحابی حضرت اقدس میں حاصر ہوئے، اور عرص کی کہ یا رسول اللہ میں مراد ہو گیا، رورہ میں ایسی نبوی سے ہمسٹر ہوا، آپ نے فرمایا ایک علام آرا کر سکتے ہو، کہا میں، فرمایا دو مہینے تک متصل رورہ رکھ سکتے ہو، کہا میں فرمایا ساٹھ متخاوں کو کھانا کھلا کر دو، کہا انکی بھی قدرت ہیں، آنحضرت صلیم نے تامل فرمایا، کچھ دیر گزری تھی کہ ایک شخص نے کچھ روٹی ایک ڈوکری ہدیہ میں کی، آپ نے فرمایا سائل کہاں گیا، سائل نے کہا یا رسول اللہ میں یہ ہوں، منبر فرمایا، ان کچھ روٹو کو

لے جاؤ، اور کسی عیب کو حیرات دید، سائل نے عرص کی یا رسول اللہؐ مدینہ میں مجھ سے زیادہ عریک ہوں گا، آنحضرت  
صلعمؐ میں ٹپے اور درمایا جاؤ گھر ہی والوں کو کھلا دو (

تفتابا سید تھا | رہاسیت اور تفتاب کو مایسد فرماتے تھے، صحابہ میں سے لعص بررگ میلا طعی، یا عیسائی راہوں  
کے اتر سے رہاسیت پر آمادہ تھے، آنحضرت صلعمؐ لے اکو مار رکھا، لعص صحابہ ماداری کیو صہ سے تادمی ہیں  
کر سکتے تھے اور صط لعص بر بھی قادر رہ تھے انھوں نے قطع اعصار کرایا، آپ نے سحت مارا صی طاہر کی، قدائمہ من مطول  
اور ایک صحابی آئے کہ ہم میں سے ایک نے ترک حیوانات اور دوسرے نے ترک کحل کا عزم کر لیا ہے، آپ نے  
فرمایا کہ میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہوں، آپ کی مرضی یہ یا کر دونوں صاحب ایسے ارادہ سے مار رہے، عرب میں صوم  
وصال کا طریقہ مدت سے جاری تھا، ایسی کئی کئی دن متصل رو رہے رکھتے تھے، صحابہ نے بھی اس کا ارادہ کیا، لیکن آپ  
نے سختی سے روکا، حضرت عبداللہؓ عمر دہاسیت قرناص راہد تھے، انھوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہمتیہ دل کو رو رہے  
رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے، آنحضرت صلعمؐ کو حسر ہوئی تو ملا بھیجا، اور یو جھیا کہ کیا یہ حرج صحیح ہے؟ عرص کی  
ہاں، فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، اکھ کا حق ہے، یوی کا حق ہے، ہمیشہ میں تیں دل کے رو رہے کافی  
ہیں، عبداللہؓ عمر و نے کہا محکوا اس سے زیادہ طاقت ہے، فرمایا کہ اچھا تو تیسرے دن، لوے میں اس سے  
بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، ارشاد ہوا کہ ایک دل یح دے کر، کہ یہی داؤد کا رو رہ تھا، اور یہی فصل الصیام ہی  
انھوں نے عرص کی کہ محکوا اس سے بھی زیادہ قدرت ہی، ارشاد ہوا کہ اس، اس سے زیادہ ہتر ہیں،

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہؓ عمر و کی رو رہ داری کا جریا ہوا تو آنحضرت صلعمؐ خود اں کے یاس تشریف  
لے گئے انہوں نے استقبال کیا اور جڑے کا گد اچھا دیا، آپ میں بریٹھ گئے، اور اں سے کہا کہ کیا تم کو ہمیشہ میں  
تیں رو رہے س ہیں کرتے، عرص کی، ہیں، فرمایا یح ۹ لوے ہیں، عرص آپ مارا تعداد ٹھاتے جاتے اور  
وہ اس بر بھی راسی ہوتے، مالاخر آپ نے فرمایا کہ اخیر صدیہ ہے کہ ایک دن افطار کرو اور ایک دن رو رہ رکھو،

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں حوال آدمی ہوں اور اس مقدور میں کہ تنہا کروں،  
 یہ ایسے نفسِ راطمیاں ہے آنحضرتؐ صلعم جیب رہے، حضرت ابوہریرہؓ نے پھر اسی الفاظ کا اعادہ کیا، آپ جیب  
 رہے، سہ مارہ کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا کا حکم مل ہیٹیں سکتا،

(قبیلہ یا پاپہ کے ایک صاحب آنحضرتؐ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر دائیں گئے پھر سال بھر کے بعد آئے گا  
 اتفاق ہوا، لیکن اسے ہی رہا میں اُن کی شکل و صورت اس قدر مل گئی کہ آنحضرتؐ صلعم اکوہ بھیجاں سکے، انھوں نے  
 ایسا نام بتایا تو آنحضرتؐ صلعم نے تعجب سے پوچھا کہ تم تو ہمایوت حوال تھے، تمہاری صورت کیوں مل گئی، انہوں نے کہا  
 حب سے آپ سے رحمت ہوا، متصل رو رہے رکھتا ہوں، آپؐ نے فرمایا اسی حال کو کیوں عذاب میں ڈالا، ہر حال  
 کے علاوہ ہر مہمید میں ایک دل کا رورہ کافی ہے، انھوں نے کہا اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں، آپؐ نے  
 ایک دل کا اور اصادہ کر دیا، انھوں نے اور اصادہ کی درخواست کی آپؐ نے تین دل کر دیئے، ان کو اس سے  
 بھٹی نکلیں نہ ہوئی تو آپؐ نے تہر حرام کے روروں کا حکم دیا،

ایک دل جید صحابہ، خاص اس عرص سے ادواح مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آنحضرتؐ صلعم کی عبادت  
 کے حالات ہیادت کریں وہ سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ صلعم رات دن عبادت کے سوا اور کچھ نہ کرتے ہو گئے، حالات سے تو  
 اُن کے معیار کے موافق نہ تھے، نوے کہ بھلا ہوا آنحضرتؐ صلعم سے کیا سست، اُن کے پیچھے ہیلتا گیا، سب حدائے  
 معاف کر دیئے ہیں، پھر ایک صاحب نے کہا کہ میں تو رات بھر مار بڑھا کروں گا، دوسرے صاحب نے میں عمر  
 بھر رورہ رکھوں گا، ایک اور صاحب نے کہا میں کبھی تنادی نہیں کروں گا، آنحضرتؐ صلعم س رہے تھے، فرمایا کہ خدا  
 کی قسم میں تم سے زیادہ حدائے ڈرتا ہوں، تاہم رورہ بھی رکھتا ہوں اور امطار بھی کرتا ہوں، مار بھی بڑھتا ہوں، اور سوتا  
 بھی مول، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو شخص میرے طریقہ پر نہیں جلتا وہ میرے گروہ سے خارج ہے،

کسی عہد میں ایک صحابی کا ایک عاریگر رہا، جس میں یابی تھا اور اس یاس کچھ ٹوٹیاں تھیں خدمت

اقدس میں حاضر ہوئے تو عرص کی یا رسول اللہ! محکو ایک عار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوتہ گریں ہو کر ترک دیا کر لوں، آپ نے فرمایا میں یہودیت یا نصرایت لیکر دنیا میں نہیں آیا، میں آساں اور سہل اور اہمیں مدہب لیکر آیا ہوں۔

عید حوئی اور مداحی | مداحی اور تعریف کو بھی (گو دل سے ہو) مایسہ دواتے تھے، ایک دفعہ مجلس اقدس میں ایک شخص کا مدکور نکلا، حاصر میں سے ایک شخص نے اس کی بہت تعریف کی، آپ نے فرمایا تھے اسے دوست کی گردن کاٹی، یہ الفاظ حید مار دوائے، پھر ارتداد کیا کہ تم کو اگر کسی کی خواہی خواہی مع کرنی ہو تو یوں کہو کہ میرا ایسا خیال ہے،

ایک دفعہ ایک شخص کسی حاکم کی مدح کر رہا تھا، حضرت مقداد بھی موجود تھے، انھوں نے میں سے حاکم اٹھا کر اُس کے مسد میں جھونک دی اور کہا کہ ہم کو رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ مداحوں کے مسد میں حاکم بھر دیں۔ ایک دفعہ آپ مسد میں تسریف لائے، ایک شخص مار پڑھ رہا تھا، محسن ثقفیؓ سے پوچھا یہ کون ہے، محسن نے اس کا نام بتایا اور رہایت تعریف کی، ارتداد فرمایا کہ دیکھو یہ سہ یائے درہ تہا ہو جائیگا، یعنی دل میں عور پیدا ہوگا جو موجب ہلاکت ہوگا،

ایک دفعہ اسود بن سیرج جو ساعر تھے، خدمت عالی میں آئے اور عرص کی کہ میں نے خدا کی حمد اور حضور کی مدح میں کچھ اتعار کئے ہیں، سرمایا کہ ہاں خدا کو حمد سید ہے، اسود نے اتعار پڑھے شروع کیے، اسی اتعار میں کوئی صاحب ماہر سے آگئے، آپ نے اسود کو روک دیا، وہ کچھ دیر باتیں کر کے چلے گئے، اسود نے پھر پڑھے شروع کئے، وہ صاحب پھر آگئے، آپ نے اسود کو پھر روک دیا، دو تین دفعہ یہی اتفاق ہوا، اسود نے عرض کی کہ یہ کون صاحب ہیں جس کے لیے آپ محکو مار مار روک دیتے ہیں، فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو فصول باتیں پسند نہیں کرتا،

اس موقع پر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسان کو سر پر ٹھاکرائیں کے استعارے تھے اور فرماتے تھے اللہ صمد اللہ روح القدس، حالانکہ یہ استعارہ آنحضرت کی روح میں ہوتے تھے، لیکن واقعہ یہ کہ حسان کے استعارہ گھار کے مطاع کا جواب تھے، عرب میں شعر کو یہ رتبہ حاصل تھا کہ دور کلام سے جس شخص کو چاہتے دلیل اور جسکو چاہتے معرکہ کر دیتے، اس الرعرعی، اور کعب الترف وغیرہ نے اس طریقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صریحاً بتایا جاتا تھا، حسان کی مداحی انکار و عمل تھا

سادگی اور سہل فہمی معمول تھا کہ مجلس سے اٹھ کر گھر میں تشریف لیجاتے تو کبھی کبھی سنگے یا اونچے چلے جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ جاتے، یہ اس بات کی علامت تھی کہ پھر واپس تشریف لائیں گے،

دور دور لکھا کر مایسد فرماتے، ارشاد تھا، کہ ایک دل بیچ دیکھ لکھا کر مایا ہے،

(کھانے میں، پہنے اور بھنے، اٹھنے بیٹھنے، کسی چیز میں تکلف نہ تھا، کھانے میں جو سامے آتا سادہ فرماتے، پہنے کو موٹا چھوٹا ماحول میں لیتے، ریں، بیٹائی، فرستیں، ہماں گلہ منی بیٹھ جاتے، آب کے لیے آٹے کی بھوسی کھسی صاف ہیں کی جاتی تھی، کریمہ کا کلمہ اکثر کھلا رکھتے تھے، لباس میں مائیت کو مایسد فرماتے تھے، سامان آرائش سے آب طہا وغیرہ تھے، عرصہ ہر چیز میں سادگی اور سہل فہمی سیدھا رکھتے تھے،)

امارت پسندی سے اجتناب اسلام بہایت اور جگہ میں کاسحت مخالف ہو، لادھامیۃ فی الاسلام، اسی سار آب ہر قسم کے حائر حظوظ دیوی سے متمتع ہو جا حائر رکھتے تھے، اور خود بھی کبھی کبھی اُل حیردوں سے تمتع اٹھاتے تھے، تاہم مار و صحت تکلف و عیش پرستی کو مایسد فرماتے، اور، اور دلوں کو بھی اس سے روکتے،

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علی کی دعوت کی اور کھانا لیا، اگر گھر بھیج دیا، حضرت فاطمہؓ ہر اے کہا کہ رسول اللہ بھی تشریف لاتے اور ہمارے ساتھ کھاتے تو خوب ہوتا، حضرت علیؓ گئے اور آب سے حاکر عرص کی آب تشریف لائے، لیکن دروازہ پر بھیجے تو یہ دیکھ کر کہ گھر میں دیواروں پر یہ دے تلکے ہوئے ہیں واپس چلے گئے،

لے الوداد و جلد دوم صفحہ ۳۱۸، لے دیکھو تامل، لے صحیح بخاری کتاب الاطعمہ صفحہ ۸۱۲ (لے صحیح کی کتاب اللہ اللہ میں متعدد واقعات ہیں)

(حضرت علیؑ نے واپسی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا یسعیر کی تباہی کے خلاف ہے کہ وہ کسی ریب و زیت کے مکاں میں داخل ہو،)

فرمایا کرتے کہ گھر میں ایک سترایے لیے، ایک سیوی کے لیے، اور ایک ہماں کے لیے کافی ہے، جو تھا شیطان کا حصّہ ہے،

ایک دفعہ کسی عروہ میں تشریف لے گئے، حضرت عائشہؓ رہ گئیں، لڑائی سے واپس تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ گھر میں جھیت گیر لگی ہوئی ہے، اسی وقت بھاڑ ڈالی، اور فرمایا کہ خدا نے ہم کو دولت اس لیے نہیں دی ہے کہ ایٹ پتھر کو کپڑے جیسے بنائے،

ایک انصاری نے ایک مکاں بنوایا، جس کا گندہ مت ملد تھا، آئے دیکھا تو پوچھا کس نے بنایا ہے، لوگوں نے امام بتایا، آپ حیب ہوئے، حق معول حدیث اقدس میں آئے اور سلام کیا تو آئے مہم بھیر لیا، اچھوٹے مہم سلام کیا، آئے پھر مہم بھیر لیا، وہ سمجھ گئے کہ مارا صی کی کیا وجہ ہے، حاکم گندہ کو ریس کے برابر کر دیا، ایک دن آپ مارا میں سکلے تو گندہ لڑا، معلوم ہوا کہ انصاری نے اس کو ڈھادیا، ارشاد فرمایا کہ ضروری عمارت کے سوا ہر عمارت اسان کے لیے و مال ہے،

ایک دفعہ کسی نے کجواب کی قیاسی آپ نے ہنس لی، پھر خیال آیا اور اتار کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی، حضرت عمرؓ روتے ہوئے آئے، اور عرص کی کہ آپ نے جو حیر مایسد کی وہ مجھ کو عمارت ہوتی ہے، ارشاد ہوا کہ میں نے استعمال کے لیے نہیں بلکہ درخت کرے کے لیے بھیجی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے درخت کیا تو دوسرا دام اٹھٹھے،

ایک دفعہ کسی نے ایک محطط جوڑا بھیجا، آپ نے حضرت علیؓ کو عمارت فرمایا، وہ ہیکر حدیث اقدس میں آئے، آپ کے چہرہ پر عصکے آتا رہا ہوئے، اور فرمایا کہ میں نے اس لیے بھیجا تھا کہ بھاڑ کر مانی چادریں سائی جائیں مہر کرے کی ضرورت سے جب آپ نے انگوٹھی سوائی تو پہلے سوئے کی سوائی، آپ کی تقلید سے صحابہ





اور جمعہ میں اور سہرا کی آمد کے موقع یرملوس ورائیس، ارتداد ہوا کہ یہ یہیے حکا آحرت میں کوئی حصہ نہیں،  
اکتر موٹے چھوٹے اور بھڑکے بال کے مئے ہوئے کیڑے بہتے تھے اور اُسی کیڑوں میں وفات بھی مائی،  
مستکمل کا تھا، کبھی جڑے کا حس میں کھور کی چھال بھری ہوتی تھی، کبھی معمولی کیڑا حودو تہ کر دیا جاتا تھا، حضرت  
حفصہ بیاں کرتی ہیں کہ ایک شب کو میں نے ستر مارک چار تہ کر کے بچھایا کہ ذرا آرام ہو جائے، صبح اُٹھ کر آنحضرت صلیم  
نے ماگواری طاہر ورائی،

سہ میں حکمین سے شام تک صرف اسلام کی حکومت تھی، درماں روئے اسلام کے گھر میں صرف  
ایک کھری چار یا ئی اور جڑے کا سوکھا ہوا مشکیرہ تھا، حضرت عایتہ بیان کرتی ہیں کہ حب آب نے وفات  
یا ئی تو بھڑے سے جو کے سوا گھر میں کھائے کو کچھ نہ تھا، صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں الساں کے لیے  
اتسا کافی ہے خدا ایک مسافر کو راہ کے لیے، ایک دفعہ ایک پورے پر آب آرام درما ہے تھے، اُٹھے تو  
لوگوں نے دیکھا کہ ہیلوے مارک یرستاں پڑ گئے ہیں، عرص کی یا رسول اللہ کیا ہم لوگ کوئی گدا سوا کر حاضر کریں  
رتداد ہوا کہ محکود بیا سے کیا عرص، محکود بیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اُس سوار کو جو بھڑے دیر کے لیے  
راہ میں کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے،

ایلا کے رمانہ میں حضرت عمر حب مترہ میں حواسا کی کوٹھری تھی حاضر ہوئے تو اُنکو نظر آیا کہ سرور عالم کے  
میت قدس میں دیاوی سار و سماں کی کیا کیفیت ہے؟ جسم مارک پر صرف ایک تہ ہے، ایک کھری  
چار یا ئی بھی ہے، سر ہائے ایک تکیہ پڑا ہے جس میں حرے کی چھال بھری ہے، ایک طرف مٹھی بھر حور کھے  
ہیں، ایک کونے میں یائے مارک کے یاں کسی حاور کی کھال پڑی ہے، کچھ مشکیرہ کی کھالیں سر کے پاس  
کھوٹی یرٹک رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر کہتے ہیں کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آنحضرت صلیم

۱۔ اوپر کی تمام روایتیں صحیح بخاری کتاب اللہ سے ماخوذ ہیں۔ ۲۔ تامل ترمذی ۳۔ صحیح بخاری کتاب اللہ۔ ۴۔ مسند  
اس صل جلد ۴ صفحہ ۱۔ ۵۔ صحیح بخاری کتاب اللہ ۶۔ جامع ترمذی ابواب اللہ

لے روئے کا سبب دریافت فرمایا، عرص کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں نہ روؤں، چار یا ٹی کے ماں سے  
 حرم اقدس میں مدھیان ٹیگئی ہیں، یہ آپ کے اسباب کی کوٹھری ہے، اس میں حوسا ماں ہر وہ نظر آ رہا ہے  
 قیصر و کسریٰ تو ماع و ہمار کے مرے لٹیں، اور آپ خدا کے پیغمبر اور برگزیدہ ہو کر آپ کے ساماں حانہ کی یہ کیفیت  
 ہو، ارشاد ہوا کہ لے اس خطاب آنکھ کو یہ پسند نہیں کہ وہ دیالیں اور ہم آخر لے۔

سادات | (آپ کی لطیف امیر و عریب، صغیر و کبیر، آقا و علام سب برابر تھے، سب سماں و صہیب و ملال کہ سب کے سب  
 علام رہ چکے تھے، آپ کی مارگاہ میں روسائے قریش سے کم رتہ نہ تھے، ایک دفعہ حضرت سب سماں و ملال ایک  
 موقع پر جمع تھے، اتفاق سے ابوسفیان بکھے، ان لوگوں نے کہا ابھی تلوار لے اس دتس خدا کے گردن پر پورا  
 قصہ نہیں پایا ہے، حضرت انوکرے ان لوگوں سے کہا، سردار قریش کی تباہی میں یہ الفاظ ابھر آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لے ان لوگوں کو مارا ص تو نہیں کیا،  
 ان لوگوں کو مارا ص کیا تو خدا کو مارا ص کیا، حضرت انوکرے ورا حاکراں برگوں سے کہا، بھائیو آپ لوگ  
 مجھے مارا ص تو نہیں ہوئے، ان لوگوں نے کہا، نہیں، خدا تم کو معاف کرے،

(قتیلہ مخزوم کی ایک عورت جو عری کے حرم میں گرفتار ہوئی اسامہ بن زید سے آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہایت  
 محنت رکھتے تھے، لوگوں نے ان کو تشیع ماکر حضرت موسیٰ میں بھیجا، آپ نے فرمایا اسامہ کیا تم حدود و حدود میں  
 سفاقت کرتے ہو، پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا تم سے پہلے کی امتیں اسی لیے مراد ہو گئیں کہ  
 سرور آدمی کوئی حرم کرتا تو تسامح کرتے، اور معمولی آدمی محرم ہوتے تو سزا دیتے، خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہؑ  
 سرقت کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے،

عدہ مدرسین دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس بھی گرفتار ہو کر آئے تھے، قیدیوں  
 کو ریر حدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا، لعن بیک دل انصار نے اس بایر کہ وہ آپ سے قرابت قرسہ رکھتے ہیں عرص

کی کہ یا رسول اللہ احارت دیجیے کہ ہم ایسے بھائے (عمائیں) کا رعدیہ معاف کردیں آپ نے فرمایا، نہیں، ایک درہم بھی معاف نہ کرو،

مجلس میں جو حیریں آئیں ہیئتہ داہی طرف سے اسکی تقسیم شروع فرماتے، اور ہیئتہ اُس میں امیر و عریب ہمعیرو کی سرکشی مساوات کا لحاظ ہوتا،)

ایک دفعہ خدمت اقدس میں صحابہ کا مجمع تھا، اتفاق سے داہی طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے، جو بہت کس تھے، بائیں جانب ٹرے ٹرے معمر صحابہ تھے، کہیں سے دودھ آیا، آپ نے لوتس فرما کر عبداللہ بن عباس سے کہا تم احارت دو تو میں ان لوگوں کو دوں، انھوں نے عرض کی اس عیٹہ میں میں ایتار نہیں کر سکتا، چونکہ وہ داہی جانب تھے اور ترتیب مجلس کی رو سے اُسی کا حق تھا آپ نے اُسی کو ترجیح دی، حضرت انسؓ کا بیاں ہے کہ ایک دفعہ میرے مکان پر تشریف لائے اور میں نے کو یا نی مانگا، میں نے مکرئی کا دودھ بیٹیں کیا، مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابو بکرؓ بائیں جانب، حضرت عمرؓ سامنے اور ایک مدود داہی طرف تھا، آپ نے بی لیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کیا، یعنی لقمہ اں کو عیایت ہو، آپ نے فرمایا پہلے داہی طرف والے کا حق ہے، یہ لکھ کر کیا ہوا دودھ مدو کو عیایت فرمایا<sup>۱</sup>

(قریش ایسے فخر و امتیاز کے لیے مژد لقمہ میں قیام کرتے تھے، لیکن آنحضرت صلعم نے اس تفریق کو کبھی پس نہ فرمایا لغت سے پہلے اور لغت کے بعد بھی ہیئتہ عام لوگوں کے ساتھ مقام کرتے تھے، علاوہ بریں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہیں خاص طور سے کوئی عن حکم دیکھ کر آپ کے لیے مخصوص کردی جائے اور وہاں سایہ کے لیے کوئی چھیر ڈال دیا جائے، صحابہ نے یہ تحریر میں کی تو فرمایا جو پہلے بھیج جائے اُسی کا مقام ہے،

صحابہ جب سب ملکر کوئی کام کرتے تو ہیئتہ آنحضرت صلعم اں کے ساتھ تشریف ہو جاتے، اور معمولی مرد و

کی طرح کام احام دیتے، مدینہ آکر سبھی کا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی، اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بھس بھس تشریک تھے، خود ایسے دستِ مبارک سے ایسٹ اٹھا اٹھا کر لاتے تھے، صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہماری حایں قرباں، آپ کیوں رحمت فرماتے ہیں، لیکن آپ ایسے فرص سے مار رہے تھے، عروہ احزاب کے موقع پر بھی حب مام صحابہ بیکے چاروں طرف صدق کھود رہے تھے، آپ بھی ایک ادنیٰ امردور کی طرح کام کر رہے تھے، یہاں تک کہ سکیم مبارک یڑٹی اور حاک کی تہم گئی تھی؟

ایک سفر میں کھانا پتیارہ تھا، تمام صحابہ لے لے کر کھانا کھا لے، لوگوں نے ایک ایک کام ماسٹ لیا، جنگل سے لکڑی لائے کا کام انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دہ لیا، صحابہ لے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام ہم حدام کریں گے، فرمایا، ہاں سچ ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے ایسے کو متار کروں، خدا اُس سدا کو پسند نہیں کرتا حوایہ ہمارے ہوں میں متار مانتا ہے؟

عروہ بدر میں سواریوں کا ساماں بہت کم تھا، تین تین آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک اونٹ تھا، لوگ ماری ماری سے چڑھتے اترتے تھے، انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو اور آدمیوں کے ساتھ تشریک تھے، ہمراہ حال تارا ایسی ماری بیت کرتے، اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ سواری ہیں حضور کے بدلہ ہم زیادہ چلیں گے، ارشاد ہوتا کہ نہ تم مجھ سے زیادہ زیادہ یا چل سکتے ہو، اور میں تم سے تو اب کا محتاج ہوں؟

نواص | گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں میں میوہ لگاتے گھر میں خود چھاڑ دیتے، دودھ دوہ لیتے، مارا رس سودا لاتے، حوتی بھیٹ حاتی تو خود گاٹھ لیتے، (گدھے کی سواری سے آپ کو عار نہ تھا، علاموں اور سکیموں کے ساتھ میٹھے اور اُل کے ساتھ کھانا کھا لے سے یہ ہیرہ تھا،) ایک دھو گھر سے ماہر تشریف لائے، لوگ تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ اہل عجم کی طرح تعظیم کے لیے نہ اٹھو؟

۱۔ صحیح بخاری باب الحجۃ دسا، المسد ۱۷ صحیح بخاری باب عروہ احزاب، ۲۔ رفا فی حلد ۴ صفحہ ۶ بحوالہ سرت محب طبری، یہ روایہ کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ ۳۔ مسد اس حلد ۲۲ صفحہ ۲۲ مسد الوداؤ وطماسی ۴۔ سائل رمی ۵۔ الوداؤ و دوا ۳۴ ماہ



عرب سے عرب یار ہوتا تو عیادت کو تشریف لے جاتے مصلوں اور فقیروں کے ہاں حاکم کے ساتھ بیٹھتے صحابہ کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے کہ اقداری حیثیت کی سیر کوئی آپ کو بچاں نہ سکتا، کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے،

ایک دفعہ ایک شخص ملے آیا، لیکس موت کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا، آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، میں مرتے نہیں، ایک قریبی عورت کا بیٹا ہوں جو کھانا گونت بکا کر کھایا کرتی تھی، تو اصح اور حاکماری کی راہ سے آپ انگوڑوں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے میں سدہ اور سدوں کی طرح کھانا اور سدن ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔ ایک دفعہ کھانے کے موقع پر جگہ تنگ تھی اور لوگ زیادہ لگے آپ انگوڑوں بیٹھ گئے، کہ جگہ کل آئے، ایک مدد بھی مجلس میں شریک تھا، اس نے کہا محمد ایہ کیا طرست ہے، آپ نے فرمایا حدائے مجھے حاکم رسدن سایا ہے، حار اور سرکت نہیں ساما ہے،

تو اصح کی استہایہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے متعلق حار و عظیمی العاط بھی ہیں سد فرماتے تھے، ایک مار ایک شخص نے ان العاط سے آپ کو خطاب کیا، اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے درمیان اور اسے ہم میں سے ہوتا، اور ہم میں سے ہوتا، آپ نے فرمایا لوگو! یہ ہر گاری اختیار کرو، شیطان تمہیں گمراہ دے، میں عبد اللہ کا بیٹا محمد ہوں، حد اکا سدہ اور اس کا رسول مخلوق حدائے حور متہ بختا، میں رسد نہیں کرتا، کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ، ایک دفعہ ایک شخص نے ایکوناحدر اللہ (یعنی اے ہترین خلق) کہہ کر مخاطب کیا، آپ نے فرمایا وہ ابراہیمؑ تھے،

عبداللہ سحر کایاں ہو کہ سی عامر کی سفار کے ساتھ حب ہم لوگ خدمت اقدس میں آئے تو عرض کی کہ حضور ہمارے آقا (سید ہیں)، ارشاد فرمایا کہ "آقا خدا ہے" یہ ہم لوگوں نے عرض کی آپ ہم میں سے اصل اور سب سے برتر ہیں، ارشاد ہوا کہ مات کہو تو دیکھ لو کہ شیطان تو تم کو ہمیں جلا رہا ہے،

مدینہ منورہ میں ایک عینت تھی، جسکے دماغ میں کچھ مقرر تھا آپ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ محمدؐ انجکوتے



کچھ کام ہے، فرمایا جہاں کو چل سکتا ہوں، وہ آپ کو ایک کو بیٹھ میں لو آئی، اور وہیں بیٹھ گئی، آپ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے، اور جو کام تھا احکام دے دیے،

محرّمہ ایک صحابی تھے، ایک دفعہ انھوں نے ایسے بیٹے سور سے کہا کہ آنحضرت صلعم کے پاس کہیں سے چادریں آئی ہیں اور وہ تقسیم فرما رہے ہیں، اُسے تو آپ رماہ میں تشریف لے جائیکے تھے، بیٹے سے کہا آوار دو، انھوں نے کہا میرا یہ رتہ جو کہ میں آنحضرت صلعم کو آوار دوں، محرّمہ لے لہائیے، چھوڑا حار نہیں ہیں، ان کی حرارت دلائے سے سور لے آوار دی، آنحضرت فوراً نکل آئے اور ان کو دنیا کی قناعت کی حسی گھنڈیاں رزین تھیں،

ایک دفعہ ایک انصاری نے ایک یہودی کو یہ کہتے سنا کہ اُس حد کی قسم جسے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فصلت دی، یہ سمجھے کہ آنحضرت صلعم پر تعریفیں ہے، عصہ میں اُگڑاؤں کے مجھ پر تھیر کھیج مارا، وہ آنحضرت صلعم کے پاس فریاد آیا، آپ نے انصاری کو بلا بھیجا اور واقعہ کی تحقیق کے بعد فرمایا کہ تجھ کو ایسا یر فصلت نہ دے۔

(انساں کے عذر و ترمیم کا اہلی موقع وہ ہوتا ہے جب وہ ایسے جیبِ دراست حلوتیں ہزاروں آدمیوں کو جلتے ہوئے دیکھتا ہے، جو اُس کے ایک اتارہ یا ایسی حال تک نہ پا کر دیے کو تیار ہو جاتے ہیں، خصوصاً صفہ فاتحانہ ایک حرار و بر جوتس تک کے ساتھ تہمیں داخل ہوتا ہے، لیکن آنحضرت صلعم کی تواضع و حاکساری کا سطر اس وقت اور نمایاں ہو جاتا ہے، فتح مکہ کے موقع پر جب آپ تہمیں داخل ہوئے تو قواصا سرسارک کو اس قدر جھکا دیا کہ کجاوہ سے اگر مل گیا، عروہ جیسے تہمیں جب آیکا داخل ہوا تو آپ ایک گدے پر سوار تھے، جس میں انعام کی جگہ کھور کی جھال سدھی تھی، حمہ الوداع میں جس کجاوہ پر آپ سوار تھے، اس جگہ ہو کر اسکی قیمت کیا تھی،

بیٹھ اور بچ معرطے روکے تھے) (ترک کا پہلا دیباہ امیا اور صلحا کی مبالغہ آمیز تعظیم ہے، آنحضرت صلعم اس مکتہ کا ثر الخاط

لے اوداؤ کتاب الادب، صفحہ ۸۷، بحاری کتاب الامیاء، ذکر موسیٰ علیہ ترح معاف صی عیاض و میر اس ہمام، شہ سکوة اخلاق النبی صلعم بحوالہ اس ماہ دہیتی۔

فرا تے تھے، حضرت عیسیٰ کی مثال بیتِ لطیفی، فرمایا کرتے تھے کہ میری اس قدر مالہ آئیرمچ کہ کیا کرو حقد ر نصاریٰ اس مریم کی کرتے ہیں، میں تو خدا کا مدہ اور اُس کا مرستادہ ہوں۔“

قیس بن سعد کہے ہیں کہ میں ایک دفعہ حیرہ گیا، وہاں لوگوں کو دیکھا کہ رئیسِ شہر کے دربار میں جاتے ہیں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے یہ واقعہ بیان کیا، اور عرض کی کہ آپ کو سجدہ کیا جائے تو آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم میری قرریگر رو گے تو سجدہ کرو گے؟ کہا نہیں، فرمایا تو جیتے جی بھی سجدہ نہیں کرنا چاہتے۔

معوذ بن عفران کی صاحبزادی (سج) کی حبِ تناد ہی ہوئی، تو آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے، اور اُس کے لیے حورِ مت بچھایا گیا تھا، اُس پر بیٹھ گئے، گھر کی لڑکیاں اس یاں جمع ہو گئیں اور دف کا کھا کر تہدائے بدر کا مرتبہ گانے لگیں، گانے گاتے ایک نے یہ مصرع گایا،

فَمَا سِئِلَ يَعْلَمُ مَا فِي سَعْدٍ، ہم میں انکا یہ سامنے ہو کل کی باتیں جاسا ہی،

فرمایا یہ جھوٹا درد اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔“

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صاحبزادے حضرت قاسم نے جس روز انتقال کیا، اتفاق سے اس روز سورج گرہن لگا، لوگوں کے خیال میں ایک یحییٰ کی طاہری عطیہ کا فرضی تحیل یہ تھا کہ اُسکے در و و صدمہ سے کم از کم احرام سہاوی میں انقلاب پیدا ہو جاوے، لوگوں نے اس اتفاق و واقعہ کو اسی قسم کے واقعہ پر محمول کیا، ایک چاہیہ داساں کے لیے اس قسم کا اتفاق بہترین موقع ہو سکتا تھا، لیکن موت کی مثال اس سے مدد جہاں سے دہلی ہو، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُسی وقت لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور خطبہ دیا کہ دنیا مدد اور سورج میں گرہن لگا حد کی آیات قدرت میں ہو، کیسی رمدگی اور موت سے اس میں گرہن ہیں لگتا۔“

(ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صو کر رہے تھے، وضو کا پانی حورِ مت مار کر سے گرتا، دہائی رکت کے خیال سے

لے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۹ لے ابو ذر و کرب السکاح اب حق الروح علی المرأة سلمہ صحیح مسلم اب صر الدف فی السکاح لکھ صحیح بخاری و سلم صلوہ الخوف

اُس کو چلو میں لے لیکر بد میں مل لیتے، آپ نے یوچھا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو، اچھوں نے عرض کیا کہ خدا اور خدا کے رسول کی محبت میں، فرمایا کہ اگر کوئی اس بات کی حوتی حاصل کر چاہا ہے کہ وہ خدا اور خدا کے رسول سے محبت رکھتا ہو تو اُس کو چاہیے کہ حب مائیں کرے، سچ بولے، حب امیں سایا جائے اور امانت کرے، اور کسی کا بیڑوسی ہے تو ہمسائیگی کو اچھی طرح سنا ہے،

ایک صاحب مارگاہ موت میں حاضر ہوئے اتنا گھٹگو میں اچھوں نے کہا، جو خدا چاہے اور جو آپ چاہیں ارتاد ہوا تم نے خدا کا ترکیب اور ہمسر ٹھہرایا، کہو کہ جو خدا تھا چاہے،

سرم دیا (صحاح میں ہے کہ آپ دو تیرہ لڑکیوں سے بھی زیادہ ترمیلے تھے، اور ترم دیا کا اتر آب کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا، کبھی کسی کے ساتھ درمائی ہمیں کی، مارا رد میں جاتے توجیب چاہ گد جاتے، تسم کے سوا کبھی لب مارک حمدہ و قہقہ سے آسا ہمیں ہوئے،)

بھری محفل میں کوئی ماہ ناگوار ہوتی تو لحاظ کی دھ سے رماں سے کچھ نہ فرماتے، چہرہ کے اتر سے ظاہر ہوتا اور صحابہ متنبہ ہو جاتے،

عرب میں اور مالک کی طرح ترم دیا کا بہت کم لحاظ تھا، سگے ہما عام مات تھی، حرم کعبہ کا طواف سگے ہو کر کرتے تھے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بالطبع یہ باتیں سحت مایسد تھیں، ایک دفعہ فرمایا کہ حمام سے یرسیر کرو، لوگوں نے عرض کی کہ حمام میں ہمارے سے میل چھوٹتا ہے اور سیاری میں فائدہ ہوتا ہے، ارتاد فرمایا کہ ہاؤ تو یردہ کر لیا کرو عرب میں حمام نہ تھے، لیکن تمام و عراق کے عوتہ عرب کی سرحد سے ملے ہوئے تھے، وہاں کثرت سے حمام تھے، اس سائر آب نے فرمایا کہ تم حب عجم ستج کر دگے تو وہاں حمام نہیں گے اُس میں حاما تو جا در کے ساتھ حاما،

ایک دفعہ کچھ عورتیں حضرت ام سلمہ کے پاس آئیں اچھوں نے دطس یوچھا لولیں حمص (تمام کا ایک تہری)

حسرت ام سلمہؓ نے کہا تھیں وہ عورتیں ہو ۹۰ حمام میں بھاتی ہیں، بولیں کیا حمام کوئی رُسی حیرہ دریا کہ میں آنحضرت صلیم سے ساہو کہ عورت ایسے گھر کے سوا کسی گھر میں کیڑے آتا رہی حد اسکی پردہ درسی کرتا ہے، ابو داؤد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلیم نے حمام میں ہمارے کو مطلقاً منع کر دیا تھا، پھر مردوں کو پردہ کی قید کے ساتھ احارت دی لیکن عورتوں کے لیے وہی حکم قائم رہا، عرب میں جائے ضرورت تھے، لوگ میدابوں میں رنج حاجت کے لیے جایا کرتے تھے، لیکن پردہ نہیں کرتے تھے، ملکہ آسے سامنے بیٹھ جایا کرتے، اور ہر قسم کی مات حیثیت کرتے، آنحضرت صلیم نے اسکی سخت ممانعت کی اور دریا کہ حد اس سے مارا ص ہوتا ہے،

معمول تھا کہ رنج حاجت کے لیے اس قدر دور کل جاتے کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے، مکہ معظمہ میں جب تک قیام تھا، حدود حرم سے ماہر چلے جاتے جس کا فاصلہ مکہ معظمہ سے کم از کم تین میل تھا،

اسے ہاتھ سے کام کرنا، (اگرچہ تمام صحابہ آپ کے حال تار حادموں میں داخل تھے، ما اہیمہ آپ خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے، حسرت عائشہؓ، الوسمید حدری، اور امام حسن سے روایت ہے کہ کلاں عخدم نفسہ، یعنی آپ ایسے کام خود اپنے دست مبارک سے انجام دیا کرتے تھے، ایک شخص نے حسرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ گھر میں کیا کیا کرتے تھے، جواب دیا کہ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے، کیڑوں میں اسے ہاتھ سے خود پیوند لگالیتے تھے، گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دوہ لیتے تھے، مارا سے سودا خرید لاتے تھے، عورتی بیٹھ جاتی تو خود گاٹھ لیتے تھے، ڈول میں ٹانگے لگا دیتے تھے، اوٹ کو اسے ہاتھ سے باندھ دیتے تھے، اسکو چارہ دیتے، علام کے ساتھ ملکر آنا گوندھتے،

ایک دفعہ حسرت انسؓ سب مالک خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے ایک اوٹ کے

لے۔ نام روا میں رعب درہب میں کتب حدیث کے حوالے سے معمول ہیں ۱۱۶ صفحہ ۱۱۶ صفحہ صحیح بخاری کتاب الادب اور باب ما یقول الرجل فی منۃ اہلہ میں محمل ہے فاصی عما صلی سفایں متعدد حدیثوں سے لیکر اوٹ لکھنے بھی جمع کر دئے ہیں رفقانی نے جلد ۴ صفحہ ۳ میں مسند اس احمد اس سعد سے یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اس حال نے اسکو صحیح کہا ہے،

دل تیل مل رہے ہیں، اس سے دوسری روایت ہو کہ انھوں نے دیکھا کہ آبِ صدقہ کے اوٹوں کو دافع رہے ہیں،  
 تیسری روایت میں وہ کہتے ہیں کہ آبِ مکریوں کو دافع لگا رہے تھے، ایک دفعہ مسجد موسیٰ میں تشریف لے گئے دیکھا تو  
 کسی نے مسجد میں ناک صاب کی ہو، آبِ لے خود دستِ مبارک سے ایک لکڑی لے کر اس کو کھرج ڈالا، اور آئینہ لوگو کو  
 اس فعل سے منع فرمایا،

آبِ حبیجے تھے اور حائہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو اسوقت بھی تھراٹھا اٹھا کر معماروں کے پاس لاتے تھے، مسجدِ قبا  
 اور مسجد موسیٰ کی تعمیر اور حدیق کے کھودنے میں جس طرح عام مردوروں کے ساتھ ملکر آبِ لے کام کیا، خود دستِ مبارک  
 سے جس طرح ٹھٹھا اٹھا کر دیا اور جس طرح ریں کھودی اسکی تفصیل حلاول کے واقعات میں گد ریکلی ہے، ایک سفر میں صحابہ  
 لے کر مدینہ کی ادراؤں کے یکاے کے لیے آئیں میں کام ماٹ لیے، آبِ لے فرمایا جنگل سے لکڑی میں لاؤں گا،  
 صحابہ لے تامل کیا، تو فرمایا میں امتیاز یہ نہیں کرتا، ایک اور سفر میں آبِ لے کی حوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا، آبِ لے خود  
 اس کو درست کر لیا، ایک صحابی نے عرض کی، یا رسول اللہ! ایسے میں ٹانگ دوں، فرمایا یہ شخص بیدہ ہے،  
 لہذا مجھے محو نہیں ہے، دو صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آبِ  
 خود ایسے دستِ مبارک سے مکاں کی مرمت کر رہے ہیں ہلوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے، جب کام ختم ہو گیا، تو  
 آبِ لے ہمارے لیے دعائے حیر فرمائی،

دوسروں کے کام کر دیا (حسابِ ارت ایک صحابی تھے، ایک دفعہ آنحضرت صلعم لے انکو کسی عودہ بھیجا، حساب کے  
 گھر میں کوئی مردہ تھا، اور عورتوں کو دودھ دوہا نہیں آتا تھا، اس سبب آبِ ہر دریاؤں کے گھر جاتے، اور دودھ  
 دودھ دیا کرتے، حبش سے جو مہاں آئے تھے، صحابہ لے جایا کہ وہ انکی خدمت گداری کریں لیکن آبِ لے ان کو

روک دیا، اور فرمایا کہ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے، اس لیے میں خود ان کی خدمت کا فرض  
 لے۔ مولوں روایتیں صحیح مسلم میں ہیں پہلی روایت کتاب الادب میں اور دوسری اور تیسری باب حوار و تمایلات میں ہو، اس سلسلے کی کتاب المسند  
 صحیح بخاری باب الخالطہ، ۱۵۷۷ در فانی جلد ۳ صفحہ ۳۶۶ بحوالہ سرب محطری، ۱۵۷۷ در فانی جلد ۳ صفحہ ۳۶۶، بحوالہ کتاب التمثال السعل  
 التشریف لانی المسند عاکر ۱۵۷۷ مسند اس جلد ۳ صفحہ ۶۹، ۱۵۷۷ اس سوجہ سیم صفحہ ۱۱۳ ترجمہ مسند حساب،

احکام دو گنا، کھار تقیف چھو لے طائف میں آب کے یائے مارک کو رجمی کیا تھا، سہ میں ود لیکر آئے، تو آب لے اُس کو مسجد نبوی میں اتارا، اور بے نفس بھیس انکی ہمائی کے فرایص ادا کئے۔

مدینہ کی لوڈیاں آب کی حدت میں آتیں اور کہتیں ”یا رسول اللہ میرا یہ کام ہے،“ آب فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور اُس کا کام کر دیتے، مدینہ میں ایک یاگل لوڈی تھی وہ ایک دن حاصر ہوئی اور آب کا دست مارک یکر لیا آیت فرمایا اے عورت! مدینہ کی حس گلی میں تو جابہ میٹھ، میں تیرا کام کر دوں گا، جابہ آب اُس کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں جا کر بیٹھے، اور اُسکی ضرورت پوری کی، عہد اللہ س انی ادنیٰ ایک صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں،

ولا تائف ان یجسی مع الارملة والمسکین فی قصی لہ  
موتہ اور مسکین کے ساتھ حکم کا کام کر دیتے ہیں آب کو

الحاجة، (سائی ودائی) عارہ تھا،

ایک دفعہ آب مار کے لیے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک مدد آیا اور آب کا داس یکر کر لولا ”میرا درسا کام رہ گیا“  
ہو ایسا ہو کہ میں بھول جاؤں پہلے اُسکو کر دو“ آب اُس کے ساتھ فوراً مسجد سے ماہر نکل آئے اور اُس کا کام احکام دے کر بار ادا کی؟

عزم واستقلال (حدائے قرآن مجید میں اولوالعزم صی الرسل کھرا میا رکنا رکی مح فرمائی ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہ حاتم الرسل تھے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ حدائے یہ وصف آب کی دات میں ودیعت کیا تھا، اتدائے اتنا تک اسلام کا ایک ایک کارنامہ آنحضرت صلعم کے عزم واستقلال کا مظہر اتم ہے، عرب کے کفرستاں میں ایک شخص تہا کھڑا ہوتا ہے، بے یار و مددگار دعوت حق کی صدائیں ملد کرتا ہے ریگستاں عرب کا درہ درہ اس کی مخالفت میں پہاڑ سکر سامنے آتا ہے، لیکن وقار موت اور عزم رمانی سے ٹھوکر کھا کر تیجیے ہٹ جاتا ہے، اور مخالفتوں کی تمام قوت اُس کے سامنے جو رجور ہو جاتی ہے

لے سعای فاصی عیاص سد مصل بحوالہ ہقی، لے سلم والوداؤد، احلاق و آداب، لے الوداؤد و کتاب الادب بحاری  
کتاب الصلوٰۃ، محصر،



تیرہ برس کی متواتر کامیوں کے بعد بھی دانتِ اقدس جس ویاس سے آتا ہے ہوتی، اور مالاآلودہ دل آتا ہے، جب ایک تہا اسان ایک لاکھ حان تاروں کو چھوڑ کر دیائے فانی کو الوداع کہتا ہے، ہجرت سے قبل ایک دفعہ صحابہ نے کھار کی ایذا رسیوں سے تنگ آکر حدیثِ مبارک میں عرص کی کہ آپ ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے، ایک چہرہ عصہ سے سُج ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گدے ہیں انکو آرسے حیر کر دو ٹھٹھے کر دیا جاتا تھا، اُن کے دل پر لوہے کی نگھیاں جلائی جاتی تھیں جس سے گوشتِ پوستِ عصب لیجھ رہا تھا، لیکن یہ آرمائیں بھی انکو دہس سے رگستہ نہیں کر سکتی تھیں، حد کی قسم دیں اسلام ایسے مرتد کمال کو بھیج رہے گا تھا کہ صنعا سے حضرت تک ایک سو راہِ طرحِ حیطِ حلائیہ گا کر اُس کو حد کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا،

مکہ میں روسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے ٹھک گئے تو انھوں نے آپ کے سامنے حکومتِ تختِ رور و حواہر کا حراہ اور جس کی دولتِ مہین کی، ان میں سے ہر حیر ہمارے ہمارا ساں کے قدم کو ڈنگا دیے کے لیے کافی تھی، لیکن آپ نے دلت کے ساتھ اکی در حواست کو ٹھکرا دیا، اور مالاآلودہ وقت آیا جسے حری ہمد و دساہ یعنی الوطالب نے بھی ساتھ چھوڑا یا تو یہ عور و فکر کا آخری لمحہ اور عرم و استغلال کا آخری امتحان تھا، اُس وقت ایسے حواس میں حوقرے فرمائے، عالم کا سات میں سات دیا مردی کے اطہار کا سسے آخری طریقہ تعمیر ہے، آپ نے فرمایا نیچا حال اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ دیں تب بھی ایسے اعلانِ حق سے مارا نہ آؤں گا، (اس ہشام)

عردہ بدر میں جب تین سو لے سامانِ مسلم ایک ہزار سا رو سامانِ موح سے معرکہ آرا تھے، کھار قریش ایسے رور و کثرت سے بھرتے آتے تھے، اُس وقت مسلمان سمٹ سمٹ کر آنحضرتِ صلعم کے ہیلوں میں آجاتے تھے، اور بائیں ہتھ بوت کا کوہ و قار ایسی جگہ پر قائم تھا،

عردہ اُحد میں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب نے حکم کی راے دی، لیکن جب آپ ررہ ہیکر تیار ہو گئے

تو صحابہ نے رُک جانے کا ستورہ دیا، آپؐ فرمایا: یَعْمُرُ رُحْمًا یَسْكُنُ،

عروہ جیس میں حبِ قبیلہ ہوا ازل کے قدر اندازوں نے متصل تیروں کی لوجھار کی تو اکثر صحابہ کے قدم کھڑ گئے  
لیکن آپؐ ہایت سکوں و اطمینان سے حید جاں تاروں کے ساتھ میدان میں جمے رہے اُس وقت رماں پر  
یہ رحر جاری تھا،

أَنَا الَّذِي لَا كَذِبَ إِلَّا فِي عِدِّ الْمَطْلُوعِ، میں یَعْمُرُ صَادِق ہوں، میں دُرِّ عِدِّ الْمَطْلُوعِ ہوں،

ایک مار آپؐ کسی عروہ میں درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے، ایک کا فر آیا اور اسی حالت خواب میں  
تلوار کھینچ کر بولا، محمدؐ اب تمکو مجھ سے کول کیا سکتا ہے، آپؐ نے فرمایا: صَدَا، اس عزم و استقلال اور حرارتِ صادقہ نے  
اس کو اس قدر مرعوب کر دیا کہ فوراً اس نے تلوار میاں میں کر لی اور یاس بیٹھ گیا،

سجاعت | (یہ وصفِ اسامیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگِ میاں ہے، عزمِ استقلال، شجاعت، راست  
گھڑائی، یُردلی، یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں، آنحضرتؐ صلعم کو سیکڑوں مصائب و خطرات، اور  
میسوں و معرکے اور عرواۃِ میتیں آئے، لیکن کبھی یا مردی اور نجات کے قدم لے لعرش ہمیں کھائی، عروہ مدبر  
کی گھماں لڑائی میں سہتے مسلمانوں کے قدم حب ایک ہر اسلحہ و فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے، تو دُرِّ کر  
مر کر موت ہی کے دامن میں آکر یاہ لیتے تھے، حضرت علیؓ کے دست و ماروں نے بڑے بڑے معرکے سر کئے  
کہتے ہیں کہ مدبرین حب رور کار لڑا تو ہم لوگوں نے آپؐ کی آڑ میں آکر یاہ لی، آپؐ سب لوگوں سے زیادہ  
تجماع تھے، مشرکیں کی صف سے اُس دن آپؐ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا،

عروہ حنین میں ہوا ازل کے بے یاہ تیروں کی مارش ہوئی تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج دفعۃً میدان  
سے ہٹ گئی لیکن آپؐ مع حید جاں تاروں کے دستور میدان میں کھڑے رہے، اس وقت مار مار آپؐ اپنے

یجر کو ایڑ لگا کر آگے ٹھہالے کا قصد فرما رہے تھے، لیکن حال تار مائع آتے تھے، اب دشمنوں کی تمام روح کاٹنا صرف آب کی دات تھی، مایہمہ یاسے اقدس میں لعش ہیں ہوئی، حشرت برآء حواس معرکہ میں سر یک تھے کسی نے اُس سے پوچھا کہ کیا حیس میں تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے، حواب دیا ہاں یہ سچ ہے، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حکم سے نہیں ہٹے تھے، خدا کی قسم جب لڑائی پورے ردیر ہوئی تھی تو ہم لوگ آپ ہی کے پہلو میں آکر بیاہ لیتے تھے، ہم میں سے بڑا ہماروہ ہوتا تھا حواب کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا،

حشرت انس مں مات کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جمع تھے، ایک دفعہ مدینہ میں تور ہوا کہ دشمن آگے لوگ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے، لیکن سب سے پہلے جو آگے ٹھہر کر نکلا وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے، حلدی میں ایسے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر برس کسی حائے، گھوڑے کی رہہ ریت یسوار ہو کر آپ نام حطو کے مقامات میں گشت لگا گئے، اور دایس اگر لوگوں کو تسکیں دی کہ کوئی حطہ کی مات ہیں

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی کسی کو اسے دستِ حاص سے قتل نہیں کیا، انی س حلف آیکماحت دشمن تھا، مدین میں مدیر دیکر ہا ہوا، تو ساتھ ساتھ یہ کہتا گیا، کہ میرے یاس ایک گھوڑا ہے، حسکو میں ہر ردور حوا رکھلایا کرتا ہوں، اُسی ریر چڑھ کر محمد کو قتل کروں گا، احد میں اُسی گھوڑے کو اڑاتا اور صعوں کو حیرتا ہوا آیکے یاس ہیج گیا، مسلمانوں نے چاہا کہ اُس کو ہیج میں روک لیں، لیکن آپ نے مع فرمایا اور ایک مسلمان کے ہاتھ سے سیرہ لیکر آپ اس کی طرف بڑھے، اور آہستہ سے اس کی گردن میں انی چھوئی، وہ جیگھاڑ مار کر بھاگا، لوگوں نے کہا یہ تو کوئی بڑا رحم نہیں، تم اس قدر حورہ کیوں ہو؟ اُسے کہا ہاں یہ سچ ہے لیکن یہ حیر کے ہاتھ کا رحم ہے،

راست گماری (راست گفتاری سیمیر کی ایک ضروری صفت ہے) اولس کا حودا کی دات سے کبھی مسک نہیں ہو سکتا، اس سائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے حوال میں اس کے حریات کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی، لیکن

۱۔ صحیح مسلم عودہ جس ۱۷ صحیح بخاری کے معرق الادب میں ۲ حدیب ہے ملا اب الساجی فی الحرب، داب اد اعرعواللیل،

۲۔ شرح صفات صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۶۴ بحوالہ سبھی صحیح وصف عبدالرزاق داس سند وادعی

اس موقع پر ہم صرف اُن تہاد توں کو قلمد کرنا چاہتے ہیں جو دشمنوں کے اعتراف سے ہاتھ اُسکی ہیں  
 آنحضرت صلعم نے حب سوت کا دعویٰ کیا تو کفار میں جو لوگ آپ سے واقف تھے اُنھوں نے آپ کو کاذب  
 اور دروغ گو یقین نہیں کیا، بلکہ یہ سمجھا کہ بعد ازاں آپ کے حواس درست ہمیں ہیں یا اس عقل کا ہمیں رہی ہے یا یہ  
 کہ اُن میں اب تساعراہ تجیل پستی آگئی ہے، اسی ساراہوں نے آپ کو محزون کہا، مسخو رکھا، تساعراہ کہا، لیکن کذب نہیں کہا،  
 ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤساء جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کا ذکر ہو رہا تھا، مصرس حارت نے  
 جو قریش میں سے زیادہ حمادیدہ تھا، کہا، اے قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے اس تک تم اسکی کوئی تدبیر نہ نکال سکے،  
 محمدؐ تمہارے سامنے یہ سے حوال ہوا، وہ تم میں سے زیادہ مسیدیدہ، صادق القول اور امین تھا، اس نے اُسکے  
 مالوں میں سیدی اچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، تساعراہ ہے، محول ہے،  
 حداکہی تم میں سے اکی باتیں سی ہیں، محمدؐ میں یہ کوئی بات نہیں، تم پر یہ کوئی مصیبت ہی نہ آئی ہو،  
 ابو جہل کہا کہ رات تھا ”محمدؐ میں تلو جھوٹا نہیں کہتا، اللہ تم کو کچھ کہتے ہو، اُن کو صحیح نہیں سمجھتا، قرآن مجید  
 کی یہ آیت اسی موقع پر ازل ہوئی ہے،

فَذَلَعَلَّكُمْ لَيْسَ بِكُفْرَانِكُمُ الَّذِي كَفَرْتُمُ بِلِقَائِكُمْ بِرَبِّكُمْ  
 لَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَلكِنْ بِآثَابِ اللَّهِ بِمَا كُفَرْتُمْ، وہ تلو جھوٹا ہے اللہ یہ ظالم اللہ کی آیوں کا انکار کر رہے ہیں۔  
 حب آنحضرت صلعم کو مینا گاہ الہی سے حکم ہوا کہ ایسے اہل حامداں کو اسلام کی دعوت دو تو آپ نے ایک پہاڑ پر  
 چڑھ کر بیکار، نامتعش، ہرقت احب سب لوگ جمع ہو گئے تو فرمایا اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک  
 لشکر آ رہا ہے تو تم کو یقین آئے گا، اسے کہا، ہاں، کیونکہ ہم نے تلو کھسی جھوٹ دے لے ہیں سچ دیکھا۔

قیصر روم نے درامیں ابوسفیان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں جو مدعی پیدا ہوا ہے اس دعویٰ سے پہچنے  
 کھسی تھے اس کو دروغ گو بھی یا یا، ابوسفیان نے کہا نہیں، آخر میں قیصر نے جو تقریر کی اس میں کہا، میں نے تم سے

لے اس ہمام لے حاجت بردی نصیر انعام لے صحیح بخاری تفسیر سورہ مدث

یو چھا کہ تمہارے ردیک وہ کبھی کب کا بھی ترک ہو تو تم نے جواب دیا کہ ہمیں، مجھے یقین ہو کہ اگر وہ حدیث پر امتزا  
ما دھتا تو وہ آدمیوں پر امتزا مادھے سے کٹے مار رہتا،

ایک اے عہد (ایک اے عہد آج کی ایک ایسی عام خصوصیت تھی کہ دس بھی اس کا اعتراف کرتے تھے، جیسا یہ قیصر نے  
ایسے دربار میں آپ کے متعلق الوسمیاں سے حوسولات کئے اں میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمدؐ نے مد عہدی بھی  
کی ہے؟ الوسمیاں کو محو رابہ جواب دیا کہ نہیں، وحشی چھوٹے حضرت حمزہ کو تہد کیا تھا اسلام کے ڈر سے تہر  
تہر بھی کرتے تھے، اہل طائف نے مدیرہ بھی کئے یے خود قدم کیا اس میں اکامام بھی تھا، ایک اکو ڈر تھا کہ کبیر  
مجھ سے مقام نہ لیا جائے، لیکن خود دہتموں نے اکو یقین دلایا کہ تم نے خوف و خطر حاؤ، محمدؐ سہرا کو قتل نہیں کرتے  
جیسا کہ وہ اس اعتماد پر دربار سوت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، صفواں س امیر (قل اسلام) تہد تریں دہتموں  
میں تھے، حب کہ مستح ہو تو وہ بھاگ کر اوس کے ارادہ سے حدہ چلے گئے، محمدؐ س دہسے حاضر خدمت ہو کر واقعہ  
عص کیا، آنحضرت صلعم نے عائدہ ساریت کیا اور فرمایا کہ یہ صفواں کی اماں کی مٹانی ہے، عیر عائدہ مارا کہ لیکر صفواں  
کے یاس بھیجے، اور کہا کہ بھاگے کی ضرورت نہیں نکو اماں ہے حب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو عص کی  
کہ کیا آئی ہے مجھ اماں دی ہے، ارتاد ہو کہ اباں، یسج ہے،

اور افع ایک علام تھے، حال کہ میں قریش کی طرف سے میر سکر مدیرہ سورہ آئے، اسوے اقدس یسٹری می تو  
نے احتیار اسلام کی صداقت اُس کے دل میں جا گریں ہو گئی، عص کی یا رسول اللہ! اب میں کبھی کامروں کے یاس  
لوٹ کرہ حاؤں گا، ارتاد ہوا، یہ میں تہد کی کر سکا، اور نہ قاصدوں کو ایسے یاس روک سکتا، تم اسوقت وائیں  
حاؤ، اگر وہاں بھیج کر بھی تمہارے دل کی یہی کیفیت ماتی رہے تو احاما، جیسا کہ وہ اسوقت وائیں گئے، اور بھیج اسلام لا،  
کہ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ کہہ سے جو مسلمان ہو کر مدیرہ جائے گا وہ اہل مکہ کے مطالبہ یر وائیں کر دیا جائیگا  
عین اسوقت حب معاہدہ کی یسٹریں یر یسٹریں اوحمدل یا ریحہ اہل مکہ کی قید سے بھاگ کر آئے، اور رسول اللہ صلعم

سے فریاد دی ہوئے، تمام مسلمان اس درد انگیز مسطر کو دیکھ کر تڑپ اُٹھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان تمام انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، اے الوجود! صبر کرو، ہم مدد دی ہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ اعتریب تمہارے لیے کوئی رستہ نکالے گا۔

موت سے پہلے کا واقعہ ہو کہ عبداللہ بن ابی العسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ معاملہ کیا اور آپ کو ٹھاکر کہیں چلے گئے کہ اگر حساب صاف کر دیتا ہوں اتفاق سے انکو خیال رہا تیس دن کے بعد آئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حکم تشریف رکھتے تھے، ان کو دیکھ کر فرمایا ”میں تیس دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں“،

عروہ بدر میں کاروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد ایک تلت سے بھی کم تھی، ایسے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرتی خواہش یہ ہونی چاہیے تھی کہ جس قدر آدمی بڑھ سکیں بہتر ہے، لیکن آپ اس وقت بھی ہمہ تن فائق تھے ابو حذیفہؓ لہاں اور ابو جہلؓ دو صحابی کہہ سے آرہے تھے، راہ میں کھارے انکو روکا کہ محمدؐ کے پاس جارہے ہو، انھوں نے انکار کیا، آخر اس شرط پر انکو رہائی ملی کہ وہ جنگ میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے، یہ دونوں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو صورت حال عرص کی، فرمایا، تم دونوں واپس جاؤ، ہم ہر حال میں وعدہ وفا کریں گے، ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

ربہ وقاعت | مصعب بن عمیرؓ کا نام تھا کہ میں تھے غیر تھے، مدینہ پہنچے وہیں سے مادناہ بس گئے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ تمام عرب کے یرگیں جو حارے یر بھی فائدہ کس ہے، صحیح بخاری باب الحمد میں روایت ہے کہ وفات کے وقت آپ کی ررہ ایک یہودی کے یہاں تیس صلح کچر گر دھتی، جس کی ررہ میں آئے وفات پائی ان میں اوپر تلے بیونڈ لگے ہوئے تھے، یہ وہ ررہ ہے جس تمام عرب حدود تمام سے لیکر عدل تک مسخ ہو چکا ہے اور مدینہ کی سرزمین میں در دیم کا سیلاب آچکا ہے،

اس میں تہہ ہیں کہ آپ کی مہات فراہیں میں رہا یہ کال قلع قمع کر بھی تھا، جس کے مست خدانے نصاریٰ



کو ملامت کی تھی کہ رہنا یہاں اسد عوہا اس سائر آب نے کبھی کبھی اچھے کھالے اور اچھے کپڑے بھی استعمال کئے ہیں لیکن اصلی میلان طبع رحارف دیوی سے احتساب تھا، درمیا کرتے، فرمد آدم کو ال جید حیروں کے سوا اور کسی حیر کا حق نہیں رہے کے لیے ایک گھر ستر پستی کے لیے ایک کیڑا، اور سکم سیری کے لیے روکھی سوکھی روٹی اور مائی، حصرت عائتہ فرماتی ہیں، ولا یطویٰ لہ نوٹ، کبھی آپکا کوئی کیڑا کر کے نہیں رکھا گیا، یعنی صرف ایک حوڑا کیڑا ہوتا تھا، دوسرا نہیں ہوتا تھا، حوتہ کر کے رکھا جاسکتا،

ایک دفعہ حصرت عہد اللہ س عمر گھر کی دیوار کی مرمت کر رہے تھے، اتفاقاً آپ کسی طرف سے آگئے، یو جھاکا تنعل ہو، عہد اللہ س عمر نے عرص کی کہ دیوار کی مرمت کر رہا ہوں، ارتاد ہوا کہ اسی مہلت کہاں؟  
گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا اور رات کو تو اکثر آب اور سارا گھر بھوکا سو رہتا تھا،

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمَتَاعَةَ طَاوِيًا هُوَ      آب اور آب کے اہل و عیال متصل کی کئی رات بھوکے رہ جاتے  
واہلہ لا یجدون عشاء      تھے، کیونکہ رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا،

یہم دو دو بیسے تک گھر میں آگ نہیں چلتی تھی، حصرت عائتہ نے ایک موقع پر جب یہ واقعہ یاں کیا تو عودہ س الریر نے یو جھاکا آخر گدارا کس حیر پر پتھا، بولیں کہ یانی اور کچور، اللہ ہمسائے کبھی کبھی مگری کا دودھ بھیجتے تھے تو بی لیتے تھے، آب نے تمام عمر کبھی حیاتی کی صورت نہیں دیکھی، میدہ حکو عرب میں حواری اور نقی کہتے ہیں کبھی لطر سے ہیں گدرا، سہل س سعد واس واقعہ کے راوی ہیں اُسے لوگوں نے یو جھاکا کیا آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جھلیاں نہ تھیں، بولے ہیں، لوگوں نے کہا پھر آخر کس حیر سے اٹا جھاتے تھے، بولے مجھ سے بھوک کر بھوسی اڑا دیتے تھے، حورہ جاتا تھا اسی کو گو مدھ کر پکا لیتے،

حصرت عائتہ فرماتی ہیں کہ تمام عمر یہی مدیرہ کے قیام سے وفات تک آب نے کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی،

حدک اور حیر و غیرہ کے ذکر میں محدثیں اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آب اُن کی آمدنی سے سال بھر کا خرچ لے لیا کرتے تھے، یہ واقعہ ظاہر روایات مذکورہ بالا کے مخالف معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت دونوں صحیح ہیں، لے شہ آب نقد رقعہ آمدنی میں سے اتنی مافی مقدار اور اہل حاجت کو دیدیتے تھے، لیکن آب انے لیے حور کھ لیتے تھے، وہ بھی اہل حاجت کے مدد ہو جاتا تھا، احادیث میں آب کی فاقہ کستی اور سنگدستی کے واقعات ہمایہ کثرت سے مقبول ہیں حد روایتیں اس موقع پر ہم درج کرتے ہیں

ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ سخت بھوکا ہوں، آب لے ارواح مطہرات میں سے کسی کے ہاں کھلا بھیجا کہ کچھ کھائے کو بھیج دو جواب آیا کہ گھر میں یا نی کے سوا کچھ نہیں، آب لے دوسرے گھر کھلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا، مختصر یہ کہ آٹھ لو گھروں میں سے کہیں مانی کے سوا کھائے کی کوئی چیز نہ تھی؛

حضرت انس کا بیان ہے کہ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آب لے شکم کو کپڑے سے کسکر مہ دھا ہی سب یو جھا تو حاصر میں سے ایک صاحب کے کہا بھوک کیوجہ سے،

حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں رہیں پر لیٹے ہوئے ہیں، اور بھوک کی وجہ سے مار مار کر دہنیں ملتے ہیں،

ایک دفعہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کستی کی شکایت کی اور بیٹ کھو کر دکھایا کہ تھیر مدھے تھے، آب لے شکم کھولا تو ایک کے کھائے دو دوتھیر تھے،

اکثر بھوک کیوجہ سے آوار اس قدر کمزور ہو جاتی تھی، کہ صحابہ آب کی حالت سمجھ جاتے تھے، ایک دن ابو طلحہ گھر میں آئے، اور سیوی سے کہا کچھ کھائے کو ہے؟ میں نے ابھی رسول اللہ کو دیکھا، اُنکی آوار کمزور ہو گئی ہے،

ایک دن بھوک میں ٹھیک دو ہیر کے وقت گھر سے نکلے، راہ میں حضرت عمر اور حضرت ابو بکر ملے، یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے مرنے لگے تھے، آب سب کو لیکر حضرت ابویوب الصاری کے گھر آئے، انکا معمول تھا

کہ آنحضرت صلعم کے لیے دودھ مہیا رکھتے تھے، آج آج کے آسے میں دیر ہوئی تو انھوں نے بچوں کو کھلا دیا، آنحضرت صلعم کے گھر سے تو وہ بھلتاں میں چلے گئے تھے، انکی بیوی کو حشر ہوئی تو ماہر کل آئیں اور عرص کی حضور کا آمارک، آپ نے لوجھا الوایوب کہاں ہیں، بھلتاں یاں ہی تھا، وہ آوار سکر دوڑے آئے اور مر حاکم عرص کی یہ حضور کے آسے کا وقت ہیں، آپ نے حالت یاں کی وہ بھلتاں میں حاکم کھجوروں کا ایک حوتہ توڑ لائے، اور کہا میں گوشت طیار کرتا ہوں، ایک سحری دج کی، آدھے کا سال، آدھے کے کما تیار کر آئے، کھانا سامے لا کر رکھا تو آنحضرت نے ایک بوٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ کو بھجوا دو، کئی دن سے اُسکو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے، پھر خود صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا لوتس فرمایا، متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر انھوں میں آسو بھرائے، اور فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعم سے سوال ہوگا وہ یہی حیریں ہیں،

اگر اس بات کو کہ آنحضرت صلعم صبح کو ارواح مطہرات کے پاس تشریف لاتے اور بوجھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے، عرص کرتیں ہیں، آپ دہاتے کہ اچھا میں نے رورہ رکھ لیا،

عمود علم | ارباب سیر نے تصریح کی ہے اور تمام واقعات تاہد ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، صحیح میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی سے ایسے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا، بکراس صورت کے کہ اس نے احکام الہی کی تصریح کی ہو،

(جنگ اُحہ کی تسکت سے زیادہ روساے طائف کے تحقیر آمیز برتاؤ کی یاد خاطر اقدس یگر آں تھی، تاہم دس دس کے بعد عدہ طائف میں حب وہ ایک طرف سمیق سے مسلمانوں پر پتھر برسا رہے تھے، تو دوسری طرف ایک سرایاے حلم و عفو اسال (خود آنحضرت صلعم) یہ دعا مانگ رہا تھا، کہ خدایا انھیں سمجھ عطا کر اور اُن کو آستانہ اسلام پر جھکا، جیسا جیسا ہی ہو، کھمے میں حب اُن کے وعدے مدیہ کا ج کیا تو آب نے صحن مسجد میں انکو مہماں اتارا اور عزت حرمت کیساتھ اُسے بیت آشفے،

قریش نے آپ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکی دی، راستوں میں کاٹے بچھائے، جسم اظہر ریحاتیں ڈالیں، گلے میں بھیسہ اڈال کر کھیچا، آپ کی ساں میں گستاخیاں کیں، لعود مالد کبھی حادو گر کبھی یاگل، کبھی تباہ کیا، لیکن آپ نے کبھی انکی ماتوں پر بڑھی طاہر نہیں درمائی، عرب سے عرب آدمی بھی حک کسی جمع میں جھٹلایا حاتاہو تو وہ عصہ سے کاٹ اٹھتا۔ ایک صاحب جھول لے آنحضرت صلعم کو مدی الحجار کے مارا میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضور فرما رہے تھے گو کو لا الہ الا اللہ کہو تو سحاحات یا دگے، ”یہیچھے الوجل تھا، وہ آپ یرحاک اڑا کر کہہ رہا تھا، گو کو اس شخص کی ماتیں نکوا یہ مدہب سے گرتے نکوریں، یہ یہ چاہتا ہے کہ تم ایسے دیوتاؤں لات و عمری کو چھوڑ دو۔“ راوی کہتا ہے کہ آپ اس حالت میں اس کی طرف مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے، (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۶۳)

سکے ٹھکڑے اور عصہ کا موقع افک کا واقعہ تھا، جب کہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ کو لعود مالد تہمت لگائی تھی، حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی محبت ترین ارواح اور حضرت ابو بکر صلیہ یار عار اور اصل اصحابہ کی صاحبزادی تھیں، تہرہ ساتھوں سے بھرا ڈیا تھا، جھول لے دم بھر میں اس حر کو اس طرح پھیلا دیا کہ سارا مدینہ گرج اٹھا، دہشتوں کی تہمت ماموس کی مدامی، محبت کی تصحیح، یہ ماتیں السالی صر و تحمل کے پیار میں ہیں سما سکتیں، تاہم رحمت عالم نے اس سب باتوں کے ساتھ کیا کیا، ہر تہمت کا نام تراوی، رئیس المسافین عبداللہ بن ابی تھا، اور آپ کو اس کا بھونی علم تھا، ما میں ہمہ آپ نے صرف اس قدر کیا کہ جمع عام میں سر پر کھڑے ہو کر فرمایا، مسلمانو! جو شخص میرے ماموس کے متعلق نکلوتا ہے اس سے میری داد کوں لے سکتا ہو؟ حضرت سعد بن معاذ عصہ سے بیاب ہو گئے اور اٹھ کر کہا میں اس حدت کے لیے حاضر ہوں، آپ مام تائیں، تو اس کا سرا ڈا دوں، سعد بن معاذ نے جو عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے، مخالفت کی اور اسیر دونوں طرف کے حمایتی کھڑے ہو گئے، قریب تھا کہ تلواریں کچ جائیں، آپ نے دونوں کو ٹھٹھا کیا، واقعہ کی تحکیم خود خدا نے کر دی اور تہمت لگائے والوں کو ترعی سرا دی گئی، تاہم عبداللہ بن ابی اس سائر چھوڑ دیا گیا کہ اس کو تہمت لگائے کا اقرار نہ تھا اور تہمت کے لیے ترعی تہادت موجود نہ تھی، تہمت لگائے والوں میں حکو سرا دی گئی، ایک صاحب سطح اس آتہ تھے، اس کی معاش کے فیصل حضرت ابو بکر صلیہ تھے، تہمت کے حرم میں

حضرت ابوبکرؓ نے اہل کار و ریشہ سد کر دیا، اس پر یہ آیت اتری،

وَلَا تَأْكُلْ أُولَ الْأَقْصَابِ مِنْكُمْ وَالسَّعَاءُ أَنْ تَوَلَّوْا أُولَ الْأَقْصَابِ  
وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُحْسِنِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْمُوا وَلْيَصْطَحُوا  
أَلَا تَحْشَوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور)

تم میں سے جو لوگ صاحبِ اقصاء دردی مقدور ہیں انکو قہم نہیں کھانا  
چاہئے، کہ قراب داروں کیوں اور مجاہدوں کو لوٹ کر گئے، مکو عمو اور دیگر  
سے کام لیا جلتے، کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو بخندہ جلعو رحیم ہو،

حضرت ابوبکرؓ نے اہل کار و ریشہ دستور جاری کر دیا،

تمہمت لگائے والوں میں (جیسا کہ صحیح ترمذی کتاب التفسیر سورہ نور میں تصریح ہے) حضرت حسان بھی تھے، حضرت عاتقہ  
کو اس سے عویج ہو تھا وہ عفو کی حد سے متجاوز تھا، لیکن یہ آنحضرت صلعم کے فیضِ صحت کا اثر تھا کہ جب عودہ سے ریر  
لے حضرت عاتقہ کے سامنے حضرت حسان کو کراہتا شروع کیا تو حضرت عاتقہ نے روک دیا، کہ یہ (حسان) آنحضرت صلعم  
کی طرف سے کھار کو جواب دیتے تھے!

مدینہ کے مافق یہودیوں میں سے لیدس اعظم نے آپ پر سحر کیا، تاہم آپ کے کچھ تعرض نہ پایا (حضرت عاتقہ نے  
مرید تحقیق کی تحریک کی تو فرمایا، میں لوگوں میں شورش نہیں پیدا کرانا چاہتا،)

زید بن سہیلؓ جس زمانہ میں یہودی تھے، لیس دیں کا کار و بار کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے اہل سے کچھ  
قرص لیا، میعادِ ادا میں ابھی کچھ دل ماتی تھے تقاصے کو آئے، آنحضرت صلعم کی چادر بکڑ کر کھینچی اور سخت سُست کہہ کر کہا  
عبدالطی کے حامداں والو! تم ہمیشہ یوں ہی جیلے حوالے کیا کرتے ہو، حضرت عمرؓ عرصہ سے بیاب ہو گئے، اُسکی طرف  
مخاطب ہو کر کہا، اودتس خدا تو رسول اللہ کی تائیں میں گستاخی کرتا ہے، آنحضرت صلعم نے مسکرا کر فرمایا، عمر! مجھ کو تم سے  
اور کچھ امید تھی، اُسکو سمجھا ما چاہیے تھا کہ رمی سے تقاصا کرے، اور مجھے کہہ جایا ہے تھا کہ میں اس کا قرصہ ادا کر دوں  
پھر ماکر حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ قرصہ ادا کر کے میں صاع کھجور کے اور زیادہ دیدوں،

۱۔ صحیح بخاری حصہ ایک، ۲۔ صحیح بخاری ص ۹، ۳۔ روایت یہی اس حوالہ طرانی اور ابوالولیم نے روایت کی ہے اور سیوطی نے کہا ہے  
کہ اُسکی سچ ہے (شرح سائر تہاب حاجی)



(ایک دفعہ آئیے یاس صرف ایک حوڑا کیڑا رہ گیا تھا، اور وہ بھی موٹا اور گدہ تھا، پسیدہ آتا تو اور بھی لوجھل ہو جاتا اتفاق سے ایک یہودی کے یہاں تمام سے کیڑے آئے، حسرت عایتہ لے عرص کی کہ ایک حوڑا اس قرص منگو لیجئے آنحضرت صلعم لے یہودی کے یاس آدمی بھیجا، اُس گستاخ لے کہا، میں سمجھا، مطلب یہ ہو کہ میرا مال یوں ہی اڑا لیں، اور دام نہ دیں، آنحضرت صلعم لے یہ ناگوار چلے سکر صرف اس قدر فرمایا ”وہ خوب جانتا ہی کہ میں سے زیادہ محتاط اور سے زیادہ امانت کا ادا کر لے والا ہوں“)

ایک دفعہ کھیت پر تشریف لے جا رہے تھے، ایک عورت قر کے یاس بیٹھی رو رہی تھی، آپ رک گئے، اور اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا ”صبر کرو“ وہ آپ کو بھیجی تھی (گستاخی کے ساتھ) لولی، ہٹو تم کیا جاں سکتے ہو کہ مجھ پر کیا کیفیت ہے، آپ چلے آئے، لوگوں نے عورت سے کہا تو لے ہیں بھیجا، وہ رسول اللہ تھے، دوڑی ہوئی آئی اور کہا میں حضور کو بھیجی تھی، ارتداد فرمایا، صبر رہے عوین مصدق کے وقت کیا جائے؟“

ایک دفعہ حسرت سعدس عمارہ سیار ہوئے، آپ عیادت کو سواری پر تشریف لے گئے، راہ میں ایک جلسہ تھا، آپ ٹھہر گئے، عبداللہس انی حور میں المافقیں تھا، وہ بھی جلسہ میں موجود تھا، آپ کی سواری کی گرد اڑی تو اُسے چادر پاک پر رکھ لی اور آنحضرت صلعم سے کہا دیکھو گرد اُڑاؤ (حب آنحضرت صلعم قریب یہو کے تو اُسے کہا محمد ایسا گدھا ہٹاؤ، تمہارے گدھے کی مدوے میرا دماغ یرتیاں کر دیا، آنحضرت صلعم لے سلام کیا، پھر سواری سے اُترے اور اسلام کی دعوت دی، عبداللہس انی لے کہا، ہمارے گھر اگر بکھوہ تاؤ، تو تخص خود تمہارے یاس جائے اُس کو تعلیم دو“ عبداللہس رواتہ حو متہورتا عرتھے، اُنہوں نے کہا آپ ضرور تشریف لائیں، مات ٹڑھتے ٹڑھتے یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ تلواریں کل آئیں، آنحضرت صلعم لے دونوں مرنی کو سمجھا کھٹکھٹا کیا، جلسہ سے اٹھ کر آپ سعدس عمارہ کے یاس آئے، اور اُس سے کہا کہ تم لے عبداللہ کی ماتیں سین سعدس عمارہ لے عرص کی کہ آپ کچھ خیال نہ فرمائیں، یہ تخص ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ لے اس کے لیے ریاست کا تاج تیار کر لیا تھا،



عروہ جیس میں آب لے مال عصمت تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا یہ تقسیم خدا کی رضا مادی کے لیے نہیں ہے،  
آب لے سا تو فرمایا، خدا موعی پر رحم کرے، اُن کو لوگوں نے اس سے بھی زیادہ ستایا تھا،

ایک دفعہ ایک مدد خدمت اقدس میں آیا، آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، اس کو مٹیاب کی حاجت معلوم ہوئی  
آداب مسجد سے واقعہ بھاڑ میں کھڑے ہو کر مٹیاب کر لے لگا لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے کہ اُس کو سزا دیں، آپ  
نے فرمایا کہ حائے دو، اور مانی کا ایک ڈول لاکر بھاڑ دو، خدا نے تم لوگوں کو دستواری کے لیے نہیں، بلکہ آسانی  
کے لیے بھیجا ہے،

حضرت انسؓ جو خادم خاص تھے اُن کامیاں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے محکو کسی کام کے لیے بھیجا تھا،  
میں نے کہا ہاؤں گا، آپ جیب رہ گئے، میں یہ کہہ کر باہر چلا گیا، دفعہ آنحضرت صلعم نے مجھے سے اگر میری گردن پکڑ لی،  
میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں، پھر سارے فرمایا، امیں احسن کام کے لیے کہا تھا اب تو حائے، میں نے عرض  
کی اچھا حاتا ہوں، حضرت انسؓ نے اسی واقعہ کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے سات برس آپ کی ملازمت کی کبھی یہ نہ  
فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا، یا یہ کیوں ہنس کیا،

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ ہم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ جاتے اور باتیں کرتے، جب  
اُٹھ کر گھر میں جاتے تو ہم لوگ بھی چلے جاتے، ایک دن حسب معمول مسجد سے نکلے، ایک مدو آیا، اور اُس نے آپ کی چادر  
اس رو سے پکڑ کر کھینچی کہ آپ کی گردن سُر ج ہو گئی، آپ نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا، بولا کہ میرے اوٹوں کو علم سے لاد  
وے، تیرے پاس حوال ہے وہ تیرا ہے، تیرے ماب کا ہے، آپ نے فرمایا یہ میری گردن کا مدلہ دو، تب علم  
ویا حائے گا، وہ مار مار کر کتا تھا، خدا کی قسم میں ہر گردلہ نہ دوں گا، آپ نے اُس کے اوٹوں پر کچا اور کھو ریں لہوا دیں،  
پھر کچھ تعرض نہ فرمایا،

(قریش (معو و ماشد) آنحضرت صلعم کو گالیاں دیتے تھے، اُڑا کھلا کہتے تھے، صد سے آپ کو محمد (تعریف کیا گیا)

۱۷ صحیح بخاری صفحہ ۶۲۱ وہ جیس ۱۷ صحیح بخاری صفحہ ۳۵، ۱۷ صحیح مسلم والوداؤد کتاب الادب، ۱۷ الوداؤد کتاب الادب (یہی واقعہ  
حضرت انسؓ سے بخاری و مسلم میں بھی مروی ہے سیر سیر)

ہیں کہتے تھے، بلکہ مدغم دمدت کیا گیا، کہتے تھے (لیکن آپ اس کے جواب میں ایسے دوستوں کو خطاب کر کے صرف اسی قدر فرمایا کرتے کہ ہمیں تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں کو مجھ سے کیوں مکر بھیرتا ہی، وہ مدغم کو گالیاں دیتے اور مدغم پر لعنت بھیجتے ہیں، اور میں محمدؐ ہوں،

حسنِ رماہ میں آپ فتح مکہ کے لیے تیار رہا کرتے تھے اس بات کی خاص احتیاط فرما رہے تھے کہ قریش کو ہمارے ارادوں کی خبر ہو، حاطب بن بلتعہ ایک صحابی تھے انھوں نے چاہا کہ قریش کو اسکی اطلاع کر دیں، جیسا کہ ایک خط لکھ کر انھوں نے حبشہ کے ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا، آپ کو اسکی خبر ہو گئی، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اس وقت بھیجے گئے، حوا قصاصہ کو مع حط کے گرفتار کر لائے، حاطب کو ملا کر دریافت کیا تو انھوں نے صاف صاف ایسے قصور کا اعراف کیا، اور معذرت چاہی، یہ وہ موقع تھا کہ ہر سیاست داں، محرم کی سرکافتولی دیتا، لیکن آنحضرت صلیم نے اس لیے ان کو معاف فرمایا کہ وہ سرکائے بدر میں تھے، عورت حواسِ حرم میں شریک تھی اُس سے بھی کسی قسم کا تعرض نہیں فرمایا، حالانکہ یہ خط اگر دشمنوں تک بھیج حاتا تو مسلمانوں کو سخت خطرات کا سامنا ہوجاتا،

فراٹ س حیاں ایک شخص تھا، اوسعیان کی طرف سے مسلمانوں کی حاسوسی پر مامور تھا، اور آنحضرت صلیم کی جو میں انتظار کرتا تھا، ایک دفعہ وہ پکڑا گیا تو آنحضرت صلیم نے اُس کے قتل کا حکم دیا، لوگ اکو یک کر لے چلے جب انصار کے ایک محلہ میں ٹھہرایا تو لولا کہ میں مسلمان ہوں، ایک انصاری نے اگر اطلاع دی کہ وہ کتاہو کہ میں مسلمان ہوں، آپ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جس کے ایمان کا حال ہم ابھیں یہ چھوڑتے ہیں ان میں سے ایک وراثت س حیاں ہے، مومنین نے لکھا ہو کہ وہ بعد کو صدق دل سے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلیم نے اکو یامتہ میں ایک میں عنایت وراثی حسن کی آمدنی ۳۴ تھی،

دشمنوں سے عفو و درگزر (اساں کے دحیرہ احلاق میں سے زیادہ کھیاب اور مادر الوحد حیر و دشمنوں پر رحم اور اُس سے حسن سلوک

لے مشکوٰۃ باب اسما الدی صلیم، صحیح بخاری فتح مکہ، لے اوداؤ دکناب الجہاد باب الحاسوس الدمی، یہ حدیث سعیاں ثوری کے واسطے سے دوطرعوں سے مروی ہے ایک میں الوہام الدلال ہے اور یہی اوداؤ کا طریق ہے، یہ طریق صیغ ہے، دوسرا طریق سرس سری الصری کے درلعت ہے جو صحیح ہے، امام احمد نے بھی مسند میں روایت اعل کی ہے، لے اصنام ترجمہ وراثت و کورا،

لیکن پھر مجھے حضور کے احسانات اور حلم و عفو یاد آئے، میری سست آئیکو جو حیرتیں بھی تھیں، وہ صحیح تھیں، مجھے ایسی ہمت اور تصور کا اعتراف ہے، اب اسلام سے متبرک ہوئے آیا ہوں، دفعۃً ماہِ رحمتِ واقفا، اور دوست و دشمن کی تیسرے کیسے منفق و تھیں،

انوسیاں اسلام سے پہلے جیسے کچھ تھے، عوداتِ موسمی کا ایک ایک حرف اس کا ساہد ہے، بدرستے لیکر فتح مکہ تک حقی لڑائیاں اسلام کو لڑنی پڑیں ان میں سے اکثر میں ان کا ہاتھ تھا، لیکن مسیح کہہ کے موقعِ رحب وہ گرفتار کر کے لائے گئے، اور حضرت عباس اکو لیکر حدتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے ساتھ محنت سے بیت آئے، حضرت عمر لے گدشتہ حرایم کی یادش میں ان کے قتل کا ارادہ کیا، لیکن آپ نے مع فرمایا، اور نہ صرف یہ ملک ان کے گھر کو اس و اماں کا حرمِ سادیا، فرمایا کہ حوالہ مسیال کے گھر میں داخل ہوجائے گا، اُس کا قصور معاف ہوگا، کیا دیا کہ کسی طمع نے ایسے دشمن کے ساتھ یہ رماؤ کیا ہے؟

عرب کا ایک ایک قبیلہ اطاعت کیتا نہ اسلام کے یرحم کے یحییٰ جمع ہو رہا تھا، اگر کسی قبیلہ نے آحتناک سرتانی کی تو وہ سوجھ کا قبیلہ تھا، جس میں میلہ لے اذعائے موت کیا تھا، تمامہ س آماں اس قبیلہ کے روساؤں میں تھا، اتفاق سے وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا، گرفتار کر کے مدینہ لے آئے، آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ اس کو سیدی کے ستوں میں مادہ دیا جائے اس کے بعد آپ محدثیں شریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا کہتے ہو، اسے کہا اے محمد اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو ایک حونی کو کر دو گے، اور اگر احساں کر دو گے تو ایک تنگ گردا ریر احساں ہوگا اور اگر ردیہ چاہتے ہو، تو ہم ماگو، میں دوں گا۔ یہ جواب سکر آپ حاموش رہے، دوسرے دل بھی یہی تقریر ہوئی، تیسرے رد بھی جب اسے یہی جواب دیا تو آپ نے حکم دیا کہ تمامہ کی سی کھول دو، اور آرا کر دو، تمامہ میرا س حلاف توقعِ لطف و عیانت کا یہ اترہوا کہ قریب ایک درخت کی آڑ میں چھپ کر عمل کیا اور پھر سجد میں واپس آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اور عرض کی یا رسول اللہ دیا میں کوئی شخص میری نظر میں آپ سے زیادہ معصوم نہ تھا، اور اب آپ سے زیادہ دیا میں مجھے کوئی محبوب نہیں، کوئی مدہب آپ کے

لے اس اسحاں و اصاہر دکر ہمارے صحیح جاری و صحیح سلم مکہ فتح الہاری

مدرسے زیادہ میری آنکھوں میں بُرا نہ تھا، اور اب وہی برس کے زیادہ بیا رہا ہے، کوئی تہہ آپ کے تہہ سے زیادہ مایوس نہ تھا، اور اب وہی مسدود ہے،

فریت کی شگری دھواکاری کی داستان دھراے کی ضرورت ہیں، یاد ہو گا کہ شعب الی طالب میں تیس برس تک ال طالبوں نے آپ کو اور آپ کے حامدوں کو اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ علیہ کا ایک دامہ اندر ہیج نہیں سکتا تھا کیے بھوک سے روتے تھے اور تڑپتے تھے، ادھر سے ورداں کی آداریں سکرہستے اور جوش ہوتے تھے، لیکن معلوم ہی کہ رحمتِ عالم نے اس کے معاوضہ میں قرآن کے ساتھ کیا سلوک کیا، مکہ میں علیہ یامہ سے آتا تھا، یامہ کے رئیس، یہی تمامہ س آتا تھا، مسلمان ہو کر حب یہ مکہ گئے تو فریت نے تبدیل مذہب پر انکو طعمہ دیا، انھوں نے حصہ سے کہا کہ محمد کی قسم اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احارت کے بغیر گھپوں کا ایک دامہ نہیں ملے گا، اس مدت سے مکہ میں الاح کا کال ٹر گیا، آخر گھر کر فریت نے اُس آستانہ کی طرف رجوع کیا جس سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا، حضور کو رحم آیا اور کہلا بھیجا کہ مدت اٹھا لو، جیسا کہ پھر حسب دستور علیہ حالے لگا،

کھار اور سرکس کے ساتھ آپ کے جس حلق کے ہمت سے واقعات مذکور ہیں لیکن مورخیں یورپ مدعی ہیں کہ یہ کے ساتھ براؤ اس وقت تک کے واقعات ہیں جب تک اسلام صعیف تھا اور مخالفت اور لطف و اسی کے سوا، چارہ نہ تھا، اس لیے ہم اس عنوان کے نیچے صرف وہ واقعات نقل کریں گے جو اس زمانہ کے ہیں حکمہ محالیں کی قوتیں یا مال ہو چکی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا اقتدار حاصل ہو چکا تھا،

(الوصفہ عھاری کا بیاں ہو کہ وہ حب کا فتنہ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہاں رہے، رات کو گھر کی تمام کمریوں کا دودہ بی گئے، لیکن آپ نے کچھ نہ فرمایا، رات بھر تمام اہلسیت سوی بھوکا رہا،

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں، تب کو ایک کا فتنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہاں ہوا آئیے

لے مامہ کا پورا واقعہ صحیح بخاری ص ۶۲ و باب دسی حیفہ پیش آخری جگہ اس ہشام میں مذکور ہے، لے مامہ اس حمل

ایک مکری کا دودھ اس کے سامنے بیٹیں کیا، وہ بیٹی گیا، پھر دوسری مکری دوہی گئی، وہ دودھ بھی لے تامل بیٹی گیا، پھر تیسری، پھر چوتھی، یہاں تک کہ سات مکریاں دوہی گئیں اور وہ سب دودھ پیتا چلا گیا، آنحضرت صلعم نے کوئی شخص ظاہر نہ فرمایا، شاید اسی حس احلاق کا اثر تھا کہ وہ صبح کو مسلمان تھا، اور صرف ایک مکری کے دودھ پر قانع ہو گیا،

حضرت اسماءؓ میاں کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ان کی ماں جو مشرک تھیں، اعانت خواہ، مدیہ حضرت اسماءؓ کے یاس آئیں، انکو خیال ہوا کہ اہل شرک کے ساتھ کیا ترانہ کیا جائے، آنحضرت صلعم نے اگر دریافت کیا، آپ نے فرمایا اُن کے ساتھ سکی کرؤ، حضرت ابوہریرہؓ کی ماں کا درہ تھیں، اور بیٹے کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں، جہالت سے آنحضرت صلعم کو گالیاں دیتی تھیں، ابوہریرہؓ نے خدمتِ اقدس میں عرصہ کی آپ نے بجائے عیظ و عصمتِ عا کے لیے ہاتھ اٹھائے،

آنحضرت صلعم کے گھر کا تمام کاروبار حضرت ملال کے سپرد تھا، رومیہ میہ جو کچھ آتا تھا اُن کے یاس رہتا، ماداری کی حالت میں وہ مارا رہے سودا سلفِ قرص لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی تو اُس سے ادا کر دیا کرتے، ایک دفعہ مارا جارہے تھے، ایک مشرک نے دیکھا، ان سے کہا تم قرص لیتے ہو تو مجھ سے لیا کرو، انھوں نے قول کیا، ایک دن اداں دیے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ مشرک حید سودا گروں کے ساتھ آیا اور ان سے کہا کہ اوجھستی انھوں نے اس مہمدی کے جواب میں لیکر کہا، لو لاکچھ صربے وعدے کے صرف چار دن رہ گئے ہیں، تم نے اس مدت میں قرصہ ادا کیا تو تم سے مکریاں حید کے چھوڑ دوں گا۔ یہ عتا پڑھ کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے، اور سارا حال میاں کر کے کہا کہ حراء میں کچھ ہمیں ہنہ کل وہ مشرک اگر مجھ کو نصیحت کریگا، اس لیے مجھ کو اجازت ہو کہ میں کہیں کل جاؤں پھر جب ترصہ ادا کرے گا ساماں ہو جائے گا تو راس آجاؤں گا، عرصہ رات کو حاکر سو رہے اور ساماں سفر یعنی تھیلانہ کوئی ڈھال سر کے نیچے رکھ لی، صبح کو اٹھ کر سفر کا ساماں کر رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اور کہا آنحضرت صلعم نے یاد فرمایا ہے، یہ گئے تو دیکھا کہ چار ادٹ علہ سے لدے ہوئے دروازہ پر کھڑے ہیں، آنحضرت صلعم نے فرمایا، مارک ہو، یہ ادٹ رئیسِ مدک نے بھیجے ہیں، انھوں نے مارا میں حاکر سب حیریں ورجت کیں اور مشرک کا قرصہ ادا کر کے مسجد نبوی

لے حاجتِ فردی ماہ ال المومس ماہل فی معا واحد لے صحیح بخاری ماہ صلتہ الوالد المشرک، لے صحیح بخاری،

میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عص کی کہ سارا قرصہ ادا ہو گیا،

یہ واقعہ مدک کی فتح کے بعد کا ہی، جو ہجرت کا ساتواں سال ہے، حضرت ملال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب خاص اور گھر کے منظم تھے، ایک شرک ان کو حسنی لکھ کر کیا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھ سے مکریاں خیر واکے چھوڑ دوں گا۔ حضرت ملال اسکی تنگ گیری کے ڈر سے بھاگ جائے کا ارادہ کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ مام سنتے ہیں لیکن شرک کی نسبت ایک لفظ نہیں فرماتے، نہ ملال کی حمایت اور دلہی کی تفسیر کرتے، اتفاق سے عدہ آجاتا ہے اور سرک کا قرص ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مدد مانی اور سخت گیری سے درگد کی جاتی ہے یہ حلم، یہ عفو، یہ تحمل رحمت عالم کے سوا اور کس سے ہو سکتا ہے،

سے شکل معاملہ منافقین کا تھا، یہ کفار کا ایک گروہ تھا حکائیں عبداللہ بن ابی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حس زمانہ میں مدینہ قسریہ لائے اس سے کچھ پہلے تمام تہرے اس پر اتفاق کر لیا تھا کہ وہ مدینہ کا دریاں رواں دایا جائے، حکم بدر کے بعد اس نے اسلام کا اعلان کیا، لیکن دل سے کافر تھا، اس کے بیرونی اسی قسم کا مذاقہ اسلام لائے اور سامعین کی ایک مستقل جماعت قائم ہو گئی، یہ لوگ دیرہ اسلام کے خلاف ہر قسم کی تفسیریں کرتے تھے، قریش اور دیگر مخالف قائل سے سارے رکھتے، اوکو مسلمانوں کے بھی راروں کی تردید رہتے، مایں ہمہ لطاہر اسلام کے مراسم ادا کرتے، جمعہ جماعت میں شریک ہوتے، اور لڑائیوں میں ساتھ جاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ال کے حالات، اور ایک ایک کے مام و نساں سے واقف تھے، لیکن چونکہ تشریعت اور قانوں کے احکام دلوں کے اسرار سے ہیں، ملکہ ظاہری اعمال سے متعلق ہیں اس لیے آپ اُن پر کفر کے احکام جاری نہیں فرماتے تھے، یہاں تک تو تشریعت اور قانوں کا معاملہ تھا، لیکن مباح ص دلی اور عفو و حلم کے اقتضاء سے آپ اُن سے ہمیتہ حس اخلاق کا بھی رتاؤ کرتے تھے، ایک دفعہ ایک عروہ میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مارا انصاری نے کہا تَا لَکَ نَصَابِیْ انصاری کی دُھائی، مہاجر نے بھی مہاجر کی دھائی دی، قریب تھا کہ دونوں میں تلوار چل جائے، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

لے الوداد و حلد دوم باب قول ہایا المتکرکس،



فرمایا یہ کیا جاہلیت کی باتیں ہیں، دونوں رک گئے، عبداللہؓ اُلیٰ نے ساتھ کہا ”میریہ حکمرانوں کو کال دوں گا“  
ساتھیوں سے کہا آساں مات یہ ہے کہ تم لوگ مہاجرین کی سرگیری سے ہاتھ اٹھاؤ، یہ خود تارہ ہو جائیں گے، جیسا کہ  
قرآن مجید میں یہ واقعہ مذکور ہے،

ہُمْ اَلْدِّیْنَ نَعُوْکُوْنَ لَا تَقُوْا عَلَیْکُمْ عِندَ  
رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَفْصَحُوْا، (سافوں)  
ہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیر کے ساتھیوں پر حرج  
نہ کرو تا کہ وہ ستر ہو جائیں،  
یَقُوْلُوْنَ لَیْسَ وَحْشًا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَخَرَجَ الْاَعْرَہ  
مِنْهَا اَدَلَّ، (الصا)  
کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ کو واپس چلے گے تو معرکہ لوگ  
کیوں کو مدینہ سے کال دیں گے،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عبداللہؓ بن ابی کو بلا بھیجا کہ تم نے یہ الفاظ کہے تھے؟ اُس نے صاف انکار  
کیا، حضرت عمرؓ موجود تھے، لو نے یا رسول اللہ! حارت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا، لوگ  
جرحا کریں گے کہ محمدؐ ایسے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں!

حگ احد میں عبداللہؓ اسی عین لڑائی کے میں آئے کے وقت میں سو آدمیوں کے ساتھ واپس چلا آیا،  
حس سے مسلمانوں کی قوت کو سخت صدمہ پہنچا، تاہم آنحضرت صلم لے درگزر فرمایا، (اور وہ جب مرا تو اس احساں کے  
معاوضہ میں کہ حضرت عباسؓ کو اس نے ایسا کرتے دیا تھا، مسلمانوں کی مارا صی کے ماحود! آپ نے ایسا قمیص مبارک  
اس کو ہساکر دیا کیا)

یہود و نصاریٰ کیساتھ براؤ | خلق عظیم میں کافر و مسلم، دوست و دشمن، عیرو و بیگناہ کی تمیز نہ تھی، اگر رحمت و شمت و جہنم یکساں  
برساتا تھا، (یہود کو آنحضرت صلم سے حس شدت کی عداوت تھی، اُنکی تہادت عروہ جہنم کے ایک ایک واقعہ سے ملتی ہے  
لیکن آپ کا طر عمل مدت تک یہ رہا کہ حس امور کی سست متقل حکم مارل ہوتا، آپ ال میں ابھیں کی تقلید فرماتے،)  
ایک دفعہ ایک یہودی نے سرسرا مارا کہ تم ہر اُس دات کی جسے مومے کو تمام اساویر صیلت دی، ایک

صحابی یہ کھڑے س رہے تھے، اُس سے رُک گیا، انھوں نے پوچھا، کیا صلعم پر بھی؟ اُس نے کہا ہاں، اُنھوں نے عصہ میں ایک تھپڑ اُس کے مار دیا، آنحضرت صلعم کے عدل اور اخلاق پر دشمنوں کو بھی اس درجہ اعتبار تھا کہ وہ یہودی سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور واقعہ عرض کیا، آپ نے اُن صحابی پر برہمی ظاہر فرمائی،

(ایک یہودی کا لڑکا بیمار ہوا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کو اسلام کی دعوت دی، اُسے ایسے ماب کی طرف دیکھا، گویا ماب کی رصاصہ دی دریافت کی، اُس نے کہا کہ آپ حو فرماتے ہیں اس کو کھالو، جیسا جسر اُس نے کلہ ٹڑھا،

ایک دفعہ سر راہ ایک یہودی کا حارہ گدرا تو آپ کھڑے ہو گئے،

ایک دفعہ یہودی آپ کی خدمت میں آئے، اور ترسارت سے سلام علیکم کے کھائے، السلام علیکم (تم پر موت) کہا، حضرت عاتقہؓ نے عصہ میں اُگراں کو بھی سخت جواب دیا، لیکن آپ نے روکا اور فرمایا، ”عانتہ“ مدرماں سو مری کر دو، اللہ تعالیٰ سرات میں مری پسند کرتا ہے،“

یہودیوں کے ساتھ داد و ستد کرتے تھے، اُنکے سخت و ماحائر تقاضوں اور ورتت کلمات کو برداشت کرتے تھے یہودیوں اور مسلمانوں میں اگر معاملات میں اختلاف پیش آتا تو مسلمانوں کی ملاوہ صلہ داری نہ فرماتے، جیسا کہ اس قسم کی متعدد مثالیں دوسرے عوامات میں مذکور ہیں، ایک دفعہ ایک یہودی نے اگر شکایت کی کہ مجھ کو دیکھو ایک مسلمان نے مجھ کو تھپڑ مارا ہے، آپ نے اُس مسلمان کو اُسی وقت بلو کر رح فرمایا،

لصاری کا وعدہ، حب سحرال سے مدیہ حاضر ہوا، تو آپ نے اُسکی ہمداری کی، مسجد سوی میں اکو جگہ دی، ملکہ اُن کو ایسے طریق پر مسجد میں مار پیڑھے کی بھی اجازت دیدی، اور جب عام مسلمانوں نے اُن کو اس کام سے روکا جاتا تو آپ نے مس فرمایا،

یہود و نصاری کے ساتھ کھائے پیئے بکاح و معاشرت کی اجازت دی، اور اُن کے لیے مخصوص امتیازی احکام

شرعیات اسلامیہ میں جاری فرمائے)

عربوں کے ساتھ محنت و محنت (مسلمانوں میں امیر بھی تھے اور عرب بھی، دولت مند بھی، اور فاقہ کس بھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رہنا دوسرے کے ساتھ یکساں تھا، ملکہ عربیوں کے ساتھ آپ اس طرح بیٹے آتے تھے کہ دیادہ دولت کی محرومی اُن کے دلوں کو صدمہ نہیں پہنچاتی تھی، ایک دفعہ تفصیل سے تشریح آپ کا ایک نعل اس کے خلاف ہوا، تو مارگاہ احدیت سے اسیر رارس ہوئی، مکہ کا واقعہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حیدر اکابر قریش بیٹھے تھے اور آپ ان کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے، کہ اتفاق سے عبداللہ بن ام مکتوم جو آنکھوں سے معذور اور عرب تھے، ادھر آکھلے، اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر آپ سے باتیں کرنے لگے، روسائے قریش جو کہ سخت تنگ اور غارتھے، ان کو یہ رارس مگوارا گداری، آپ نے ان کو مکتوم کی طرف توجہ نہیں دوائی اور اس امید پر انھیں سے باتیں کرتے رہے کہ شاید یہ انتقام اسلام کی سعادت کو قبول کر لیں اور اُن کے دل حق کی لذت سے آسائوں، لیکن خدا کو یہ امتیاز رسیدہ آیا اور آپ ایت اتری،

عَسَىٰ وَنُوْٓٔٓ اَنْ حَآءُ الْاَعْمٰی وَمَا نَدٰوٰیكَ

كَلْبًا يَرَكُ، اَوْ يَدَّكَ سَمْعًا مِّنْ مَّوَدِّكَ

اَمَّا مِ اِسْتَعٰی فَاَنْتَ كَيْفَ تَصْدُقُ وَمَا

عَلَمْتَ الْاَلَا تَسْرَكُ، وَاَمَّا مِ اِسْتَعٰی فَاَنْتَ كَيْفَ

وَهُوَ يَخْشٰی فَاَنْتَ عَنْهُ تَكْفٰی، كَلَّا اِنْهٰ تَدْكُرُ،

مَنْ سَآءَ دَكِّرُهُ، (عس)

یہی عرا اور مجلس اسلام کے سب سے پہلے حال تارے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لیکر حرم میں ماریٹھے جاتے تھے تو رارس قریش ان کی طاہری حیثیتی کو دیکھ کر استہزاء کرتے تھے،

اَلْهٰؤُلَاۤءِ مِمَّنْ اِنَّهٗ عٰیثٌ خِصَمٌ مِّنْ نَّبِیٍّ،

یہی وہ لوگ ہیں جو میرے ہلوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہو،

لے تردی، تفسیر سورہ مکرر،

لیکن آپ اُن کے اس استہرا کو عوتی سے رد امت کرتے تھے،

حضرت سعد بن ابی وقاص کے مرح میں کسی قدر تعلیٰ تھی اور وہ ایسے آپ کو عربوں سے ملا تر سکتے تھے، آپ نے اُن کی طرف خطاب کر کے فرمایا ”تم کو حضرت اور روری میسر آتی ہو وہ ابھیں عربوں کی مدولت آتی ہو“ اسامہ بن زید سے فرمایا ”میں نے درخت پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ زیادہ تر عرب مجلس ہی لوگ اس میں داخل ہیں۔“ عبد اللہ بن عمر بن العاص روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں ٹھیا تھا اور عرب مہاجر لوگ حلقہ مابعد ایک طرف بیٹھے تھے، اسی اتنا میں آپ تشریف لے آئے، اور ابھیں کے ساتھ ملکر بیٹھ گئے، وہ دیکھ کر میں بھی ایسی جگہ سے اُٹھا اور اُن کے پاس جا کر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا ”قرائے مہاجرین کو تشارت ہو کہ وہ دولت مددوں سے چالیس برس پہلے حمت میں داخل ہوں گے، عبد اللہ عمر دکتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ سکراؤں کے چہرے عوتی سے چمک اُٹھے اور مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں بھی ابھیں میں بیٹھتا۔“

ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، اس اتنا میں ایک شخص سامنے سے گدرا، آپ نے اسے پہلو کے ایک آدمی سے دریافت فرمایا کہ اسکی سمت تمھاری کیا راے ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ امراء کے طبقہ میں سے ایک صاحب ہیں حد کی قسم یہ اس لائق ہے کہ اگر رستہ چاہے تو کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کیا جائے، یہ سکر آپ خاموش ہو گئے، کچھ دیر کے بعد ایک اور صاحب اُسی راہ سے گدرا، آپ نے پھر اُس سے اسرار فرمایا کہ اس کی سمت کیا کہتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ یہ قرائے مہاجرین میں سے ہے اور اس لائق ہے کہ اگر رستہ چاہے تو وہ ایسے کر دیا جائے، اور سفارش کرے تو رد کر دی جائے، اور اگر کچھ کہا جائے تو سنا جائے“ ارشاد ہوا کہ تمام روئے زمین میں اگر اُس امیر جیسے آدمی ہوں تو اُس سے یہ ایک عربی ہتر ہی،

آنحضرت صلعم اکثر دعائیں فرمایا کرتے تھے خدا و مہاجرین مسکین رمدہ رکھ، مسکین اُٹھا، اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر، حضرت عائشہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ صلعم یہ کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ یہ دولت مددوں سے پہلے حمت

میں جائیں گے پھر وہاں لے جائیے کسی مسکین کو ایسے دروازہ سے باہر نہ پھیرو، گوجھو ہمارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں ہو؟  
اسے جائیے عریضوں سے محنت رکھو، اور ان کو ایسے سے نزدیک کرو تو خدا بھی تم کو ایسے سے نزدیک کرے گا،

ایک دفعہ حیدر علی مسلمانوں نے اگر حضرت اقدس میں عرص کی کہ یا رسول اللہ! اُمراہم سے درُہ اُحدی میں  
بھی ٹرہتے جاتے ہیں، مار، روڑہ جھڑجھڑاتے ہیں، وہ بھی کرتے ہیں، لیکن صدقات و خیرات سے جو سکیاں اُن کو  
ملتی ہیں اُن سے ہم محروم ہیں، آپ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جس سے تم اگلوں کے برابر ہو جاؤ، اور  
بچیلوں سے ٹرہ جاؤ، اور پھر کوئی ہتھاری براری نہ کر سکے، عرص کی ہاں یا رسول اللہ! تائیے، ارشاد ہوا ہمارے بعد  
۳۳ دفعہ سبحان اللہ، اور الحمد للہ، اللہ اکبر، ٹرہ لیا کرو، کچھ دن کے بعد یہ دفعہ حاضر خدمت ہوا، اور عرص کی، یا  
رسول اللہ! ہمارے دولت مند بھائیوں نے بھی یہ طبع سے لیا اور پڑھا ترغیر کر دیا، فرمایا دلالت فصل اللہ توبہ  
میں یساع، یعنی یہ حاکم دیں ہے جس کو چاہے دے،

مسلمانوں سے حور کوۃ وصول ہوتی تھی انکی مسنت عام حکم تھا کہ

توحد من امرائہم و تود علی فقرائہم، ہر قسملے کے، ہر سہرے کے امرائے لکھو دین کے عوامین تقسم کر جائے،

صحابہ اس کی سنت سے یا مدی کرتے تھے اور ایک جگہ کی رکوۃ دوسری جگہ نہیں بھیجتے تھے،

مسافات کے سیاں میں یہ واقعہ تفصیل مذکور ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے کسی مات پر حضرت سلمانؓ ملال  
کو حکایت فرمائی کہ میں نے ڈانٹا تھا، آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ ”تم نے ان لوگوں کو آروہ تو  
سہیں کیا؟“ یہ سکر حضرت ابو بکرؓ ان لوگوں کے پاس واپس آئے اور معافی مانگی، اور ان لوگوں نے معاف کیا،  
عوامی میں ایک عریض عورت رہتی تھی، وہ بیمار پڑی اُس کے بچے کی کوئی امید نہ تھی، حیاں تھا کہ وہ آج کسب و  
مہر جائے گی، آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرحائے تو میں حمارہ کی مار جو پڑھاؤں تو اُس کے بعد دس کی جائے،  
اتفاق سے اُسے کچھ رات گئے انتقال کیا، اس کا حمارہ جب تیار ہو کر لا گیا تو آپ آرام فرما چکے تھے، صحابہ اس وقت

لے سکوتہ ماہصل العقار و است ترمی و سہمی داس ماہر، لکھ صحیح بخاری و سلم ماہل اتھا لکھ لکھ الصلوۃ لکھ الوداد و رکوۃ

آپ کو تکلیف دی ساسب نہ سمجھے اور رات ہی کو دفن کر دیا، صبح کو آپ نے دریافت فرمایا تو لوگوں نے واقعہ عرض کیا،  
آپ یہ سکر کھڑے ہو گئے اور صحابہ کو ساتھ لیکر دوبارہ اسکی قبر پر جا کر ماحرارہ ادا کی،

حسرت خیزیاں کرتے ہیں کہ ایک دل پہلے یہر ہلوگ آنحضرت صلعم کے یاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یوراقنیلہ  
مسافر دار حاضر خدمت ہوا، اُن کی طاہری حالت اس درجہ حراب تھی کہ کسی کے دل پر کوئی کیڑا ناست نہ تھا، رہہ تہ  
رہہ نہ یا، کھالیں دل سے سدھی ہوئی، تلواریں گلوں میں پڑی ہوئی، اُن کی یہ حالت دیکھ کر آپ سجد متاثر ہوئے، چہرہ مبارک  
کا رنگ بدل گیا، اضطراب میں آپ اندر گئے، ابھرائے، پھر حسرت ملال کو اداں دیے کا حکم دیا، ہمارے اندر ایسے حطہ دیا،  
اور تمام مسلمانوں کو انکی امداد و اعانت کے لیے آمادہ کیا،

دستماںِ حاں | (حالی دتموں اور قاتلہ حملہ آوروں سے عہود و درگزر کا واقعہ سیمروں کے صحیفہ احلاق کے سوا اور کہاں  
ملسکتا ہے، جس شب کو آپ نے ہجرت فرمائی ہے، کھار قریش کے سردیک یہ طے شدہ تھا کہ صبح کو محمدؐ کا

سرتلم کر دیا جائے گا، اس لیے دتموں کا ایک دستہ رات بھر حائے سوی کا محاصرہ کیے کھڑا رہا، اگر یہ اسوقت اُن دتموں  
سے انتقام لینے کی آپ میں طاہری قوت نہ تھی، لیکن ایک وقت آیا حب اُن میں سے ایک ایک شخص کی گردن اسلام  
کی تلوار کے نیچے تھی، اور اسکی حال صرف آنحضرت صلعم کے رحم و کرم پر موقوف تھی، لیکن ہر شخص کو معلوم ہو کہ اُن میں سے  
کوئی شخص اس حرم میں کبھی مقتول نہیں ہوا،

ہجرت کے دل قریش نے آنحضرت صلعم کے سر کی قیمت مقرر کی تھی، اور اعلان کیا تھا کہ جو محمدؐ کا سر لائے گا یا مردہ گرفتار  
کرے گا اسکو سوا دسٹ العام میں دیے جائیں گے، سراقہ جس حتم پہلے شخص تھے جو اس میت سے ایسے صبار قاتل گھوڑے  
پر سوار ہاتھیں سیرہ لیے ہوئے آپ کے قریب پہنچے، آخر دتیں دمہ کرتے اعمار دیکھ کر ایسی میت مد سے تو نہ کی، اور عواہش کی  
کہ محکوسد اماں لکھدی جائے، چاہیہ سدا ماں لکھکراں کو دی گئی، اس کے آٹھ برس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر وہ حلقہ اسلام  
میں داخل ہوئے اور اس حرم کے متعلق ایک حرف سوال بھی دریاں میں نہیں آیا۔

لے۔ واقعہ صحیح کاری و غیرہ میں بھی ہو لیکن یہاں سے سانی کتاب الطائرات الصلوٰۃ فی اللیل سے لیا گیا ہے۔ صحیح مسلم صدقات سے صحیح بخاری مالک  
سے سراسر مالک سے حتم مدنی کا حال، اسباب و اصناف و غیرہ میں دیکھو



عمیرس وہب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سخت دشمن تھا مقتولین بدر کے انتقام کے لیے حب سارا قریش نے تباہ تھا، تو صفواں س امیہ نے اہل کو پیش قرارعام کے وعدہ یرمدیہ بھیجا تھا کہ جیکے سے حا کر بعد مالہ آنحضرت صلعم کا کام تمام کر دے، عمیرسی تلوار رہرہیں کھاکر بیسہ آیا، لیکن وہاں یہیچے کے ساتھ اس کے تیور دیکھکر لوگوں نے یہجاں لیا، حضرت عمر نے اس کے ساتھ سختی کرنی چاہی، لیکن آپ نے منع فرمایا، اور ایسے قریب ٹھاکر اس سے باتیں کیں اور اصلی رار طاہر کر دیا، یہ سکر ساٹے میں آگیا، لیکن آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا، یہ دیکھکر وہ اسلام لایا، اور مکہ میں حا کر اسلام کی دعوت بھیلانی، یہ واقعہ سہہ کا ہے،

ایک دفعہ آپ ایک عروہ سے واپس آ رہے تھے، راہ میں ایک میداں آیا، دھوپ تیر تھی، لوگوں نے درختوں کے نیچے ستر لگا دیئے، آنحضرت صلعم نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا، اور تلوار درخت کی تناس سے لٹکا دی، کھار موقع کے منتظر رہتے تھے، لوگوں کو عامل دیکھکر، ماگاہ ایک طرف سے ایک مدوے آکر بحری میں تلوار اتار لی، دفعہ آپ سدا رہوئے، تو دیکھا ایک شخص سر ہلے کھڑا ہے، اور تکی تلوار اُس کے ہاتھ میں ہے، آپ کو سدا رکھکر دولا، کیوں محمدؐ اب تاؤ تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے، آپ نے فرمایا اللہ، یہ یرار آوار سکر اُسے تلوار پیام میں کرنی اتے میں صحابہ آگئے، آپ نے اُس سے واقعہ دھرایا، اور مدوے کسی قسم کا تعرض نہیں فرمایا،

ایک دفعہ ایک اور شخص نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا، صحابہ اسکو گرفتار کر کے آنحضرت صلعم کے سامنے لائے، وہ آپ کو دیکھکر ڈر گیا، آپ نے اسکو مخاطف کر کے فرمایا، ڈرو میں، اگر تم محکو قتل کرا چاہتے بھی تو میں کر سکتے تھے، فتح مکہ کے زمانہ میں ایک دفعہ اسی آدمیوں کا ایک دستہ مسجد ادھیرے جبل نعیم سے اُتر کر آیا، اور جھیکر آنحضرت صلعم کو قتل کرا چاہا، اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے، لیکن آنحضرت صلعم نے انکو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہیں کیا، (قرآن مجید کی یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق مارل ہوئی ہے،

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَارْتَدَّ بِكُمْ عَنْهُمْ) (فتح) اسی حدائے اُنکے ہاتھ تھے اور ہمارے ہاتھ اُن سے روک لیے



گوارا نہ بھی، فرمایا کہ کوئی میرا علامہ“ میری لوڈی، نہ کہے ”میرا بچہ“ میری بچی“ کہے، اور علامہ بھی ایسے آقا کو خداوند کہیں، خداوند خدا ہے، آقا کہیں، آنحضرت صلعم کو علاموں پر شفقت اتنی ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں سب سے آخری یہ وصیت فرمائی کہ ”علاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرنا“

حضرت ابوذر بہت قدیم الاسلام صحابی تھے، اور آنحضرت صلعم اں کی راست گوئی کی طرح فرماتے تھے، ایک دفعہ انھوں نے ایک عجمی آزاد علام کو بڑا مھلا کہا، علام نے آنحضرت صلعم سے حا کر تکایت کی آپ نے ابوذر کو حرم فرمایا کہ ”تم میں ات تک جمالت ماتی ہے، یہ علام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو اں پر فیصلت عطا کی ہے، اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو اُن کو فروخت کر ڈالو، خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو، جو خود کھاؤ وہ اں کو کھلاؤ، جو خود پیو وہ اں کو پیساؤ، املو اساکام نہ دو جو وہ نہ کر سکیں، اور اگر اتسا کام دو تو خود بھی اں کی اعانت کر دو،

ایک دفعہ الوسود الصاری ایسے علام کو مار رہے تھے کہ بھیجے سے آوار آئی، الوسود اتم کو جس قدر اس سلام پر اختیار ہے، خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے، الوسود نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صلعم تھے، عرص کی یا رسول اللہ! میں نے بوجہ اللہ اس علام کو آرا دکیا، فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی“

ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور عرص کی یا رسول اللہ! میں علاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ خاموش رہے، اُسے پھر عرص کی، آپ نے پھر خاموشی اختیار کی، اس نے تیسری بار عرص کی، آپ نے فرمایا ”ہر روز شرم معاف کیا کرو“

آنحضرت صلعم کے عہد میں ایک حاد اں میں سات آدمی تھے، اور سات آدمیوں کے بیچ میں ایک ہی لوڈی تھی، ایک دفعہ اں میں سے ایک نے اُس لوڈی کو ایک تھپڑ مارا، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو آرا کر دو، اں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سات آدمیوں کے بیچ میں ہی ایک حاد مہ ہو، آپ نے فرمایا، اچھا اس وقت تک خدمت گداری کرے جب تک تم اس سے لے یا رہے ہو حاد، جب حاجت نہ رہے تو وہ آرا دجو“

ایک صاحب کے پاس دو علام تھے جنکے وہ بہت تنگی تھے، وہ ان کو مارتے تھے، ٹراکھلاکتے تھے، لیکن وہ دونوں مارے آتے، اُنھوں نے اگر آنحضرت صلیم سے تنگنیت کی اور اسکا علاج لوجھا، آپ نے فرمایا، تمہاری سرائگراں کے قصور کے برابر ہوگی، جو سرائیہ سر کی جو مقدار راہد ہوگی اُس کے برابر تمہیں بھی حد سرائیگا، یہ سکر وہ مقرر ہو گئے، اور گریہ و راری شروع کی، آنحضرت صلیم نے فرمایا یہ شخص مراں نہیں پڑھتا، وَلَصَعُ الْمَوَادِّ مِنَ الْقِسْطِ اَلْمِیَہ سکر اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہتھیر ہے کہ میں اُنکو ایسے سے حد کر دوں، آپ گواہ رہیں کہ اب وہ آزاد ہیں

علاموں کا لوگ سیاہ کر دیتے تھے اور پھر حب چاہتے تھے حراں میں تفریق کر دیتے تھے، جیاجہ ایک شخص نے ایسی لوٹھی سے ایسے علام کا عقد کر دیا، اور پھر دونوں میں علیحدگی کرنی چاہی، علام نے خدمت موسیٰ میں اگر تنگنیت کی آپ نے سر ریطہ دیا، کہ لوگ کیوں علاموں کا کالج کر کے پھر تفریق کرنا چاہتے ہیں، کالج و طلاق کا حق صرف تو ہر کوئی ہے،

اسی رحم و شفقت کا اثر تھا کہ اکثر کامروں کے علام بھاگ بھاگ کر آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور آپ اُنھیں آزاد فرما دیتے تھے، مال عینیت حب تقسیم ہوتا تو آپ اس میں سے علاموں کو بھی حصہ دیتے تھے، جو علام نے آزاد ہوتے تھے عموماً ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہیں ہوتا تھا اس لیے جو آمدنی وصول ہوتی تھی اس میں سے سب سے پہلے آپ اُنھیں کو عینیت فرماتے تھے،

مستورات کے ساتھ تراؤ دیا میں یہ صنف صعیف (عورتیں) جو کہ ہمیشہ دلیل رہی ہے، اس لیے کسی مامور شخص کے حالات میں یہ ہیلو کھنٹی میں نظر نہیں رہا کہ اس مظلوم گروہ کے ساتھ اس کا طریق معاشرت کیا تھا، اسلام دیا کا سب سے پہلا مذہب ہے جسے عورتوں کی حق رسی کی اور عرت و مرلت کے درمیان انکو مردوں کے برابر جگہ دی، اس لیے تاریخ اسلام کے واقعات رنگی میں ہلکی بھی دیکھنا چاہیے کہ مستورات کے ساتھ انکا کا طریق عمل کیا تھا،

صحیح بخاری میں آنحضرت صلیم کے ایلا (ارواح سے حیدر درہ علیحدگی کی عورت روایت مذکور ہے، اُس میں حضرت عمر کا یہ قول

نقل کیا کہ مکہ میں ہلوگ سورتوں کو بالکل اقبال القات سمجھتے تھے، مدینہ میں سنیہ عورتوں کی قدر تھی، لیکن یہ اس قدر حسکی وہ متقی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حطّی ایسے ارتداد و احکام سے اہل کی حقوق قائم کئے، آپ کے زمانے اور زیادہ اس کو قوی اور نمایاں کر دیا، ارواحِ مطہرات کے واقعات مستطام کو نہیں، یہاں ہم عام و قیاس لکھتے ہیں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جو مکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا، عورتوں کو دعو و بید سے اور مسائل کے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا، ستورات لے آکر درخواست کی کہ مردوں سے ہم عہدہ برآہیں ہو سکتے، اس لیے ہمارے لیے ایک خاص دل مقرر کر دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی درخواست قبول فرمائی، اور اُن کے دربار کا ایک خاص مقام مقرر کیا جس لوگوں نے آغار اسلام میں حشر کو ہجرت کی تھی، اُن میں اسماء بنت عیسٰی بھی تھیں، حشر کی فتح کے زمانہ میں ماحرین حشر مدینہ میں آئے، تو وہ بھی آئیں، ایک دن وہ حضرت حصّہ سے ملے گئیں، اتفاق یہ کہ اُس وقت حضرت عمر بھی موجود تھے، انکو دیکھ کر دیکھا یہ کون ہیں، حضرت حصّہ نے نام بتایا، حضرت عمر نے کہا ہاں وہ حشر والی، وہ سمندر والی، اسماء بنت عیسٰی نے کہا ہاں وہی، حضرت عمر نے کہا ”ہم تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی، اور اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا زیادہ حق ہے، اسماء کو سخت عصہ آیا، لولیں، ہرگز ہمیں، تملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے، ہمارا یہ حال ہو کہ گھر سے دور، ریگاہے حشر میں رہتے تھے، لوگ ہکومتا تے تھے، اور ہر وقت حال کا ڈر لگا رہتا تھا،

یہ باتیں ہو سکتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے، اسماء نے کہا یا رسول اللہ عمر نے یہ یہ کہا، آپ نے فرمایا تم نے کیا حواٹ کیا اہلوں نے ماحر اسایا، آپ نے فرمایا عمر کا حق مجھ پر زیادہ نہیں ہے، عمر اور اُن کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی، اور ہم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں“

اس واقعہ کا حیرانیا بھلا تو ماحرین حشر حق حق اسماء کے پاس آتے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے العاطاں سے مار مار دُہرا کر سیتے، حضرت اسماء کامیاں ہے کہ ماحرین حشر کے لیے دیبا میں کوئی حیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن العاط سے

ریاۃ ترمسرت الجیرہ تھی؛

حضرت انسؓ مالک جو خادمِ حاص تھے، انکی حالہ کا نام ام حرام تھا، (حوصاعت کے رشتہ سے آب کی بھی حالہ تھیں) معمول تھا کہ آبِ تمنا تشریف لے جاتے تو اُس کے یاس ضرور جاتے، وہ اکثر کھانا لاکر میٹ کر تیں اور آیتیں دہاتے، آبِ سو جاتے تو مالوں میں سے جوئیں نکالتیں،

حضرت انسؓ کی والدہ، ام سلمہ سے آب کو ہایت محبت تھی، آب اکثر اُس کے گھر تشریف لے جاتے، وہ بھو ما بھو دیتیں، آب آرام دہاتے، حب سکر اُٹھتے تو وہ آب کا لیبہ ایک ستی میں جمع کر لیتیں، مرتے وقت وصیت کی کہ کہیں میں حوط ملا جائے تو عرفِ مبارک کے ساتھ ملا جائے،

ایک دفعہ حضرت انسؓ کی دادی ملیکہ نے آب کی دعوت کی، کھانا جو دیا رکھا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا دوسو مارکر فرمایا اؤ میں تم کو مار ڈیٹھاؤں، گھر میں صرف ایک چٹائی تھی اور وہ بھی یرانی ہو کر سیاہ ہو گئی تھی، حضرت انسؓ نے پیلے انگوٹھی سے دھویا، اور پھر مار کے لیے بچھایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی، حضرت انسؓ کی دادی اور عیم (علام) صفِ مہر کھڑے ہوئے، آب نے دو رکعت نماز کی، اور واپس آئے،

حضرت انوکری صاحبِ رادی (اسما) جو حضرت عائشہؓ کی علاقائی ہن تھیں، حضرت ریسر سے یا ہی تھیں، مدینہ میں آئیں تو اس وقت حضرت ریسر کی یہ حالت تھی کہ ایک گھوڑے کے سوا، اور کچھ نہ تھا، حضرت اسما جو وہی گھوڑے کے لیے جگل سے گھاس لاتیں اور کھانا بکاتیں، حضرت ریسر کو حوریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اور جو مدینہ سے دو میل رہتی، وہاں سے کھور کی گٹھلیاں سر بیلہ کر لاتیں، ایک دل وہ گٹھلیاں لیے ہوئے آرہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، آبِ نبوتؐ اوٹیر سوار تھے، اوٹ کو ٹھہرایا، کہ وہ سوار نہ لیں، حضرت اسما سرائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر وہ حجاب کرتی ہیں کچھ نہیں فرمایا، اور ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے، حضرت اسما کا بیاں ہو کر اس کے بعد حضرت انوکری نے ایک خادم بھیجا، جو گھوڑا کی خدمت کرتا تھا، جھکوا اس قدر صبر معلوم ہوا کہ گویا میں علامی سے آزاد ہو گئی ہوں؛

لے صحیح بخاری جودہ، ص ۶۹، لے بخاری کتاب الاسماء، لے بخاری، المصنوع علیہ، ص ۸۶، لے بخاری، کتاب الکحل



(ایک مار قرأت کی بہت سی نیسیاں میٹھی ہوئی آنحضرت صلعم سے ٹھٹھڑھ کر باتیں کر رہی تھیں، حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھ کر جلیدیں، آنحضرت صلعم ہنس پڑے، حضرت عمرؓ نے کہا خدا آپ کو خداں رکھے، کیوں ہنسے، فرمایا مجھے ان عورتوں کی تعجب ہوا کہ تمہاری آوارستے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں، حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے ایسی حال کی دتمو! مجھ سے ڈرتی ہو، اور آنحضرت صلعم سے ہمیں ڈرتیں“ سنے کہا تم رسول اللہ صلعم کی سست سحت مزاح ہو،

ایک دینیہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آپؐ کو ڈھاک کر سوئے ہوئے تھے، عید کا دن تھا، چھو کر ہاں گاسا رہی تھیں، حضرت ابو بکرؓ آئے تو ان کو ڈانٹا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ان کو گالے دینیہ ان کی عید کا دن ہے، عورتیں عموماً سہایت دلیری کے ساتھ آپؐ سے بے محاسن دریا مت کرتی تھیں اور صحابہؓ کو انکی اس حرأت پر حیرت ہوتی بھی لیکن آپؐ کسی قسم کی ناگواری ہمیں ظاہر فرماتے تھے،

حوکہ عورتیں عموماً مارک طبع اور صعیف القلب ہوتی ہیں ان کی خاطر داری کا سہایت خیال رکھتے تھے، انجشہ نام ایک حسنی علام حدی حوال تھے، یعنی اوٹ کے آگے حدی پڑھتے جاتے تھے، ایک دینیہ سفر میں ارواح مطہرات ساتھ تھیں، اکتہ حدی پڑھتے جاتے تھے، اوٹ زیادہ تیر چلے گئے تو آپؐ نے فرمایا اکتہ اوکھا سیتے (عورتیں) ٹوٹے نہ یائیں،

حوالہ رحم | حیوانات پر بہات رحم فرماتے تھے، ان بے رمانوں پر جو ظلم مدت سے عرب میں چلے آتے تھے، موقوف کر دئے اوٹ کے گلے میں قلابہ لٹکائے کا عام دستور تھا اسکو روک دیا (ردہ حاور کے دل سے گوشت کا ٹوٹھڑا کاٹ لیتے تھے اور اس کو پکا کر کھاتے تھے، اسکو مع کر دیا حاور کی دم اور ایال کاٹنے سے بھی مع کیا، اور فرمایا کہ دم ان کا مورچھل اور ایال ان کا مخاف ہے، حاوروں کو دیر تک سار میں مادھکر کھڑا رکھے کی بھی ممانعت کی اور فرمایا کہ حاوروں کی بیٹھوں کو اسی سنگاہ اور کرسی نہ ماؤ، اسی طرح حاور و کواہم لڑا بھی ماحار مایا ایک سیرجی کا دستور یہ تھا کہ کسی حاور کو مادھکر اُس کو ستارہ ساتے تھے اور تنق تیرا داری کرتے تھے اس سگدلی کی بھی قطعاً ممانعت کر دی،)

ایک دم ایک گدھاراہ میں لٹریٹا احکا چہرہ داٹا گیا تھا، فرمایا کہ اس نے اس کا چہرہ داٹا ہے، اس یوحنا کی لعنت ہے، علامت یا لعن اور دیگر صورتوں کی وجہ سے اونٹوں اور مکریوں کو داغ لٹا تھا، ایسی حالت میں آپ اُن اعصار کو دانتے حویرا دہ مارک ہمیں ہوتے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دم مکریوں کے ریوڑ میں گیا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکریوں کے کاں داغ رہے ہیں،

(ایک مارا ایک کسی سفر میں جارہے تھے، لوگوں نے ایک مقام پر سیرل کیا، وہاں ایک یرمدہ لے اٹا دیا تھا، ایک شخص نے وہ اٹا اٹھالیا، جڑیا سقا رہ کر رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس کا اٹا اچھین کر کس نے اُس کو ادیت پھینچائی، اس صاحب نے کہا ”یا رسول اللہ! مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے“ آئیے فرمایا ”وہیں رکھ دو“ ایک صحابی حدیث اقدس میں حاضر ہوئے، اُن کے ہاتھ میں چادر سے جیسے ہوئے کسی یرمدہ کے بچے تھے، دریافت فرمایا تو عرض کی کہ ایک جھاڑی سے آوارا رہی تھی، حاکم دیکھا تو یہ بچے تھے، میں نے انکو نکال لیا، یرمدہ نے لمبی اُن بچوں کی ماں نے یہ دیکھا تو دہ میرے سر پر مٹلائے لگی، آئیے فرمایا، جاؤ، اور بچوں کو واپس پھر رکھ آؤ“

ایک مار راتہ میں ایک اونٹ لٹریٹا گدھاراہ کے میٹ اور بیٹھتہ گدھاراہ سے ایک ہو گئے تھے، فرمایا کہ اُن لے رماؤں کے تعلق حد سے ڈرو، ایک دم ایک انصاری کے باغ میں آپ ضرورت سے تفریب لے گئے ایک گدھاراہ لٹریٹا، آپ کو دیکھ کر ملایا، آپ نے شفقت سے اُس پر ہاتھ پھیرا، پھر لوگوں سے اس کے مالک کا نام پوچھا، معلوم ہوا کہ ایک انصاری کا ہے، اُن سے آپ نے فرمایا کہ اس حالور کے معاملہ میں تم حد سے نہیں ڈرتے،

رحمت رحمت عام (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تمام دیا کے لیے رحمت سکر آئی تھی، حضرت مسیحؑ نے کہا تھا کہ میں اس کا شاہراہ ہوں، لیکن شاہراہ اس کی اخلاقی حکومت کا ایک کارنامہ بھی اس کے تنوع میں مضبوط ہمیں، لیکن اس کے شاہراہ کو خدا ودارل ہی نے خطاب کیا،

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، محمدؐ ہم نے تمکو تمام دیا کے لیے رحمت ساکر بھیجا ہے،

لے جیسے بری واولو او دھیروس مذکور میں لے اسلوا واما مجاری ما سحر الہام لے شکرہ بحوالہ اور او دوا سحر المدلہ الودا وکنا لہما وشہ الودا وکنا کورہ

تم آنحضرت صلعم کے علم و عہد، مساحت و درگزر کے سیکڑوں واقعات پڑھ چکے نظر آیا ہو گا کہ اس حراء رحمت میں دوست و دشمن کا مسلح، لوڑھے بچے، عورت مرد، آقا و علام، اسال و حیواں، ہر ایک صفت ہستی پر اس کی حصہ دار تھی،

ایک صاحب نے آپ کے کسی یرمد دعا کرنے کی درخواست کی تو عصا کا ہوکھ فرمایا میں دنیا میں نعمت کے لئے نہیں آیا ہوں، رحمت سا کر بھی گیا ہوں۔ آپ نے دیا کو بیام دیا،

لا تخاسدوا ولا تاعصوا وكونوا اعداء لله احوالاً، ایک سری رخص و حمد کرو، اے خدا کے مددگار! میں بھائی بھائی بھائی، ایک اور حدیث میں حکم فرمایا،

اجتنبوا الناس ما تحب لمساك لکی مسلمان، لوگوں کے لیے وہی جاہو جو ایسے لیے جاہتے ہو و مسلح ہو گے،

حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا،

لا یومن احدکم حتی یحب للناس ما یحب لنفسه حتی تم میں سے کوئی اس وقت مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ لوگوں کے لیے

حب المؤمن لا یحبہ الا الله عزوجل، (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) وہی محبت رکھے جو اس نے لکھا ہے اور جتنا کہ دوسرے کو یہ صحت کے لیے میسر کرے

ایک شخص نے مسجد نبوی میں آکر دعا کی حدایا انھوں نے اور محمد کو معرفت عطا کر، آپ نے فرمایا خدا کی وسیع رحمت کو تم نے تنگ کر لیا

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا، اور آپ کے پیچھے ہار پڑھی، ہار پڑھ کر ایسے اوٹ پر سوار ہوا، اور لولا

”خدا ودا تمھیں اور محمد پر رحمت بھیج، اور ہماری رحمت میں کسی اور کو تریک نہ کر۔“ آپ نے صحابہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا تا

یہ زیادہ راہ بھولا ہوا ہے یا اس کا اوٹ، یعنی آپ اس قسم کی دعا کو بایں فرمایا،

رحمہ اعلیٰ آنحضرت صلعم ہایت برم دل اور رقیق القلب تھے، مالک سے عورت ایک وفد کے رکن سیدہ حمت اقدس میں

حاضر ہوئے تھے، ان کو ۲ دن تک مجلس نبوی میں شرکت کا موقع ملا تھا وہ فراتے تھے،

کاں رسول الله صلعم رجلاً رقیقاً، آنحضرت صلعم یم المراح اور رقیق القلب تھے،

۱۔ روافی ص ۲۸۹ ج ۲ ص ۲۸۹ صحیح بخاری باب الحجۃ ص ۸۹، ۲۔ جامع رمی الواب الہد سعید، ۳۔ صحیح بخاری کتاب الادب،

۴۔ الوداد و کتاب الادب، سیدہ دولوں و لدی اک ہوں، ۵۔ صحیح بخاری ص ۸۸ باب رحمہ الناس،

حضرت ریسٹ کا پیچھے لگا تو انھوں نے آنحضرت صلیم کو بلا سمیعا اور قسم دلائی کہ ضرور تشریف لائیں، محض وہاں آب تشریف لے گئے، حضرت ریسٹ عداوہ، معادس حل، الی س کعب، ریسٹ تاست بھی ساتھ تھے، کچھ لوگ ہاتھ میں لیکر سامنے لائے، وہ دم توڑ رہا تھا، اے اختیار آب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت سعد کو تعجب ہوا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا، فرمایا خدا اسی سداں پر رحم کرتا ہی جو اور لوگ بھی رحم کرتے ہیں۔

عروہ احد کے بعد جب آب مدینہ تشریف لائے تو گھر گھر تہیدوں کا ماتم رہا تھا، مستورات ایسے ایسے تہیدوں پر سو کر رہی تھیں، یہ دیکھ کر آب کا دل بھڑک اٹھا، اور فرمایا: حمزہ (عم رسول اللہ) کا کوئی نصوحاں نہیں۔

ایک مار ایک صحابی جاہلیت کا ایسے ایک قصہ میاں کر رہے تھے، کہ میری ایک چھوٹی لڑکی تھی، عرب میں لڑکیوں کے مار ڈالنے کا کہیں کہیں دستور تھا، میں نے بھی اسی لڑکی کو مردہ ریس میں گاڑ دیا، وہ انا لکھ کر چا رہی تھی، اور میں اسٹریٹ کے ڈھیلے ڈال رہا تھا، اس سیر دی کو سکر آنحضرت صلیم کی آنکھوں سے اے اختیار آنسو جاری ہو گئے، آب نے فرمایا کہ اس قصہ کو بھیر دھڑا، ال صحابی نے اس دردناک ماحرے کو دوبارہ میاں کیا، آب نے اختیار روئے، یہاں تک کہ روتے روتے حاسن مبارک تر پڑ گئے،

حضرت عباس مدرس گرفتار ہو کر آئے، تو لوگوں نے اس کے ہاتھ پاؤں بہت جھڑک کر مالدھ دیئے تھے، وہ درد سے کراہتے تھے، اُن کے کمر پہنے کی آوار گشت مبارک میں مارا بیسیج ہی تھی، لیکن اس خیال سے اس کے ہاتھ نہیں کھولتے تھے، کہ لوگ کہیں گے کہ یہ ایسے عربوں کے ساتھ غیر سادیاہ رحمدلی ہی تاہم مید نہیں آتی تھی اور آب یحییٰ ہو کر کر دس بدل رہے تھے، لوگوں نے میقاری کا سبب سمجھ کر گریں ڈھیلی کر دیں، حضرت عباس کی کرب اور بچیسی رفع ہوئی تو آب نے استراحت فرمایا۔

مصطفیٰ س غیر ایک صحابی تھے، جو اسلام سے پہلے ہایت مار دہمت میں بیٹے تھے اس کے والدین میں قیمت سے میں قیمت لاس ال کو بیاتے تھے، حدالے اکو اسلام کی تو میں عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہو گئے، یہ دیکھ کر لڑکے

لے ایسے آسانی مہرب کو ترک کر دیا، والدین کی محنت و فتنہ عداوت سے بدل گئی، ایک دم وہ آنحضرت صلیم کی خدمت مبارک میں اس حال میں آئے کہ وہ جسم و حریر و قاف میں ملوس رہتا تھا اسیر بیوی سے ایک کپڑا سلیم نہ تھا، یہ راتر سطر دیکھ کر آپ آمدید ہو گئے،

عیاد و لغت  
عمہاری و عا  
سیاروں کی عیادت میں دوست، دشمن، مومن کا و کسی کی تخصیص نہ تھی، دس سانی ماب التکبیر علی الخمارۃ میں ہے کاں اللہ صلیم احسن شیخی عیادہ اللہ صلیم، آنحضرت صلیم مبارک کی عیادت کا سب اچھی طرح خیال رکھنا کرتے تھے، بخاری والوداد و دوحیرہ میں روایت ہے کہ ایک یہودی علام مرض الموت میں سیار ہوا تو آپ عیادت کو تشریف لے گئے،

عبداللہ تس تات حب سیار ہوئے اور آپ عیادت کو گئے تو ان یحیی طاری تھی، آوار دی وہ حیر ہوئے، فرمایا انہو الوالدین تم پر ہمارا دربار ہیں جلتا، یہ سکر عورتیں لے اختیار حج اٹھیں اور روئے لگیں، لوگوں نے روکا، آپ نے ارشاد فرمایا اس وقت روئے دو، مرے کے بعد اللہ رو ماہیں جا ہیے، عبداللہ تس تات کی لڑکی نے کہا، نکلواں کی تہادت کی امید تھی، کیونکہ جہاد کے سب ساماں تیار کر لیے تھے، آپ نے فرمایا ان کو میت کا تو اس مل چکا،

حضرت حاربا رہے تو اگر خیال کا گھر فاصلہ دیر بھا، میادہ یا ان کی عیادت کو جا کر گئے، ایک دم وہ سیار ہوئے تو آپ حضرت ابوکر کو ساتھ لے کر بیدل ان کی عیادت کو گئے، اُن یحیی طاری تھی، یانی منگو کر دھوکا اور بھیجے ہوئے مانی کو ان کے منہ پر چھڑکا، جا پر ہوس میں آگئے، اور عرص کی یا رسول اللہ آیا تو کہ کس کو دوں، اس پر یہ آیت اتری،  
يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أُمُورِكُمْ

ایک صاحب سیار ہوئے آپ حید دمہ ان کی عیادت کو گئے، حب انھوں نے انتقال کیا تو لوگوں نے اس خیال سے کہ امیر ہری رات ہو آپ کو تکلیف ہوگی، حرہ کی اور دس کر دیا، صبح کو معلوم ہوا تو آپ نے تسکایت کی، اور قریر حاکم عار حارہ پڑھتی،

لہ تعرب و ہرب حلد و دم صبح ۴۴ ہوا الردی و سدالو علی لہ صبح بخاری اب عبادہ المسکر، لہ الوداد و اب الخمار لہ الوداد و اب الخمار  
لہ صبح بخاری حلد و دم صبح ۶۵، امیر کس مذکور لہ بخاری کتاب الخمار

عبداللہ بن عمرو نے عروہ احد میں شہادت پائی تھی، اور کافروں نے اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے، اُن کی لاتس آنحضرت صلعم کے سامنے لاکر رکھی گئی اور اُسیر چادر ڈال دی گئی، اُن کے صاحبزادے (حار) آئے، اور عورت محنت میں چاہا کہ کپڑا اٹھا کر دکھیں، حاصرین نے روکا، اُنھوں نے دوبارہ ہات ٹڑھایا، لوگوں نے پھر روک دیا، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے درویدری کے خیال سے حکم دیا کہ چادر اٹھا دیجائے، چادر کا اٹھانا تھا کہ عبداللہ کی ہس نے اختیار چلا اُنھیں، آنحضرت صلعم نے فرمایا، روئے کی مات نہیں مرتے اُن کو ایسے یروں کے سایہ میں لے گئے، ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے، آپ عیادت کو تشریف لے گئے، اُن کو دیکھ کر آب یر رقت طاری ہوئی اور اُنھوں سے آنسو نکل آئے آپ کو روتا دیکھ کر سب رو پڑے،

ایک جتنی مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا، مرگیا تو لوگوں نے آپ کو حصرہ کی، ایک دن آپ نے اس کا حال دریافت فرمایا لوگوں نے کہا وہ انتقال کر گیا، ارشاد ہوا تم نے محصورہ کی، لوگوں نے اُسکی تحقیر کی (یعنی وہ اس قابل نہ تھا کہ آپ کو اُس کے مرے کی حصرہ کجاتی) آپ نے لوگوں سے اُسکی قمریامت کی اور حاکر حارہ کی مار پڑھائی، حارہ جاتا تو آپ کھڑے ہو جاتے، بخاری میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حارہ جاتا ہو تو اُس کے ساتھ جاؤ، ورنہ کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور اُس وقت تک کھڑے رہو کہ سامنے سے نکل جائے،

اگرچہ آپ بہایت رقیق القلب اور متاثر الطبع تھے، خصوصاً عروہ کی وفات کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا تھا، تاہم لوحہ اور ماتم کو بہایت مایوس فرماتے تھے، حضرت جعفر (حضرت علی کے بھائی تھے) سے آپ کو بہایت محنت تھی، حب اُن کی شہادت کی حسرتی تو آپ مجلس ماتم میں بیٹھے، اسی حالت میں کسی نے آکر کہا کہ جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا کہ حاکر مع کر دو، وہ گئے اور واپس آکر کہا کہ میں نے مع کیا، لیکن وہ مارہیں آتیں، آپ نے دوبارہ مع کرا بھیجا، پھر بھی وہ مارہ آئیں، سہ مارہ مع کرے پھر بھی حب وہ نہ مائیں تو فرمایا کہ حاکر اُن کے مسخ میں حاک ڈال دو،

۱۔ بخاری حائر ص ۲۴، ۲۵ صحیح بخاری حائر ص ۲۴، ۲۵ (بخاری باب الصلوٰۃ علی العرین ابو ہریرہ کی روایت میں راوی نے شک کیا ہے کہ مرد بھلا عورت لکھن دو سری راویوں میں اسکا عورت ہونا تحقیق دکر ہے ام محض اسکا نام تھا) ۲۔ بخاری ص ۲۴، ۲۵، کتاب الخائز ص ۲۴، ۲۵ حذر اول کتاب الخائز، ۳۔ بخاری کتاب الخائز باب من جلس عبدالمصیہ



لطف طبع | کبھی کبھی طراوت کی باتیں فرماتے ایک دفعہ حضرت انس کو یکارا تو فرمایا اُو، دو کاں دُلّے "اس میں یہ مکتہ بھی تھا کہ حضرت انس سہایت اطاعت سوار تھے، اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتدادیر کاں لگائے رکھتے تھے، حضرت انس کے جھوٹے بھائی کا نام ابو عمر تھا، وہ کم سن تھے، اور ایک مولانا مال رکھا تھا، اتفاق سے وہ مر گیا ابو عمر کو بہت رنج ہوا، آپ نے اُس کو عمر دہ دیکھا تو فرمایا انا نعموما فعل العتد، یعنی ابو عمر ہمارے مولے نے یہ کیا کیا،

ایک شخص نے حدیث اقدس میں عص کی کہ نخل کوئی سواری عیاب ہو، ارتداد فرمایا کہ میں تم کو اوٹنی کا بیج دوں گا، اُٹھو لے کما یا رسول اللہ! میں اوٹنی کا بیج لے کر کہا کروں گا، آپ نے فرمایا کہ کئی اوٹنی ایسا بھی ہوتا ہے جو اوٹنی کا بیج نہ ہو، ایک ٹرہا حدیث اقدس میں آئی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ کو بہت نصیب ہو، آپ نے فرمایا ٹرہیاں بہت ہیں نہ جائیں گی، اس کو بہت صدمہ ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی، آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ٹرہیاں حدیث میں جائیں گی لیکن حواں ہو کر حائس گئی تھیں

ایک مددی صحابی تھے، حکام ام راہر بھا، وہ دھات کی حیریں آپ کی حدیث میں بدیہ بھیجا کرتے تھے، ایک دفعہ وہ ہتھ میں آئے، گالوں سے جو حیریں لائے تھے اُن کو مارا میں فروخت کر رہے تھے، اتفاقاً آپ اُدھر سے گزرے راہر کے پیچھے سے حاکراں کو گود میں دمالیا، انھوں نے کہا کون ہے جھوڑو، مڑ کر دیکھا تو سرورِ عالم تھے، ایسی مٹی اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سید سے لیٹا دی، آپ نے فرمایا کوئی اس علام کو خریدتا ہے؟ وہ لوے کہ یا رسول اللہ مجھ جیسے علام کو جو شخص خریدیگا نقصان اُٹھائے گا، آپ نے فرمایا، لیکن خدا کے نزدیک تمہارے دام زیادہ ہیں،

ایک شخص نے اگر سکا یہ کی کہ میرے بھائی کے سکم میں گرانی ہے، فرمایا تہد پلاؤ وہ دوبارہ آئے کہ تہد پلا یا لیکر شکایت اب بھی مانی ہی، آپ نے پھر تہد پلائے کی ہدایت کی، سہ مارہ آئے پھر وہی جواب ملا، چوتھی دفعہ آئے تو ارتداد فرمایا کہ خدا سچا ہے (قرآن میں ہے کہ تہد میں تھا ہی) لیکن تمہارے بھائی کا بیٹ جھوٹا ہی، حاکر پھر تہد پلاؤ، اب کی یلا یا تو تھا ہو گئی تھیں، معدہ میں مادہ فاسد کثرت سے موجود تھا، حسبِ یور اتیقہ ہو گیا تو گرانی حانی رہی،

اولاد سے محنت | اولاد سے بہایت محنت تھی، معمول تھا حب کبھی سفر و ملتے تو بس آہر حضرت فاطمہ کے پاس جاتے، اور  
 سفر سے واپس آتے تو جو شخص سے پہلے ماریا بہت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہ ہی ہوتیں، ایک دفعہ کسی عودہ میں گئے  
 اس اما میں حضرت فاطمہ لے صاحبزادوں (حی علیہا السلام) کے لیے چاندی کے لنگس ہوائے اور دروازہ پر دے  
 لٹکائے، آنحضرت صلعم واپس تشریف لائے تو خلاف معمول حضرت فاطمہ کے گھر نہیں گئے، وہ سمجھ گئیں، ورا پر وہ کو حاکم  
 کر ڈالا اور صاحبزادوں کے ہاتھوں سے لنگس اتار لیے، صاحبزادے روتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کیے  
 لنگس لے کر بار بار میں بھیج دیے کہ ان کے بدلے ہانی دانت کے لنگس لا دو،

حضرت فاطمہ حب آپ کی خدمت میں تشریف لائیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، انکی میتانی چومتے اور ایسی تسست  
 سے ہٹ کر ایسی جگہ ٹھاتے،

ابو قتادہ کا یاں ہو کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں حاضر تھے کہ دفعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ (آنحضرت صلعم کی خواہی  
 تھیں) کو کمرے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں مار ٹیٹھائی، حب رکوع میں جاتے تو انکو اتار دیتے پھر  
 حب کھڑے ہوتے تو چڑھالیتے، اسی طرح پوری مار آدا کی،

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں کسی کو ایسے حادثوں سے آہی محنت کرتے ہیں دیکھا جس قدر آپ کرتے تھے، آپ کے  
 صاحبزادے حضرت ابراہیم عوالی میں رو رہے یاتے تھے خود میرے تیں چار میل ہے، ان کے دیکھے کے لیے میرے  
 سے زیادہ جاتے، گھر میں دھواں ہوتا رہتا تھا، گھر میں جاتے، یہ کہ کو اما کے ہاتھ سے لے لیتے، اور موکھ جومتے، پھر میرے  
 کو واپس آتے تھے،

ایک دفعہ اقرع س حاس عرب کے ایک رئیس خدمت اقدس میں آئے، آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کا مسہ  
 جوم رہے تھے، عرض کی کہ میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کی کو دوسہ نہیں دیا، ارشاد فرمایا کہ جو اوروں پر رحم نہیں کرتا  
 اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا (یعنی خدا اس پر رحم نہیں کرتا)

حسین علیہ السلام سے لے انتماحت تھی، فرماتے تھے کہ میرے گلدستے میں، حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لجاتے تو فرماتے کہ میرے بچوں کو لانا، وہ صاحبزادوں کو لائیں، آپ اُن کو سونگھتے اور سیدہ سے لیٹاتے،

(ایک دفعہ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے، اتفاق سے حسین علیہ السلام سر ج کرتے یہیں ہوئے اُسے اُکسی کی طرح سے ہر قدم پر لڑکھڑاتے جاتے تھے، آپ صراطِ کر کے، سر سے اُتر کر گود میں اٹھالیا اور ایسے سامنے ٹھالیا، پھر درمایا جدائے رخ کہا ہوا لَئِمَّا آمَوُا الْكَفَّةَ اَوْ لَا كَفَّةَ، فرمایا کرتے تھے، حسین میرا بڑا اور میں حسین کا ہوں، خدا اُس سے محبت رکھے جو میں سے محبت رکھتا ہو،

ایک دفعہ امام حسن یا امام حسینؑ دوس مارک پر سوار تھے، کسی نے کہا کیا سواری ماتھ آئی ہے، آپ نے فرمایا اور سوار بھی کیا ہے؟

ایک دفعہ امام حسن یا حسینؑ (راوی کو بتائیں یا وہیں رہا) آپ کے قدم پر قدم رکھ کر کھڑے تھے، آپ نے فرمایا اوپر چڑھ آؤ، اُنھوں نے آپ کے سیدہ پر قدم رکھ دیئے، آپ نے مجھ جوم کر فرمایا اے خدا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی رکھ،

ایک دفعہ آپ کہیں دعوت میں جا رہے تھے امام حسین علیہ السلام راہ میں کھیل رہے تھے، آپ نے آگے ٹھکرات بھیلادیئے، وہ ہستے ہوئے یاس آ کر کل جاتے تھے، مالاخر آپ نے اُن کو پکڑ لیا، ایک مات کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سیدہ سے لیٹالیا، پھر فرمایا کہ حسین میرا بڑا اور میں اُسکا ہوں،

اکثر امام حسن علیہ السلام کو گود میں لیتے اور اُن کے مہ میں مہ ڈالتے اور فرماتے کہ خدایا میں اس کو چاہتا ہوں اور اُسکو بھی چاہتا ہوں عوا میں کو چاہے

آپ کے داماد (حضرت ربیع کے تنہا) حب در میں قید ہو کر اُسے توحید کی رقم ادا کر سکے تو کھڑکھلا بھیجا، حضرت

۱۔ امام ربیع اس سائل ربیع کی نسبت ربیع سے لکھائے کہ حص اہل علم نے اس کو صیف الخاطیہ کہا ہے ۲۔ ادب المفرد بخاری صفحہ ۵۰۵ ۳۔ ادب المفرد بخاری صفحہ ۷۳،

ریختے ایسے گلے کا ہار بچھڑا، یہ وہ ہار تھا کہ حصرت ربیب کے ہمیر میں حصرت حدیجہ مے اکو دیا تھا، آنحضرت صلعم لے  
ہار دیکھا تو مٹیاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے، پھر صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ ہار زینب کو بھیج دوں،  
سب نے سر جھٹیم منظور کیا،

حصرت ربیب کی کس صاحبزادی کا نام امامتہ تھا، اُن سے آپ کو بہت محبت تھی، آپ ہار پڑھے میں بھی اُن کو  
ساتھ رکھتے حب آپ ہار پڑھتے تو وہ دوش مارک پر سوار ہو جاتیں، رکوع کے وقت آپ اُن کو کا مٹھے سے اُتار دیتے  
پھر کھڑے ہوتے تو وہ پھر سوار ہو جاتیں، روایتوں کے الفاظ سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم خود اُن کو کا مٹھوں پر بٹھالیتے  
اور اُتار دیتے تھے، لیکن ابن القیم نے لکھا ہے کہ یہ عمل کثیر ہے، وہ خود سوار ہو جاتی ہوں گی اور معہ فرماتے ہو گئے،  
(آپ کی ایک ایسی حالت رُعب میں تھیں، صاحبزادی لے ملا بھیجا، آپ تشریف لے گئے تو لڑکی اسی حالت میں  
آنکھوں میں رکھ دی گئی، آپ نے اُسکی حالت دیکھی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حصرت سعد نے کہا یا رسول اللہ  
آپ یہ کیا کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا یہ رحم ہے جسکو خدا نے ایسے سبوں کے دل میں ڈال دیا ہے،  
حصرت ابراہیم کی وفات میں بھی آپ نے آمیدہ ہو کر فرمایا تھا، آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل عمرہ ہو رہا ہے لیکن  
مہر سے ہم وہی باتیں کہیں گے جس کو خدا پسند کرنا ہے، لیکن یہ محبت صرف ایسے ہی آل و اولاد تک کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ  
عموماً بچوں سے آپ کو اُس تھا،)



## ازواجِ مُطہرات

### حضرت خدیجہؓ

سلسلہ نسب یہ ہے، خدیجہ بنت حویلہ بن اسد بن عبد العزیٰ بن قُصَی، قُصَی بن ہیکم بن عبد مناف بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن معدی کدہ بن عدنان بن آدم بن نوح علیہ السلام کے خاندان سے ملتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سے پہلے وہ طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں، انکی والدہ فاطمہ بنت زیدہ تھیں، انکے والد ایسے قبیلہ میں ممتاز تھے، مکہ میں اگر سکونت اختیار کی اور موعدا الدار کے حلیف تھے، عامر بن لوی کے خاندان میں فاطمہ بنت زیدہ سے نکاح کیا، انکے نسل سے حضرت خدیجہ پیدا ہوئیں، انکی پہلی شادی ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی، ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ہشدر تھا، ابوہالہ کے انتقال کے بعد عقیق بن عائد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کہ اُس کا نام بھی ہشدر تھا، اسی سائر حضرت خدیجہ ام ہشدر کے نام سے یکاری حاتی تھیں، ہشدر نے اول اسلام قبول کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مفصل حلیہ اسی کی روایت سے منقول ہے، ہدایتِ صبیح و صلیح تھے، حضرت علیؓ کے ساتھ جنگِ جمل میں شریک تھے اور شہید ہوئے،

عقیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں جس کے مفصل حالات گذر چکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ اولادیں ہوئیں، دو صاحبزادے کہ دونوں بچیں میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں، حضرت فاطمہؓ رہی، حضرت ریب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، ان کے حالات آگے آئیں گے،

حضرت خدیجہؓ کی ایک ہنہ تھیں وہ اسلام لائیں اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد تک رمدہ رہیں، حضرت خدیجہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے اتنا محبت تھی، وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو انکی عمر چالیس برس کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سالہ تھے، نکاح کے بعد وہ پچیس برس تک رمدہ رہیں، ان کی زندگی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سادی نہیں کی، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ کبھی گھر میں کوئی حال و روح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہؓ

کی بہتیں عورتوں کے پاس گوتست بھواتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ گو میں نے حدیث کو نہیں دیکھا، لیکن محکوم قدر  
اں پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، اسکی دھیرہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیئتہ اں کا ذکر کیا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے  
اس پر آب کو رنجیدہ کیا، لیکن آب نے فرمایا کہ حواس نے کھو اں کی محنت دی ہے،

ایک دفعہ اں کے انتقال کے بعد اکیس ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اُنیں اور امتیاد اں کے قاعدہ سے امدار کرنے  
کی اجازت مانگی، اں کی آواز حضرت حدیث سے ملتی تھی، آب کے کالوں میں آواز ٹپٹی تو حضرت حدیث یاد آگئیں، اور آب  
تھک اُٹھے اور فرمایا کہ ہاں، ہوگی، حضرت عائشہ بھی موجود تھیں، اں کو ہایت رشک ہوا، لولیں کہ آب کیا ایک بڑھیا  
کی یاد کیا کرتے ہیں جو مکنیں، اور حوالے اں سے اچھی آب کو بیویاں دیں، صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے،  
لیکن استیعاب میں ہر کراس کے حوالے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گز نہیں، جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انھوں  
نے تصدیق کی جب لوگ کا مرتے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی میں نہ تھا تو انھوں نے میری مدد کی،

### حضرت سودۃ بنت زمعہ

ارواح مطہرات میں یہ فیصلت صرف حضرت سودۃ کو حاصل ہو کہ حضرت حدیث کے انتقال کے بعد سے پہلے وہی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں، وہ اندازے موت میں شرف اسلام ہو چکی تھیں، اس سبب اں کو قدیم الاسلام ہونے کا  
شرف بھی حاصل ہوا، اکیس ہاں سے پہلے سکر اں سے عروس ہوئی تھی، حضرت سودۃ انھیں کے ساتھ اسلام لائیں اور انہی  
کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت (ہجرت نامیہ) کی، حبشہ سے مکہ کو واپس آئیں، سکر اں نے کچھ دن کے بعد وفات پائی، اور  
ایک لڑکا یا لڑکا رچھوڑا جس کا نام عبدالرحمن تھا، انھوں نے حنک حلاوا میں تنہا دفن کر دیا،

حضرت حدیث کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیئتہ یرتیاں نکلیں تھیں، یہ حالت دکھ کر جو لہ ست حکیم نے عرص کی کہ ایک  
ایک مونس درین کی ضرورت ہے، آب نے فرمایا ہاں، گھر مال بچوں کا انتظام سب حدیث سے متعلق تھا، آب کے ایام  
سے وہ حضرت سودۃ کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا، اُنہیں صلا، بھر نکاح کا پیغام پایا، انھوں



لے کہا ہاں محمدؐ تشریف لے رہے ہیں، لیکن سودہؓ سے بھی تو دریافت کرو، عرصہ سب مرا تپے ہو گئے تو آنحضرتؐ خود تشریف لے گئے اور سودہؓ کے والد لے کاح بیٹھا، چار سو درہم مہر قرار دیا، کاح کے بعد عبداللہؓ رحمہ (حضرت سودہؓ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے، اور اُکو یہ حال معلوم ہوا تو سرریحاک ڈال لی کہ کیا عصب ہو گیا، جیسا کہ اسلام لائے کے بعد اسی اس حماقت ستاری یہ ہمتیہ اُکو اموس آتا تھا،

حضرت عائشہؓ اور سودہؓ کا حطہ اور کاح جو کہ قریب قریب ایک ہی زمانہ میں ہوا، اس لیے مورخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے، اس اسحاق کی روایت ہے کہ سودہؓ کو تقدم ہے، عبداللہؓ محمدؐ عقیل کا قول ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے نکاح میں آئیں،

سکل دساہب حضرت سودہؓ لمدا مالا اور مردہ امدام تھیں اور اس وجہ سے تیری کے ساتھ چل بھرہیں سکتی تھیں، حجۃ الوداع میں حب مروانہ سے روانہ ہوئے کا وقت آیا تو اُنھوں نے آنحضرتؐ صلعم سے اسی سائر سے پہلے چلنے کی اجازت مانگی کہ اُن کو بھڑبھڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی،

آیت حجاب سے پہلے عوب کے قدیم طریقہ رواج مطہرات قصائے حاجت کے لیے صحرا کو حایا کرتی تھیں، حضرت عمرؓ کو یہ مانگوں ہوتا تھا اس سائر آنحضرتؐ صلعم کی خدمت میں یردہ کی تحریک کرتے رہتے تھے، لیکن ابھی انکی استدعا قبول نہیں ہوئی تھی کہ حضرت سودہؓ رات کے وقت قصائے حاجت کے لیے نکلیں، جو کہ انکا قدما یاں تھا حضرت عمرؓ لے کر، سودہؓ آنکھوں سے پھونک لیا، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب مارل ہوئی،

۱۔ طقباس ہر کہ رمضان سلمہ میں انکا کاح ہوا، رفاانی نے شہ بھی لکھا ہے، یہ اختلاف اس سائر ہے کہ وہ حضرت حذیفہ کے وفات کے میں اختلاف ہے، ۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۲۶، آیت حجاب کے سال رسولؐ میں سخت اختلاف ہے، ایک روایت یہ ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہؐ صلعم سے کہا کہ آپ کے ہاں بیک و مدہر قم کے لوگ آتے ہیں، کاس آیت انکو روئے کا حکم دے، اس حور نے ایسی معسر میں عاہد سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ صلعم صحابہ کے ساتھ کھا کھا رہے تھے، حضرت عائشہؓ بھی سرک طعام تھیں، ایک آدمی کا ہاتھ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ سے چھو گیا، رسول اللہؐ صلعم کو مانگوں کہ را، اسیر آیت حجاب اُبری عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت سب کے دعوت ولیمہ میں آیت حجاب مارل ہوئی، جیسا کہ صحاح میں واقعہ تفصیل موجود ہے، حاطہ اس حور نے ال روایتوں میں لطیف دی ہے کہ آیت حجاب کے ردول کے بعد اسباب تھے، جہیں آخری سبب حضرت سب کا واقعہ تھا اور وہی آیت کا سال رسولؐ ہے کہ کہ وہ خود اس میں واقعہ کی طرف اشارے مانے جاتے ہیں، (مسح البخاری جلد ۱ ص ۲۱۹)

**اخلاق و عادات** | آنحضرت صلعم کے اخلاق و عادات میں سخاوت و فیاضی ایک نمایاں وصف تھا، اس سبب صحابہ میں جس کو آپ سے جس قدر قرب حاصل تھا اُسی قدر اسیر اس وصفِ حاصل کا زیادہ اثر پڑتا تھا، ارواحِ مطہرات کو آپ کی اخلاق و عادات و صفات سے متمتع ہونیکا سب سے زیادہ موقع حاصل تھا، اس لیے یہ وصف اُن میں عموماً نظر آتا ہے، حضرت سودہ اس وصف میں بہ استثنائے حضرت عائشہ سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے انکی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لالے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے، بولا درہم، بولیں کچھور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں، یہ کہہ کر اُسی وقت سکو تقسیم کر دیا،

اطاعت اور فرماں برداری بھی ان کا خاص وصف ہے، اور اس وصف میں وہ تمام ارواحِ مطہرات سے ممتاز ہیں،  
**رد ام حدیث** | ان کے دربار سے صرف یاخ حدیثیں مروی ہیں، جس میں سے بخاری میں صرف ایک ہی صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابو یحییٰ بن عبدالرحمنؓ، اسعد بن زرارةؓ نے اُن سے روایت کی ہے،

**وفات** | حضرت سودہ کے سبب وفات میں اختلاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ ردیک انھوں نے امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں ۲۲ھ میں وفات پائی، حناط ابن حجرؒ ان کا سال وفات ۲۲ھ قرار دیتے ہیں امام بخاری نے تاریخ میں سد صحیح روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں انتقال کیا، وہی نے تاریخ کبیر میں اس پر یہ اصرار کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری زمانہ میں وفات کی، حضرت عمرؓ نے ۲۳ھ میں وفات پائی ہے، اس لیے ان کا زمانہ وفات ۲۲ھ ہوگا، حمیس میں ہے کہ یہی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے،

### حضرت عائشہؓ

عائشہ نام تھا، اگرچہ اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تاہم ایسے بھائے عبداللہ بن ابی اسیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت کرتی تھیں، ماں کا نام رباب، اور ام رومان کنیت تھی، لغت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں،  
سلسلہ سوری میں آنحضرت صلعم کے ساتھ نکاح ہوا، اُس وقت شش سالہ تھیں، آنحضرت صلعم سے پہلے حیر بن مطعم کے

۱۔ رد فانی جلد ۳ ص ۲۶۲ میں یہ تفصیل مذکور ہے طبع اس سعد میں صرف پہلی روایت اصل کی ہے

۲۔ ضرب عائشہ کے حالات اور خصوصیات ان کے علمی اہتمام و ادب کے لئے الگ فصل نصف درکار ہے یہاں صرف ضروری سوانح زندگی لکھ دیے گئے ہیں

صاحرا سے مسوت تھیں، حضرت حدیجہ کے اسقال کے بعد حولہ مست حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی تحریک کی، آپ نے  
 رصاصہ دی طاہر کی، حولہ نے ام رومان سے کہا، اہول نے حضرت ابوبکر سے مدکور کیا، لوے کہ حیریں مطعم سے وعدہ کر چکا ہو  
 اور میں نے کسی وعدہ خلافی نہیں کی، لیکن مطعم نے خود اس سارا کھا کر دیا کہ اگر حضرت عائشہؓ کے گھر میں گئیں تو گھر میں اسلام  
 کا قدم آ جائیگا، ہر حال حضرت ابوبکر نے حولہ کے دربیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا، چار سو درہم مہر قرار پایا، لیکن مسلم میں  
 حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ارولح مطہرات کا مہر پانچ سو درہم ہوتا تھا

نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ۳ سال تک رہا، ۳ سالہ میں آپ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے اہل  
 دعیال کو مکہ میں چھوٹے تھے حبشہ میں اطمیناں ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن ابی ریحہ کو بھیجا کہ ام رومان، اسماء اور عائشہؓ کو لے  
 آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ریدس حارثہ اور افع کو حضرت فاطمہؓ، ام کلثوم اور حضرت سودہ وغیرہ کے لائے کے لیے روانہ فرمایا  
 حبشہ میں اگر حضرت عائشہؓ سخت بیمار میں مبتلا ہوئیں، استاد مرص سے سر کے مال تک چھڑ گئے، صحت ہوئی تو ام رومان کو  
 رسم عروسی ادا کر لے کا خیال آیا، اسوقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ چھوٹا بھول رہی تھیں کہ  
 ام رومان نے حضرت عائشہؓ کو آوردی اُن کو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئیں، اسہولک مسد دھویا، مال درست  
 کئے، گھر میں لے گئیں، انصار کی عورتیں اسطاریں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سبے مبارکباد دی، چاشت کے وقت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور رسم عروسی ادا ہوئی، سوال میں نکاح ہوا تھا، اور سوال ہی میں یہ رسم بھی ادا کی گئی۔ زمانہ قدیم  
 میں اس مہیہ میں طاعون آیا تھا، اس سائر اہل عرب اس مہیہ کو اس تقریب کے لیے مکروہ خیال کرتے تھے، اس خیال کے  
 منائے کے لیے عالمیہ مہیہ اصحاب کیا گیا تھا،

وفات | حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۹ برس تک زندگی بسر کی، ۱۰ سال کی عمر میں وہ آپ کے پاس آئیں،

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ سال فرمایا تو انکی عمر ۱۰ سال کی تھی، آنحضرت کے بعد حضرت عائشہؓ قرآن ۴ سال تک رمدہ رہیں، ۱۱

میں وفات پائی اُسوف انکی عمر ۶۶ سال کی تھی، وصیت کے مطابق حۃ النقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں، قاسم بن محمد

عبداللہ بن عبدالرحمن عبداللہ بن ابی علیق عروہ بن ربیع اور عبداللہ بن ربیع قرین اتارا، اسوقت حضرت ابوصیریہ

مرداں س حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے، اس لیے انھوں نے مارحمارہ پڑھائی،

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت عائشہ سے بہت محبت تھی، اسی محبت سے آپ نے مرص الموت میں تمام ادواح مطہرات سے اجارت لی، اور ایسی زندگی کے آخری دن حضرت عائشہ کے حجرے میں لٹکے، اس محبت کا اظہار حضرت یحییٰ سے ہوا تھا ان کے متعلق احادیث و سیر میں ہایت کثرت سے واقعات درج ہیں

علمی زندگی | حضرت عائشہ کی علمی زندگی بھی نمایاں حقیقت رکھتی ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان کے زمانہ میں فوے

دیتی تھیں، اکابر صحابہ و انھوں نے دقیق اعتراضات کیے ہیں، جنکو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے، اُن سے ۲۲۱ حدیثیں مروی ہیں، جس میں ۴۷ احادیثوں میں سے اتفاق کیا ہے، امام بخاری نے معروا اُن سے ۵۴ حدیثیں روایت کی ہیں ۶۸ حدیثوں میں امام مسلم معروہ ہیں، بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک جو تھائی اُن سے منقول ہے (ترمذی) میں ہے کہ صحابہ کے سامنے جب کوئی مشکل سوال پیش آتا تھا تو اس کو حضرت عائشہ ہی حل کرتی تھیں، اُن کے شاگردوں کا سال ہے کہ ہم نے اُن سے زیادہ کسی کو خوش تقریر نہیں دیکھا، تفسیر، حدیث، اسرار، شریعت، خطابت اور ادب و اسباب میں ان کو کمال تھا، شعرا کے بڑے بڑے قصیدے اُن کو رمانی یاد تھے، حاکم نے مستدرک میں اور اس سعدی طقات میں تفصیل ان واقعات کو لکھا ہے اور مسند اس فصل وغیرہ میں بھی حصہ حصہ اُن کے فصل و کمال کے دلائل و ثبوت ہد ملتے ہیں )

### حضرت حفصہ

حضرت حفصہ، حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں، ماں کا نام ریبہ بنت مطہر تھا، نعمت سے یاجرج رس پہلے عین ادس سال حب قریش جائے گنہ کو تعمیر کر رہے تھے پیدا ہوئے، اُن کی پہلی شادی جنیس بن حداد سے ہوئی، اور اسی کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، جنیس نے عروہ در میں رحم کھائے، اور وائیں اگر انھیں رحموں کی وجہ سے شہادت پائی، جنیس نے ایسی یادگار لے رہا تھا، ۲۷، عام طوری پر ہی متہور ہو لکس اصاء میں ہو کہ عروہ احد میں سید ہوئے، حال اس حجرے فتح الناری میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے رقبہ کے اسماعیل کے بعد حضرت عثمان سے ان کے نکاح کی خواہش کی بھی اور یہ مسلم ہے کہ حضرت رقبہ کا اسماعیل عروہ در کے بعد ہوا اور اسی وجہ سے حضرت عثمان سرک عروہ در ہو سکے، اس سے تاب ہوا ہو کہ جنیس نے عروہ در کے بعد وفات پائی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان معوم بیٹھا ہوئے تھے، حضرت عمر عروہ در سے گرے، اور دھچکا کہ حفصہ سے نکاح کرے ہو، اسکی عدت گر گئی اگر جس نے احد میں شہادت پائی ہوئی لوگوں کی عدت کا زمانہ سیکھ ہوا حالانکہ انکا نکاح سیکھ میں ہوا (فتح الناری جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ ۱۵۳)

میں حصرت حصہ کے نسل سے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، حصرت حصہ کے بیوہ جو جانے کے بعد حصرت عمر کو ان کے نکاح کی فکر ہوئی، سو اتفاق سے اُسی زمانہ میں حصرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا، اس سبب سے پہلے حصرت عمر نے ان کے نکاح کی خواہش حصرت عثمان سے کی، انھوں نے کہا میں اس معاملہ میں عور کو دل لگا، حصرت عمر نے حصرت ابو بکر سے دکر گیا انھوں نے حاموتی اختیار کی، حصرت عمر کو ان کی بے اتفاقی سے رنج ہوا، اس کے بعد وہ صاحب رسالت یاہ نے حصرت حصہ سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حصرت ابو بکر حصرت عمر سے ملے اور کہا کہ جب تم مجھ سے حصہ کے نکاح کی درخواست کی اور میں حاموتی رہا تو مکہ کو آگے راہ لیں میں نے اسی سبب کی وجہ سے دیکر رسول اللہ نے انکا دکر گیا تھا، اور میں آپ کا راہ راں کر رہا ہوں یاہتا تھا اگر رسول اللہ نے اسے نکاح نہ کر لیا ہوتا تو میں اس کے لیے آمادہ تھا،

حصرت حصہ آخر حصرت عمر کی بیٹی تھیں، اس لیے مزاج میں دراتیری تھی، صحیح بخاری میں واقعہ ایلا کے متعلق خود حصرت عمر کا بیان ہے ”کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیر نہیں سمجھتے تھے، میں ایک دن کسی معاملہ میں عور کو رہا تھا، اتفاق سے میری بی بی نے محکومہ دیا، میں نے کہا تم کو ان معاملات میں کیا دخل ہے؟ بولیں کہ تم میری مات بید نہیں کرتے، حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ کو راکر جواب دیتی ہے، میں اٹھا اور حصہ کے پاس آیا، میں نے کہا بیٹی تم رسول اللہ کو جواب دیتی ہو یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجہ رہتے ہیں، بولیں ہاں ہم ایسا کرتے ہیں، میں نے کہا حردار، میں تمہیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، تم اس کے گھمڈ میں نہ آ جا، اس کے حسن نے رسول اللہ کو فریاد کر لیا ہے، (یعنی عائشہ)

رومی میں ہے کہ ایک دفعہ حصرت صفیہ رو رہی تھیں، انھیں حصرت سلمہ تشریف لائے اور روئے کی وجہ سے انھیں لکھا کہ محکومہ حصہ نے کہا کہ تم یہودی کی بیٹی ہو، آپ نے فرمایا ”تم ہی کی بیٹی ہو، تمہارا چچا یہودی ہے، اور یہ میرے نکاح میں ہو، حصہ تم پر کس مات میں فکر کر سکتی ہے؟“

ایک بار حصرت عائشہ اور حصہ نے صبیحہ سے کہا کہ ہم رسول اللہ کے روئیکہ تم سے زیادہ معریں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچا راہس بھی، حصرت صفیہ کو آگے راہ لیں، انھوں نے انھیں حصرت سلمہ سے اسکی نکاحیت کی، آپ نے فرمایا کہ ”تم نے

یہ کیوں ہمیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے ستھہر محمد، میرے مایہ مارون، اور میرے چچا موسیٰ ہیں“

حضرت عائشہ اور حضرت حصہ، حضرت ابوبکر اور عمر کی بیٹی تھیں، جو تقرب موسیٰ میں دوست بدوشت تھے، اس مایہ حضرت عائشہ اور حصہ بھی دیگر ارواح کے معاملہ میں ماہم ایک تھیں، لیکن کبھی کبھی خود بھی ماہم رتک و رقاس کا اظہار ہو جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حصہ دونوں آنحضرت صلعم کے ساتھ سفر میں تھیں، رسول اللہ راتوں کو حضرت عائشہ کے اوٹ پر چلتے تھے، اور اُس سے باتیں کر لے تھے، ایک دن حضرت حصہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اوٹ پر، اور میں تمہارے اوٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہ رچی ہو گئیں، آنحضرت صلعم حضرت عائشہ کے اوٹ کے ماس آئے حیر حصہ سوار تھیں، حب مرل پر بھیجے اور حضرت عائشہ نے آپ کو ہمیں یا یا تو ایسے مالوں کو ادھر (انک گھاس جو جس مں سب پھو رہے ہیں) کے درمیاں لٹکا کر کہے لگیں، خدا و خدا کسی بھوپا سب کو متقیں کر جو مجھے ڈس جائے“

وفات حضرت حصہ نے ۱۰ شہ میں حوامیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا، وفات مائی، وفات سے میت تر ایسے بھائی عبداللہ رحم سے اس وصیت کی تحدید کی جو حضرت عمرؓ نے ال کو کی تھی، کچھ جائداد بھی وقف کی، اور کچھ مال صدقہ میں دیا، مرواں س حکم لے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، مار حارہ پڑھائی، اور نسی حرم کے گھر سے معیرہ س تبعہ کے گھر تک حارہ کو کا مدھا دیا، یہاں سے قرتک حضرت ابوہریرہؓ حارے کو لے گئے، ال کے بھائی، عبداللہ، عاصم، سالم، عبداللہ حمزہ، عبداللہ س عمر کے لڑکوں نے قرین اُتارے،

لے اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے کہ ارواح مطہرات مں اس قسم کی روایں صرف حضرت حصہ و عائشہ کے متعلق مذکور ہیں، اس لیے اسکے اسباب کی تلاش کرنی چاہئے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے ساتھ ماضی کو جو عداوت تھی وہ قابل لحاظ ہو

۱۰ شہ حضرت حصہ کے بھی سہ وفات میں احباب ہو، ایک روایں کہ حمادی الاول ۱۰ شہ میں وفات مائی، اس وقت ال کا س ۹۰ سال کا تھا لیکن اگر سہ وفات ۱۰ شہ قرار دیا جائے تو انکی عمر ۶۳ سال کی ہوگی، انک روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان کی خلافت مں ۱۰ شہ میں اسفال کیا سہ روایں اس مارید ہونگی کہ وہ سہ اس مالک سے روایں کی کہ جس سال اولیٰ فتح ہوا حصہ نے اسی سال وفات مائی، اور اولیٰ فتح حضرت عثمان کی خلافت مں ۱۰ شہ میں مسیح ہوا لیکن یہ بحث غلطی ہے، اولیٰ فتح دومرتبہ مسیح ہوا ہے اس دوسری فتح کا مخر معاویہ س حدیج کو حاصل ہے اور سہ مسیح ۱۰ شہ میں ہوئی وہ سہ مالک نے حصہ کا سال وفات اسی فتح کے سہ کو قرار دیا ہے۔



## زینب ام الماسکین

زینب ام تھا، جو مکہ فقراء و مساکین کو ہدایت دیا صی کے ساتھ کھا مکھلایا کرتی تھیں اس لیے ام الماسکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں عبداللہ بن جحش نے جنگ احدؓ میں شہادت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال اُن سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہے یا نبی تھیں کہ اُن کا انتقال ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت حبیہ صبی اللہ علیہا کے بعد صرف یہی ایک نبی تھیں، انھوں نے وفات پائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مار حارہ پڑھائی اور حۃ القبیع میں دفن ہوئیں وفات کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال کی تھی

## حضرت ام سلمہ

ہمدام، ام سلمہ کنیت تھی، مایہ کا نام پھیل، اور ماں کا عاتکہ تھا، پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں آئیں۔ (خو زیادہ تر اسلمہ کے نام سے مشہور ہیں، اور حوا کے چچا زاد، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، ایسے تو ہر ہی کے ساتھ اسلام لائیں اور اُن ہی کے ساتھ سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، چنانچہ سلمہ اُن کے پیچھے حبشہ ہی میں پیدا ہوئے، حبشہ سے مکہ میں آئیں، اور یہاں سے مدینہ کو ہجرت کی، ہجرت میں انکو فیصلیت حاصل ہوئی کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں،

اُن کے پہلے سوہرا اسلمہ بڑے سہوار تھے، مشہور عرواۃ پدر و احد میں شریک ہوئے، عروہ احد میں حیدر رحم کھائے جس کے صدمہ سے حارہ ہو سکے، اور حماد بن ابی اسلمہ میں وفات پائی اُن کے حارہ کی ماریہایت اہتمام سے پڑھی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے و تنجیریں کہیں، لوگوں نے مار کے بعد یو جھپایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تو ہمیں ہوا، دریا یا یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے اسلمہ کی وفات کے وقت ام سلمہ حاملہ تھیں وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کر لیا تا تو انھوں نے حیدر عدت میں کیے،

۱۔ میں سخت عیور عورت ہوں

۲۔ صاحب عیال ہوں،

۳ میرا اس زیادہ ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سب رحمتوں کو گوارا کیا،

وفات | اہل سیرتین اللغات ہیں کہ ارواح مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ نے وفات پائی، لیکن اس کے سہ وفات میں بہایت اختلاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ ۹۰ سالہ تھیں، اور ایہم حرانی کے نزدیک ۸۰ سالہ ہے، اور قریب میں اسی کو صحیح کہا ہے، امام بخاری نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ ۸۰ سالہ میں وفات پائی، بعض روایتوں میں ہے کہ ۸۰ سالہ میں جب امام حمیس کی شہادت کی حرانی اس وقت اٹکا انتقال ہوا ہے، اس عند اللہ ہے اس روایت کی تصحیح کی ہے،

اس اختلاف روایت کی حالت میں سہ وفات کی تعیین مشکل ہو رہی ہے یہی ہے کہ وہ واقعہ حرہ تک ریدہ تھیں مسلم میں ہے کہ حارث بن عبد اللہ بن ابی ریحہ اور عبد اللہ بن صفوان ام سلمہ کے خدمت میں حاضر ہوئے، اور اس لشکر کا حال پوچھا جو ریں میں دھس جائے گا، یہ سوال اس وقت کیا گیا تھا جب ریدہ نے مسلم بن عقیلہ کو لشکر تمام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تھا، اور واقعہ حرہ میں آیا تھا، واقعہ حرہ ۸۰ سالہ میں پڑا ہے اس لیے اس سے پہلے انکی وفات کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔

ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کی وصیت کی مایہ سعیدس ریدہ نے مارحارہ ٹرھائی، لیکن اس روایت کے صحت میں کلام ہے، سعیدس ریدہ نے اختلاف روایت ۸۰ سالہ یا ۸۰ سالہ میں انتقال کیا ہے، اور یہ یقینی طور پر ثابت ہے کہ اس وقت ام سلمہؓ ریدہ تھیں، واقعہ یہ ہے کہ الوہریرہ نے اٹکا حارہ ٹرھایا، اگر انکی وفات کے وقت سعیدس ریدہ رہتے ہوتے تو حضرت الوہریرہ خلاف وصیت کیونکر حارہ ٹرھ سکتے تھے ہر حال ارواح مطہرات میں سب کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے وفات پائی، اور وفات کے وقت اس کی عمر ۸۰ سال کی تھی،

مصل وکمال | (ارواح مطہرات میں حضرت عائشہؓ کے بعد مصل وکمال میں انھیں کا درجہ ہے اس سجدے طاقاب میں اسکی تصریح کی ہے، روایت حدیث اور نقل احکام میں حضرت عائشہؓ کے سوا اور تمام نبیوں پر اس کو مصیلت حاصل ہے، صلح حدیبیہ میں جب صحابہ کو مکہ سے باہر حلقہ اور قرمانی میں تامل تھا تو حضرت ام سلمہؓ ہی کی تفسیر سے مشکل حل ہوئی، اور یہ انکی دائمی اور عقل و دانت کی سب سے بہتر مثال ہے، یہ واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل موجود ہے

## حضرت زینبؓ

ارواحِ مطہرات میں حوئی بیاں حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینبؓ بھی تھیں، خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کاتبِ سامیہ، یعنی وہ میرا مقابلہ کرتی تھیں اور ان کو اس کا حق بھی تھا، ہسی حیثیت سے وہ آنحضرتؐ صلعم کی پھوپھی زاد ہنس تھیں، جمال میں بھی ممتاز تھیں، آنحضرتؐ صلعم کو بھی اُن سے ہدایتِ محنت تھی، رہبرِ تورع میں چال تھا کہ جب حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اُس اتہام میں خود حضرت زینبؓ کی ہنس جملہ شریک تھیں تو آنحضرتؐ صلعم نے اُن سے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا،

مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا،

مجھ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی حیر کا علم نہیں،

حضرت عائشہؓ کو اُن کے اس صدق و اقرار حق کا خود اعتراف کرا پڑا،

عادات میں ہدایتِ حشوع و حشوع کے ساتھ مستول رہتی تھیں، جب آنحضرتؐ صلعم نے ان کو عقد میں لایا یا تو انہوں نے کہا کہ میں بغیر استخارہ کے کوئی رائے قائم نہیں کرتی،

ایک دفعہ آپؐ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینبؓ اس معاملہ میں کچھ بول اُٹھیں، حضرت عمرؓ نے ڈانٹا، آپؐ نے فرمایا ان سے درگزر کرو، یہ اواہ ہیں، (یعنی حاشع و متصرع ہیں)

ہدایتِ قانع اور ریاضِ طبع تھیں، خود ایسے دست و مارو سے معاش پیدا کرتی تھیں، اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اُن کا سالانہ ہفتہ بھیجا، انہوں نے اُس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برہمت رابع کو حکم دیا کہ میرے حامدانی رستہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دو، برہمے لے کر آ کر ہمارا بھی کچھ حق ہو، انہوں نے کہا کپڑے کے بیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے، دیکھا تو کاشی درہم بکھے، جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدا یا اس سال کے بعد میں عمر کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں، یہ دعا مقبول ہوئی اور اُسی سال اُن کا انتقال ہو گیا،

وفا | آنحضرتؐ صلعم نے ارواحِ مطہرات سے فرمایا تھا،

اَسْرِعْ لِي مَا فِي اَطْوَلَ لَكَ يَسَدًا،

تم میں مجھ سے جلدی ملے گی جس کا اٹھ لے لوں گا،

یہ استعارہ فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ارواحِ مطہرات اُسکو حقیقت سمجھیں، حیایہ ماہم ایسے ہاتھوں کو مایا کرتی تھیں، حسرتِ رمیٹ ایسی فیاضی کی ساری اس بیشکیگوئی کا مصداق ثابت ہوئیں، اور ارواحِ مطہرات میں سے سے پہلے انتقال کیا، کھس کا حودِ ساماں کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حسرتِ عمر بھی کھس دیں تو اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا، حیایہ یہ وصیت یوری کی گئی، حسرتِ عمر نے مار حارہ پڑھائی اس کے بعد ارواحِ مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قرمیں داخل ہوگا اچھوں نے کہا وہ تجھ حواں کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا، (حیایہ اسامہ، محمد بن عبد اللہ بن حنن، عبد اللہ بن ابی احمد بن حنن نے ان کو قرمیں مارا،)

۳۵ سال کی تھیں، ۲۵ برس کی عمر پائی، واقدمی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم سے حقوت نکاح ہوا اُسوقت ۳۵ سال کی تھیں،

### حضرت جویریہؓ

حضرت جویریہ حارث بن صرار کی بیٹی تھیں جو سیدہ سی مصطلق کا سردار تھا، مسامع بن صفوان سے شادی ہوئی تھی، جو عدوہ مرسیع میں قتل ہوا، اس لڑائی میں کثرت سے لوبڑی سلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے، اسی لوبڑیوں میں حضرت جویریہ بھی تھیں، جب مالِ غنیمت کی تقسیم ہوئی تو وہ مات س قیس بن ثمال الصاری کے حصہ میں آئیں۔

اسلام میں اگر آزار ہی ہو تو لوبڑی علام کچھ رقم ادا کر کے آرا دہو سکتے ہیں، اس طریقہ کو فقہاء کی اصطلاح میں کماست کہتے ہیں اسی اصول کے موافق حضرت جویریہ کماستہ لگئیں، انکو شرط کے موافق ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹،

وہ بھی رہی ہو گئے، آپ سے رقم ادا کی اور ان کو آراد کر کے نکاح کر لیا، یہ جریا بھیلا تو لوگوں سے قیدیہ سی مصطلق کے تمام لوڈی علاموں کو اس مار آراد کر دیا کہ آنحضرت صلیم لے ان لوگوں سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا، آراد سدہ علاموں کی تعداد ایک روای میں سا سو تائی گئی ہے، حضرت عائشہ کنتی ہیں کہ جویریہ کی کرکت سے سیکڑوں گھولے آراد کر دیے گئے، بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلیم سے خود حضرت جویریہ لے رخواست طاہر کی تھی اور آپ لے تمام قیدیوں کو اُپر بہہ کر دیا تھا حضرت عمرؓ لے شہ میں وفات مائی اور رشتہ المصنع میں دفن ہوئیں، اس وقت الحاس ۶۵ برس کا تھا،

### حضرت ام حبیبہؓ

رملہ نام، اور ام حبیبہ کیت تھی آنحضرت صلیم کی نعت سے، اسال پہلے پیدا ہوئیں اور عید النذس تحت سے عقد ہو گیا، آنحضرت صلیم مسوت ہوئے تو دونوں مشرف ماسلام ہوئے اور رشتہ کی طرف ہجرت تابیہ کی، ایک روایت ہے کہ انکی مٹی حبیبہ کی کیت کے ساتھ وہ مشہور ہیں، رشتہ ہی میں پیدا ہوئیں، رشتہ میں حاکر عید النذس تحت لے عصایت قول کر لی لیکن ام حبیبہ اسلام یرقائم رہیں، احلاف مہرب کی مایر عید النذس تحت لے اُس سے علیحدگی اصرار کی، اور اب وہ وقت آگیا کہ اکو اسلام، اور ہجرت کی صلیت کے ساتھ ام المؤمنین لے کاترف بھی چل ہو، جیابچہ آنحضرت صلیم لے عمر دس امیہ الصبری کو بختاشی کی خدمت میں لعرص نکاح بھیجا، حب وہ بختاشی کے یاس بھیجے تو بختاشی لے ام حبیبہ کو ایسی لوڈی اررہہ کے دریغ سے یہ نام دیا، کہ آنحضرت صلیم لے خلوت مہارے نکاح کے لیے لکھا ہو، ابھوں لے خالد سید اموی کو وکیل مہر کر لیا، اور اس مژدہ کے صلہ میں اررہہ کو چاندی کے دو گنس اور انگوٹھیاں دس، حب تمام ہوئی تو بختاشی لے جعفر سانی طالب اور دباں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا، اور آنحضرت صلیم کی طرف سے چار سو دیا مہر ادا کیا،

لے سال نکاح میں احلاف ہو، مسہور رہے کہ رشتہ میں نکاح ہو لیکن بعض رواہوں میں رشتہ بھی ماں لگا لگا ہے مکں ہے کہ آنحضرت صلیم اللہ علیہ وسلم لے عمر دس الصبری کو لعرص نکاح بھیجا ہو اور رشتہ میں نکاح پڑھا گیا وہیں میں بھی احلاف ہے کہ نکاح کماں ہوا اور کس لے پڑھا مکں مع رہے کہ رشتہ میں نکاح ہوا اور بختاشی لے نکاح پڑھا

لے مع روای ہی سے مکں اور بھی مختلف لعداں کی کئی ہے بعض رواہوں میں سو دو مار ہے بعضوں کے ردیک چار ہزار دیا رہے اور اودو میں دمار کے محاسے حار مراد ہم ہے رہبری کی روای میں عالیس اوقہ کی لعدا کا ذکر ہے اس لے اگر حادی ہوگی تو اس کے سولہ سو درہم ہوتے ہیں۔





سالِ وفات کے متعلق اگر یہ اختلاف ہو، لیکن صحیح یہ ہے کہ انھوں نے اسلحہ میں وفات پائی،

### حضرت صفیہؓ

صفیہؓ اصل مام نہ تھا، زرقانی نے لکھا ہے کہ عرب میں مالِ عیبت کا جو بہترین حصہ امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہو جاتا تھا، اُس کو صفیہ کہتے تھے، جو کہ وہ جنگ جبر میں اسی طریقہ کے موافق آنحضرت صلیم کے کالج میں آئی تھیں، اس لیے صفیہ کے مام سے مشہور ہو گئیں، درہ اصلی مام ریب تھا، ماب کا مام حی س احطب اور ماں کا مام صرہ تھا، حضرت صفیہ کو ماب اور ماں دونوں کے حاسب سے سیادت حاصل تھی، ماب قبیلہ موالصیر کا سردار، اور ماں قرظیہ کے رئیس کی بیٹی تھی، حضرت صفیہ کی سادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی، مشکم نے طلاں دی تو کماہ س انی الیقین کے کالج میں آئیں، کماہ جنگ جبر میں مقتول ہوا، حضرت صفیہ کے ماب اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئے، حب جبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو وحیہ کلثی نے آنحضرت صلیم سے ایک لوڈی کی درخواست کی، آنحضرت صلیم نے اجاب کر کے احارت دی، انھوں نے حضرت صفیہ کو متح کیا، لیکن ایک صحابی نے آب کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آب نے رئیس موالصیر و قرظیہ کو وحیہ کو دیا، وہ تو صرف آب کے قابل ہی، آب نے حکم دیا کہ وحیہ اس عورت کے ساتھ حاضر ہوں، وہ صفیہ کو لیکر آئے تو آب نے اں کو دوسری لوڈی عیبت ورمائی اور صفیہ کو آزاد کر کے کالج کر لیا، جبر سے رواہ ہوئے تو مقام صہبیا میں رسم عروسی ادا کی، اور جو کچھ ساماں لوگوں کے ماس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ ورمائی، وہاں سے رواہ ہوئے تو آب نے اں کو خود اپنے اوٹ پر سوار کر لیا اور ایسے عاسے اں پر پردہ کیا، یہ گویا اس مات کا اعلاں تھا کہ وہ اروح مطہرات میں داخل ہو گئیں۔

حضرت صفیہ کے ساتھ آنحضرت صلیم کو ہماست محنت تھی اور ہر موقع راں کی دلجوئی فرماتے تھے، ایک مار آب سفر میں تھے اروح مطہرات بھی ساتھ تھیں، حضرت صفیہ کا اوٹ سور اتفاق سے بیمار ہو گیا، حضرت ریب کے یاس ضرورت سے زیادہ اوٹ تھے آب نے اں سے کہا کہ ایک اوٹ صفیہ کو دیدو، انھوں نے کہا کیا میں اس یہودیہ کو ایسا اوٹ دوں؟ اس پر آنحضرت صلیم اللہ علیہ وسلم اں سے اس قدر مارا ص ہوئے کہ دو مہینے تک اں کے یاس نہ گئے

ایک مارا آبِ حشرت صغیہ کے پاس تشریف لے گئے دکھا کہ رو رہی ہیں، آپ بے روئے کی روح پوچھنی اہول ہے  
 کہا کہ حالتہ اور ریسکتی ہیں کہ ہم تمام ارواح میں اصل ہیں، ہم آپ کی روح ہوئے کے ساتھ آپ کی چچا را دہس  
 بھی ہیں، آپ بے فرمایا کہ تم بے یہ کیوں نہ کہدیا کہ ہماروں میرے ماپ، موسیٰ میرے چچا، اور محمد میرے توہر ہیں، اسلئے  
 تم لوگ کیونکر مجھ سے اصل ہو سکتی ہو؟

حشرت صغیہ بے سہ میں وفات مائی اور حمة القبیح میں دس ہوئیں،



## اولاد

آنحضرت صلعم کی اولاد کی تعداد میں سخت اختلاف ہو، متفق علیہ روایت یہ ہے کہ آپ کے چھ اولادیں تھیں، قاسم، ابراہیم، ریب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، ان تمام لڑکیوں نے اسلام کا مارہ پایا، اور ہجرت سے ترف اندوز ہوئیں، لیکن اس اسحاق نے دو صاحبزادوں کا نام اور لیا ہے، طاہر، طیب، اس سائر اولاد ذکر کی تعداد لڑکیوں کے برابر ہو جاتی ہے،

اس مارہ میں نام وال کے جمع کرے سے تاہم کہ آنحضرت صلعم کے مارہ اولاد تھی، جس میں آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں، لڑکیوں کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں، اللہ صاحبزادوں کی تعداد میں سخت اختلاف ہو، مجموعی تعداد آٹھ تک پونہ پچھتی ہے جس میں قاسم اور ابراہیم مرقام راویوں کا الفاظ یہ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے اور رقیہ حضرت حدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی،

## حضرت قاسم

آپ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے (اور غالباً موت سے گیارہ مارہ برس پہلے پیدا ہوئے ہوں گے) مجاہد کے نزدیک یہ صرف سب دل رہے، اس سعد کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ دو سال تک رہے رہے، اس فارس نے لکھا ہے کہ س تیر کو بیچ گئے تھے،

آنحضرت صلعم کی اولاد میں حطرح یہ سے پہلے پیدا ہوئے تھے، اُنسی طرح سے پہلے انتقال بھی کیا، عام روایت یہ ہے کہ قبل نعت وفات یائی،

(آنحضرت صلعم کی کنیت ابوالقاسم ابھیں کے امتنا سے ہے، آپ اس کنیت کو بہت پسند فرماتے تھے، صحابہؓ بھی حب آپ کا محبت سے نام لیتے، ابوالقاسم ہی کہتے، ایک دل آپ مارا رسے گدھر رہے تھے کہ تیجھے سے کسی نے یا امانا القاسم لکھ کر آواروسی، آپ نے مڑ کر دیکھا تو اُس نے کہا یا رسول اللہ میں اسی نام کے ایک اور شخص کو پکار رہا ہوں، رمع استناہ کے لیے پھر آپ نے مع فرما دیا کہ کوئی یہ کیوں رکھے،

## حضرت زینب

اہل سیر کا اتفاق ہے کہ لڑکیوں میں سب سے بڑی تھیں ریس کا رول ہو کہ حضرت فاطمہ کے مدیدار ہوئیں، لیکن اس کھلی کے ردیک انھیں صلعم کی سب سے پہلی اولاد حضرت ریس ہی ہیں، نصرت سے دس رس پہلے حب انھیں صلعم کی عمر ۳ سال کی تھی پیدا ہوئیں،

انھیں صلعم نے حب مکہ معظمہ سے ہجرت درانی لواء اہل و عیال مکہ میں رہ گئے تھے، حضرت ریس کی سادی ال کے حالہ راد بھائی الوالعاص سے بیعت لپیٹ سے ہوئی، عودہ مدرس الوالعاص گردار ہو گئے، حب یہ رہا کئے گئے لواء سے وطن لیا گیا کہ مکہ حاکم حضرت ریس کو بھیج دیں گے، الوالعاص نے مکہ حاکم ایسے بھائی کما کے ساتھ ال کو مدینہ کی طرف روانہ کیا، حاکم کھار کے معرض کا خوف تھا کما لے ہتیار ساتھ لے لیے تھے، مقام دی طوی میں پہچے توفیق کے خدا دیون نے تعاقب کیا، ہمارے اسودے حضرت ریس کو سرے سے رہیں ریگردا، وہ حاملہ تھیں حل ساقط ہو گیا، کما لے ترکش سے تیر کا لے اور کما کہ اب اگر کوئی دریب آیا تو اں بیروں کا تباہ ہوگا، لوگ ہٹ گئے تو الوعیال سرداراں قریش کے ساتھ آیا، اور کما تیر روک لوہکو کچھ لکھو کرنی ہے، اھوں لے تیر ترکش میں ڈال دیے، الوعیال لے کما مجھ کے ہاتھ سے غصہ میں بھی ہیں نکو معلوم ہیں، اب اگر تم علانیہ انکی لڑکی کو ہمارے قصہ سے کال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمروری ہو، ہم کو ریس کے روکے کی ضرورت نہیں، حب تور و جنگام کم ہو جائے، اُسوقت جیسے چوری لے جانا، کما لے یہ رائے تسلیم کی اور حیدر ور کے بعد ال کو رات کے وقت لیکر روانہ ہوئے، ریس حارہ کو انھیں صلعم نے پہلے سے بھیجا تھا، وہ لعل، احم میں تھے، کما لے ریس کو اُس کے حوالے کیا، وہ اکو لیکر روانہ ہو گئے،

حضرت ریس مدینہ میں آئیں اور ایسے تنہا الوالعاص کو حالت شرک میں چھوڑا، الوالعاص دو مارہ ایک سریہ میں گرفتار ہوئے، اُسوقت بھی حضرت ریس لے اکو سیاہ دی، مکہ حاکم اھوں لے لوگوں کی امانتیں حوالے کیں، اور اسلام

لے اصنام میں جو کہ الوالعاص مدرس کے ایک قافلہ کے ساتھ حادی الاول سنہ میں روانہ ہوئے انھیں صلعم نے دس حارہ کو، اسوار کے ساتھ سہا معام غصہ میں لعل ملا لکھ لوگ گردار کے گئے اور مال و اسباب لوٹ میں آنا امیں من الوالعاص بھی تھے، الوالعاص آئے تو حضرت ریس لے ال کو ساہ دی اور ال کی معائن سے انھیں لے اکا مال بھی واپس کر دیا

لائے اسلام لایکے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں آئے، حضرت ریبؓ نے اُنکو حال سرک میں چھوڑا تھا، اسلئے دونوں میں ماہم تفریق ہو گئی تھی وہ مدینہ آئے تو حضرت ریبؓ دوبارہ اُنکے کالج میں آئیں ترمیمی دعویرہ میں حضرت اس عاصؓ سے روایت ہے کہ کوئی حدید کالج میں ہوا لیکن دوسری روایت میں حدید کالج کی تصریح ہے، حضرت عبداللہؓ عاصؓ کی روایت کو اگرچہ اساد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے لیکن فقہائے دوسری روایت پر عمل کیا ہے، اور حضرت عبداللہؓ عاصؓ کی روایت کی تاویل کی ہے کہ کالج حدید کے مہر اور تشریط و عمرہ میں کسی قسم کا تعمیر ہوا ہوگا، اسلئے حضرت عبداللہؓ عاصؓ نے اسکو کالج اول سے تفسیر کیا، ورنہ بعد تفریق کالج ثانی ضروری ہے

الوالعاصؓ نے حضرت ریبؓ کے ساتھ ہدایت تشریعاً برتاؤ کیا، اور انحضرت صلعمؐ نے ان کے تشریعاً تعلقات کی تعریف کی، کالج حدید کے بعد حضرت ریبؓ بہت کم رہے ہیں، شہ ماہم میں (ماہم اختلاف روایت) الوالعاصؓ اسلام لائے تھے اور اس لیے شہم میں حضرت ریبؓ نے انتقال کیا، ام ایس، حضرت سودہ بنت زمعہؓ اور ام سلمہؓ نے عمل دیا، انحضرت صلعمؐ نے مارحارہ پڑھائی، الوالعاصؓ اور انحضرت صلعمؐ نے قرین اتارا،

حضرت ریبؓ نے دو اولاد چھوڑی امامت، اور علیؓ، علیؓ کی سمت ایک روایت ہے کہ بچوں میں وفات مائی، لیکن عام روایہ یہ ہے کہ کس رستہ کو بھیجے، اس عساکرے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں تہادت پائی،

امامہ سے انحضرت صلعمؐ کو ہدایت محنت تھی، آب ال کو اوقات مار میں بھی حد اہیں کرتے تھے، صحاح میں ہے کہ آب ال کو کا مدھے یر رکھ کر مار پڑھتے تھے، جب رکوع میں حالتے تو دوستس مارک سے اتار دیتے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے

تو پھر سوار کرا لیتے، انحضرت صلعمؐ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ حیریں ہدیہ میں بھیجیں، جس میں ایک ریں مار بھی تھا، اما ایک گوتہ میں کھیل رہی تھیں، آب نے فرمایا، میں اسکو ایسی محبوب ترین اہل کو دوں گا، ارواح نے سمجھا کہ یہ تشریف حضرت

عائشہ کو حاصل ہوگا، لیکن آب نے امامہ کو ملا کر وہ مار خود اُن کے گلے میں ڈال دیا، الوالعاصؓ نے حضرت ریبؓ عوام کو امامہ کے کالج کی وصیت کی تھی، حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو انہوں نے حضرت علیؓ سے اکا کالج کر دیا، حضرت علیؓ نے

تہادت یائی تو معیرہ کو وصیت کر گئے کہ امامہ سے کالج کر لیں، معیرہ نے کالج کیا اور اُن سے ایک بچہ پیدا ہوا حکا مام یحییٰ تھا، لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی، امامہ نے معیرہ کے ہاں وفات یائی،

### حضرت رقیہؓ

حِجَافِی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلیم کی لڑکیوں میں سب سے چھوٹی تھیں، لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ حضرت رقیہؓ کے بعد سترہ قتل ہوئے، اس سے پہلے اولاد کے مٹنے عقدہ سے مادی ہوئی، اس سے پہلے لکھا ہے کہ یہ مادی قتل ہوئی تھی، آنحضرت صلیم کی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کی سب سے مادی بھی اولاد کے دوسرے لڑکے کے عقدہ سے ہوئی تھی جب آنحضرت صلیم کی نعمت ہوئی اور آپ نے دعوت اسلام کا اظہار کیا، اولاد نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا، اگر تم مجھ کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا سوا بیٹھا حرام ہے، دونوں درمدوں نے ماب کے حکم کی تعمیل کی، آنحضرت صلیم نے حضرت رقیہؓ کی مادی حضرت عثمانؓ سے کر دی،

دولائی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ انکا نکاح رامہؓ غالب میں ہوا، لیکن خود ایک روایت حضرت عثمانؓ سے مروی ہے، جس میں رامہؓ اسلام کی تصریح ہے نکاح کے بعد حضرت عثمانؓ نے عشق کی طرف ہجرت کی، حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئیں، مدت تک آنحضرت صلیم کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا ایک عورت نے اگر خبر دی کہ میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے، آنحضرت صلیم نے دعا دی، اور فرمایا کہ ابراہیم اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبیؐ کی ولیکرا ہجرت کی ہے، عشق میں حضرت رقیہؓ کے ایک بچہ پیدا ہوا، حکام ام عبداللہؓ تھا، لیکن صرف ۶ سال زندہ رہا،

حضرت عثمانؓ عشق سے کمزور ہو گئے اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، حضرت رقیہؓ مدینہ میں اگر کیا رہیں یہ عہدہ مدبر کا رہا تھا، حضرت عثمانؓ ال کی تہوار داری کی وجہ سے شریک جہاد ہو سکے، عین مومی دل حسرت و ریدیں حارہ سے مدینہ میں اگر مسیح کا ترہ سایا، دلاب مائی، عہدہ مدبر کی وجہ سے آنحضرت صلیم کے حارہ میں شریک ہو سکے۔

### حضرت ام کلثومؓ

گنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں، سترہ عہدہ مدبر کا سال تھا جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو سب اولاد میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کر لیا، بخاری میں ہے کہ جب حضرت حصہؓ میوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیام دیا، حضرت عثمانؓ نے مانگ لیا، لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت کو یہ خبر معلوم

۱ اصل نام آمنہؓ تھا



ہوئی تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا میں تمکو عمار سے بہتر شخص کا بتا دیتا ہوں، اور عمار کے لیے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں  
 تم ایسی لڑکی کی شادی مجھ سے کرو، اور میں ایسی لڑکی کی شادی عمار سے کر دیتا ہوں، پھر حال نکاح ہوا، اور نکاح کے بعد حضرت  
 ام کلثومؓ ۶ برس تک حضرت عمار کے ساتھ رہیں، پھر ان کے انتقال کیا، آنحضرتؐ نے مہر حارہ پڑھائی، اور حضرت  
 علیؓ، حضرت فضلؓ، عباسؓ، حضرت اسامہؓ سب ریدے قبر میں امارا،

### حضرت فاطمہ الزہراءؓ

فاطمہ مام، رہبر اہل بیتؑ تھیں، اس ولادت میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ سلسلہ نعت میں پیدا ہوئیں، اس اسحاق  
 نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد قبل موت پیدا ہوئی، آنحضرتؐ صلعم کی نعت چالیس سال کی عمر میں ہوئی  
 تھی، اس سبب بعضوں نے دونوں روایتوں میں تطبیق دی ہے کہ سلسلہ نعت کے آثار میں حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئی ہوں گی  
 اور جو مکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے، اس لیے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہوگا، اس حورؓ نے لکھا ہے کہ نعت  
 سے مایح ۶ برس پہلے حب حارہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی، پیدا ہوئیں، بعض روایتوں میں ہے کہ موت سے تقریباً ایک سال متیر  
 پیدا ہوئیں،

حضرت فاطمہؓ (اگر اٹھ سال ولادت سلسلہ نعت صحیح تسلیم کر لیا جائے) جب پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئیں  
 تو سلسلہ میں آنحضرتؐ صلعم نے حضرت علیؓ کے ساتھ نکاح کر دیا، اس وقت حضرت علیؓ کا ۲۱ برس مایح مہینے کا تھا، حضرت  
 فاطمہؓ نے عقد کی درخواست سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ اور اُمّ کے بعد حضرت عمرؓ کی تھی، لیکن آنحضرتؐ صلعم نے کچھ  
 جواب نہیں دیا، جب حضرت علیؓ نے خواہش کی تو آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کر لے کو کچھ ہے ۹ لوے، ایک  
 گھوڑا اور زرہ کے سوا کچھ نہیں، آپؐ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لیے ضروری ہے، زرہ کو فروخت کر ڈالو، حضرت عمارؓ نے  
 ۴۴ درہم خریدی، اور حضرت علیؓ نے قیمت لاکر آنحضرتؐ صلعم کے سلسلے ڈال دی، آنحضرتؐ صلعم نے مال کو حکم دیا کہ مارا سے

لے حضرت علیؓ کے معلق ایک روایت ہے کہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے، اس کی بعض روایات کی مار ہے لیکن قول راجح یہ ہے کہ وہ  
 دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اس روایت کے دوسرے اسوب ال کا ۲۴ سال ڈیڑھ مہینہ کا تھا

جوتولائیں، عقد ہوا اور آنحضرت صلیم نے حیر میں ایک یلنگ اور ایک ستر دیا، اصنام میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک حارہ دو حکایاں، اور ایک شک بھی دی، اور یہ عجب اتفاق ہے کہ یہی دو حیریں عمر بھر کی رفیق رہیں

کالج کے اندر ہم عر دسی کا وقت آیا تو آنحضرت صلیم نے حضرت علی سے کہا کہ ایک مکان لے لیں، جیسا کہ حارہ النعمان کا مکان ملا اور حضرت علی نے حضرت فاطمہ کے ساتھ اس میں پیام کیا،

آنحضرت صلیم ہمیشہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے معاملات میں جو سگاری پیدا کرے کی کوسس دہاتے تھے، جیسا کہ جب حضرت علی اور حضرت فاطمہ میں کبھی کبھی جاگلی معاملات کے مصلحتیں ہوتی تھیں، تو آنحضرت دونوں میں صلح کرا دیتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا، آپ گھر میں سرسریف لے گئے اور صفائی کرا دی، گھر سے سرور کھلے، گوگوں لے یو جیہا آب گھوٹیں گئے تھے تو ادرجالت تھی، اب آپ اس قدر خوش کنوں ہیں، فرمایا میں نے ان دو بھوں میں مصالحت کرائی ہے، جو مجھ کو محبوب رہیں،

ایک مرتبہ حضرت علی نے ان پر کچھ سختی کی، وہ آنحضرت صلیم کے اس شکایت لیکر حلیں، بیچھے بیچھے، حضرت علی بھی آئے حضرت فاطمہ نے سکایت کی، آپ نے فرمایا مٹی ٹکڑو جو دھکھا یا ہے، کو کون تو ہر ای بی بی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔

حضرت علی میرا اس کا یہ اتر ہوا کہ انھوں نے حضرت فاطمہ سے کہا اب میں تمہارے خلاف مزاح کوئی بات نہ کروں گا،

(ایک دفعہ حضرت علی نے ایک دوسرا کالج کرایا، آنحضرت صلیم کو معلوم ہوا تو سخت مرہم ہوئے، آپ نے مسجد میں خطہ دیا اور اس میں ایسی ماری طاہر کی، فرمایا "میری لڑکی میرا گھر گوتہ ہے، جس سے اُسکو دکھ نہ بیچا، مجھے بھی ادیت ہوگی، جیسا کہ حضرت علی اس ارادہ سے مار آگئے، اور حضرت فاطمہ کی ردگی ناک بیکر کبھی دوسرا کالج کیا۔)

حضرت فاطمہ کے بیچ اولادیں ہوئیں، جس، جیس، محس، ام کلثوم، ریب، عس نے عین ہی میں اسحاق کیا، حضرت نہیں امام حسن، امام حسین علیہ السلام اور ام کلثوم، اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں متور میں،

حضرت فاطمہ نے رمضان ۱۱ھ میں آنحضرت صلیم کے انتقال کے ۴ ماہ بعد وفات پائی، اس وقت ان کا سن ۲۹

۱۱ھ میں جاری ذکر اہل بیت صلیم علیہ السلام ہیں جن کی حلاوت ہو مصلوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلیم کے بعد صرف اس دن رمدہ میں مصلوں نے حارہ میدان تاج مصلوں کے روکنے میں کے بعد اس حال ہو کسی نے ایک مہرہ کسی نے ۳ مہرہ اور مصلوں ۳ مہرہ دن لکھا ہے لیکن صحابہ میں حضرت عائشہ کے بعد ۶ مہرے والی رد اس مذکور ہے

سال کا تھا، اس کی تعین میں سخت اختلاف ہے، بعضوں نے ۲۴ سال، بعضوں نے ۲۵ سال، اور بعضوں نے ۳ سال بتایا ہے۔  
لیکن ررقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے، اگر ۲۴ سال ولادت قرار دیا جائے، تو اس دمت انکا یہ سن نہیں  
ہو سکتا تھا، البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کجائے تو اس سن کو سال ولادت قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اگر وہ روایت صحیح ماں لی  
جائے کہ وہ یایح رس قبل موت میں پیدا ہوئیں تو اس دمت انکا سن ۲۹ سال کا ہو سکتا ہے،

### حضرت ابراہیم \*

آنحضرت صلعم کی سب سے آخری اولاد ہیں، دیچہ شہد میں مقام عالیہ جہاں حضرت ماریہ قبطیہ رہتی تھیں پیدا ہوئے، اس  
سایر لوگ عالیہ کو مسترہ ابراہیم بھی کہنے لگے تھے، اور ان کی بی بی سلما نے جو آنحضرت صلعم یا آب کی بیوی بھی تھیں،  
دایہ گری کی خدمت احکام دی اور ان کے حب آنحضرت صلعم کو انکی ولادت کا مزدہ سایا تو آب نے اس کے صلی میں ایک علام  
عطا فرمایا، ساتویں دن عقیقہ ہوا، آپ نے مال کے برابر جادی حرات کی، اور حضرت ابراہیم کے مام پر نام رکھا، دودھ پلانے  
کے لئے تمام انصار نے حواہش کی، لیکن آپ نے اکوام ردہ حولہ مت مدرس رید الانصاری کے حوالہ کیا اور اس کے معاوضے  
میں کھجور کے جید وحت دیے پنجاری میں حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ نے یہ حدیث ام سیف کے متعلق کی تھی  
عناص نے لکھا ہے کہ ام سیف اور ام ردہ ایک ہی ہیں، یہ تاویل کچھ مستعد ہیں، لیکن ان کے توہر کام مام براس اس بتایا  
جاتا ہے، اور وہ الوسیف کی کیفیت کے ساتھ مشہور ہیں،

ام سیف حوالی مدیر میں رہتی تھیں، آنحضرت صلعم دوطمح سے وہاں جاتے، حضرت ابراہیم کو گود میں لیتے، اور چوستے  
ام سیف کے توہر لوہار تھے، اس لیے گھر وھوئیں سے بھرا رہتا تھا، لیکن آنحضرت صلعم ما و حود لطافت طبع گوارا فرماتے،  
ابراہیم نے ام سیف ہی کے یہاں اسقال کیا، آنحضرت صلعم کو حمر ہوئی، تو عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ تشریف لائے  
رس کی حالت تھی، گود میں اٹھالیا، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، عبد الرحمن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ آپ کی یہ حالت  
ہے آپ نے فرمایا یہ رحمت سے

عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی ٹڑا حص مر جاتا ہے تو حامد میں گس لگاتا ہے، اتفاق سے جس روز حضرت ابراہیم نے

وفات مائی، سوچ میں گس لگ گیا تھا، عام طور پر تہور ہو گیا کہ یہ اں کی موت کا اثر ہے، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا حیات اور سوچ خدا کی نشاں ہیں، کسی کی موت سے اں میں گس نہیں لگتا۔

چھوٹی سی حاریائی رحارہ اٹھایا گیا، آنحضرت صلعم نے خود مارحارہ پڑھائی، عثمان بن مظعون کی قر کے متصل دس ہوئے، قرین فصل بن عباس اور اسامہ نے اُتارا، آنحضرت صلعم قر کے کنارے کھڑے تھے، قریریانی چھڑکا گیا، اور اس پر ایک امتیاری علامت قائم کی گئی،

الوداد و داوریقی کی روایت کے موافق دو مہینہ دس دن کی عمر پائی، دیکھ سٹہ میں پیدا ہوئے تھے، اس روایت کی سائر سٹہ میں اس حال ہوا، واقعہ کے نزدیک ماہ ربیع الاول سٹہ میں وفات کی، اس لحاظ سے پھر پندرہ مہینے رمدہ رہے، بعض روایوں میں ہے کہ سولہ مہینے آٹھ دن کی عمر مائی، بعض لوگوں نے مدحیات ایک رس دس ماہ و دو دن لکھی ہیں، لیکن صحاح میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابراہیمؑ آیا ۱۰ مہینے تک رمدہ رہے،

## ازواجِ مطہرات کے ساتھ معاشرت

ازواجِ مطہرات کی تعداد تک نہی تھی، ان میں عام اصولِ مطرت کے موافق ہر مراح اور ہر طبیعت کی عورتیں تھیں باہم تنگ اور مامست بھی تھی، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ ہمیتہ و قنوتہ سے سر کرتے تھے، ان کی حورس و پوشش کا انتظام بھی حاطرِ حواہ نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے ان کو تنکایت کا موقع ملتا تھا، ان تمام حالات کے ساتھ بھی آپ کی حسنِ خلق یکھی سکس ہیں ٹر نی بھی،

حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کو لے اتنا محنت بھی، حب وہ عہدِ کلاخ میں آئیں تو آنحضرت صلعم کا ریاں تناب اور ان کا ٹرھایا تھا، تاہم آپ نے ان کی وفاب مک کوئی تادیبی نہیں کی، وفات کے بعد بھی حب کھی ان کا ذکر آجاتا، تو آپ حورس محنت سے لے تاہ ہو جاتے تھے، (بعض اذکر گر رکھی ہے)

حضرت خدیجہ کے بعد حضرت عائشہ ازواجِ مطہرات میں سے محبوب ترین تھیں، لیکن محنت کے اسباب وہ تھے جو عام انسانوں میں یا ئے جاتے ہیں، جس صورت میں حضرت صفہ ان سے ٹرھ کر تھیں، اور دوسرے بھی تھیں مگر ظاہری محاسن میں بھی دیگر ازواج اُن سے کم تھیں، لیکن حضرت عائشہ کی مالیت، دہانت - قوتِ اجتہاد و دقتِ نظر، وسعتِ معلومات، ایسے اوصاف تھے جو ان کی ترجیح کا اصلی سبب تھے،

ایک دفعہ حیدر ازواجِ مطہرات نے حضرت عائشہ زہرا کو سیر ماکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجا، حب سیدہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں، دستور کے موافق پہلے اوں طلب کیا، اجازت ملی تو سائے آئیں، اور عرض کی کہ ازواجِ مطہرات نے مجھ کو وکیل ماکر بھیجا ہے کہ آپ انوکھر کی مٹی کو ہم برکیوں ترشح دیتے ہیں، اُن حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا جاں پدر کیا تم اس کو نہیں جانتیں جسکو میں جانتا ہوں، حب سیدہ کے لیے اتسا کافی تھا، وائیں حاکر ازواجِ مطہرات سے کہنا، میں اس معاملہ میں دمل نہ دوں گی،

اب اس خدمت (معارف) کے لیے حضرت زینب اتحاب کی گئیں، کیونکہ ازواج میں سے حضرت زینب

خصوصیت کے ساتھ حضرت عائشہ کی ہمسری کا دعویٰ تھا، اس لیے وہی اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں، انھوں نے یہ پیغام ٹرمی دلیری سے ادا کیا، اور ٹرے روڑ کے ساتھ یہ تانت کرماجیا کہ حضرت عائشہ اس رتہ کی سخت نہیں ہیں حضرت عائشہ حبس رہی تھیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، حضرت ریب حب تقریر کر چکیں، تو مری یا کر کھڑی ہوئیں اور اس روڑ و تور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت ریب لاجواب ہو کر رہ گئیں، انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہ ہوا لو مگر کی ٹیٹی ہے۔“

اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سادی کرے کے لیے عورت کا اسباب چار اوصاف کی سائر ہو سکتا ہے، مال بس، حس، دیداری، سو تم دیدار عورت تلاش کرو، انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام میں سے مقدم جو حیرت پیش نظر ہوتی تھی وہ دیں ہوتا تھا، اس لیے ارواح میں بھی وہی زیادہ مسطور نظر ہوتی تھیں جس سے دیں کی خدمت زیادہ ادا ہو سکتی تھی ارواح مطہرات کو ماریانی کا زیادہ موقع ملتا تھا، وہ جلو و خلوت کی شریک صحت تھیں اس لیے مدہی احکام و مسائل کے علم و اطلاع کا بھی اں کو سب سے زیادہ موقع ملتا تھا، لیکن ساتھ ہی اس کی ضرورت تھی کہ مسائل کے سمجھے، اور حکمت سرعیت کی تک یہ بھی قابلیت ہو جس میں یہ قابلیت حقد ر زیادہ ہوتی اس بعد ر زیادہ تمتع اٹھا سکتا تھا، حضرت عائشہ محققہ دل و دماغ رکھتی تھیں، اس لیے قرب صحت سے اس قدر فائدہ اٹھا سکیں کہ ٹرے زے مارک اور دقیق مسائل میں وہ اکابر صحابہ سے محالفت کرتی تھیں اور انصاف بالائے طاعت است اکثر مسئلوں میں اُن کی معم و وقت نظر کا یہ بھاری نظر آتا ہے، چاہے اس کی کیفیت و تفصیل حضرت عائشہ کے حالات میں گر چکی ہے

معمول تھا کہ ہر روز آب تمام ارواح مطہرات کے گھروں میں (جو یاس یا س تھے) تشریف لیجاتے، ایک ایک کے ماس تھوڑی تھوڑی دیر بٹھرتے، حب اُن کا گھر آھا احکی ماری ہوئی دوتب کو وہیں قیام فرماتے یہ الوداد و کی روایت ہے، ررقانی میں حضرت ام سلمہ کے حال میں لکھا ہے کہ عصر کا وقت ہوتا تھا اور اتنا حضرت ام سلمہ سے

لے نہ دانتہ لوری تفصیل کے ساتھ بخاری اور دیگر احادیث کی کتابوں میں ہے الفاظ و اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں نے صرف مکہ صلی اور ایک دوسرے کی کسر سال کی بھی احسا کہ عام طور پر کس باہم حاکمی جھگڑوس کر رہی ہیں لکن یہ کم لپڑی ہے حضرت عائشہ نے اسی ررح کی وہ سکت دہ میں سال کی مولگی حکا جواب سکوب کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا ہوگا لے کتاب الکاح بخاری شریف



ہوتی تھی، بعض روایتوں میں ہے کہ جس کی ماری ہوتی تھی اُسی کے گھر پر تمام ارواحِ مطہرات آجاتی تھیں اور دیر تک صحت رہتی تھی، کچھ رات گئے سب حصت ہو جاتی تھیں، اس سے ظاہر ہو گا کہ گوارِ روح میں کبھی کبھی مہمان کا اظہار ہوتا تھا، لیکن دل صاف تھے، اور ماہم مکر لطفِ صحت اُٹھاتی تھیں، آنحضرت صلیم کے ترفِ صحت سے جس طرح الہامیوں کو حلا دی تھی اس کا ادارہ ان کے واقعہ سے ہو سکتا ہے، جیسے جناب عائشہ کو منافقین نے مہم کیا تھا، اس سے ٹھکر کر بیویوں کے لیے انتقام کا کیا موقع مل سکتا تھا، لیکن مادود اس کے کہ غیر متعلق لوگ تہمت لگائے میں آلودہ ہو گئے، تاہم ارواحِ مطہرات کا دامن صاف رہا، حضرت عائشہ کی بڑی حریف حضرت ریب تھیں، لیکن جب رسول اللہ صلیم نے اس سے استفسار فرمایا تو اسوں نے کالوں پر بات رکھا کہ حاتمہ بھنی تہمت ہے، حضرت عائشہ جب واقعہ انک کا ذکر کرتی تھیں تو ہمتہ حضرت ریب کی پاک ماضی کی شکرگزاری ظاہر کرتی تھیں، جیسا یہ بخاری کی متعدد روایوں میں تفصیلاً مذکور ہے

آنحضرت صلیم جس طرح ارواحِ مطہرات کی حاطہ داری فرماتے اور ان کی مارکِ مراحمیاں رد امت کرتے تھے، اس کا ادارہ دلیل کے واقعات سے ہو گا،

ایک دفعہ ارواحِ مطہرات سفر میں ساتھ تھیں، ساراں، اوٹ کو تیر ہائے لگے، آپ نے فرمایا دیکھا یہ آگئے (تیتے) ہیں

حضرت صفیہ کھانا ہایت عمدہ پکاتی تھیں، ایک دل اسوں نے کھانا پکا کر آنحضرت صلیم کے پاس بھیجا، آپ اس وقت حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے، حضرت عائشہ نے خادم کے ہات سے پیالہ چھین کر زمین پر دے مارا، آنحضرت صلیم نے پیالے کے ٹکڑے جس جس کر کچا کئے، اور ان کو جوڑا، پھر دوسرا پیالہ منگو کر وائیں کیا،

ایک دفعہ حضرت عائشہ آنحضرت صلیم سے رہم ہو کر ملہ دار سے باتیں کر رہی تھیں اتفاقاً حضرت ابو بکر صدیق آگئے حضرت عائشہ کو بڑا ڈر تھا، مارا جا کہ تو رسول اللہ سے جلا کر بولتی ہے، آنحضرت صلیم بیچ میں آگئے، اور حضرت عائشہ کے اڑے

لے بخاری میں یہ روایت کتاب النکاح کے دلیل میں ہے لیکن ارواح کے نام نہیں لائی میں نام کی تصریح ہے لیکن روایت میں کسی قدر اختلاف ہے۔

آگئے، حضرت ابوکر عصبہ میں بھرے ہوئے ماہر چلے گئے، آنحضرت صلیم نے حضرت عائشہ سے کہا کیوں! میں نے کس طرح تمکو بچا لیا حیدرور کے بعد حضرت ابوکر آنحضرت صلیم کی خدمت میں آئے تو وہ حالت بدل چکی تھی، بسے محکوم بھی صلح میں سر یک کیجیے، حیا کہ اُس موقع پر میں نے حگ میں ترکت کی تھی، آپ نے فرمایا ہاں اور ہاں

ایک دفعہ آنحضرت صلیم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو مجھ سے حب مارا ص ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں" بولیں کیونکر؟ ارتداد ہوا کہ حب تو خوش رہتی ہے (اور کسی مات رستم کھانی ہوتی ہے) تو یوں قسم کھاتی ہے محمدؐ کے خدا کی قسم" اور حب مارا ص ہو جاتی ہے تو کتسی ہے، اسراہیم کے خدا کی قسم" حضرت عائشہ نے کہا "ہاں یا رسول اللہ میں ضرر آپ کا مام چھوڑ دیتی ہوں"

حضرت عائشہ تنادی کے وقت بہت کم س تھیں اور لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ آنحضرت صلیم اتفاقاً آجاتے تو لڑکیاں بھاگ جاتیں، آپ اُن کو مل کر حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے،

صلتی ایک چھوٹا سا سرہ رکھتے ہیں حکو حراب کہتے ہیں اور جس طرح ہمارے ملک میں بیٹہ ہلاتے ہیں صلتی اس سے کھیلتے ہیں، ایک دفعہ عید کے دن صلتی یہ تانا دیکھا رہے تھے، حضرت عائشہ نے دیکھے کی خواہش ظاہر کی، آنحضرت صلیم آگے کھڑے ہو گئے حضرت عائشہ دوش مبارک پر رحرارے رکھ کر تانا دیکھے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کیوں ابھی تک تم سیر نہیں ہوئیں، بولیں ہمیں آپ حب ہو رہے یہاں تک کہ خود تھک کر ہٹ گئیں

ایک دفعہ حضرت عائشہ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں، آنحضرت صلیم ماہر سے تشریف لائے، گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے پر بھی تھے، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، بولیں کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے بھی پر تھے، آپ نے قسم فرمایا عوام میں مشہور ہے کہ پہلے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے، حضرت سلیمانؑ نے اس سائر گھوڑوں کی سیر میں اُن کی مار قصا ہو گئی تھی پر گھوڑا دیئے، اُس وقت سے یہ جاتے رہے لیکن تاتاں اب بھی جاتی ہے حضرت عائشہ م نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا تھا،

ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ آؤ تیر قدمی میں مقابلہ کریں حضرت عائشہ اُس وقت تک دُلی تلی تھیں، آگے  
 بکل گئیں، جس پر زیادہ ہوا اور نر امدام ہو گئیں تو پھر سانبھ کی بوت آئی، اس کی وہ بھیجے رہ گئیں، آپ نے فرمایا  
 یہ اُس دن کا حوالہ ہے

ارداح مطہرات اور اہل وعمال | (اساں مدت خود فائدہ کسی کر سکتا ہے، سخت سے سخت کلمہیں اُٹھا سکتا ہے، رحارف دیوی  
 کی  
 سادہ زندگی | کو کلیتہ چھوڑ سکتا ہے، لکن وہ ایسے اعزہ واقرا، یا مخصوص عزیر بریں اولاد کو اس قسم کی سادہ

اور متعصاہ زندگی بسر کرے یہ مجبور ہیں کر سکتا، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس لوگوں نے راہِ سادہ زندگی بسر کی ہے، انھوں  
 نے ایسے آپ کو بھیجی اہل دعیال کے جھگڑوں سے الگ رکھا ہے، دنیا کی مہی مایہج میں صرف آنحضرت صلعم کی زندگی اس  
 کلیہ کی ایک مسئلہ مثال ہے، آپ کے لوسیاں تھیں جس میں بعض مار و دھمت میں ملی تھیں اور اکثر معر گھراؤں سے تعلق  
 رکھتی تھیں، اس لیے ان کا قدرتی میلان عدا مانے لطیف و لاس مانے فاحرہ کی طرف ہو سکتا تھا، متعدد صیغہ الس بھیجے تھے  
 حکو کھانے پیسنے کی ہر جوتنگوار اور جوتما حراپی طرف مائل کر سکتی تھی، آنحضرت صلعم کو حیا کہ اور کے واقعات سے معلوم ہوا ہوگا اعزہ  
 اولاد اور ارداح مطہرات کے ساتھ سخت محنت تھی، آپ نے رہبایت کا بھی قلع قمع کر دیا تھا، اور فتوحات کی کثرت مدینہ  
 میں مال درر کے حرا لے لٹا رہی تھی، لیکن مایہج میں آنحضرت صلعم نے ایسی دات کی طرح اکو بھی رحارف دیوی کا جو گریہیں  
 سایا، بلکہ ہر موقع پر روک ٹوک کی، اس سارے آپ کے عام حامداں کی زندگی آپ کے اُسوہ حسہ کا اعلیٰ ترین مظہر گئی

حضرت فاطمہ آپ کی محبوب میں اولاد تھیں لیکن انہوں نے آپ کی محنت سے کوئی دیوی فائدہ نہیں اُٹھایا،  
 ان کی عام جاگی زندگی یہ تھی کہ اس قدر جکی بیٹی تھیں کہ ہاتھوں میں جھالے پڑ گئے تھے، مارا رشتک میں یا بی پھر کر لے  
 سے سے پر گھٹے پڑ گئے تھے، گھر میں جھاڑو دیے دیتے کیرٹے جھکٹ ہو جاتے تھے جو لٹے کے یاس بیٹھے بیٹھے کڑے دھوئیں سے  
 سیاہ ہو جاتے تھے، لیکن مایہج میں انھوں نے آنحضرت صلعم سے ایک مار گھر کے کار و بار کے لیے ایک لوڈی مانگی اور مانتے  
 کے جھالے لکھاے تو آپ نے صاف انکار کر دیا کہ یہ فقراء و سامی کا حق ہے۔

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہ کے یاس آئے، دکھا کہ انھوں نے ماداری سے اس قدر چھوٹا دو بیٹہ اوڑھا ہے کہ سر

ڈھاکتی ہیں تو مانوں کھٹاتے ہیں، اور مانوں چھپاتی ہیں تو سر پر ہرہہ جاتا ہے

صرف یہی ہیں کہ خود عام طریقہ اطہار محنت کے خلاف اکو آرائش یا رب دریت کی کوئی حیر نہیں دیتے تھے بلکہ اس قسم کی جو حیریں اکو دوسرے درائع سے ملتی تھیں اکو بھی مایسد مارتے تھے، جیسا کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ لے اں کو سوئے کا ایک ہار دیا، آپ کو معلوم ہوا تو درمایا، کیوں فاطمہؑ کیا لوگوں سے کہلوا ما چاہتی ہو کہ رسول اللہؐ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہؑ لے اُس کو وراٹھیا کی قیمت سے ایک علام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ کسی عروہ سے تشریف لائے حضرت فاطمہؑ نے بطور حیر مقدم کے گھر کے دروازوں پر پردہ لگایا، اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کو جامدی کے گنگس پہنائے، آپ حسب معمول حضرت فاطمہؑ کے یہاں آئے تو اس دیوی ساروساں کو دیکھ کر واپس گئے، حضرت فاطمہؑ کو آپ کی مایسدیگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے گنگس نکال دے، بچے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے، آپ نے فرمایا یہ میرے اہلیت ہیں، میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ اں رحارف دیاسے آلودہ ہوں، اس کے بدلے فاطمہؑ کے لیے ایک عصی کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو گنگس خرید لاؤ۔ ارواح مطہرات کے ساتھ آپ کو جو محنت تھی اس کا اطہار بھی دیا داراہ طریقہ سے ہمیں ہوتا تھا، جیسا کہ ارواح مطہرات نے حسب ایچھے کھائے اور ایچھے لباس کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے اُس سے ایلا کر لیا

تمام ارواح میں آپ کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ محبوب تھیں لیکن یہ محنت رنگیں لباسوں اور سہرے ریوروں کی صورت میں کبھی ہنس ظاہر ہوئی، امام نبیوں کا حوالہ اس تھا ہی حضرت عائشہؓ کا بھی تھا، جیسا کہ وہ خود فرماتی ہیں۔

ما کانت لاحد انا الا قوب واحد (بخاری ج ۱ ص ۴۵) ہم امام نبیوں کے پاس صرف ایک کھڑا کھڑا تھا

اگر کبھی اُس کے خلاف اُس کے دل پر دوسری آرائش کے سر و ساماں لڑا کرتے تو آنحضرت صلم اکو مع فرماتے، ایک مرتبہ اُنھوں نے سوئے کے گنگس پہنے (مسکت) آپ نے فرمایا اگر درس کے گنگس بچوں سے رنگ کر ہمیں تو ہتر ہوتا،

(تمام اہل و عیال و حوالادہ موت کو مانت تھی کہ وہ بیکلف درستی لباس اور سوئے کے ریور استعمال کریں، آپ اُس سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم کو اس کی تمنا ہے کہ یہ حیریں تمکو محنت میں ملیں تو دیامیں اں کے پہنے سے یہ ہیر کر دو)

لہذا روادو،  
عہ سائی  
کتاب الیہ  
عہ الصفا  
عہ ایض

انتظامِ جاگی | اگرچہ ارواحِ مطہرات کی تعداد ایک رماہ میں ایک سو بیس گئی تھی اور اس وجہ سے عام داری کے بہت سے کچھڑے تھے، تاہم آپ کو خود بس بیس، اُن حیردوں سے سروکار نہ تھا، ایسی دات کی سست تو الزام تھا کہ جو کچھ آتا، دس کے دس صرف ہوتا، یہاں تک کہ اگر دسے دلا کر کچھ باقی رہ جاتا تو آپ اُس وقت تک گھر میں نہ جاتے، جب تک وہ بھی کاجیر میں صرف نہ ہوتا، لیکن ارواحِ مطہرات، اور ممالوں کے کھائے بیٹے، رہنے سے کا انتظام حضرت بلالؓ کے متعلق تھا، اوداؤد میں عبداللہ بن ہورنی سے روست ہے کہ میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاگی انتظام کا کیا حال تھا، انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کاروبار میرے سپرد تھا، اور آغا رسے اخیراً وفات تک میرے ہاتھ میں رہا، معمول تھا کہ جب کوئی ماہِ اسماں آس کی حد میں حاضر ہوتا، تو نکلوا رہتا دھوتا، میں حاکم کہیں سے قرص لاتا، اور اُس کے کھائے کڑے کا انتظام کر دیتا

اہل و عیال | ارواحِ مطہرات کے لیے یہ انتظام تھا کہ بویہر کے مجلس میں سے اکا حصہ مقرر کر دیا گیا تھا، وہ دروحت کر دیا مصارف کا انتظام | حاتم سال بھر کے مصارف کے لیے کافی ہوتا، خیر سبج ہوا تو تمام ارواح کے لیے فی کس ۸ دس کھجور اور ۲ دس جو سالانہ مقرر ہو گیا، دس ۶ صاع کا ہوتا ہے حضرت عمرؓ کے رماہ میں بعض ارواح لے جس میں حضرت عائشہؓ بھی تھیں، میداوار کے دسے دس میں تھے لی۔

## نہ المجلد الثانی من سيرة النبوة على صاحبها الصلوة والتحية

کتبہ اسحاق بن ابی ہریرۃ رحمہ اللہ عنہ

